

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے خلاف شاہ علی اعزیز  
 کا فتویٰ، حضرت سید احمد شہید کا جہاد حریت، ۱۹۵۷ء کی  
 جنگ آزادی میں علماء کا حق، رشی خطوں کی تحریک، شیخ اہند  
 مولانا محمود الحسن اور دوسرے لاکھوں کی جدوجہد آزادی، ہند کے  
 تباہت مستزعات

# تفسیر حیات

خود نوشت سوانح

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

(۲ حصے کامل)

دارالاشاعت

اردو بازار کراچی ٹ۔ فون ۲۲۳۱۸۹۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

# نفسِ حیرت

## خودنوشت سوانح

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی روضہ

جلد اول و دوم

شرح الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی خودنوشت مکمل سوانح حیات اور زندگی  
میں انگریزی حکومت کے خلاف شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ حضرت بہادر احمد شہید  
کا جہاد حیرت انگیز کی جنگ آزادی میں علماء کا جہاد ریشمی خطوط کی ترکیب اور  
شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور دوسرے اکابر کی جدوجہد آزادی ہند کے نہایت  
مستند حقائق واقف کر کے

دارالاشاعت



فون ۲۱۳۴۶۸

اشاعت اقل

ناشر

بাহقام

طباعت

دارالاشاعت کراچی

خلیل اشرف عثمانی

رہنہ کے پتے

دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی

ادارۃ المعارف دارالعلوم کونٹلی کراچی

ادارۃ اسلامیات۔ ۱۹۰۰ اتار کلی لاہور

مکتبہ دارالعلوم دارالعلوم کونٹلی کراچی

# فہرست مضامین نقش حیات جلد اول

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۶۰	ہندوستان میں ہندو مت کا سفر۔	۷	تعارف اور درجہ تابعیت۔
۶۲	نہرند نکلنے کی کیفیت۔	۱۲	قطعہ تاریخ طباعت۔
۶۹	ہندو مت میں عیسوی مذہب سے واسطہ۔	۱۵	سنہ و تاریخ ولادت۔
۷۰	ہندو مت میں عیسوی مذہب سے واسطہ۔	۱۶	سلسلہ نسب۔
۷۹	جینائی مذہب سے واسطہ۔	۲۲	ذریعہ معاش خاندان۔
۸۰	وظائف کا نام لوگوں کے لئے تقریر۔	۲۳	والد صاحب مرحوم کی پیدائش و تربیت۔
۹۲	طیغ کا اثر و فوٹوش۔	۳۵	والد صاحب مرحوم کی شادی۔
۸۷	نفوس کا اجلا اور استخوان۔	۳۷	والد صاحب مرحوم کی ولادت۔
۹۱	بیعت و حضور مبارک و حضور انورؐ کی بیعت۔	۳۸	والد صاحب مرحوم کی تحریرات ہندوستان میں۔
۹۵	بیعت کے برکات۔	۴۰	والد صاحب مرحوم کی کج صحبت و بیزاری۔
۱۰۷	بشارت اور دعا وصال۔	۴۲	والد صاحب مرحوم کے شعر و حالات۔
۱۱۲	گلان تانی کے لئے سفر ہندوستان۔	۴۷	قطعات نصیب در فارسی۔
	ہندو مت میں عیسوی مذہب سے واسطہ۔	۴۷	۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۱۱۵	بیعت کے اصل ضرورت۔	۴۸	نصیب و شلو طیبہ کا اوراد۔
۱۱۸	مردی اور کلمہ خاندان صاحب دینی کا قصہ۔	۴۹	فراق و شرمیں۔
۱۲۰	رستا و حرام اور حلال کی حقیقت۔	۴۹	بچپن و شباب (۱۱ تا ۱۵ سال)۔
۱۲۷	حضور مولانا گنگوہیؒ کی اہم اقوال۔	۵۵	دارالعلوم دیوبند کی تعلیمات۔
۱۳۵	حضور مولانا لطیف علی صاحب دیوبند کی اہم اقوال۔	۵۸	دارالعلوم دیوبند کا استخوان۔

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۱	۵۵ - سوم -	۳۶	سنو ٹور اور شرف الیہا کے تعلق پر	۲۷
۱۷۵	۵۶ - چہارم -	۳۸	سنو ٹور وستان دوسری مرتبہ -	۲۷
۱۸۱	(۳) انگریزی نگار میں اہم سے مشورہ -	۱۳	۵۷ - کلاوال -	۳۸
۱۸۴	۵۸ - پہلی حالت -	۱۳۱	۵۸ - دیوبند کی حاضر کی باطنی وجہ -	۳۹
۱۸۳	انگریزی دور اور وجہات کا زور -	۳۷	۵۹ - دہلی اور دہلی کے	۴۰
۱۹۰	(۴) ٹورٹ کھوسوٹا اور مال بریادی -	۱۳۷	۶۰ - دستاوردگی کی حقیقت اور نظریہ -	۴۱
	انگریزی دور سے پہلے ہندوستان کی شمال	۱۴۰	۶۱ - میری دستاوردگی اور اس کا نقد -	۴۲
	داسکوئی گاماں آہ	۱۴۸	۶۲ - ہندوستان سے واپسی عجز -	۴۳
	انگریزی دور اور گورنمنٹ کی آمد اور	۱۴۹	۶۳ - تیسرا سفر ہندوستان -	۴۴
	پوشا ہند کی طرف سے مراعات	۱۵۰	۶۴ - حیرت و حیرت اور توکم کی حیثیت -	۴۵
	(۵) انگریزی حکومت کے تباہ کن نتائج	۱۵۱	۶۵ - واپسی میں منورہ تیسری مرتبہ -	۴۶
۲۰۲	۶۵ - تسلط ہندو تہذیبیات -	۱۵۲	۶۶ - سیاست سے بیرو تعلق -	۴۷
	کپتانی کا پہلا دور ۱۳۷۳ تا ۱۳۷۵		۶۷ - حضرت شیخ اہلبند و لا احمد انیس صاحب	۴۸
	کپتانی کا دوسرا دور	۱۵۳	۶۸ - نظریہ راج، انقلابی نشوونما، جذبہ باہادری	
	تسلط ہندو تہذیبیات کا ثمر		۶۹ - شہریت کی ابتدا -	
۲۰۹	۱۸۵۷ تا ۱۸۵۸ء		۷۰ - انگریزی دور میں ہندوستان کی	۴۹
	کپتانی کا تیسرا دور تسلط ہندو تہذیبیات		۷۱ - کی توہین و تمیز، انگریزوں سے پہلے	
۲۱۷	۱۸۵۸ تا ۱۹۰۵ء		۷۲ - ہندوستان کی سماجی اور سیاسی ترقی	۵۰
	۱۸۵۷ء کے بعد کے گورنمنٹ اور		۷۳ - انگریزی دور اور سماجی ترقی	۵۱
	کاشتکاری کی اصلاح اور کاشت کا فقدان		۷۴ - (۲) اصلاحی تباہی	
۲۲۷	گورنمنٹ کے اسباب -	۱۶۲	۷۵ - انگریزوں سے پہلے ہندوستان کی اصلاح	۵۲
۲۲۸	(۵) تیسرا دور کے پہلے بے برہمی	۱۶۳	۷۶ - اصلاحی برہمی کا اسباب و نتائج	۵۳
۲۳۳	برہادی صنعت و تجارت کی داستانیں		۷۷ - اقل سبب -	۵۴
	برہادی صنعت و تجارت کے پہلے دور	۱۶۹	۷۸ -	۵۵

نمبر	موضوع	صفحہ	نمبر	موضوع	صفحہ
۳۴۱	مسلمانوں کو بریاد کرنے کے طریقے	۸۷	۳۴۲	بربادی منسخت و تجارت کا دور طریقہ	۷۳
"	دافت مسلمان مسکون کی برطانی	۸۷	"	تجارت ناموں کے لکھنے کا ضابطہ	۷۴
۳۴۲	توپین و تھریں، دافت کی بربادی	۸۸	۳۴۳	ہندوستان کی دستکاری اور تجارت	۷۴
"	چائیدادوں کی ضابطی -	۸۸	۳۴۴	برباد کرنے کا تیسرا طریقہ	۷۵
۳۴۳	مسلمانوں کی آمدنی کے ضابطے -	۸۹	۳۴۵	فری ٹریڈ (آزاد تجارت)	۷۵
"	مسلمانوں کی فداغی آمدنیوں سے برطانوی	۹۰	۳۴۶	دستکاری اور تجارت کی بربادی کے نتائج	۷۶
۳۴۴	حکومت کے تحت کیا باقی رہ گیا -	۹۰	۳۴۷	وہی حاصل ہونے والی ٹیکسوں کی برطانی	۷۶
۳۴۵	مسلمانوں کی مسافروں پر تعلق کے ضابطے	۹۱	۳۴۸	راہوں کی تجارت -	۷۷
"	مسلمانوں کا دور سفر اور بیاد آمد -	۹۲	۳۴۹	دو برعادی اتحاد اور ہندو کی	۷۸
۳۴۶	انگریزوں کا ظفر پور تہی مسلمانوں	۹۳	۳۵۰	بہائے اطلاق، بقوت، بغض و عداوت	۷۹
۳۴۷	کو بریاد کرنے اور مسلمانوں کو قتلنا -	۹۳	۳۵۱	درا، لرقہ واریت اور تجارت کی برطانی	۷۹
۳۴۸	نہیں داری کے سلسلے میں مسلمانوں	۹۴	۳۵۲	مسلمانانہ ان کو ہوا چاہتا -	۸۰
۳۴۹	کی تباہی کی دور سی دوری -	۹۴	۳۵۳	درا، احمد شہنشاہ، خداری اور خود اپنے	۸۰
۳۵۰	مسلمانوں اور مسلمان پادشاہوں	۹۵	۳۵۴	اطلاعات کی خلافت و دنیا -	۸۱
"	سے خداری -	۹۵	۳۵۵	تربیع مکت کے متعلق ۱۸۵۷ء	۸۱
۳۵۱	اس نظام تہذیب کو قتلہ میں مروجہ	۹۶	۳۵۶	شاہی اعلان اور اس کی خلافت و دنیا	۸۲
۳۵۲	دوسرے خلافتی کا اقتدار -	۹۶	۳۵۷	خانہ علی چائیدادوں، ہائیر و دنیا حاصل	۸۲
۳۵۳	قانونی اداروں سے مسلمانوں کو خراج	۹۷	۳۵۸	کے متعلق اعلان اور اس کی خلافت و دنیا	۸۲
۳۵۴	مسلمانوں کو خاک کرنے کے بہت بوجھنا	۹۸	۳۵۹	آن مسلمانوں کو خراج میں سے کسی چیز سے	۸۳
۳۵۵	اور ہندو کے خلافت ان کو بریادنا -	۹۸	۳۶۰	پر و خراج کے اختیارات حاصل کرنے کے لئے	۸۳
۳۵۶	مسلمانوں کی برتری کا حق اور ان کو	۹۹	۳۶۱	اقتل مقصد کے متعلق اطلاعات	۸۴
۳۵۷	تہذیب سے نکالنے کی غلات -	۹۹	۳۶۲	اور خداری -	۸۴
۳۵۸	قانون اور اطلاعات سے مسلمانوں کی خراج	۱۰۰	۳۶۳	۱۲) انگریزوں کا ناموں میں مسلمانوں	۸۵
			۳۶۴	کو طرح طرح سے بر باد کرنا -	۸۵

شماره	موضوع	تعداد	موضوع	شماره
۲۸۲	مسئله‌های ارسطو کی شکایات -	۱۰۰	مسئله‌های کی شکایات	۱۰۱
۲۹۰	خاتمه جلد اول -	۱۰۷	مسئله‌های کی شکایات	۱۰۲

## فہرست مضامین جلد دوم صفحہ ۲۰۳ تا صفحہ ۲۰۶

### پر ملا حظہ فرمائیں

#### چند مطبوعات دارالاشاعت کراچی

عام	موضوع	تعداد	موضوع
	ایضاً العلوم اردو مصنف: امام غزالی		ایضاً العلوم اردو مصنف: امام غزالی
	توجہ: مولانا محمد حسن صاحب		توجہ: مولانا محمد حسن صاحب
	موضوعات محمد بن عثمانی		موضوعات محمد بن عثمانی
	ساز: ۲۰۱۲		ساز: ۲۰۱۲
۵۶	جلد اول صفحات ۵۲۸	۵۶	کسب صحیح طباعت
۵۷	جلد دوم - ۵۳۶	۵۷	سفید کاغذ
۵۸	جلد سوم - ۵۲۰	۵۸	مضبوط و مستحسن جلدی
۶۶	جلد چہارم - ۴۶۶	۶۶	مصحح تذکرہ امام غزالی
۲۲۷	کامل چار جلد - ۲۲۵۶	۲۲۷	از طرز شکیل عثمانی
	حضرت خاتون بیگم ایک بیسی بیس کتابت اعلیٰ اسلامیہ کراچی		انتکام اسلام
	الماسیاتی کی فہرست مضامین کا اضافہ کراچی دارالاشاعت کراچی		عربی خطوط
۱۳۱	کسب صحیح سفید کاغذ جلد ۱ مع صحیفہ ڈرامے کراچی	۱۳۱	سورہ شریف من خاتون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تعارف اور وجہ تالیف

از

عبد ذہانت، مولانا حفیظ الرحمن صاحب ناظم اعلیٰ کمیٹی علماء ہند و غیر ہند پورٹل ڈائریکٹرز انڈیا

(۱) جس قدری صلحت بزرگ کے رشتہاتِ تعلیم آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں اس کی شہرت و عظمت کی سطح میرے کما حقہ الفاظ سے بہت بلند ہے۔

کوئی نہیں جانتا کہ وہ بزرگ بالحد عالم با علم ہیں کہ مولانا حسین احمد مدنی کہا جاتا ہے اور علماء ہند کا بہت بڑا طبقہ اس سے یہاں تک ارجح و محترم تسلیم کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام کا صحیح خطاب ہی ان کے جذباتِ احکام کی گہرائی کو ظاہر کر سکتا ہے۔ وہ علم و عمل اور شریعت و طریقت کا وہ مجمع الہامی ہے کہ اگر ایک طرف اتباعِ سنت و اخلاقِ نبوت و پیروی صحابہ اور اسوۂ مشائخ کا سرچشمہ ہے تو دوسری جانب وہ ایسا بحرِ بے پایاں ہے جس سے جذباتِ حریت، ترقی، ملت، محبت و وطن پسندی، خلقِ خدا، جمہوری فروع انسانیت، اور ان کے لئے لڑنا اور بے چارہ قربانی کے پیشے ایسے کہتے ہیں۔ اس کا قلبِ حاملِ شریعت ہے اور عملِ تفسیرِ شریعت۔

دین اور ملی جذبات نے جس طرح خوف و وحشتِ الہی کی کشتک اس مقدس یعنی کے دل میں پیدا کی اسی طرح خدمتِ خلق کے پاک احساسات اس کے قلبِ حق آگاہ ہو گئے کہ اگر امتِ مسلمہ نہیں ہوئے اور اگر وہ نہ ہو کر رہے کی پوری ملی کیفیت اس کی صورت میں نمودار ہوئی جس نے اس کو عین و امامِ ماحمت و سکون سے قطعاً آشنا بنا دیا اور آج جب کہ مضر سال سے تمہارا ذکر کے جسمانی حالات مضبوطی کے حوالہ ہو چکی ہے اس



کہ پاک زندگی شبابِ بند و جہد سے ہم آغوش اور سی پیکم کی حامل ہے۔

(۲) عہد شباب کی بات ہے۔ وہ سید المرسلین، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مہم میں ہندس و ہندس کے گناہے قال اللہ و قال الامم کل خدمت انجام دیا کرتا تھا۔ اور مشرق و مغرب، افریقہ، چین اور ہندوستان کے تہذیبوں کے تعلق سے علم حاصل کیا۔ اس کی تربیت اُس کے علمِ اسی و باطنی کالات و حکمت سے فیضیاب ہوا کرتے تھے مگر اُس کی نگاہ حقیقت آگاہ نے جب یہ دیکھا کہ حیاتِ باطنی کس طرح مفلوجت کی قربانِ کلا پر عین نشہِ حالِ جاہلی ہے اور انسانیت کس طرح درودِ کرب میں جتنا ہے تب وہ خدمتِ حق کے تہا اس گوشہ پر قائم رہ سکا۔ اس نے صرف و خیر اسلام بلکہ عالمِ الٰہیت پر گہری نظر ڈالی۔ وہ فقر و محنت کے عالمِ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجازِ رحمت کے طفیل میں۔ رحمت و شفقتِ بختِ عدالت اور حمدِ دی و لغزائی کے جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جس کی رحمت، فقر و ناداریت کی تلنگناہوں سے آزاد اور تخریب اور گمراہی بند کی گئی۔ گروہِ خدایتِ پاک تھی اس نے دیکھا کہ مغرب کے فولادی بچے، مشرق کے گروہِ خدایت کو کھینچنے ہوئے لہریں لگتے ہیں۔ مشرق اس المیت سے تخریب ہو گیا۔ وہ بد بھری آواز سے انسانیت کے نام پر باہل کر رہا ہے۔ لیکن مسیحا سلام یسوعیوں کے دل ہم اور ہیرانی کے منہ ہم سے گلفناہ آگاہ ہو چکے ہیں۔

یہ پ کے ایشیاء میں گھرنے کی تصویر سے زیادہ بجا تک تھی۔ وہ علمِ ہتم کے نظریہ سے پناہ کا علم بردار تھا۔ جس کی دستانہ ستیاں جبرائیل سے لے کر سنگ پور تک اور آئرلینڈ سے لے کر چیک و ڈاک تک ہر ایک آزاد قوم کی عزت و عظمت پامال کر چکی تھی۔ ۱۹۱۵ء میں وطن عزیز کی تباہ حالی اپنی آنکھوں سے دیکھنا تھا۔ حکومتِ آک عثمانیہ کے زیرِ عہدہ شہرِ یورپ کی قومیں تاسخِ افس کی نگاہوں کے سامنے تھی۔ طریقہ اور ایشیا کی مظلوم قوموں کی پھرا طرف آہ و بکا، غم و ناری کی دردناک صداؤں نے اُس کو بے چین و مضطرب بنا دیا تھا۔ چنانچہ وہ عزمِ بالجہوم کا فولادی بیکہ استقلال و استقامت کا گروہ گراں بن کر آگاہی سے پہلے وطن عزیز کی آزادی اور برطانوی اقتدار کی پامالی کو اُس نے اپنا لائحہ عمل بنایا کہ پھر مشرقی کار مظلوم قوموں کی گلو خاصاً وطن کی آزادی اور دنیاہ اسلام کی رحمت اور ترقی کا کبیل ہو سکا تھا۔

یہی وہ فراست اور منہمکی ہیں جسے ہمیں سارے جگہ اکاکی کا ہیرو بنا کر اس بلند شخصیت کو ریاست کے اس انتہائی نظام پر لاکھڑا کیا جس کو ہماری نگاہیں میرٹ و آجپ سے دیکھتی تھیں اور علی ایسہ بیان سے اس مقدس ہستی کے اس بے لوث جوش و خروش اور شہرگی عمل کو عرض پریشانی کی حیثیت دینی نظر آتی تھیں اور اس کے اخلاص و صداقت اور اخلاقی اور جہاد و حریت کے عہد میں جذبات کی وہ قدردان کرتی تھیں جس کی وہ متفق تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ بیسویں صدی میں انگریزوں کی ہیریت اور نہ صرف انگریزی سامراج بلکہ ہر ایک سامراج کی سب سے بڑی دشمن حسین احمد مدنی کی شخصیت ہے تو یہ دعویٰ ایسا ہی صحیح اور گاہیسا کہ آج انگریزی اقتدار کا زوال آگیا نیم رو کی طرح ایک حقیقت ہی کر سکتے آچکے ہیں۔

فرض ہیں وہ ہر ایک جذبات و حسیات تھے جن کی عملی شکل و صورت نے اس کو دنیا بینی متفق و مددیش اور جانیشیہ سولی اکرم (علی اللہ علیہ وسلم) کو قید و بند کے مصائب کے سامنے سینہ سپر کر دیا اور دوس دندہ میں اور ارشاد و سلوک کے مبارک سلسلوں کے ساتھ مستند و معنی کی مدنی و دانش کے لئے بھی اسی کر رہے ہیں۔

ذالک فضل اللہ یزیہ من بشار و اللہ ذو الفضل العظیم

(۳) **وجہ تالیف** | سب سے پہلے میں جب آپ اپنی جلی میں قید و بند کی زندگی بسر کر رہے تھے تو بعض مجلس شام اور بے نکات اجاب نے

آپ سے سماج حیات تلبند کرنے کی درخواست کی۔ تاکہ اس طرح اکبر است مرحوم کے اس آسنا حسہ کا بھی اتباع ہو جائے جس کو امام عظیم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام الحدیث احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دوسرے محدثوں سے لے کر اپنے اختلاف کے لئے یادگار چھوڑا ہے۔

اول اول آپ نے لاکھڑا کیا لیکن آخر کہ جب عرض و کاروش نے صراحتاً آپ کی شکل اختیار کر لی تب لاکھڑا ہو کر تمام اٹھایا اور اپنی زندگی سے حلق چھوڑا۔ کچھ عرصے تک جنرل قلم جب اس موثر شخصیت سے وہ اپنے عقیدے کی تشریح و تفسیر حضرت مولانا محمود حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر



میں انگریزوں کی آمد سے لے کر ان کے اقتدار کے زوال تک تمام نمایاں واقعات کا مجموعہ  
 برطانوی حکومت کی تباہ کن ڈھونڈ بیسیوں اندھا ساسی مکرو و نیرب کا افسانہ نگاری ہے۔ حضرت  
 شیخ بہشتی کی تحریک محرمیت اور اس عرصہ کے سیاسی رجحانات اور انقلابی تحریکات کا  
 وہ مستند اور جامع تذکرہ ہے جس کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو ماضی  
 سے سبق لے کر مستقبل کی فکر کرنا چاہتا ہے اور چھوڑنے میں آتے ہوئے اسلامی کی عزت و  
 عظمت کا آئندہ منہ ہے۔

محمد حنفی الرحمن کان انشاء اللہ  
 از قلم نگار۔ ۱۹۵۰ء  
 دہلی

# قَطْعِ نَارِ رُوحِ حیات

مولانا محمود نوشت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ

عقیدت کا مختصر طریقہ حیات !  
 شریعت کا سرمایہ کائنات !  
 طریقت کا مجموعہ مل و قال !  
 حقیقت کا آئینہ دار صفات !  
 یہ گنجینہ کرا زخم و وطن ! ! ! !  
 چھپا جب بعد حسن و شان ثبات  
 معصفت ہیں جس کے بے فضل تھا !  
 حسین احمد پاک دل پاک ذات  
 ہر آواز سوئے سال تاریخ طبع !  
 تصور ہوا ماضی اتفاقت !

پکارا یہ باتف - بجا محمود نوشت

۱۳۶۲  
 ہے ایک شیخ کا نقش عزم حیا

کفّز ہر وہ شیخ  
 انور قصابری

۱۹۵۳

دہلی

(۲)

مولانا مقبول الرحمن رحیمک

کفّز حیات امام اعظم

۱۳۶۲

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله نعمته ونعمته يستغفره ويؤمن به ونحوه عليه  
وتعود بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من مهدى الله  
للأفضل له ومن يضل له ومن يضله فلا هادي له وشهدنا أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له ومشهدنا أن سيدنا وملكنا محمد عبده ورسوله  
صلى الله عليه وآله وصحبه وآله وسلم.

لہذا بعد از عرضہ درانہ سے اصحاب مجھ سے میری سوانح میری کی مختلف باتیں لیتے  
فرماتے رہتے تھے حسب وقت اسوال میں جواب دیتا رہتا تھا۔ بعض اصحاب کے  
مختلف اخباروں اور رسائل میں ان کو شائع بھی کر دیا۔ مگر فریاد و تفریط اور زیادتی کی  
سے وہ مضامین خالی نہیں رہے اور بعض چیزیں غلط بھی شائع ہوئیں جن کے ترکہ سے یہ  
اصراری کیا گیا کہ صحیح واقعات جمع نہ کرے۔ کثرت مشغل اس کی فرستہ ہی رہتی  
تھی کہ منصف سے غلط طریقہ بھی تحریر کروں۔ پانچ سو ۱۹۳۳ء میں نظر بندی کی نوبت آئی  
اور جبکہ میں مئی میں اہل اہل میں تھا تو اس کی ہندو شہر کی ہوئی اور کہا گیا کہ اس وقت  
تو تجھ کو بہت سی مصروفیتوں سے نہایت حاصل ہے اس کو خیمت جان کر اس مہم کو  
پورا کر دینا چاہیے کیونکہ اس میں علاوہ تاریخی واقعات کے تذکرہ کے آنے والے  
لوگوں کے لئے ہدایت اور شعلیت سادھی ہے۔ اور تمہارے اہل کے تحدیث کی  
میں حمد سورت ہے۔ میں نے اس پر غور کیا تو سمجھا کہ واقعہ میں میں قلم لانا  
اور فضل شمار ہی میرے اور نخل پادشہ موجب حیات روحانی و جسمانی ہے۔ میں  
اس کا ستم تھا اور نہ اتنے افضال و ناکام عام ختمیں پائی جاتی ہیں۔ میں استہانی  
نفل میں انقلابات نہایت ہمارے مانتا کرتا ہوں اور اس کے بعد اس طرح  
اخبارات انتہائی کم تعداد ہی ہے جس کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا۔ غلطی



میں ہو سکتا اس کے کوئی وہ مقولہ اس سے باز نہیں دے گا۔ اس قدر کہ اس کے لئے  
 کی معلوم نہیں، جہل خصوصاً اس بار پر کہ امید ہے کہ شاید لوگوں کی صحیح حالت معلوم  
 ہو سکتی ہے۔ یہ کہ نفع پہنچے یا کہ نہ کم وہ ان بد نظموں سے بدگرمی سے بھی پر گریں جو کم  
 دشمنی پر ہیں۔ وہ صاحب نے اپنی خود فریبیوں کے تحت سے بھی پر وہ پگینڈوں سے بھی  
 ہی اگرچہ ان پر گریوں اور سو ظنوں سے میرے لئے انکار کا سبب نہ ہو۔ وہ رسول کے  
 دست حاصل کرنے کا فائدہ میں جھٹور لگتا نہیں ہے۔ بہر حال ان مقاصد جہنم کے  
 تحت میں ان سطور کوشش کرتا ہوں اور انہیں خداوندی سے دست پر ماہوں کہ وہ ہر کہ  
 خالق و خالقہ سے سزا کے اور اپنی مہربانی سے ہر حال میں جو عمل میں توفیق حاصل فرمائے  
 وما ذلک علی اللہ بعزيز وما تو ليق الا بالہ علیہ توکلت والیہ انیب لب العزس  
 ان اشکر نعمتک اطق نعمت علی وعلی والہ فی وان احسن صالحاً ترعاه واصلی  
 لی ما طریق الی تہت الہک حال من المسلمین۔

سنہ و تاریخ ولادت

بتنام ہاگر سولہ اٹھویں پیدا ہوا۔ تاریخی نام چلچ تھا ہے۔ وہ صاحب مرحوم نے  
 اپنی ماہی میں صرف یہی تحریر فرمایا ہے۔ نام سنہ خود بھی نہیں لکھا ہے۔ صاحب  
 سے سنہ آتا ہے۔

اس زمانہ میں وہ صاحب مرحوم صاحب ہاگر سولہ کھولے مکوں کے وینا سڑتے  
 لکھی سال سے ملا تھیں وہاں ہی تم تھے۔ ۱۲۹۰ میں اس سے پچھلے یہ شہید ہوا۔ اس کا  
 سینا صاحب مرحوم میں دلاری پیدا ہونے تھے جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی اس  
 زمانہ میں میری سب دنہ کا بہت لہر تھا اس وقت زیادہ جوتی تھیں۔ وہ صاحب مرحوم کو  
 تھیں کہ عورت چھتاونہ کی ماہیں ہو کر اس زمانہ میں زچہ ہوئی تھیں۔ صاحب ہو گئے۔ تمام  
 صاحب میں صرف میں ہوا ایک دوسری عورت صاحب پچے کے سال ہی تھی۔

بتنام نے پیدائش ہاگر سولہ میں ہوئی یہ بہت ہی چھوٹا تھا جبکہ وہ مرحوم ہاگر سولہ کو  
 دلوانی صاحب نے وہیں جیام زری ہوئے۔ چھ ماہ اس پیدائش کا وقت کہ تھوڑی کا تھا آپس میں  
 تھا اسے نہ ہونے کو تھا۔ یہ کہ تھوڑی تھوڑی کا تھا۔ یہ کہ تھوڑی تھوڑی کا تھا۔ یہ کہ تھوڑی تھوڑی کا تھا۔



کے ہنر اور مہارت سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔

خطبات میں اس کا ایک مسما ہے۔

اس کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔  
اس کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔  
اس کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔  
اس کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔

آج کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔  
اس کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔

جس میں وقت سے ہنر کے کلمے میں ہنر کے کلمے  
کے ہنر سے وہ لوگوں کے دل سے خوشی  
لا کر لے کر اپنے ہنر سے ان کے دل سے  
دوری تھی اور ان کو خوش کرنے اور ان کے دل سے  
ان کو بہترین ہنر سے ان کے دل سے ان کے دل سے۔

خداوند آریا کلر سازا  
 بحق راز شاه نور اشرف  
 بحق راز حضرت پیرمدی  
 بحق آن محمد ماه شاهی  
 بحق شاه غیبر الله نیکو  
 خدا یا هم بحق آن سحر دی  
 که صفت الله نام نامیش بود  
 خدایا هم بعد از رفعت شاه  
 که چون نام خود آن را بخ محبت  
 ندایا هم بحق شاه محمود  
 خدایا هم بحق شاه لذهن  
 شریعت را از دشت خانه آباد  
 خدایا هم بحق شمشه قلند  
 علی بر فقر کندی داشتند  
 بکار فقر عمر خود بسود  
 خدایا از بر آینه شمشه منور  
 شده روشن تر از آفتاب گانه  
 خدایا هم بحق شاه رایجو  
 ندایا هم بحق شاه ستوده  
 چو در عیدیت واحد سر آمد  
 خدایا هم بحق شاه تراد  
 از آن وقتیکه از تیسریم زد  
 بزود اندر چنان او خود ساخت  
 بحق شاه نور الحق لاریب  
 از آن وقتیکه حق تیز دادش

که هستی بنده هر دو به نیازا  
 که در دوشین دل از نور اشرف  
 که در حق فقر از گذشته مزین  
 که در تریح تفسیری بود مای  
 بپوشش هیچ مطلبه بجز تو  
 پناه معرفت تو مید آئین  
 که صفت الله نام نامیش بود  
 محبت الله تمام فقر را راه  
 همین بود از رسوم دل محبت  
 پر گویم وصف او بر این که محبت  
 که در گذشته چراغ فقر روشن  
 طریقت را از دسمور چسبید  
 که چون در حق تفسیری که در  
 فقیری فقر خود انگاشته او  
 بجز راه طریقت کام نسود  
 که هانش بود از کورت منور  
 چراغ معرفت خانه بستاند  
 که در فقر و فنا برد از جسم گو  
 که بعد از واحد او را نام بوده  
 از آن این نام نامیش بر آمد  
 محمد زاهدی که بود زبانه  
 بر او زاهدین شایسته محرم بود  
 که بجزیم با خودی خود نه پرداخت  
 که نور حق نمایان داشت از غیب  
 بوده غیر کرات حق مرادش



بحق خواہر قطب المرین کا کی  
 بانی خواہر معین المرین چشتی  
 بحق خواہر عثمان ہارونی  
 بحق تھوہ پیر مرین اعظم  
 بحق قطب مرین مودود چشتی  
 بحق خواہر یوسف ناصر المرین  
 خداوند بکھرت بلو محمد  
 بحق خواہر یو اکمد خدا یا  
 کہ از قطبیش مطلق است خدائی  
 کہ و آتش وین و دنیا را مستند نشی  
 کہ باشد واقف اسرار بچران  
 شریف زندانی خواہر معظم  
 کہ سالہی پیسرو اورا بہر شکی  
 کہ بہست الزار فانی اہل تکلیف  
 دل او متقیں الزور احمد  
 بحال نہا را رسکے بفسرہ

سے تمام المرین چشتی۔ دہشتاہم ایسے نظام المرین بن محمد المرین مبارک عینی جو نوی تم اللہ کے  
 میں مشائخہ جبری میں مئی میں پیدا ہوئے اور حضرت نظام المرین محمد باجوہ الی سے بیست تھوٹے  
 اور مدت دو ہزار تک ان کی خدمت میں رہے۔ مگر ان کو کشف اور شہود کے دروازے نہیں کھلے تو  
 حضرت نظام المرین رحمۃ اللہ علیہ نے سر پر ہلیا کہ وہ کم میں ہاتھ لگا کر تپ رہ گئے اور حضرت حضرت علی  
 عینی قلندر رومی سے ملے اور ان کی خدمت میں رہ کر طریقہ قلندری میں چلے اور ستر ہندوستان  
 میں آئے اور مدعو میں سکونت اختیار فرمائی، ان کے خلف میں سے شیخ حسین سرپرہ پوری اور  
 شیخ قطب المرین پورہ پوری وغیرہ ہیں ان کی وفات چھتیسواہ ذی الحجہ میں واقع ہوئی۔ دوسرے  
 برس عراقی ۱۰۱۰ ہجری نے بہت عرصہ تک عرب انہم میں اقامت فرمائی اور آسوی ہجرت میں  
 ۲۵ سال قبل ہجرت میں گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ شاہ شاہ رومی و شاہ حضرت عینی  
 قلندر رومی میں ان سے شاد و تم المرین بن نظام المرین بن محمد المرین مبارک عینی فرزند نوی المرین  
 نے طریقہ حاصل کیا تھا۔ شاہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مشائخہ میں واقع ہوئی اور وفات  
 سن ۸۰۰ میں واقع ہوئی۔ دوسرے پچاس برس عراقی۔ جیسے اشاعت مرین و ہندوستان میں ہذا سن ۸۰۰  
 قبل داخل ہوئے۔ سلسلہ قلندری کی اجازت ان کو سید محمد حضرت بن کی سے حاصل ہوئی اور پھر  
 حضرت خواہر قطب المرین بکشاہ کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سلسلہ چشتیہ بطور مہولہ حاصل  
 کی اور سلسلہ قلندریہ چشتیہ کے راج کیا۔ پھر کاسر اور شہر خاند میں باندن برار میں شہر سے کچھ فاصلہ  
 پر واقع ہے۔ دہشتاہم۔

بحق خواجہ بروسحاق شامی  
 بحق خواجہ مریم خواجہ بشاد  
 ہیرہ بھرتی آن پید ہیراں  
 بحق آن کہ کھر عارفان است  
 بحق خواجہ ہیرا ہسیم اوہم  
 پتہ خواجہ فضیل اکرم الشوق ،  
 ہیدالواحد اسے واحد حقیقی  
 بحق اسوہ اہل کمالان ا  
 حسن بھری کہ مخدوم جہاں است  
 بحق آن مشہ ملک ولایت  
 علی مرتضیٰ دروازہ مسلم  
 بحق کار فرما شاہ لولاک  
 بدائش از عدم آمد بیستی  
 طراز اول کہ کلک حق رقم نزد  
 بحق آن صاحب کبارش  
 مراد علی خیز از در گزویں  
 دویم برتے کہ سید ارم فنا  
 سوم نمیں وقت غورہ ازین دم  
 چہارم وہ فردغ علم ماہ ا :  
 پنجم جہاں کہ دو گورم رساتند  
 سپس یامن خیر و نکر آئند

کہ داد عدلے برادر ضلای  
 علو زوری از غولیش آزاد  
 کہ باشد دستگیر دستگیراں  
 خدیو مرعش قلب جہاں است  
 شہنشاہ دو عالم شاہ اعظم  
 شہنشاہ کین اعظم یعنی  
 کہ بجا بود روا حسد طریق  
 وہم و قدوہ اسباب سالان  
 رئیس خواجگان انس و جان است  
 معظم نیز شرح ۴ ایجت ا  
 در دریائے خلق و عدل علم  
 کہ از تحت انزلی عالم پاک  
 کہ ہوسے کن نداد و پیش دستی  
 شفیق امتاں یعنی محبت ا  
 بحق از تجلہ دوستا نشن  
 یکے علم و ادب نرا بجز حدیش  
 عطالرا مراد داور نسیا ا  
 ہمام و رجبہاں خوشنود و علم  
 کہ چون طورشید اشدا شکارا  
 دوام کردہ ازین بازمانند  
 زمین ازین من پرستش نمایند

محمد مصطفیٰ یادم وہ آن دم ا  
 وگر زہرہ دستین معظم

یہ خیرہ شاہ نورانی صاحب تک طبرہ طریقت گما ہے اور نسب ہمدی ہے مگر کن  
 کے ہمدک نسب نام شمرہ طریقت سے جدا ہے نسب۔ نسب ہمدی دیگر اصحاب کی تفصیل حضرت



ہے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو اہر مجروح میں بلوایا اور ذکر و فضائل میں مشغول ہو گئے۔ آپ جب مجروح میں ہائے سنگے تو مجروح اندر سے بدرپایا۔ آپ اس کی دہلیز پر کھڑے ہو گئے اور سات بھر کھڑے رہے۔ علی الصبح جب شیخ نے مجروح کو بلا تو آپ کو کھڑا کیجئے کہ تو تھکا کا لقب عنایت فرمایا اور تھان رسول کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ہم عصر کسی بزرگ نے تھکا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس زمانہ میں حضور کی اولاد میں کوئی حضور کی شبیہ نواں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا محمد تو حضرت کی نیراستہ کہ وہ میرا شبیہ ہے اس کو دیکھا تو گویا مجھ کو دیکھا سی گئے، آپ تھان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حلقہ ہوئے۔

حضرت مخدوم سید نور الحق چشتی ٹانڈوی تھان رسول اللہ سرورہ العزیز حضرت سید احمد تونہ تھان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تھان رسول اللہ سرورہ) کی اولاد سے تھے اور وہ مسید عقدہ تھی، المعروف بہ سیدنا حضرت زکی کی اولاد سے تھے اور وہ حضرت سید حسین اصغر ہی حضرت امام علی زین العابدین ابن ابی طالب کے بھائی تھے۔ حضرت امام حسین علی ہدیہ و علیہ السلام کی اولاد سے تھے شفق علیہ السلام ہے (عمدۃ الطالب، بیع الاصاب کثر الانساب، المکتبہ الہدی، تاریخ آئینہ ادوار)

شاہ ولایت احمد صاحب موصوفہ تحریر فرماتے ہیں بڑی الفت اور تحقیق سے جو حالات شہرہ لیبی حضرت شیخ الاسلام دریافت ہوئے وہ پیش کئے جاسکتے ہیں۔ افسوس کہ سید شاہ زبیر سید شاہ احمد زاہد کے بچے کا سلسلہ دریافت ہو سکا، اور یہ تو میں چاہتا تھا چکا ہوں کہ سلسلہ طریقت میں حضرت مخدوم سید شاہ نور الحق چشتی ٹانڈوی تھان رسول اللہ سرورہ العزیز اور حضرت شاہ نور الحق بن شاہ نصیر الحق قلند تھان رسول اللہ سرورہ العزیز دونوں نور حضرت شاہ داؤد چشتی قلند تھان رسول اللہ سرورہ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ دوسرے بزرگ ۱۰۳۰ھ میں فوت ہوئے مراد سرورہ میں ہے۔ مگر شاہ داؤد کا سن وفات نہیں ملتا۔ مگر ان کے پیر و مرشد حضرت شاہ طلب الہدی بیارن قلند کا سن وصال ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) اخبار لائیں اور ان کا بار ۹۳۶ھ (۱۵۳۰ء) معلوم ہوا کہ حضرت مولانا کے ہوا علی میرے حضرات مرزا ان کریم رحم اللہ تعالیٰ رحمتیں کے سلسلہ چشتیہ میں خشک تھے اور برسے صاحب کمال بزرگ تھے۔

عالم صاحبِ مرام فرماتے تھے کہ میں جبکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکوں سے لڑنے کے لئے نکلا تھا کہ میں سادات سے ہوں اور میرے مخالفین پیر نادوں کا قاتل ہوں۔ تو لوگ تصدیق نہیں کرتے تھے کہ جو اللہ کے شہروں میں ناکارہ سے کپڑوں کے جلتے جلتے زوریا لوں، کیا جتنی شہور تھا اور یہاں کے کپڑے عاقبت میں بہت اہتمام سے بنائے جاتے تھے۔ ناکارہ کی آبادی کا بڑا حصہ اس پرمانی کا ہے اس لئے لوگ یہی کہتے تھے کہ میں ہی اسی قوم میں سے ہوں گے مگر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سید گرامی صاحب نے فرمایا کہ اس سرورہ اعتراف سے ایک روز میرے بیان میں فرمایا کہ میں تو سید اور پیر زادے ہی نہیں بلکہ میرا اعلیٰ شاہ لودھی راجہ تھے۔ یہ صحت پر مبنی ہے اور میں سے ہیں سادات میرے پاس وہ کسٹے تھے اور رہتے کہتے تھے کہ میرے بیٹے حبیب اللہ کا خیال رکھو، جی بے تو چاہے پیر زادے ہیں۔ اس کے بعد ان کی نظر اہانت بلکہ بہت زیادہ ہو گئی اور لوگوں کے خیالات میرے نسبت کے حسن بدل گئے اور یہ بتا کر حضرت مولانا صاحب علیہ السلام کا شہرہ ہو گیا۔

عالم صاحبِ مرام فرماتے تھے کہ میں نے اہل عرب میں خوب دیکھا تھا کہ حضرت عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک جگہ سے تھکا ہونے کے بعد ایک درخت کے نیچے ایٹھ بیٹھ کر نماز کات رکھتے اور میں پہلے آپ کو کوچ پاتا ہوں اور کتاب کے دوسرے کلمے پڑھوں۔ میں نے دیکھا کہ میں کتاب میں تیرا آواز آتا ہے کہ حضرت اس طرح جا رہے ہیں جیسے پتھر پڑا ہوا ہے اس کے پاس جا کر میں خوب بولی میں ان کو سن کر۔ ان کا لہجہ اور زبان پہنچ گیا ہوں۔ ہجرت کرنے کے بعد ہوں نے میرے منہ میں اس کو ڈاکر کیا اور فرمایا کہ تم میری نہیں آیا کہ کیا مطلب تھا میں نے عرض کیا کہ تم میرے تو نہیں ہو۔ آپ منہ سے کہہ دیتے کہ میں نے تمہیں ہجرت کی کہ مرے ہندو حضرت عالم رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچ گئے تھے اس مسئلہ میں وہ اہل عرب ہیں۔

نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ جبکہ آنسب تک تلاش تھی تو میں سے خوب میں دیکھا کہ حضرت اہم حسین رضی اللہ عنہما کو دوسرے سردار جہاد کو بار بھینوں اور میں ان کے پاس کہو اور چلا ہوں تو تم کو فرمایا کہ تو میری اولاد میں سے ہے۔ بہر حال یہ امور اگرچہ قطعی حقیقت

سے حضرت مولانا صاحب علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کے ہندو ہونے کا یہ قدر حقیقت ہے۔



یہیں نسبت پر دلی نہیں دانتے۔ مگر کہ وہ کچھ روشتی فرود آتے ہیں۔

جدا کے قریبی رشتہ داروں سے ہرگز نہیں منوفا و مشہور سادات خاندانوں میں یا شہور کے لئے نامہ غرض ہے کہ ایسی چیزیں ہیں جو کہ کسی حیثیت بہت اہم کی چوٹی کے شمار کیے جاتے ہیں۔ رشتہ ایچھا داروں میں کبھی نہیں کیا جاتا تھا جس کے سلسلہ نسب میں نجیب اور شہرہ بولنے میں کبھی کوئی داغ نہ لگا۔ ہر حسب عدلت کہ یہ ہندو عورتوں کی پنچا پشت کی نسبت کی کہانی تھی۔ اگر سلسلہ نسب میں کسی پشت میں کسی عورت یا مرد میں کوئی کمی ہو سلسلہ نسب ہیاتی تھی کہ رشتہ نہیں کیا جاتا تھا۔ مگر یہ بالکل مخطوط ہے۔ ہر سلسلہ نسب آسان اور ڈنگ سے ہر سلسلہ کو اس وقت دماغ نہیں۔

حضرت امام نوری علیہ السلام ہی رشتہ اندہ طریقہ کی ایک صاحبہ حضرت شہر بانو کے ساتھ تھے۔ ان کے پاس کی اور میں حصے کے حرا میر ہو کر آئی تھیں۔ سلوات میں سب رخص کی ہو لگی۔ کسی طرح اور ان کے سعادت میں ہی یہ بات ہائی جاتی ہے۔ شیوخ صدیقیہ اور فاروقیہ وغیرہ میں ہی یہ بات تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے تھیں۔ اس میں حرا بانو کے واسطے عربیہ کا حساب ہے۔ حضرت امیر رخص اندہ تھی ان کے جن صاحبہ کے تعلق شہد ہی ہے کہ وہ بانو کی تھیں۔ مگر وہ اور سادات کبار میں کو اپنے نسب پر جو خود سادہ گنڈے میسر ہے۔ اور فی ای ترک ان کا ہے۔ حرام کہتے۔ بعضیوں میں مستحقہ نسوس یا بیوں کے بطور ہے۔ یہ چیز ہندوستان میں نہایت کی غلط طور سے ہائی ہندوؤں کے پاس سے پیا ہوئی ہے۔ ہندوستان میں ہی مسلمان اور ہندوؤں میں ہونے یا ہر وہ عورتیں اپنے ساتھ نہیں لاتی۔ یہ سادی لگانے یا کچھ نہیں کے اور یہ سلسلہ تامل ہاری کیا۔ پھر ہر وہ میں ایچھے خیریت کاں تک ہی کچھ جانتے ہیں۔

تھیں سادہ چاری دن سادہ یا شہور میں ہی رشتہ کی کل آئی ہے۔ ہر کہ عید ہے کہتے ہیں۔ ہر وہ مرض ادا کے کشتی کو کھتے کہ پختہ ہونے اور ان خصوص ادا میں بہت زیادہ ہو گیا اور اگر اس نداد میں چند لگا برادریہ نظر خاد ان میں دیکھتے تو حاکم ہر ان ما بھی اس نسبت سے غصہ نہ نہ سکتا۔ آج ہم آرمین بھی اس کے چاند نہ ہو سکا کہ وہ اس میں خواہ صاحبہ آرام نے جبکہ اپنے نام میں تمام تاملی ہاشمہ کے تھی اور متصرف تھے، ایک ام ہاشمہ بنیاد اللہ ہی غم کی شہب کو بجزدی نہ تھے اور ہاشمہ ترک اور قشام سے ہاشمہ میں روشتی خاد ہاشمہ کے ساتھ گشت کرنا ہار کا کیا۔ جس کا نتیجہ کھس چلا ہار ہے۔ ہر

۱۵۱۱ء کے ہر گھر اپنے میں تھوڑے رنگتھوڑی تو ایسا کہ ہر گھر ایک ہی رنگتھوڑی رہا۔ اللہ نے کہ  
 آہستہ آہستہ صحبت تمام خاندان سے آگے گئی۔ گھر بھر ہی کی سنت یہاں تک مرتفع ہو گئی  
 نیز فیسوں سے شہر نشہ داروں کی تقریباً بند ہو گئی مگر یہ سب سب سے آگے آئی ہے۔  
 نبی کی فرمودہ خود تہذیب نامیت کے مزل سے جس کے مذہب کے خلاف تمام گناہ  
 ہر وہ جس کی ہے، اور گناہ لہذا خود ہی کی مال ہو وہ جس کی کی ہے وہ سب سب سے آگے آئی ہے۔  
 پیر، اعلیٰ کا داروغہ، خاندان داروغہ کی دست نہیں رکھتا اسلام کے سبب ایسوں میں حضرت  
 علیؑ کی تہذیب و تمدن اور حضرت سیدنا سیدہ رضی اللہ عنہا کی ہر گناہ کی تہذیب و تمدن حاصل ہوئی  
 جو سب سے آگے آئی ہے۔ ان میں سے ایک ایک کے سبب وہ سب سب سے آگے آئی ہے۔ حضرت عائشہؓ کی تہذیب و تمدن  
 یہ۔ ان سب سے آگے آئی ہے۔ ان میں سے ایک ایک کے سبب وہ سب سب سے آگے آئی ہے۔ حضرت عائشہؓ کی تہذیب و تمدن  
 رضی اللہ عنہا کی تہذیب و تمدن یہاں تک کہ اگر اس کی بیٹی پر فیصلہ توں اور حضرت عائشہؓ کی تہذیب و تمدن  
 ہی کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں میں ملنے پہلے مگر حضرت عائشہؓ  
 اور حضرت علیؑ رضی اللہ عنہما کو اور بعد از ان حضرت عائشہؓ کی تہذیب و تمدن حاصل ہوئی۔ اور حضرت  
 عائشہؓ سے پہلے انہوں نے سب سے آگے آئی ہے۔ انکے یہ جو نام اور وہ سب سب سے آگے آئی ہے۔  
 جس کو ان کے وہ سب سے آگے آئی ہے۔ انکے یہ جو نام اور وہ سب سب سے آگے آئی ہے۔  
 صاحب فہمیر وقت اللہ علیہ صریحاً مستقیم میں لکھا ہے۔

ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 شہرہ یافتہ و سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 بسبب میں ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 صحیح ہے ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔ ان کے تہذیب و تمدن سے سب سے آگے آئی ہے۔  
 رسول میں پشت خود، مانتے اور کرا کر لانا اللہ اللہ اللہ اللہ  
 ان لہ اندر جس درہوں نہ تو لہ حالاً بحری مصر من مصر  
 شیخ الایمانہ زاد الملک فی الملک من اللہ اللہ اللہ اللہ  
 یا یہ ان اس ان اللہ اللہ من اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ



قریب خداوندی کی وجہ سے بہا نہیں حاصل ہوں میں سے صرف نجات حاصل ہو سکے گی  
 تمام مائدہ این کے لئے دینی اور دنیوی عزت اور افتخار، شرافت کے اور پوری دنیا کا  
 عالم ہی رہنا اور خوشنودی سے نوازے۔ لیوں پر فخر کرنا اور اسے صرف عملی میدان میں  
 کس منداور نگرے جوتے ہیں بگڑن کے الملاق اور عقائد میں بگڑا جاتے ہیں جہالت  
 اور سبب کی کا بھوت دنیا پرستی اور نفس پداری کا شیطان این پر سوار ہوتا ہے  
 یہ جو وہ اور غلط اوام کے اس قدر متواسے جو جاتے ہیں کہ تمام مسلمانوں حتیٰ کہ انی علم و  
 تقویٰ و عمومی عقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں ناشائستہ کلمات اور رنجیدہ افعال و  
 معاصت سے دوسروں کا سامنا کرتے ہیں، جو لوگ ایسی حیثیت پر کم یا برسے ہوئے  
 جوتے ہیں خواہ کتنے ہی تعلق یا عالم اور پرہیزگار ہوں، ان کی توہین اور ذلیل میں اتہائی  
 دلیری عمل میں لگتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ امر مسلمانوں کی عیادت اور اسلاف کرام کے طریقوں  
 کے باکل خلاف ہے۔ احادیث میں مسلمان کو دوسرے مسلمان کی تعزیر کرنے سے منع ہے  
 روکا گیا ہے اور اس کی عظمت اور حمد کی کا اندازہ کرنا اور بھلا ہے۔ اہل تصوف تو  
 اس بارے میں بہت قوش نشانی ہیں، حضرت سید صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صراط مستقیم  
 میں فرماتے ہیں۔

حالات و مقامات و فضائی کہ مندرجہ ای رسا اور استہر کہ منصف آن شوا  
 یہ صرف در یافت عملی کن، بہرہ مند شود اور لازم است کہ در تعظیم و تکریم  
 حاضرین و حاضرین این امور کو تا ہی کند حسب حال ہر یک حق تعظیم و تکریم  
 ہر سلم از گنتن ہم پاک حق علی شدہ متعصرت نیست پس ان تعظیمش بکلیت تعظیم  
 میں ہم پاک کے بیچ میں نام پاک، ام جیل ہتھماست کہ بقا ہر آن پیچ  
 چیزتی شہدادہ رنگ بچوکان کن کی ہمداد احمد ٹو ایش را پانین نیست۔ و  
 مائیا حال آغاز و انہم خود ملاحظہ کردہ از زید خبر شہری شدہ مفضل جان  
 نما بد چہ ہر کس در جد عظمت و بقیں مفضل و کارہ بخت بود و انجام خود  
 کس را معلوم نیست کہ چہ خواہد شد، مائیا ملاحظہ فرمادہت و قدست حضرت  
 حق علی شائدہ ارادت و بخت او بیعت نیست کہ در یک طرف انسان را  
 در تہ قطب الاقطاب مائیا کہ مومن باشد یا کہ فرار و یک طرفہ از نہت



پروا ہوں گے، مگر بدتر ہو رہے اور کہیں اس شخص کا نام نہ لیں گے کہ جو اس پر بدنامی کر رہا تھا۔  
 اللہ تعالیٰ اعلىٰ اور اس پر ہمارے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عزیز ہیں اور اس صاحبِ نہایت میں  
 سے ہمارے اور ہماری حیثیت سے یہی صورتِ قریب جگر خوش و خرم اور حسرت  
 گت میں فرق گیا تو کوئی طرف بال بلامرکہ سے بڑا ہی ارادہ لے لیا گیا۔  
 ہم سے بعد چہشتا اور روحِ نکلنے کے بعد تو جسمِ انسانی خود شریف کا جو مذہب کا  
 بادشاہ کا ہوا نصیر کا گوئی کا جو افسوس کا جس حالت پر بیخ ہاں ہے وہ سب کو  
 معلوم ہے ہمارا عمل جو کہ ہوتا ہے ہر سال ہر سال ہر سال کیلئے ہر سال ہر سال ہر سال  
 ہے جو کہ ہم سب سے ہوا ہے ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال  
 نہیں کہ کام کرتے ہیں۔ اور ات اور ات اور ات اور ات اور ات اور ات اور ات اور ات اور ات  
 خداوندی کی ہے یہی ہے اور اس وقت اس خداوندی مہلتی ہے کہ دم کا دم میں ات کو  
 پھاڑ اور نظارہ کو سمجھنا ہے تو کچھ تجت کی بات نہیں ہائی سلطان کو تصدیق تھا۔  
 یا ہے جانی کو عالم اور یہ زکوٰۃ کا نون کشتہ تو کچھ مستہد نہیں۔ ایک چوں ایک ہی  
 اصیت کشدنا بصحت میں بنا مارا کا نمو مکمل ہے تو کیا ہے ایک ہی جس کے  
 آتش پرست اور حقوں کے بیماری کو حمت ایان حیا کے نطب زبان اور غوث  
 دو ماں بنا ہے تو کچھ دور نہیں۔ آقاؑ کو قابل بنا لیا گیا کر دینا اس کے  
 آئیں اللہ کا کھیل ہے۔

دو حق را قابلیت شریعت + اگر شریعت قابلیت دوہست

اس لئے کہ فکر ہاں سب سے کہ سلطان ملک اور انصاف ہندوستان میں ہند  
 بلاخص سات ات پیر مادوں اور شیوع میں پایا ہے نہایت چھوٹا پھر اور  
 بہت میں خرابوں کا باعث ہے۔ ہاں ہر ایک مسلمان اس کی بڑھوئے اسنے ہر کول  
 کی نہیں کی مگر جہت سے اس کا فتح ہے نہیں ہوا۔ ہر ہندوستان میں آر ہر اس  
 وطن کی دلچسپی اور پڑھ گیا۔ حقیقی عالی علم وحی و وحی و انلاق اور اللہ تعالیٰ کی خلائق  
 میں ہی ہے جس کی ہاں ہر اسلاف کریم رحیم اللہ جلے کو شرف اختیار ہئے ہر سال  
 اور اسلاف پر حاصل ہوا تھا۔ ان کی اولاد اور حیا کو بھی اگر اسلاف کا اہل اور  
 دیکھ لائن و لائق ولیہ حاصل ہوا تو وہ اس کے مستحق ہی کہ ان کو حلف و حق ہاں



جیسا کہ دیکھتے ہیں یہ سب نیکو، سچے، مستعد اور چھٹیکے نر اور مردانہ  
 وصال دیکھ کر ابدی نیست۔ آرتے اگر جہاں استعداد پرانے کا پتہ پڑے  
 بہت سچم، سچم و شریع (مردی) جولوڑ شود بہتہ ظہور مرد عظیم و مستعد  
 صالح علیہ فرجہ شد ہی استعدادات کنوردا بنام استعداد اسکا  
 ازلیہ کہ جیسے ہر شخص دوزاری اللذیل استعدادات استعدادات حاصل  
 پاکسہ گرودہ اپد تہید دہاٹے لہارات بر عقل آن استعدادات  
 نسبت بہ اداد و یکجا ہر آن استعداد برتقہ ظہور دہید و لکھتا دہی  
 پنج استعداد آن استعداد، اسکا ہی تصدیقنی است کہ بہتہ  
 استعدادت بہتہ و طالت آثار صلاح و فساد فرخوڑ استعداد  
 ظہوری نامہ ہی ترتیب طرات اضطرر آثار است اگر مہتا سکہ  
 اضطرر استعدادت ہر میدارد لیکن متبادلات استعدادات ہر  
 خلق دیگر ظلف مست و آثار ہر قاب و تمیل تکلف شگفتہ صالح ہر  
 ہر استعداد آن ابتدائیکہ ہر میدارد لگو ہر صلاح و تہا علی علی۔ لہا شریع ہر  
 تک نورادہ آن کاری نہ کہ شریع مستحق از آہی نام۔

حاصل ہے کہ ہر کمال کے ہر آدمی میں ایسا ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 اور کجا بیٹوں کو کام میں لانا چاہئے کہ ہر آدمی میں ایسا ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 ہر شہنشاہ کے ذہن آئے اور ترقی استعدادوں اور کجا بیٹوں کو کام میں لانا چاہئے تو  
 جس طرح وہ آتھ اور وہ پیرا ملے۔ بیکار ہو گیا جاتا ہے جس کو کڑے ہر شہنشاہ سے  
 منتقل کرنا گیا اور ہر میں طرح سے اور وہی تھوڑے لگ کی وجہ سے۔ جتہ آہستہ تھوڑے  
 جاتی ہے اس طرح ان اور اب کمال کی اور کجا بیٹوں میں اور ہر آدمی میں کجا ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 کمال سے ہر آدمی میں کجا ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 اس لئے شریع کا قانون کا فرس میں یہ تھوڑے میدان ہر آدمی میں بہت زیادہ ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 کریں تاکہ ان سے اور تہ ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 استعداد استعداد ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر  
 ہر آدمی میں کجا ہر تہ نہ کہ مکتب ہے کہ کائنات ہر



من تک۔ وانشاء اللہ تعالیٰ

۱۷۷۷ء کے انقلاب کے وقت خاندان کے پاس  
 فریور معاش خاندان

نہایت ثرات اور رفاحت سے گذار کر اتحاد شہر سے کہتے ہوئے کسی  
 سادگی بہبودیات کی کہ میری طرف میں میں خاندانوں پر غم بھری تھی میں سے  
 ایک ماہر اور پراچہ راجہ کے بیٹے تھے جس کو میں نے ایک گھنٹے میں کہ  
 کا خدمت فراموش گئے اس لئے میں اس کو کہہ کر اس کے ہاتھ میں  
 پورا تھا اور کس دیر سے ہی تھا۔ وہ صاحب فراموش گئے کہ ہاتھ میں لے کر  
 پرچہ گننے کے صدف خانہ کے فیہ بیات، ایک گھنٹے کے اندر اچھی

۱۷۷۷ء میں خاندان فریور کے کوئی آثار باقی نہ تھے۔ اس میں ایک صورت  
 اور خاندان کے ہاری تھے اور اس سے پہلے کیوں کہ میں فراموش گئے اور  
 کی بنا پر قید و اقدار سے نکل چکے تھے۔ آخر میں ایک گھنٹے میں جو صورت  
 زمینوں اور خاندانوں کی بٹھ گئی تھی وہ بیک اس کا فخر عزیز ہی نہ تھے۔ اس کا  
 معلوم ہوا تھا کہ میں زمینوں کو لوٹتے تھا میں نے کہا تھا کہ وہ زمینوں کو بھرتا معلوم  
 نہ تھیں کہ میں نے انوں کا گناہوں بہانہ کیا اور وہ زمینوں اور باغیوں میں  
 رہنا سا کا بائیں اٹھا کہیں تھا۔ وہ نیک انہیں ہر ایک بنا پر صرف میرا گناہ باقی رہ  
 گئے تھے۔ انہوں نے پورا انہوں نے۔ انہوں نے کہ میری زمینوں کے بارے میں  
 بیکت پر فریور۔

اس سب میں انتظام دینا میری کیر کی صاحب فراموش گئے تھے اور  
 ۱۷۷۷ء کے آخری ہاتھ میں جبکہ وہ وضع میں کے ہاتھ میں تھے وہاں سے  
 ہر سب دیکھتے کہ میرا کوشش میں میرا کہہ چکے تھے اور متعلق کو دوسری کوشش میں اس  
 پہلے میں چکے تھے اور میں ہی اور کوشش میں میری حالت کو دیکھ کر خود  
 نگر دیکھیں کہ وہ کوشش میں میرا کہہ چکے تھے اور میرا کہہ چکے تھے۔ ان کے بعد  
 ہر قسم کی کوشش میں میرا کہہ چکے تھے اور میرا کہہ چکے تھے۔ ان کے بعد  
 کئی صورت میں میرا کہہ چکے تھے اور میرا کہہ چکے تھے۔ ان کے بعد

اس کا مطلب یہ تھا کہ عمر بنی صاحب مرحوم کے لاکھوں کامروں کا مجموعہ کے تیار کر کے تصنیف مستقیمہ تخلص مستقیمہ عبدالمطلب لکھ کر دارالعلوم مرہوم سے پہنچا تو فرمایا۔  
 پھر جو اس وقت سے اس کا عمل طور پر ہوا تھا اور انہوں میں گفتگو کا وقت سے کوئی  
 با اثر قوی رہتی ہو کہ ماہ اور اس کے سپاہیوں کا مقابلہ کرتی موجود تھی جو انہوں نے  
 یہ اس نیک کے کہ مہارید گھر میں کمال فکر سے عدالت میں خدمات کا ہمیں ہونا  
 کر کے اس کے کہ شہر ہائے ملک میں ہو کر انہوں سے بہت قریب تھا ہی نہیں۔ وہاں  
 قربت سے ہی چلنے سے تھی۔ جنہوں نے اس کا حکم لکھ کر تھا جب ماہ کو کہہ کر خال معلوم  
 ہوا کہ تمام اسباب سے ماہ کو لکھا گیا ایک عید تک کاروں میں لکھ کر خال لکھا گیا  
 اور وہ یہاں تک لکھا گیا کہ نہ لکھا گیا۔ صرف دو گاؤں جو وہاں پہنچا ہوا ہے  
 اس کے لیے سے منقولہ لکھے۔ انہیں دو میں نکتہ اور نکتہ ماہ کے ملنے سے ہو گئے۔  
 جسے جو کہ ہم سے ماہ ماہ نے یہاں سے لکھا گیا ہے۔ وہی میں یہ جو سارا لکھا  
 لکھا گیا ہے اس کے بعد اس کے لکھا گیا ہے۔ ایک لکھا گیا ہے اور یہی  
 لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 اپنے حصوں کو لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 سب کی سب لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 میں وہاں سے لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 آخر عمل صاحب مرحوم کا عدالت کرتے تھے۔

والد صاحب مرحوم کی پیدائش  
 اور تربیت

پہلے کہ ظاہر ہے وہیں کہ ان کے لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 والد صاحب مرحوم میں جہاں تھے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔  
 چونکہ شہر لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔ لکھا گیا ہے۔











کہ وہ ایک اور موافق نہیں پاتی تھی، حکومت سے میرے ساتھ ایک جمعہ کی درخواست کی  
 مگر کامیاب نہ ہوئے کہ وہ جس سے متعلقہ سب کے مرتبہ میں مشاغل تھمت تھی یہ کہ  
 ہے جس کی ابتدا انہوں نے وزارت تعلیم کے دفتر سے شروع کر دی تھی۔ پھر  
 انہیں کسی ایک شبیر، سنگا کہ پڑھنے میں، بالوں والوں کو پہناتے تھے اور ایک کھانا نہ  
 کہہ سکتی تھے انہوں نے وہی وہی کہہ جس میں ان کا جیسا ملے ہوئی چنگیا، ہوتے  
 میں حکومت وقت کو انکی استعداد کا قیاس بہت زیادہ لینا پڑتا تھا۔ اس وقت  
 اس وقت کہ اس قسم کی اس سے شکایتیں بھی نہیں تھیں اس کے حکومتی مرتبہ سے  
 ہم انہوں میں سے کسی کو چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ ان کے کچھ ساتھیوں میں سے تھے۔  
 میرے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ ایک تھیں۔ بس تو ان کے ساتھ ہی ایک اور صاحب تھے  
 ان کے ساتھ ایک ہی۔ جو صاحب انہوں سے ہی اس وقت کے سب سے زیادہ  
 وہ صاحب مرزا کے تھے اور ان کے ساتھ ایک ملک تھیں۔ ان کے ساتھ  
 میں پہلے ہوئے اور پھر ہمارے زمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ  
 میں پہلے ہوئے اور پھر ہمارے زمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ  
 تھے یا تھے۔ ان کے ساتھ ایک تھے۔ ان کے ساتھ  
 ہوئی اس کے ساتھ ہی کچھ دنوں کے بعد وہاں ہی دفاتر ہائے دولوں سے  
 میں دفاتر ہوئے۔

والد صاحب مرحوم کی زندگی میں میرے ساتھ میں ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 یہ تھیں۔ ان کے ساتھ ہی تھے۔ ان کے ساتھ

والد صاحب مرحوم کی تعمیرات ہندوستان میں  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ













وقت فرمایا کہ اس بیاض میں (ان کی اپنی ظہری بیاض) میں قدر احوال میں میرے لکڑی دینے  
 ہوتے ہیں۔ جب کہ لکڑی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں غلبہ کو بہانت دیتا ہوں مگر سیرت ہے کہ  
 تمام احوال میرے سامنے ایک مرتب کرے۔ مگر میں نے بے وقتی احتیاط سے اس سے  
 امر اس کی بددشاظی کو روک دیا اور اس مشغلہ کو قابل اقتناء نہ سمجھا جس کی وجہ سے  
 بعد میں بچ گیا۔

علامہ خاندانی احوال کے والد صاحب مرحوم نے کھڑو اور غنی پور و ضیو کے قیام کے  
 زمانہ میں بہت سے احوال مشاہیر کے حاصل کئے تھے۔ پھر اس پر مزید یہ ہوا کہ حضرت  
 مولانا فضل الرحمن صاحب تاج مراد آبادی قدس اللہ سلو حضرت نے بیکانہ کے پاس ۱۰ سالہ  
 مصلیٰ الاعمال والہ اس کی موی حمد و مغان صاحب مرحوم کو لڑی نے چھپا کر رکھا تو والد  
 صاحب کو بلا کر یہ سالہ دیا اور فرمایا کہ میں اس نام احوال کی جو اس میں مذکور ہیں تم کو  
 بہا زت دیتا ہوں۔

۱۳۳۰ھ میں جبکہ میں ہندوستان میں تھا والد صاحب مرحوم نے اسی سال مولانا خاندانی  
 کی شیخانہ محمود مندراجہ ذیل عبادت تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین۔  
 العابد میں عہد ضعیف حبیب اللہ اس کتاب کے سارے تعلیمات و تعویذات  
 کے کرنے و کھنڈے کسی کو درگمناں کو بخش دینے کی اجازت فرمادے میں حمد  
 کو اسی طرح دیتا ہوں جس طرح سے حمد کو حضرت مرشد مولانا فضل الرحمن  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا عمل دلائے ذکاوت کے بخشا و عطا فرمایا ہے۔  
 پس اس کو بھی عمل کرنے و لکڑی دینے کی چھداں ضرورت نہیں لائق اللہ تعالیٰ  
 وہ قلم و طبع و لہجہ کو فتح دے گا۔ اس طرح سے دوسری ظہری کتاب  
 کی بھی میں نے اس کو اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے فائدہ پہنچائے  
 آمین۔ اگر فرزند تیرا بھی طلب و خواہش رکھتے ہوں تو ان کو بھی یہ اجازت  
 دے کر دے۔

حبیب اللہ احمد محمد  
 ۲۰ جلدی سالی ۱۳۳۰ھ

انہوں نے عزیز منورہ پہنچ کر مصروف سفر میں سے جو سرمایہ بچا تھا حسب قواعد و انضام وراثت تقسیم کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں نے ہجرت کی نیت کی ہے میں تو یہاں ہی مرنے کے لئے آیا ہوں۔ تم سبوں کو میری طرف سے اجازت ہے خواہ یہاں رہو یا ہندوستان چلے جاؤ۔ چونکہ ایسے شفیق مرلی ضعیف العمر کا تنہا چھوڑنا انتہائی بے مروتی تھا اس لئے نہ کوئی اولاد میں سے احد نہ والدہ ماجدہ ان کے فراق پر راضی ہو گئے۔

اگرچہ سولہ ماہ بعد مرحوم کسی نے بھی ہجرت کی نیت نہیں کی تھی اور سب نے قصد کیا تھا کہ جب تک سوہ زندہ ہیں یہاں ہی رہیں گے۔ اور سرمایہ مذکور سے تجارت و عیوہ کا ادارہ کیا گیا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

والد صاحب مرحوم کو طبعی طور پر شاعری سے بھی دلچسپی تھی اور بالخصوص ہندی و پانڈی میں ان کے قصائد بہت زور دار اور خوش راہد مضامین تصوف سے بھرے ہوئے ہیں فارسی اور اردو میں اہتمیہ شعرا ان کے بہت ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے فراق میں (بعد ازصال) بہت چمکندہ اشعار انہوں نے لکھے ہیں۔ جن میں سے چند قصائد برہنہ دل غمگین و غیرو میں شائع بھی ہوئے ہیں۔ اگر ان کے لکھنے میں حول نہ ہوتا تو میں کمال یہاں ان کو درج کرتا۔ مگر بطور توثیق چنانچہ اشعار لکھتا ہوں جن سے والد صاحب مرحوم کی قابلیت اور افاؤد طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔

## قطعات

### نعت در فارسی

ایں جمال و شوق عالم سوز تو      ہیں گمشدہ نور دل امیر و فقہ  
گرد بسمل صدر ہزاروں جیب نہیں      ناہک ہر گمان سپین و عوز تو

### دیگر

جان و دل رمانی بردیک آن تو      ایں چو حسن راست مدے عہد شبان تو  
سوختہ انددست جیتب اے چو عجب      اے بسا ہر نیک شدت سدر بان تو

### دیگر

اے بہار باغ زلفوان کوئے تو      نہیں سدا اسپر مونسے تو  
تجدہ بیڑوں آمد سویت جیتب      اے ہزاروں کھہ در ابروئے تو

### قطعه نعت اردو

چارو تا چارو غفل سے توبے بلتھی      حسرت و رنج و غم ساتھ وہ جاتے ہیں  
بہا سے ہاتھ توبے پاس سے نکالنا      جیتے ہاتھ ہی ٹکڑے رہنے باہر ہیں  
لیکے کہ ہیں رہے اس ہزاروں باقی ساقی      گوگرد لگنے سے پانی کے چلے جاتے ہیں  
اسے دسوں غریبوں کی فرقت کے قیل      پلٹا مشرے ٹھیک پانا کر جاتے ہیں  
سوسے یا نہ سوسے رہے سو دھریا      عشق و محبت کا شہ یا ہی ہم پہاڑ ہیں

اس عیب دل خستہ نظر ہو جائے

درد مند دل کی دوا آپ کے جلتے ہیں



## نعت در مخلوط بہا کا و آرد و ادا

یو کیسا روگ ہے مجھ کو کہاں مرانا تھا ہے

وہ مویں رو پہ ہے کیسا جو آنکھوں میں مائل ہے

کہاں ڈھونڈوں کہ ہر جاؤں میں کونے نہیں بنتے

پیکر کرتا ہوں میں ہی میں ہی تاکا اور جانا ہے

کبھی صبر میں گر دو بادین کرناک ڈرانا ہوں

کبھی دریا میں ہوں خواص غوطہ کھانا ہے

میں سلسلے بلوغ و پھولاری پھری پیو پیا رہتی

پتہ دے سائے جباتوں کہاں وہ گل چھو لگتا ہے

کہوں میں کیا بلی کید ہر روکل گنگ دل بھتر

میں بالہ کھو ج میں نکلی گجے پڑا میں جانا ہے

بہت دن بیٹھے اے سکیو نہا بدی دوس سہیم کا

ہوئی کوئی خطا ایسی کہ من موہن کو ڈاتا ہے

میرے ہے زمین پر یا کہ ہے عرش پر میں اور ہے

وہیں وہ شبہا مہلتا ہے جے وہ زمین ٹاتا ہے

تا اگر روپ ہے میرے نہ کوئی ڈھنگ آتا ہے

نہ چہ درد رنگ میں ہوسے جیا مور ڈرانا ہے

میں عاجز ہے تو بادری کنیر کہ فاد سے کتر

اور اس پر ہے دماغ اپنا کہ نوجہ پردن دعا ہے

دن و فرزند میں خود بھی دل و جاں بھی سمجھی ہے

تھنک یا بی اٹھ تو محبوب لیگانہ ہے

اہدات تیر کرتی ہے جیتیب آس کو چے کی بلی

دن و جاں خاتمان سب پچی وہ سر نہ لگاتا ہے

# فراق مرشد حضرت مولانا فضل الرحمن قدس سرہ اللہ عنہ کی گنج ملامت میں

یہا کہا زبان میں لڑیا جس کو ہندی اصطلاح میں بڑو کہتے ہیں

<p>کہ بڑا جیسا سا سٹھ پانا          حیرتیں بھرون بھرون جگ سا ہیں          کہاں گیو مور سے کتو کنہیا          کواں پانوں سر چرن تاؤں          جو میں ملک نہ لا گیوں تو رین          تم بے کو مور سے پیسہ بڑیا          جو چپٹ گیو کتھہ رتسارہ          سوا کتھہ ہراہ پتے کھو جو سہی تے          کہاں ڈھونڈھوں کم جیگی جھاری          کہہ کلن مونہہ سنگ نہ لاکے          پنی توری کھوچ کہوں عن پانوں          تم تئیں آگر کتو جگ تا ہیں          اکھہ پیسہ بڑیاگ ست پیا گی          جس کم پتیسو نہ ڈوسا جتاں          اندھ جیتوں سو نیشہ دیکھتا          بوردش میں یا گور پرون گھن بڑیا گے</p>	<p>کون بڑیا مور جیسا بڑیا          کون آگر دیکھے بڑیا          گو سوای موری یا نہ گھتیا          مکھ مدین کم ڈھونڈھو پانوں          کون سہاگ سہاگ اب موریہ          تم بے کو مور دو ہیرہ پتہ پتیا          کون کاج مور بڑیا بارہ          پو گھوت سہاگ پتے کے پانوں پانوں          ہوں جگ توری بیکہ بیکاری          کون دس مور سے جگی پھانے          نچے ہوں گھر پار تھب ڈوں          سہر رتت گن گیاں گو سا ہیں          ہے پتہ پتہ پتہ پیسہ بڑیا          کون کو گھن گھرت بھہانوں          تمہیں جیوں میں جیوں سہاگیا          تم بے میں کتیا جیوں کہاں ڈھونڈوں کتیا</p>
--	---

دکان حیات

یہا کا زبان میں

جگن (مناجات)

راستی اندھیرا سے من ڈر کھلے گھوسے

لہڑکی بڑیا سے جیا گھرائے گھوسے

دیکھو بھلے سے

نہیں آئے مایہ نہیں آئے مایہ  
 پہنے ہاتھ وہ سس جو دیکھوں!  
 پڑھو گے کے سہول بھلیتاں  
 کہو جیت کہساں من ہو ہے  
 چتر گہرا سے کہیں اہلے گنو۔۔۔۔۔  
 ہم کی چھوٹا ہمیں پھرانے گنو۔۔۔۔۔  
 ساتھ کی گھڑیا جو گئے گنو ایگنو۔۔۔۔۔  
 کوئی گھڑیا سے پتہ لوانے گنو۔۔۔۔۔

لہذا شباب اور بے تکلیفگی کی طبیعت ریاضی اور حساب میں بہت ہی زیادہ  
 تیز ترقی ہر ایک کے شکل سے شکل مسائل تا نفاذ میں مل کر جیتے تھے۔ گھڑیا کی عمر میں  
 تفاوت کا اس قدر علم ہو گیا تھا کہ سب کو ٹھیکہ بیٹے تھے۔ حساب کہیں دیکھنے والی کا ذکر  
 آتا کر لڑا دیتے کہ اب میں سب بھول گیا تھا کاش اس قدر تھے کہ میں احاطہ میں نکلتا تھا  
 ہے۔ چھ سات کنویں اور پلانکٹن اور ہوا سے چنے ہاتھوں سے کھدو سے مالا مالا  
 کی زمین میں زمین کے گونے گھروں والی ہے، بڑی مشکلوں سے گنتہ ہمیں گریں۔ سہ ہشت  
 لہجہ کھوئی جاتی تھی۔

موصوف میری منزل میں یا تو گھر و گھروں اور یاد دہانی اسطرۃ و سلام میں مشغول رہتے  
 تھے یا کبھی کبھی اپنے ہم ہا میری ہندی صحن و قوتوں کہ اس جیت کر مل جہت تھے۔  
 عام لوگوں سے میل میں نہایت کم تھا اور دقتوں اور ہوا میں ہاتھوں میں وقت ضائع لڑا تے  
 تھے۔ پتہ چنے کے بہت مادی تھے۔ اور یہ کہ حضرت اور افضل لڑتے صاحب ہر ہفتہ پتہ  
 تھے اس نے ان کا ہر روز تقریباً اس کا مادی پانا جاتا تھا۔ خوب میں میری تباہی ہر ہفتہ  
 ہم لوگ میں طر میں ہر گز تباہی نہ ہونے لگا۔ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ  
 کے وقت کٹر کی جوتے اس میں ہر ہفتہ کا ہر ہفتہ میں ہر ہفتہ۔ ہر ہفتہ ہر ہفتہ کے بھی  
 مادی تھے۔

حضرت مولانا فتح احمد گدس ہندو سرکار اور مولانا خلیل احمد صاحب گدس ہندو سرکار  
 ہر ہفتہ پتہ کے تھے۔ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ  
 اسباب کی بنا پر ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ  
 سے ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ ہر ہفتہ

میں سچے سچے دل کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ میری زندگی میں ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔  
 ایک دن ایک شخص نے میری خدمت میں آکر کہا کہ صاحب صاحب، میں نے ایک نیا کام سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔

انہی دنوں میں میری زندگی میں ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔  
 ایک دن ایک شخص نے میری خدمت میں آکر کہا کہ صاحب صاحب، میں نے ایک نیا کام سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔  
 میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔ میں نے اسے سیکھا ہے۔

ابھی تک وہ سچا اور سادہ رہتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔  
 وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہر کام میں سچائی اور سادگی کا مظاہرہ کرتا تھا۔







کی طرف کیا وہ اس کے نام سے اس میں سے ہے و پھر شفقت زیور کی گونہوں اس سے  
 کے نور عزا و بھلہ کا یہ علم حاصل ہوا ہے جانتے ہی اور رکھیں مگر یہ صاحب دلیوی سے  
 بخوبی واقف تھا۔ اسی میں ہی ابھی تھا کہ اس کے ساتھ کے یہاں نہ ان کی نسلوں کا مال بنایا  
 کی صورت میں مگر وہاں ہی ہوا ہے کہ وہ کا نیکو جہاد و غیرہ کا یہ نکتہ ہی میں مکتب ہندی  
 بالخصوص حضرت علیؓ مہربان ہو کر علیؓ کی بیعت سے (معاذ اللہ تعالیٰ) بہت زیادہ شہادت  
 لڑا کرتی ہیں۔ مستعدان نفس مفہوم ہو گیا تھا۔

دیوبند پہنچنے کے بعد وہ شخص اس کیلئے کوئی کتاب لکھائی اور کہتا ہے کہ تھی وہ میں یہاں سے  
 وہاں کہاں کہتا ہے بالخصوص جسے جان صاحب سے زیادہ علم تھا کہ وہ صاحب دلیوی  
 کہتے تھے وہ صاحب مروج تو نہیں ہے کئی کہتے تھے وہ صاحب دلیوی کہتے تھے وہاں سے  
 مگر یہاں تو بھی دلیوی۔ بہر حال اس عقیدہ سے لگائی کے میں میں علم لیا کہ وہ صاحب دلیوی  
 یہ صاحب کا شفقت کہہ سکتے ہیں۔ فرج صاحب دلیوی نے اسے جان صاحب سے کہا۔

فارا العلوم دیوبند کی تعلیمات

ایمان صاحب مروج نے لکھتا ہے کہ ایک ہی روایت ہے کہ

خوب لکھ سے ہے حلقہ میں دیوبند کی خوب بار ہو گیا اس کے بعد تھے صرف معصیت  
 حکیم جو حسن صاحب مروج کے پاس بیٹھا گیا ہے چھپیں اور یہ بہانے سند کا کلمات  
 کے علاوہ خارج میں ہو کے اور اس میں بیعت سے بہانے خارج اور کلمات میں اس کے  
 بعد طلبہ کے بعد حاشا کے بعد ہوتے ہیں کہ وہ اس کے کہ وہ نہ ہو کہ وہ نہ ہو کہ وہ نہ ہو کہ وہ نہ ہو  
 وہ اللہ اپنے ہم سنوں کو حکم دے گا کہ وہ اس میں کلمہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو  
 کا امتیاز حاصل ہو گیا اور اس شخص کا نام ہدی کہہ سکتے ہیں کہ وہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو کہ وہ نہ کہتا ہو  
 حاکم بنی تو اس کے بنیاد پر مبنی بنا لیا۔

پھر یہ کہ صبر سے لگے ہے لکھتا ہے کہ وہ دیوبند میں آیا ہے اس قدر  
 میں سے کہ وہ لڑی کہتا ہے صبر سے لگے ہے لکھتا ہے کہ وہ دیوبند میں آیا ہے اس قدر

(۱) حضرت شیخ ابید قرظی کے ساتھ امویہ و سنی عقیدے کی تلافی کے لئے لکھی اور ان کے بارے  
 کمال اول مرقاہ، تہذیب، شرح تہذیب، فقہی تصانیف، تفسیر الحقیرات و







یا حتی کاشتند و لبر حاصل کنند۔

**طرا العظم و لبر ہڈی کا استخراج** | اس کے لئے جو ایک ستانہ اپنے سے لبر حاصل

کریں ستانہ میں کئی جگہ تیل نہیں ہائی جہاں کے لئے وہاں چھ لسیں اور پوچھتے  
تھیں کہ کون کون سے اجزاء اور لبر اور عروق اور کون کون سے اجزاء ہڈی کا ستانہ  
میں کہنا یا ان کی ہڈی اور کون سی عصبوں کی کسی جگہ کہ لبر میں سے کتنی ہڈی  
کیا ستانہ میں سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس میں ستانہ ہونے والا ہے۔

پہلے اس کے ساتھ ہی اس حالت سے لبر کے ہڈی کی کوئی جگہ کہ لبر حاصل  
ہے تو اس کے لبر میں سے لبر حاصل کرنے کے لئے اس میں سے لبر حاصل کرنے

طریقہ ہے کہ اس کے لئے اس کے ساتھ لبر ہڈی کی لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے

طریقہ حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے سے اس  
سے لبر حاصل کیا جا سکے گا اور اس کے لئے اس کے ساتھ لبر حاصل کرنے







و ایک نئی بیڑا میں سے ڈھانچا ایک گریڈ اسٹریم میں بہا گیا اور اس کے ساتھ  
 کے ساتھ تمام سب کے سب میں داخل کر دینے کے اور اس میں پانی کی بہاؤ  
 ایک ہی ہم کو طے ہو گیا اس کے سب سے پہلے سے صرف سوہ جھل کے تکتے تھے  
 اور موجود تھے۔ پھر سے خود ہمارے ہی سے خا آفریں بننا ہے جس کے ساتھ  
 و عیو کا گئے تھے۔ کہ لڑنے سے پہلے ہی سے کہ وہاں ہی کے ساتھ میں  
 ایک کپ میں ایک ہونے کے ساتھ ساتھ۔ اور ان میں سے ہی تا کہ میں کا سیدہ  
 جہاز کا نام پتلا اور ہادی کے ساتھ گزراں ہوتا ہے کہ اس میں اس جہاز  
 کے ساتھ ساتھ جہاز میں پتلا کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ کوئی  
 جہاز نہیں گیا۔

یہ لفظ کبھی م و گدیر کے جہازوں کو ہوتا تھا اس نے کہیں جہاز کے  
 جہاز ایک بہت بڑا کہ وہ جہاز کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی کے ساتھ  
 تھا کہ وہ جہاز کا نیا ہی اور کئی سے سالی تا کہ میں نے جہاز میں کہ وہ  
 نیا ہے اس میں سے تمام جہازوں کی ہی جہازوں کے ساتھ ساتھ اس میں  
 اشیا کے ساتھ ساتھ جہازوں کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 اس میں جہاز کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 تا کہ وہ جہازوں کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 کہ جہازوں کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 وصول کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 کہ ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ

و اس سے مدد کی کہ جس سے اس جہاز میں تہہ کے ساتھ ساتھ اس میں  
 بہت سے چیزوں کی نہیں تھی اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے ساتھ ساتھ







جن اہل اہل کے فرنی اور شمالی جو انہیں ویسے بہت سے باخات ہیں۔ ان کو عیون کہتے ہیں۔ انہیں میں نہریں گدائی ہیں اور ان کا پانی انہیں میں ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں ان کی ہمد و جہد کی وجہ سے بہت سی کھریں نکالی گئی تھیں اور مدیرہ منورہ میں اس قدر زراعت بڑھ گئی تھی کہ طبرستان منورہ کے مصارف سے بیخ کرک شام و فیرہ کو تھارے کے لئے ہزاروں من کی مقدار میں جاتا تھا۔ مگر دریائی زلفے کے انقلابات نے ان نہروں کو بند کر دیا تھا۔

سلطان عبدالعزیز نے اس طرف توجہ کی اور تعمیر عزم مہرم نبوی علیہ السلام کے بعد کچھ نہریں جن کا سرمنظر علی کا صاف کر اس روایح ہو کہ موجودہ عمارت مسجد نبوی کی سلطان موصوفی کی بنوائی ہوئی ہے۔ بہت زیادہ مصارف کی نوبت آئی ہے۔ ان باغوں اور نہروں سے قدر اور کھریں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا پانی نہیں ہوتے۔ (لوٹ) نہر نہ منورہ کی جنوبی اور شرقی جانب ہوئی ہے۔ اس کی سطح پر منورہ کا پانی کے ساتھ پر آبادی درمیان میں کھریں، انار، انگور، انجیر، آکڑو وغیرہ کے باغات ہیں۔ انہیں بستوں کو حوالہ کہتے ہیں انہیں میں سے قرآن اور کتابیں ہیں۔ نہر رسالت دہلی صاحبانہ لفظ و اسکا نام اور نہر نہر نہر میں یہاں آبیاں بہت تھیں مگر اب بہت کچھ بگڑ گئی ہیں۔

پھر رزق قاد کے لئے ترکی حکومت نے انہیں نہروں میں انہی لوگوں کے ذریعہ پانی شہر میں تقسیم کروایا تھا جس کی وجہ سے اہل شہر کو بہت آسانی ہو گئی ہے۔ مگر وہ خان صاحب کا صاحب تھا۔

انہی میں رزق قاد کے لئے اس مکان کی دشواریاں دیکھ کر دو سو سے مکان کو بیچنے اور بیچنے کے بعد اجارہ کو مع کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ مدیرہ منورہ میں مکانات ماہراری کہہ رہے ہیں۔ جگہ سالہ کر ایہ پر ہتھے ہیں البتہ عمارت کو بیچنے کے حساب سے یا اقیام کا حکم یہ دینے ہوتے تھے۔ مگر بہت گرس پڑا ہے۔ ماہ عزم میں مکانات کو ایہ پڑھنے ہوتے ہیں۔ حارہ، کھادوات میں ایک دیکھا مکان لایا گیا اور اس میں قیام کیا گیا۔ لہذا مکان ایک سو تیس رہ رہ رہ رہ گیا تھا۔

حضرت والہ صاحب مہرم نے مدیرہ منورہ پہنچ کر جو مقدار نقد کی مصارف سے نہر

قحی صاحب صریح شریعہ جم و غم پر تقسیم کر دی اور لیا گئے تھے تو ہجرت کی نیت کی ہے  
 اس لئے میں کا زیست یہاں ہی۔ چون کہ تم لوگوں کو اختیار ہے کہ یہاں رہو یا جہاد  
 چھو جائو۔ یہ دو پیرا رہی کہنے کا ہے۔ جم و غم نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی۔  
 کیونکہ حضرت تکوینی قدس سرہما اور سید محمد علی صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحب  
 امداد اللہ صاحبہ قدس سرہما اور سید محمد علی صاحب مدظلہ العالی نے طے فرمایا تھا اور یہ  
 صرف وہ فرمایا تھا کہ ہجرت کے لئے عموماً یہ احوالات شرط ہے جو کہ ہیں اور ان کے بغیر ہجرت  
 ہاتھ میں اور ہجرت نہ کرنا اور ان کو اور ان کے ساتھ ہجرت ہے اور گنہگار ہونے میں۔ صرف  
 قیام کی نیت کرنا اگر حلال ہے۔ اگر گنہگار ہونے سے قیام کرنا صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے۔  
 حضرت صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ قیام کرنا صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے۔ ہجرت  
 کی نیت اس وقت کی تھی جب کہ میں ایک سفر تھا۔ چار روزہ تک اس سے باہر نہ گیا تھا۔  
 غزیا کہ میں کو صرف یہاں تھا۔ اور یہاں ہی رہا۔ اور میں کو یہاں ہی رہا۔ اور یہاں ہی رہا۔  
 کہ سفر میں رہا۔ اور میں کو صرف یہاں ہی تھا۔ اور یہاں ہی رہا۔ اور یہاں ہی رہا۔  
 کے لئے لکھتے تھے۔ اور میں کو صرف یہاں ہی تھا۔ اور یہاں ہی رہا۔ اور یہاں ہی رہا۔  
 اس اور کہ سفر میں اس سے زیادہ اور ہونے کے سفر میں بندہ دستا کی ہجرت آبادی  
 اس کے بعد چوتھوں میں اسباب عیشت لیا گیا ہے۔ اور اگر ان کے زیادہ ہے۔ ہجرت  
 ہم میں سے کسی نے ہی اس سے حضرت ابو صاحب اور اس کے ہجرت کا وہ نہیں کیا  
 تھا صرف قیام کا۔ اور تھا کہ وہ صاحب اسلام کو لیکر چلا گیا۔ اور وہاں رہا۔  
 اور وہ کو کہہ دیجئے اور وہ اور کسی کو سہارا نہ دیا۔ اور وہ کو کہہ دیجئے اور وہ  
 میں یہاں ہی رہی۔ اور وہ صاحب اسلام نے فرمایا کہ یہ قدر ہمیشہ کے لئے کان میں  
 ہو سکتا کوئی آملی بندہ دستان سے ہر شہر ہاری ہجرت والی میں ہے۔ اور وہاں ہی رہی۔  
 کہ گنہگاروں اور ظالموں اور ظالموں پر ہے۔ اور ان کو ترک کی حکومت یا دوسرے لوگوں  
 سے تھی۔ اس لئے کوئی فرقہ عیشت کے لئے حق میں لانا چاہیے۔ اس لئے کہ ہجرت  
 ہجرت کی ہجرت کیوں کہ کوئی صحبت و رت یا دستکاری یا زراعت و طبرہ کی  
 ملک و قحی صاحب نے اب الہی اور اب السلام کہہ رہی ہیں۔ یکہ اور ان کے یہاں  
 گئی ہیں۔ یہ پہلی ماہی ہے۔ شکر میں۔ حوالہ دلاؤ۔ اور یہ کہ گنہگاروں کو ہجرت

سمجھوں سے لڑی کہ مال دلا ہوتا تھا اور وہاں پختہ فرقہ پر فروخت کیا جاتا تھا نیز قرار پایا کہ گھر میں کے تمام میں جگہ باغوں سے گھری ہوئی کشت کر نیلام کے بارے میں فریج کی ہائیں اور ان کو مخلوق غریبوں میں افریرو کر دیا جائے اور تمام باغ میں ان کو فروخت کر دیا جائے۔ دینے منور میں کہ یہ کہہ سیکھ سکا اتنے ہی میں رہتا ہے بنا سے سفر کی شکلے رکھے ہوتے ہیں رہے شکلے افریقہ کے طرہی شمال صحر میں مٹی کے نہایت مطہر و بنا سے ہاتھ ہیں۔ ان کا مزہ چیرتا ہوتا ہے نہایت مطہر ہوتے ہیں۔ افریقہ سے جہاں وہاں اور کشتیوں پر عرب کے بندے لگائے ہیں تک ہتھ ہاتھ اور پھر نوٹوں پر لکھ کر یہ منور پہنچانے ہاتھ ہیں۔ دینے منور میں لوگوں کی آمدنی کے لئے یہاں دو کام رکھتے ہیں۔ ان کا کہ یہ سال بھر ملنے کیا جاتا ہے۔ اگر عرب اور دینے منور میں بجز تھکے ہتھ نہ دے اور تھکے ہتھ کے ہاتھ ہاتھ ہیں مگر وہ تھکے مطہر اور ان کا نام نہیں ہوتے اور ان کا نام گورنوں کی جو میں کہہ لے تھک ہاتھ کا ٹون لڑا دے جو تھکے ان گھروں میں بھر کر لوہہ ہادی ہائی ہیں اور بھر تھکے ام جھونے (پیشہ) گھر بھر کر تھک بھر کر مٹی سے شکلے کا لہندہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تھک بھر بھر مٹی سال دو دو سال مخلوق رہتی ہیں۔

دینے منور میں گھر وں کی بہت سی نہیں ہیں۔ ہوتی ہیں۔ خصوصاً الرقہ اور دینے منور میں کتابوں میں ان کے اقسام تقریباً ایک سو ہیں نہ کہ کھٹے ہیں۔ ہر ایک گھر کا لڑو رنگ و وضع وغیرہ جہاں ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں تقریباً پانچ سو ہیں بجز تھو پائی جاتی ہیں ہر ایک صنف مختلفہ مختلفہ فروخت ہوتی ہے۔ ام جھونے گے ایک گھر گھروں کی ہے۔ اس زمانہ میں اس کا اہمیت ہے۔ رطبہ کا نام دینے منور کے زمانہ میں سب سے چھہ اس کی ہی رطبہ ہوتی ہے اور بجز تھ کالی ہائی ہے سو گھٹے کے بعد یہ سوا گھٹے صفت ہوتی ہے۔ اس کے دینے چھٹے ہیں تھ ہیں اور سو گھٹے کے بعد اس میں بچے بچنے لڑا لڑو بیچ دیتا ہے۔ اس کی پیداوار بہت ہے۔ ہناب رسوں اور گھٹے طبعی اور بہت کہ کہ جب پچھہ چل تھ ہیں دینے منور تھ آپ کے ہتھ گھٹوں میں اہم رہی اور گھٹے اس کا خوشبو پیش یا تھ نہ نادر تھ کا تھ آپ کے اس کے تھ دینے منور فراہی تھ۔ اس گھر کو شکلے میں رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔



در تیرہ مقررہ درس قدر میں کا سلسلہ | اس قدر میں کی تفصیلی بیجا کر  
 یعنی بیجا نہ کہ آری اور پسند نہ کیے تو خود درست کر کے دھریں کہ محضوں میں ابھ  
 کہ جس قدر کہ ہرگز نہ ساقہ پیشی جو کہ تکسہ پیل شریفہ طے ہے۔ راستی  
 پڑا اور طریقہ پر ہر امتیاز کرنا ہی ہرگز۔ جہذا۔ چاہے بیجا طلب علمی میں  
 اس لئے تیس مشق طیار مست رہا۔ کہ لہذا قدر میں سے پچھلے کے بعد بعض اس  
 ہم ہر دو سنی اور عرب جس کتابوں کی دریں کے واسطہ کار جو سنے کرے عربی  
 کتابوں میں ہر صہ تک کہ میں پڑھے کہ اربت تالیفی ترجمہ کے کی مشق دینی اس لئے  
 شکل کے حساباً، مگر صہ ایت صہ شیخ ابند۔ کہ انہ طبعیات کتابت کے  
 دوسرے وقت میں اس کا شروع کر دیا اس ماد میں بہت سے طلبہ اور تری  
 فرقہ پر دم لہر ہوئی، امہد سوری صہ اسکول میں پڑھا کرتے تھے اس سے کہ کہ  
 ایک تو خانہ میں جو کہ انہ کی تالیف صرف اور خود طریقہ کی لکھا جو کہیں اور دوسرے  
 یکے میں صاف ہوگی۔ ابی گوئی ہونا صہ صہ۔ چاہے صحت اور کتابت کا وہ  
 بہت پر تاج۔ اس لئے جب کوئی عالم آتا ہے تو اس کی طرف آنکھیں بہت تشریحی  
 اور تشریحی صحافت کراہیل آتھی۔ چنانچہ یہ کہ عربی کے ہادی میں جو کہ  
 اس لئے بسا اوقات شکست کی بہت تھی۔ مگر یہ نہ تو وہ میں چھتے سے طے کے  
 بسکی وہاں کہ جہلی کہنی تھی کہوں کہ صورت یا لہذا ہر ہادی ہادی۔ لہذا ہر ہادی  
 ان کے بعد حضرت شاہ محمد اسی مشہور کی ہادی لکھنے طے ہر ہادی کے بعد حضرت  
 کوہ جیب اور جن صاحب ہادی لکھنے طے ہر ہادی، لہذا ان صاحب ہادی تری  
 لکھنے طے ہر ہادی کے ہادی لکھنے طے ہر ہادی کے ہر ہادی لکھنے طے  
 استوار و ایت کاسب کو ہر ہادی بہت سی تصانیف اور مست سے فارسیان  
 کے وہاں کر لکھنے طے ہر ہادی کو ہر ہادی حضرت اس راہ میں رہا ہی تھے مگر یہ حضرت  
 کوہ جیب اور جن صاحب کی ہادی اور ہادی کو ہر ہادی کی رہا ہے عام طور پر کوہ  
 کو ہادی لکھنے طے ہر ہادی کی، لہذا استوار اور اتھان ہادی کے ہادی ہادی  
 ہر حال ہادی لکھنے طے ہر ہادی کے ہادی لکھنے طے ہر ہادی ہادی ہادی







چلی کہ سب کام میں نہیں کوکھنے پڑتے تھے کھانچا اترا ہوا وہیں سے بھی سب سے مل  
 کر رہیں کہ انہوں نے یہاں سے تیسرے ہفتے کو آگاہی دی کہ یہاں سے چلا گیا۔ وہاں کے باشندے  
 کوئی پانچ گھنٹے میں نکل چکے تھے اور وہیں سے وہاں سے وہاں سے تیسرے ہفتے میں  
 جاکر وہاں سے تیسرے ہفتے میں آگاہی دی کہ یہاں سے چلا گیا۔ وہاں کے باشندے  
 ساتھ چلی پہلے میں اور دوسرے کے بعد میں آگاہی دی تھی۔ حتیٰ کہ وہاں سے چلا گیا کہ  
 اپنا صاحب اپنے ملازموں کے ساتھ چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔ اس کا ساتھ  
 کوئی بھی تھا کہ وہیں میں دیکھا تھا کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 پورے دھرتی میں جو لوگ تھے وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 حاصل کی باہر چلی تھی۔ جو لوگ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 الیٰ علیٰ نہایت خوش ہوئے تھے کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

اس میں چھوٹے کا تھا اور اتنا میں جاگدی ہوئی تھی کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے  
 آہستہ طور پر گئی۔ ہم وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 دیکھتے تھے۔ یہ کام کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 کھنگالی کر کے دیکھتے تھے۔ یہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 کافی نہ ہو سکتا۔

کہا جاسکتا ہے کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 حکم لیا کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 تہمت دیکھتے تھے کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

تیسرے ہفتے میں ایک سے دوسرے کو آگاہی دی کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے  
 اور وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 اور وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔  
 بہت زیادہ سہاے ضائع ہو گیا۔ ہم میں اتنی طاقت تھی کہ وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے  
 گھر نہ ہو سکتا۔ اور وہاں سے چلا گیا اور وہاں سے چلا گیا۔



انہی کے علاوہ دوسری پروردگاروں کی توحید آتی رہی۔ مگر یہ جسے مانتا ان کے  
اس اتقان سے جو کہ اس کے لئے اور جو ان کی پانچویں خدا انہیں بتا کرتے  
ایمان پھر کہ وہ اس کے علاوہ الٰہیہ تبار از سنن فلاحتیہ والحدیث  
حضرت اگلب عالم عالمی امداد سے صاحب دقتہ اللہ نے دعائیہ راستہ کے  
وقت یہ جس کے لئے کہ ان سے اس عالم کو اتقان شہیدہ میں جتھے فرمائے  
کیا اگلب ہے کہ یہ اس کا اثر ہے۔

سنت کے انہی جو ہم سفر میں تھے یہ تو پیش آیا کہ میں مکان میں اگلب  
سکونت پر رہے اور اتقان کی گھڑیوں گند رہے تھے اس کے کہنے کے فون میں رہے  
سال تمام جو رہا ہے یا تو سال بھر کا رہا یہ سو لیا تو دو دنہ گھر کافی کر وہ یہ عرضا جتھے  
تقدیر و خیر کا طرح کر دیا ہے۔ آہ میں ہی سکتا تھا کہ یہ مکان میں سال بھر کا بھر سوسو پڑے  
سو کے میں اور ان کے اگر وہی ہو جو ان کی تھی گی کو یہ مدد سے اس طرح اور خیر میں  
گھر میں پروردگاریں اور تہنوں کو کہاں سے پایا جائے۔ ایک مکان جس کے حکم سنت  
حکیم کی گئی تھی۔ راجھی رتھو مدد سے تھوڑی میں جس میں مسافر مارا (یا جس میں) ہمدار  
خانہ انوں کے لئے وقف ہے مگر کوئی بڑا خانہ تھی۔ بہت زیادہ اور صاحب کے جس  
پریشانی پہنچا ہے ایک مکان ایک مسجد آبادی زمین فراموشی میں صاحب کا لگا چکا  
تو خیر تھا۔ مدد سے جو جانے کی وجہ سے اس کی تعمیر کی گئی تھی۔ اس میں مسجد کے  
پروردگار تھے۔ اس کے تری صاحب نے ان کے تھوڑے ہر دم میں پوری کے ہر پائی کے  
لپٹے کو انہیں اور تہنوں پر یہ یا اس مکان میں دو دنہ سے گھر کیوں تھوڑے طریقہ میں تھے  
صرف مسجد اور دوسرے پیر کی عمارت کا لگا چکا تھا مگر حضرت مدد سے صاحب کو ام کو یہی قیمت  
اسلام نما ایک مکان جو اب میں تھے۔ الاصل یہ گھر تہنوں میں تھا۔ در ثبات کے  
پروردگار وغیرہ سے جو مدد سے دگنی مدد سے کاشفہ کر گیا۔ گمان حالتوں سے  
مطرح سے صاحب کی گھر میں گیا کہ جس طرح میں جس جو مکانوں یا ہر طرح سے جو  
کے یہ نہیں جو کہ وہ اس طرح میں گیا کہ وہ حالت میں جتھے تو میں وہ  
یہ اس طرح پر کہ وہ جتھے کہ جس نے ان کی کہ ان کی میں مکروری دہلی۔ یہ اتقان  
نہیں جس کی مدد سے کہ ان کا دماغ تعلق تھوڑی تہنوں میں اس طرح میں مدد سے





خاکِ کعبہ کے کزاتِ جہت کے ہوساں پر قرقر کرنا اور جہاں کا گھر بن کر آپ  
 سے اس کی شروع ہو اسی سبب دیکھ کر سن کر غضباً کہہ ہا تھا کہ سالو احمد یہ یہ  
 دیکھو صرف کتب پر اس کی شرح ہی اتنی ہی بیکر ہے جاہل کتب تھے اور قرقر کتب  
 اکثر جہت نسبتاً بائبل کی نسبت تھے اور ہمیں ہر فرقہ کے ساتھ تھے خاص خاص ماہر  
 حضرت جانتا ہوں یہ حالت تھی کہ اس دن ہم علم و فن کی کئی کئی چیزیں  
 اور وہ زیادہ وقت صرف کرتے تھے اس لئے ہم صہ ۱۰۰ جلدیں، صک بیٹے تھی  
 دیکھنے کے اس کو تہ لہوئی دیکھنے میں صرف بہت سے بکھلوا لے گئے۔ اسی  
 سبب یہ کہ وہ اور وہ وہ روح سے ملنے کے بعد اس بہت سے بکھلوا لے گئے۔ اسی  
 جہت سے ہمیں ہم کو صفا اور کائنات کی چیزیں، اور وہ سبب سے اس کو صہ  
 قدر وہ سبب سے دیکھتے ہیں جہاں ہر کثرت میں ہر صہ میں گزرتے ہیں کہ سب  
 ہے اس پر ماضی نہ ہونے سے صرف ہی دیکھتے ہیں کہ جہت تک ناری سے ملی قرآن  
 ترکستان عالی امری دیکھ لے تھے ہر صہ کا یہ ہی ہر صہ کے لئے سہ سہکات  
 میں کسی ہی دیکھنا جو اس نے کہی ہندوستان میں تھی تھی تھی وہ سے ہر صہ کے  
 طاقت سے اس سے دیکھنا ۱۰۰۰ سے کہ کر لیا اور وہ تھے چھ صہ اور ہمیں ہر صہ  
 پر صہ تھی اور وہ ہی کو اس کے تھیں جہاں ہر صہ کے لئے تھے کہ جہت سے  
 ہر صہ سے استفادہ کیا جاوے اور تھہ وہ سبب سے اس سے کہ لے لے تھیں  
 تھے یہ امر ہی کی انکا یہ ہی سہ سہ کی سہ سہ کی تھیں تھیں تھیں تھیں  
 کیا کہ جو صہ کے لئے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 طالب آپ کی جس سہ سہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 کا ہر بہت زیادہ سہ سہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 لکھتے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 بہت زیادہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 ہر صہ کے لئے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 ہر صہ کے لئے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 بہت سے تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں



میری تھاک۔ صرف پینے اور کھانے کے لئے ایک حکیمانہ تدبیر تھی۔ اس کا اصل بیج زیادہ  
 اطمینان کی صورت میں پیدا ہو گئی اور ساتھ ساتھ کھانے اور پینے کے سہتارے ایک سو  
 کی جگہ سے پہلے ہی ترک کر کے یہاں چلے آئے۔ وہی کوئلے میں نہایت آسانی اور  
 جراثیمی و جراثیمی کے ساتھ کئی سال متواتر جب تک انسان کے جنوب و مغرب والے ممالک کے  
 وہ جگہ کل و پتھر پر گئے رہتا تھا۔ اس کو دیکھ کر اور دیکھ کر کوئلے کی شوق پیدا ہوا۔ وہ لوگ  
 میں تھوڑے ہی عرصے میں متعدد حد میں بگائیں پیدا ہوئی۔ ان کو فروغ دینے کے لئے کئی کمپنیاں  
 لگائی گئیں۔ انھوں نے بیکریں لگائی تھیں۔ اس طرف کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اس کو  
 شریف حسین کے کہنے کے بعد یہ تمام جگہ بازار ہو گیا اور اس قدر بد امنی ہونے کے لئے ان میں  
 پہلی کوئلے اور پتھر کا کل ہو گیا۔

جناب جہانی تہذیب صاحب ہی فرماتے ہیں  
 سندھ کی شرفا کے وقت حضرت قلیب  
 عالم گھوڑے و ستارے طیب سے بہت دور تھے

جہانی تہذیب صاحب مرحوم کا  
 سفر گھوڑے شریف

تھے۔ جب میں قلیب گیا اور اسے جہانی صاحب نے سے پہلے چھپ کر بھاگنے  
 تھے اور پھر کھڑے ہو کر اس کے بل کر ساتھ ساتھ چلے گئے اور گھوڑے شریف پہنچے تھے۔ وہاں  
 متصل آئے گا۔ جہانی تہذیب صاحب مرحوم کا جلدی وہی ہے۔ کھانا پانی کھانے کے لئے  
 ہوا۔ پھر چلے گا۔ یہی وہی ڈاکو اور شہید ہے۔ میں پہنچ کر متصل سکھ کے گھر۔ وہاں یہ ہو گیا  
 رہتا اور جہاں لایے تھے۔ اس جگہ میں بہت زیادہ شیریں تھے۔ انہوں نے خوشی سے اہانت  
 سے دی اور اس کے اور طریقوں کے ساتھ ہو کر گھوڑے شریف پہنچے اور تقریباً تین سال متواتر  
 ان کا اس ارگاہ میں باطنی اور خدمت گدے کی کثرت حاصل ہوئی۔ حضرت قلیب عالم  
 قتلہ اور طیب کا وصال بھی انہیں کے زمانہ حاضری میں ہوا۔ وصال کے چند سوئس کے بعد وہ  
 وہیں عزیز متوفی ہوئے۔ ان کے بعد کئی عرصے میں حضرت قلیب سے سرور اور نفاہانت بہت دور  
 اور ذات جہانی تھی۔ حضرت شیخ احمد اور حضرت مراد انیس احمد صاحب  
 رہتے تھے۔ یہاں کے بعد کہ اہانت حاصل فرمادی تھی۔ انہوں نے جب جہانی صاحب  
 مرحوم کے ساتھ شاد و تہمتیں باسی نہیں فرمائی۔ وہاں اہم۔

پہلی جگہ مال بلی اور ساتھ ساتھ وہاں سے حد شریف میرے ساتھ وہاں سے آئے











بہر حال اگر کسی نے یہ سب کچھ سمجھ لیا تو...

اس میں بہت سے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی نے ان تمام باتوں کو سمجھ لیا تو...

عقیدہ کی غور و فکر

عقیدہ کی غور و فکر کیا ہے؟ یہ سب کچھ سمجھ لیا تو...



حیدرآباد کے ساتھ ہی گھومتے تھے اور جم پھانسی کا بھی ساتھ لے کر ایک فریاد تھے  
 بدادگت میں سو نہیں میں بیخود آتے رہا اور آج تو میں نے اس کا حساب دیا ہے  
 ظہور کھشت کے ساتھ صوفیوں تو میرے کشن اٹھنے سے پہلے ہی اپنے خانے کے لئے آئے ہیں  
 اس کام کا نام وہ ہے۔ بچہ ہی نام وہ ہے کہ اس کے لئے وہاں کو مسلح کرنا ہے۔ یہ حکمت  
 ایک ایک سے وہاں پہنچ کر مسلح کر کے تمام بدگت اس قہری حکمت میں ہر ایک شخص کو  
 پہنچا صاحب بروم پھانسی کے لئے پہنچ کر اس کی پٹیاں چڑھا کر گھر میں سب سے  
 یہاں نہیں ہے وہاں اس کے لئے پہنچا رہا ہے۔ یہاں تک پہنچا ہے کہ وہاں تک پہنچا ہے  
 بھی اگر یہی تسلیم ہے۔ غلط ہے تو اس میں یہ کام انجام دیتے گا۔ یہاں تک کہ وہاں تک نہیں  
 پختہ نہیں ہوگا۔ پہلے ۱۰۲۰ ہجری تک اس کے لئے یہی تمام اقدامات عمدہ تمام لوگ  
 الامت ہے۔ اس لئے کہ یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 میں پہلے لکھ کے رہے تھے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 آگے سے وہ لکھوں میں ساتھ کر کے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 پوری ماہ کے دنوں میں ساتھ کر کے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 صاحب بروم نے یہاں تک کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 قیام کا لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 شرف کام نہیں کرتے تھے۔ یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 صاحب بروم لال اس پہنچتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 کے دنوں میں پہنچتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 اگر یہ کام نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 ہے۔ اس لئے کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 اپنے ہی لکھوں سے سب کے لئے یہاں تک کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر  
 پہلے تھا۔ اس لئے کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر

وہ صاحب بروم نے لکھ کر اس لئے کہ اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر اس کے لئے یہی تمام باتوں کو لکھ کر

بہا جانے وقت جی گھبرا کر در فریٹت میں کھنڈا کھوت میں نہ نام خود بھی مل گیا تاکہ  
 پر وہاں پہنچا ہوا ہے کہ قبل بڑھ گیا دوسری تیس تیس ہفتے کو شل ہو گیا تھا مرن  
 ہو خنوں کی ہادی تریا تیس: وہ گسٹ بھی کہی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی وہ ہفتے  
 آں کہ صرف چند ملکی ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے

شہا ہد فریٹت کی ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 کہ ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے

ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 کہ ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 کہ ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے

**نفوس کا استوار اور امتحان** | کہانے پینا اور سکونت کے یہ ہیں وہ کہ کہو سخت  
 اخص ویش آیا اور میں طرح جرفیق شاطط اس کا ختم  
 کیا آپ اس کی اختر مرگت شہتہ مگر چل اس کے ساتھ طوں کا توار ہی جو بہ فریب گرا۔

چاہے عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے صاحب مراد کی ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 سفر یہ سفر ہوا نہ ہوا اس سے چاہے میں تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 فوت ہو چکے ہوں تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 بد و سنک ہوں ہو چکے ہیں۔ اسے ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 عکس میں ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 شادی کردی کہ ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے  
 اس میں اپنی ہادی تریا مرن ہوا کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے کی ہفتے



مقررہ کر کے رکھو۔ پھر وہاں کے اس کے ساتھ نئے یا پختہ کی نئی لکھ کر کے اس کے بعد  
اس کی کیا ہی بھلائی ہوگی۔ جو اس میں نہ ہوگی اس کی لکھ کر کے یہاں سے وہ لکھ کر کے  
یہاں سے یہاں سے پھرا پھرا تھا کہ وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد  
ما آتو قوی ہوتی کہ کسی جسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہیں گزارا ہوتی۔ جو اس میں  
وہ لکھ کر کے شمال میں بہت گام لگایا تھا اور اس سفر میں وہ لکھ کر کے اس کے بعد  
جھوٹا تھا جب کہ اس کے لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
مر رہی کہ جس کی لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
انہوں نے دیکھا کہ وہ اس میں لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد  
استاد پیدا کر لیں۔ مگر نسل انہوں کے متعلق نہ تھا کہ وہ اس میں لکھ کر کے  
گاہا ہیر خوب بہت ہوا۔

یہ اس وقت کہ اس کے لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
ہاں صاحب کہ اس میں لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
یہ وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد  
چند سالوں کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
کہ اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
صاحب مرحوم کے لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
کے لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد  
مگر نامہ نہ ہوا۔ میرے سفر میں اس میں لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
کہ اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
مروا بہتوں سے لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے  
اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے اس کے بعد وہ لکھ کر کے



سہائی کی خدمت کا بیضہ پیش آئی۔ ستہ فرزند علی صاحب مرحوم ہی کے ایک صاحبہ تھے ان کی  
 ڈاک سے بھائی صاحب مرحوم کو حشر کا خیال آیا۔ اس نکاح کو تقریباً ڈیڑھ سال یا اس سے کہ  
 ہی زمانہ کے تھے کہ ایک بار چلی میں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ بچے میں زندہ نہ رہا پھر بھائی صاحب  
 مرحوم نے ایک بھاری کی صاحبہ صاحب سے نکاح کیا اس زمانہ میں بچہ تھیں اور تیسری  
 سالانہ سے تھیں، نکاح کیا۔

کچھ عرصہ کا تھا، میں میری بہن کا ایک بڑے مرض ہوا وہیل میں مبتلا ہو گئے۔ جینے بیگانہ  
 ماہی کب دم ہوئی ایک سال کی زبردستی کر کے تھیں۔ یہاں تک کہ علی پھر ہو گئی۔ جو کہ تھیں  
 بقلم و شوق و ت ہو گئی۔

بھیرو مرحوم صاحبی مرض ہوا وہیل میں مبتلا ہوئی اور سال بھر سے زیادہ بیمار رہ کر  
 کچھ عرصہ کا تھا، میں راہی کب دم ہوئی اس کے کچھ عرصے کے بعد اس کی ڈاک بھی انتقال  
 کر گئی جو تقریباً چار برس کی تھی۔ اسے بھائی صاحب مرحوم کے اس تیسری زہ جو سے  
 بچہ پیدا ہوا اگر وہ بھی کچھ عرصہ زندہ کر گئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد یہاں کی  
 تیسری ابھی ہی انتقال کر گئیں۔

عزیز مرحوم صاحب کا انتقال بھی یہی کے زمانہ میں ہی ہوا۔ یہاں بھی صاحب  
 صاحب کی بھیرو سے کیا گیا، چند روز کے بعد وہ صاحب مرحوم صاحب سے شیعہ یا نہیں  
 ان کے خاندان سے متعلق ہو گئی تھیں کی وجہ سے آملہ وقت، نہ ہو گئی۔ صلح کی کر شیعہ  
 ہی تھی ہوئی۔ آخر کار ابھی مرحوم صاحب بیمار ہوئی اور وہیل میں مبتلا ہو کر رہا کبھی کب  
 ہو گئی۔ جسے بھائی صاحب مرحوم کو تھا حشر کا خیال تھا، علی صاحب مرحوم کی ڈاک سے  
 ہو گیا۔ اس سے ایک لاکھ ہلال صاحب کے چلا جو کہ پید ہوئے کے چند دنوں بعد فوت  
 ہو گیا۔ پھر یہاں صاحب بھی تھیں وہ صاحب نے کچھ اس طرح خاندان کے افراد کا بل  
 و دیالی سلسلہ ہادی بہا صاحب مرحوم کے صاحبھی تقریباً تیس سال پہلے تھیں انہوں نے  
 میں وہاں پانچ سالہ خاندان کے جو حشر کا خیال تھا، انہیں مانگیں تھیں۔

# بیعت و حضوری باگاہ حضرت گنگوئی مشہور

## استنادہ طریقت و دعائیت

پہلے اگر آپکے کہنا مانا کے ساتھ ہی اس واقعہ وقوع کے مہذب میری  
 مدد میں پیش دیا ہوا ہے جس میں گنگوئی صاحب نے فرمایا ہے کہ شاکر علی صاحب  
 کو یہ بھی گائی دیکھتے تھے کہ میں نے اس کے بعد ان دنوں فراموشی نے جان  
 فریخت ہے اور اسے بیعتی ہالی فراموشی نے ہانکا اور اس کا نظام نہیں ہے۔ اس طرح خاندان میں  
 وہ فریخت کا جو نہیں گرا گیا ہے میں کوئی شخص یا کسی خاصے خاندان سے بیعت نہ ہوتا  
 تھا۔ وہ صاحب فراموشی سے پہلے ہی بیعت ہونے سے قبل کی صورت میں ہی نقل کر آیا  
 کی شادی یا گنگوئی صاحب کی بیعت سے ہوتی ہے (۲۵ صاحب فراموشی میں تاہم جاننے کے  
 حروف تھے اور شہادت میں اس نام ہونے پر قطعاً یقین ہے کہ وہ بیعت کا  
 میں کئی وقت ہونے سے گواہ ہے کہ وہ اپنی صاحب فراموشی سے قطعاً قطع فیض ہے؛ لیکن سچے خاندان  
 میں وہ صاحب کثرت و نسبت میں نہ لھلھاتے اپنے صاحب صاحب کی بیعت میں اس کو گواہ  
 کیا تھا کہ اس میں بیعت ہے صاحب استہدائے صاحب فراموشی کہ ان میں بیعت  
 کی جی کہتا ہے کہ میں نے اس کے کادو ہادی چاہے کہ وہ صاحب کی کسی گائی  
 سے بیعت کرنا ہی نہ ہو کہ وہ کہے ہیں کہ نہ ہاں تو میں قیامت میں خود ہی ہوا  
 گا اس سے وہ صاحب فراموشی کو شیخ فریخت کی کال تھی کہ اس کے بعد سے گواہ ہے  
 پھر سو کہ خاندان میں یہ بیعت ہادی کرنا تھا اور ان خاندانوں میں جو کہ قطعاً بیعت  
 گواہ ہے کہ یہ بیعتوں میں قطعاً خاندان میں داخل ہونے چاہئے تھے اور نہ بار و خیر  
 و حیرت کرتے تھے اور ان کو کہہ ہی کہتے تھے کہ صاحب فراموشی صاحب فراموشی صاحب  
 اور بیعت ہونے پر کہ گنگوئی صاحب فراموشی کہہ تھے اور وہ بیعتوں میں حضور صاحب فراموشی  
 صاحب گنگوئی صاحب فراموشی کے کادو ہادی تھے کہ اس سے اور جی کہ بیعتوں نے بیعت  
 فراموشی میں۔ اس کے بیعت اور صاحب فراموشی کے بیعتوں میں آہستہ سے بیعتوں کی

وہ کلمات جو اہل اللہ میں ہونے یا پیش دیکھ کر گردیدہ ہونگے اور انہیں سے بیعت ہو گئے اور حسب تعلیم و ارشاد فراموشی ملوک تمام دیکھ گئے جہاں تک ممکن ہے صورت مولانا قدس اللہ سرہا اعزیز نے فریقہ قلادیہ کا مسلک حضرت علامہ صاحب مروجہ کو اختیار فرمایا تھا ان پیر جب میرپوری آکر ملوک کو گنتی تو بہت زیادہ حاضرین کا موقع مل گیا کیونکہ باہر سے بھی لوگ آ رہے بہت ہی زیادہ گریہ ہے غالباً دلیرانہ ہی میں کا واسطہ ہے پھر وہاں مروجہ کو بھی مولانا رحمت اللہ علیہ ہی سے بیعت کرایا۔

قائمیان کے لوگوں نے مولانا مروجہ باہر بیعت کرنے پر اعتراضات بھی کئے مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ علامہ صاحب کے ارشاد پر میرپوریوں نے جنہوں نے مولانا احمد مدنی صاحب مروجہ سے بیعت کیا تھا صاحب مروجہ کو تمام اہل عرفان کو بھی دیوں بند سے بعض اوقات میں طالبی پر بھی ملو آباد آباد میں ماضی کا شرف حاصل ہوا۔

جب بڑے بھائی صاحب مروجہ (مولانا احمد مدنی صاحب مروجہ) نے مولانا قدس اللہ علیہ کو تو انہوں نے حضرت مولانا گنگوئی قدس اللہ سرہا سے بیعت کرنے کی بات نہ کی بلکہ علامہ صاحب مروجہ سے طلب کی۔ علامہ صاحب کی تکالیفی طور پر یہی تھی کہ وہ حضرت گنگوئی صاحب کو ہی قدس اللہ سرہا سے بیعت ہی سے بیعت ہوں۔ دونوں میں عرض تک ملاؤ کہ بتدی بالآخر علامہ صاحب مروجہ نے ان کو حضرت گنگوئی قدس اللہ سرہا سے بیعت ہونے کی اجازت دے دی اور وہ حالت سے بیعت ہو گئے اس عرض میں بھائی صاحب مروجہ نے شہرہ شہرہ اور وہ وغیرہ بعینہ ہمیں لازم ہے اور حسب تعلیم و ذکر و شغل بھی برابر کرتے ہے۔ ۱۳۲۶ء میں جبکہ علامہ صاحب مروجہ نے بعد وفات حضرت مولانا گنگوئی صاحب کو ہی قدس اللہ سرہا سے بیعت کر لی اور پھر تکلیف کہ وہ علامہ صاحب مروجہ سے بیعت کر لیا تو انہوں نے قدس اللہ سرہا سے بیعت کرنا شروع کیا۔ اس نے حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ کے مجال سے ان کا اس وقت سے بہت کچھ تعلق ہو گیا کہ ہندوستان میں بے سرکتابیت، جملہ مملوک ہونے کا اس وقت سے اس فکر میں ہو گئے کہ کوئی انتظام کے موجودہ تحقیق دینے مقصد میں گوارا دیا جاسکے یا نہ ہو انہوں میں بار بار توجیر وطن بھائی صاحب جانے کے بعد حضرت سے دیے بند پیچھے تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ نے بھائی صاحب مروجہ سے فرمایا کہ ان دونوں (بھائی صاحب مروجہ صاحب اور حسین صاحب) کو حضرت گنگوئی قدس اللہ سرہا سے بیعت کرادو تو انہاں سے یہاں سے لانے کے بعد کس نے

پتھر پر جائیں کہیں کسی بد قسمتی سے وابستہ ہو جائیں جہاں صاحب مرحوم نے ہم سے  
 فرمایا تو نہ عرض کیا کہ میں تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے بیعت نہیں کیا۔ وہ تو فرمایا  
 کہ اگر یہ گنگوہیوں کا نام صاحب علی ہیں یا راجا مہاری کی نسبت تبلیغی تھی مگر حقیقت حقیقت اہل  
 حجت حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ ہی سے تھا کہ میں نے انہ کی خدمت میں یہاں اتفاقاً  
 ابتدائی تلبیوں سے لیکر آخری تلبیوں تک کا اکثر جہانوں سے پڑھا کرتا تھا یعنی طبع  
 اور خلاق کا یہ سہا حاصل کرنے کے مشاہدات حاصل ہونے تھے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ  
 ایسے لطائف و کرم فرماتے تھے جو کلام کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہی تبلیغی  
 انہوں سے تھی۔ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کو بہت بڑا عالم ضرور جانتا تھا  
 مگر تجلی تعلق ایسا نہ تھا کہ وہ نہ طریقہ کا کمال سمجھتا تھا۔ جہاں صاحب مرحوم نے  
 یہاں دیکر حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے بیعت نہیں کرتے میں نے خود بیعت کو دلچسپی  
 لپٹنے کی تھی جب نہیں ماضی ہونے اور حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے  
 بیعت ہو جانے کا یہی ارشاد فرمایا کہ میں وہاں بیعت چھڑا تم دونوں کے لئے  
 بھی اہل کا یہی ارشاد ہے۔ بالآخر وہاں ہم دونوں حاضر ہوئے۔ اس زمانہ میں حضرت  
 آستانہ مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبند ہی وہاں ہی اتفاقاً میں رہتے تھے اور  
 مشافہت سوک کے انتہا کے ساتھ حضرت قلب عالم تھانہ علیہ کی ڈاک کی  
 خدمت میں انہما دیتے رہتے تھے۔ جہاں صاحب مرحوم نے ان کو بلا کر دیا  
 تھا کہ انہ دونوں کو حضرت رحمہ اللہ علیہ سے بیعت کرنا چاہئے۔ جب ہم دونوں  
 وہاں پہنچے تو حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے دونوں کو یہ کہہ کر پیش  
 کر دیا کہ مولانا صریح احمد صاحب نے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو ورنہ  
 سبھا احمد حسین احمد کو بیعت ہونے کے لئے بھیجا ہے وہ حاضر ہیں۔ حضرت  
 رحمہ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ بیعت فرمانے میں بہت زیادہ راد و تدریح فرما دیا  
 کرتے تھے بالخصوص کچھ پڑھے اور عربی تعلیم یافتہ لوگوں کے متعلق تو بہت  
 زیادہ کچھ دیکھا اور گفت و شنید کی توجہیں آتی تھیں بعض حاضرین اور سبے تکلف  
 عدم شخص مولانا گنگوہی صاحب مرحوم ۱۲۷۱ ہجری کے دریا فاضل کے تھے یہاں آگیاں دیکھا

ہوں کہ کس شخص کو کہے تھی مٹا جاتا ہے اور کتنی مٹتا ہے اگر مٹتا ہے تو نہیں  
 ہوتی تو میں انکار کر دیتا ہوں جھٹ بیتی کرتا ہوں ہمہ حال ہم دونوں پیش ہوتے تو  
 کہ اس وقت نہیں فرمایا سو اسباب الرقی صاحب نے پیش فرمایا اور حضرت  
 مولانا نے طبیعت فرمایا مگر کہ تھیں نہیں لڑیا مگر یہ قسم آیا کہ میں نے طبیعت  
 تو کر رہا اب تم کو اس طرف ہے وہاں حضرت صاحب نے تمام کامی اور مولانا صاحب  
 تھیں مگر مولانا صاحب نے اس سے عرض کرنا اور کہ تھیں لڑا دیں گے۔ ہیں اسی  
 وقت ہم دونوں وہاں آئے تھے یہ مولانا نے کہا نہ ہو گئے۔ وہ بند سے رخصت  
 ہوتے وقت حضرت شیخ ہندوستان نے طبرہ میں پیشی کیا ساتھ تھیں  
 ان کے لئے اس وقت میں مسجد چمک کے پاس دینت مندر مان کر فرمایا نہ چھوڑنا خواہ  
 ایک ہی صاحب طبرہ لفظ دلا۔

### بیت کے پرکات

اگر بیت ہاں لڑا ہے ہوتی تھی گھر اس کے کارہا کے  
 میں نے اپنے انسانی ہمت سے محسوس کئے۔ اس  
 سے پہلے کسی کسی نادر چھوڑ جاتی تھی گھر اس لفظ سے ہر ایک صفت لگتی کسی تھا  
 نہیں ہوتی اس کا کہ کسی حد تو یہ ہے کہ اس نادر چھوڑ جاتی تو کھڑ  
 لی گئی وہ نہیں بیچتا ہے پہلے کسی کسی لڑا ہوتی تھی لگتی یا اس صفت لگتا ہوا  
 میں تجیز کہ کے لگنے کی ترقی ہوتی تھی بیعت کے بعد میں نے صاحب میں دیکھ  
 کیا ایک بیعت ہے اس کے بیچ میں ایک کہ ہے جو کہ حضرت صاحب کا لفظ ہی صاحب  
 رہتا ہے طبیعت اور حضرت صاحب سے جس صفت ہی چستی جھٹا ہے طبعی ہے جھٹا ہے یا ایک ہی  
 قبر کو لفظ بڑ گوں کی تہ سہرہ لگاوں میں اس قبیلہ طرف جا رہا ہوں اس کا کل کہ ہے  
 پہنچ گیا ہوں میں نفسا صاحب کو حضرت شیخ ہندوستان نے طبرہ کے پاس کہہ کر کہا۔  
 طبرہ پہنچے تھیں اس بار کہہ کر اس نے ملا میں رہا ہے کہ ہجرت کے لئے فریاد ہے تمام طبرہ  
 کیا کیا تھا سچا ہو گئی۔ وہاں تو وہاں ہندو میں وہاں تمام کا لڑا یہ کہہ کر کہہ کر کہہ کر  
 کے قریب ہجرت کے ساتھ ہجرت کے لئے حیرت بانی گئی تھی وہاں صاحب کا۔  
 حضرت اس وقت تک فریاد میں اس کا تمام وہاں بیعت خیم تھے حضرت شیخ ہندو  
 مولانا طبرہ سے صاحب کو حضرت صاحب تمام لکھوں لکھوں تھے ہے ان کا کیا ترقی میں لکھا









ایک تھر ہونے لگا۔ اسی دن میں اس کے چند دوستوں کا تھیو ڈاکر ہا تھا۔ اس  
 پر صبح سویرے کے بعد حضرت صاحب نے ہم سے کہہ کر دیا کہ اب تو جی ہاں آگے آؤ  
 وہیں سے صوبہ کی گئی خاک گرنے لگی۔ ہم نے اس کے ہمراہ کے ایک صاحب سے پتہ پوچھا  
 تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں تک کہ وہاں تک نہیں گئے۔ چنانچہ انہوں نے زامہ کا مقام  
 کر دیا۔ پہلی ماہ سب ۱۹۰۶ء تک یہاں رہا۔ یہ وہ پہلے کا راستہ تھا جس سے  
 ہم نے حیدرآباد میں اسٹیشنوں اور جگہوں کی رتی۔ سال ۱۹۱۱ء میں تو جی ہاں آگے آئے  
 جا کر ۱۹۱۵ء تک رہے۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ ساتھ صاحب نے ہم کو مشن  
 کا حکم دیا۔ اس میں پہلے کے پانچوں میں سے ایک کا نام تھا کہ وہاں گیا۔ ایک صاحب  
 کے وہاں پہنچنے کے بعد ان صاحب نے ہم کو بہت بہت نصیحتیں کر دیں اور  
 لکھا کہ نہ تو ہمارے یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کہ ہم نے وہاں سے جہاں سے سننے کو  
 دیا ہے۔ وہ تو جی ہاں آگے آئے۔ یہاں تک کہ حضرت صاحب نے ان کے لئے ایک  
 قافری بڑے وہاں پہنچا دیں۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ  
 لکھا کہ وہاں آگے آئے۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا  
 راستے میں وہاں سے ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 تھیں۔ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 ہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 اس کا حکم لکھی گئی۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 میں ایک صاحب نے ہم سے پتہ پوچھا کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 آگے آئے۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 پہلے صاحب کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 کی ایک پست خانہ لکھا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 تھے۔ یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 صاحب نے ہم سے پتہ پوچھا کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں  
 یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا  
 یہاں تک کہ ان کے لئے ایک پست خانہ لکھا۔ انہوں نے اس میں پست خانہ لکھا





پہنچ کر جب حضرت مرشد قدس اللہ سرہ اہل عرب سے ڈاکر کیا تو فرمایا کہ تم کو حضرت مای ماہی  
 قدس اللہ سرہ اللہ کے یہاں سے امانت ہو گئی میرے یہاں سے بھی جو ہاتھ لگی  
 اس تعمیر پر ہی ترمیم ہو گیا کہ جو تعمیر سے دم و خیال لیں بھی اس وقت ہدایت حاصل کرنے  
 کی صواب ذمہ داری اور یہاں سے کہ حضرت مرشد علیہ السلام نے کہ طلب نکالتے اس کی تفریح  
 ثابت ہے۔

مستطک کے قریب ہی ایک آبادی طرہ ہے اس میں صرف اہل سنت و اہل صحت  
 رہتے ہیں مگر مستطک زیادہ تر آبادی اناطولیوں (آرمین) کی ہے جن کی حکومت ملتی ہے مگر  
 سلطان مستطکی کی جگہ پر کہ باقی ہے اس میں نئے نئے لوگوں سے طرہ میں بھی دم کو آنا  
 کیونکہ وہ سب سنس شامی تھے۔ دریافت کی ہے کہ معلوم ہوا کہ اگر کالہماز کی رہائے  
 نوا ایک دریا ہے جہاں چکا ہے۔ اس پر ساتوں کے یہاں ہے۔ اس علاقہ میں ساتوں  
 ظہیر تاج مائے می جہاں گنہگار ہندوستان مسلمان قانس نے بگڑے ہوئے وہاں قیام  
 کیا گیا اور ساتوں میں جب جہاز آ کر اوسل پرانی کس پر کرچی کا حملہ کر اس پر سوار ہو گئے  
 اور ایک ہی رات سفر کرنے کے بعد کرچی پہنچا ہو گیا۔ اظہر من الشمس ہے کہ اس سے سطر  
 ملے ہیں۔ تاریخ القادس کا اوسط ہوا کہ اس سے کچھ تقدیم اس قدر طرہ اور کھانا  
 کہ سہار چونا کھلے جیسے کہ بعد راستہ میں کھانے کے لیے موت میں پھانسی لگی رہ  
 گئے تھے کہ جسے ہم ہفتہ تک گاڑی پر چھاپا ہوا تخت کھڑے رکھ دیا اور کھانا سہا  
 نامہ جس میں کوڑی کرناؤں ہم نے کھلا کر لایا۔ یہاں سے چھ گاڑی کا وقت قریب چھ  
 ہلنے دیکھ کر اس سے رہا۔ تو مسطور اس میں سروری چیزوں کے پیچھے میں اس قدر  
 رہ گئی کہ گاڑی چھوٹ گئی۔ اولاً سرد سردی پھر گاڑی میں رہا کی ہلے کہ وہاں تک نہیں  
 ہوتی تھی۔ اس علاقہ میں نے راستہ میں چھوڑ دیا اور وہاں ایک شہید اور تاج اور چھ  
 بعد اسے کھانے کے لئے ہمارے ساتھ اس لئے وہاں پہنچا ہو گئے۔ دیکھو ان گاڑیوں میں  
 رہا تھی ہوتی تو کھانے کا کھانا نہ تھا بلکہ اس طرح سے کہ مستطک کے علاقے کے لئے  
 ہم نے وہاں کے علاقے سے ان کو ساتوں کے وقت فروت کر کے دعویٰ کھانی  
 پھر شب میں گاڑی سہارا نہ ہوئی چھ کھانے میں درجہ ہفتہ کی گاڑی اور درجہ  
 تیرہ گنتے اور گھنٹوں پانچ گنی ضروری تھی پھر اس شہدے میں سے سر سہا شیش



کے ساتھ ہے جو تبرکات کجوری، لہجہ دغیر، جہان صاحب سے گئے تھے ان کو پیش کیا اور مشرف بقبولیت ہوئے۔

روز میں ایک دن قیام کرنے کے بعد ظہر کے بعد بیرونی روضہ بڑا اور چوڑا گزرا کے محلہ تھے اس لئے راتوں رات میں کھج کھج کر دوسرے کھجے کھجے شریف پہنچا۔ اپنی بالائی اور تہی وری اور اس طرح وقت میں کھجے کی دھیرے کھجے کھجے اور مشرف کا اثر بہت قوی تھا اس لئے راستہ میں براہ گریہ طاری رہتا تھا۔ اور شوق حضور ہی اس کا گناہ گناہی کھنیں تو ہر ملہا رہا تھا۔ بالآخر حاضر خدمت ہو اور مشرف طوالت سے لہجہ بے حد اہستہ زیادہ شہت قرآنی اللہ انہوں نے اسے عنایت فرمائی ہے جو ان میں سے ہے جسے اس لئے جہان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہم اپنے اپنے محلے سے آئے اور پیش کرتے ہیں آپ اپنی طرف سے ہم کو مدعا فرمادیں تاکہ جوڑا ملے جو چاہئے تو ایشاد فرمادیا کہ ایسی ہر دیکھا جائے گا اس کے بعد مدت بہت کا ساتھ تعلیم فرمادیا اور کہا کہ یہ ہیز و اس کن طرح بھی جاسکتی تھی۔

اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کا عمر چوبیس سال تھا ان کی خدمت تھے ان سے کہہ لیا یا کہ انہوں سے پوچھا کیوں آئے ہیں مگر وہی با طاعت کے قصد سے آئے ہیں اور کوئی کوشش کی ہونے لگے کہ اس پر تعجب نہ ہو اس میں سے عرض کیا کہ میں کسی دنیاوی مقصد یا نفسانی غرض سے نہیں آیا میرا مقصد بجز طلبِ اہل حق سے اور کوئی نہیں ہے۔ ایشاد فرمادیا کہ ایک عینہ کے لئے تو یہاں آ جا اس لئے حاضر ہوا ہوں میں کوئی اور مقصد نہیں رکھتا اس کو سن کر سکوت فرمایا۔

خاتقاہ مقصود میں ہر ایک کو ایک ایک جھرویل گیا اور وہاں رہنے کے لئے اپنے ایشاد فرمایا گیا کہ ہمارے یہاں سے دونوں کا کھانا آیا کہے گئے چنانچہ جب تک تعلیم سے حضرت رفته دفتر ملیہ کے یہاں سے ہی کھانا آتا رہا ہمارا جہوہ مطہرہ پیش کیا گیا اس کو سر میں لڑایا اور روزانہ اس سر کو استعمال فرماتے رہے۔ بعد چوبیس سالہ صفت و مقام کی گجرات کے تین دانے پیش کئے گئے ان کو تقریباً ۱۹۲۱ء ہجرت میں کوکے قہر ہونے دیر تھوڑی گھری پر تقسیم کی گئی، ان کے متعلق ہر اہل بیت فرمائی کہ ان کی گھٹلیاں پھینکی تھ جائیں ان کو ان دستوں میں کٹا کر کہ یا کہ روزانہ اس میں سے تھوڑا سا چائے یا



### گفتے

میں نے تیرا اسرار تو پہلے کہ شروع کر دیا، صبر کے ہرگز میں نہیں آتا  
 فرماتے تھے تو میں اس امر کو ہی عموماً دوسرا سمجھتا تھا کہ حضرت نے کہہ دیا ہے  
 تھے ہر ایک ہاتھ میں تلوں کے بیچ، قرآن و حدیث کا ماحول جو ہر ایک ہاتھ  
 کے وقت تک مشاغل بنا کر حضرت نے کہہ دیا ہے کہ یہاں میں مشاغل  
 اور مصروفی تو نہیں ہے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ یہ ہے جس میں مشاغل  
 پہنچتے تھے حالات شرعیہ یعنی مساجد کے ہر گوشے میں داخل ہونے سے پہلے  
 یہ کہہ دیتے تھے کہ میں یہاں نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 کہتا ہے کہ میں یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 تواریخ وغیرہ ایسا کہ ہم نے اس وقت تک نہیں سنا تھا، یہاں تک کہ میں نے  
 کو اگر کوئی ایسا کہہ دیتا تو میں بھی اس کا وقت ہی چھوڑ دیتا، یہاں تک کہ میں  
 مشاغل چھوڑتے تھے، اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ان تشریح سے جاننے والے جو  
 کی جگہ پر تشریح کی اور کہہ دیا ہے کہ یہ تشریح ہے جو تشریح میں ہے، وہ جو کہ  
 حالات قرآن تشریح و ترجمہ میں تشریح مشاغل چھوڑ دیا ہے، اس  
 راوی میں کہہ دیا ہے کہ یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے  
 لے کر آئے ہیں، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے۔

صبر کے ہرگز میں نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 بہت زیادہ تعلق تھا، اس کے بعد میں نے فرمایا کہ اس میں سے  
 گویا کہ قرآن میں تشریح و ترجمہ کے ساتھ ہی حضرت نے فرمایا ہے کہ  
 اس کو دیکھ کر کہہ دیا ہے کہ میں نے یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 میں نے کہا کہ اس میں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 جس کے میں نے کہا ہے کہ یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے  
 چھوڑ دیا، اس میں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے  
 راوی کی طرف سے کہہ دیا ہے کہ یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے، یہ تشریح ہے  
 میں نے حضرت سے کہہ دیا ہے کہ میں نے یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے نہیں آتا، نہ کہ یہاں سے





شرفیت سے، جس روحانی میں محسوس کرنا تھا وہ نہایت ہی عظیم تھا اور اصلاح حال  
بہت زیادہ بھونتی تھی۔ کاش کہ جو صفت تک اس کے حصول کی ہوتی، کئی تو خدا جانے کہاں  
تک ترقی ہو جاتی۔ مگر سہ

تہذیبستان قسمت، رہا پس از ہجر کامل  
کہ خیر از آب حیات تشنہ می آید مگر خدا

ہر قسم کے چاروں طرف سے گھیر لیا اور ایسے اسباب دعوای دوش پیش آگئے جنہوں  
تقدم کرنے دیا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ گھر کے لوگوں پر مدبر خوں میں سخت محبت کا حال گند  
راتقاد اور صاحب موم کے ہی تھامے آتے تھے جی کی بنا پر ہی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ  
علیہ نے جلد واپسی کا ارشاد فرمایا۔ بہر حال شوقی قسمت اور میں رذالت، حق پروری،  
کسل بندی، عدم استقلال راحت بھی وغیرہ نہ تھے ایسے گل کھلنے کے باوجود ہر قسم کے  
سامان ترقی کے محرومیت ہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ سہ

سودہ گشت از سجدہ راہ بیتاں ویشانیم

چند بر خود کھست و بی سلطانی ہجسم

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایسی حد سے اوپر  
اور کہ عین اہل اللہ کے درجہ تک پہنچایا جو کہ صرف اپنے زمانہ کے تبار اور اپنے تبار  
اسلامی طریقت و شریعت کے درخشندہ آفتاب تھے جو صدیوں میں لگا لگا کر ایسی  
ہستیاں نصیب میں پہنچتی تھیں مگر انی نکاہت اور سخت کی وجہ سے ہی حقیقی معنوں میں ان  
بزرگوں کو تمام سلسلہ کے لئے سنگ اور حار ہوا۔ کاش ان تدریوں کی حرکت سے مغفرت اللہ  
اصح حال کی قسمت اور خدا انہی حاصل ہو جاتے خدا تک ہی اللہ بجزیرہ۔

لشرا لشکران لہو بعضہم

یعن الناس فی حرج کاد الی

یشارت اور دریا عھا لھر ایسے سے برکت سلسلہ اور فوج اکابر طریقت میں  
اپنے اہم محسوس کہنے لگا تھا، ہاتھوں میں سے، الا ترم وکر مدبر خود میں کہنے لگا  
تھا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے تھے کہ اگر بیکے ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ حصہ  
سے تقریباً سو برس یا اس سے زیادہ گئے، اور دستاں میں برکات ذکر و شغل آگے گئی ہیں

یادداشتی پاتلیوں۔ وہ یعنی جو رازِ حقیر میں حاصل ہوا تھا قاب نہیں ہوتا۔ عمر میں شرف نہیں میں  
یہ یعنی بدرہم تم کو جو ہے (او کا حال)

بہر حال مرزہ منورہ زید شرفاً میں مسئلہ زیادہ سالہ وغیرہ ہجرت جاری رہا مگر  
اس وقت لکھنے کو چاہا کہ شکایاں میں ہوں۔

عرب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی بگرام، اویلیہ، حلام، اللہ قلمداد  
جناب باری علیہ السلام کو بار بار لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جو جو علم بند کرنے کی نوبت نہیں  
آئی اس لئے بلا ترتیب زمانہ میں احمدیہ میں لکھتا ہوں۔

۱۷ ایک مرتبہ دیکھا کہ آگے ناہار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد  
شریف کے شمالی دروازے یا بیچیدی کے باہر مہتاب شمال منہ لکھنے والے (قبلہ  
مرزہ منورہ اور مسجد نبوی کا کباب جنہاں ہے) جس کے نکل کر کھڑے ہیں اور آپ کے  
میں دونوں اقدوں کا جوہر) میں لکھتا ہوں کہ کباب اور عرب میں دیار وادی کہتے ہیں)۔  
کئی بھروسے ہو رہے ہیں میں سائنس سے عاجز ہوا ہوں میں ترمیم کیا تو آپ نے لب  
کو نیچے کھول دیا مگر یہ بچہ کو گسے توں لے لے میں لے لے کی مقدار تقریباً  
تیس حد تھی۔

(نوٹ) مسجد نبوی (صلی صابرہ الصلوٰۃ والسلام) کا شمالی دروازہ یا بیچیدی کہنا  
ہے اور سورہ الہدٰی کا دروازہ جو اس کباب کے سامنے مہتاب شمال واقع ہے اس کو بھی  
باب بیچیدی کہتے ہیں۔ ہر دو دروازے سلطان محمد امجد غازی مرحوم کے ہنر مند ہونے ہیں  
اس لئے ہر دو کو باب بیچیدی کہتے ہیں۔

(نوٹ) مرزہ منورہ میں بیٹھ کر لکھنے سے بکثرت دانے جاتے ہیں لوگ وہ کو ہمارے  
میں بھنوا کر دکھانوں پر فروخت کرتے ہیں اس کا مفروضہ گری، لوگ کہتے ہیں مگر یہ کہ  
عرب میں یہ احساس نہ تھا کہ بیچ لینے ہونے حسب عادت گری کہنے کے لکھیں۔  
یہ لکھ کر لوگ کہنے لگے جو سنیں۔ بکری آری امر عرب خیال تھا۔

۱۷) دیکھا کہ میں مسجد شریف میں میر شریف کے سامنے بکری کے چھ (۱۰) اونچی چھتا  
جلا میں بکری کہنے والے پر دھوکہ دیکھتے ہیں اور انسانی لائیں استکلات پر بند آہ دانہ  
مقتدروں کو آگاہ کرتے ہیں یہ بکری شریف میں میر کے سامنے چاروں بچہ لکھنا



آدم سے کچھ توڑی ہی زیادہ ہے ان درختوں کے پتے سب کے توڑ دیے جیسے ہیں اور  
 ان میں میں کائے کائے ٹکڑے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ان درختوں میں سے پھل کھاتے ہیں کہ  
 کھار ہے ہیں۔ میں نے بھی ان سیاہ پھلوں کو توڑ کر کھایا۔ مہتمم میں یہ پھل چھوٹے پھیر  
 کے برابر تھے مگر ان کا مزہ ان موجودہ پھلوں سے سب سے میٹھا اور اس قدر لذیذ تھا کہ  
 اس قدر لذیذ نہیں ہیں نے کبھی نہیں کھائے اس کے بعد میں نے ایک دوخت اس باغ  
 میں بڑے شہتوت کا دیکھا جس میں شہتوت لگے ہوئے ہیں میں نے کچھ پتے پھوٹے پھل  
 توڑ دیا کہ میں نے اس میں سے کچھ پھوٹے شہتوت توڑے اور میں نے کچھ پھل  
 کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ یہ شہتوت آپ کے  
 واسطے لئے جا رہا ہوں۔

(نوٹ) جس نے اس کتاب کو حضرت شیخ الحدیث محمد علی سے لکھا اور عرض کیا کہ  
 حضرت معلوم ہیں کہ ان چار چیزوں میں سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے وہ لکھ کے اتنے کیا  
 تیس اور حضرت نضرہ یا کویتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ لکھ لے وہ میری ہے  
 (۱۶) ایک روز ایک کتاب اشعار کی دیکھ رہا تھا اس میں ایک مصرعہ تھا جس سے  
 حبیب ربیع سے پہلو و نقاب کو میرا اس وقت بہت بہلا معلوم ہوا۔ میں سب سے پہلے  
 حاضر ہوا اور وہ اچھے شعر میری بعد ادا لے گا اب دکھاتے مشرورہ اپنی الفاظ پر احسان  
 اور شوق دیدار میں مدنا شروع کیا۔ دیکھ ہی حالت میں میں پر یہ غسوس مجھ سے لگا  
 کہ مجھ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ کتاب دیوانہ اور جالیوں وغیرہ  
 کا مانا نہیں ہے اور آپ کی پر ساغفہ بیٹھے جھٹھے ہیں۔ آپ کا چہرہ مہانک ساغفہ ہے  
 اور بہت پلنگ رہا ہے۔

۱۷) جبکہ میں کراچی سے لنگرہ شریف کے قصد سے سفر کر رہا تھا اور گاڑی قنار کے  
 قریب پہلے رہی تھی اور وہاں میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہما شریف لائے ہیں اور ہر دو صاحبوں کے ہاتھ ایک کدو لہسن سے  
 شکیات کئے ہوئے ہیں۔

۱۸) یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں اس طرح ہے کہ ایک کی انگلیوں میں دوسرے کی انگلیوں  
 میں چھل کی طرح پھینسی ہوئی ہیں جیسا کہ پہلے صفحہ میں لکھا ہے اور اس میں سے کچھ پھلے کی وقت دور دست  
 شکیات میں تھیں اور انھیں میں انگلیوں میں لیتے ہیں۔

(۹) میں نے غواہ میں امام بیگن اور بیگن کے ساتھ تعلق کو بھانپا اور ان کے ہاں  
 دفتر حکایت کی تالیف کے لئے ۱۱ آگے ہی مباحثہ کے لئے منی سے طبع کیا  
 (۱۰) دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ ان کے ہاں اور ہر ایک کے لئے حق اور جہت سے لے لیا  
 کرتے ہیں کیونکہ غواہ اور میں نے جب کسی کا ذکر کیا ہے تو ان کے لئے وہ ہندوستانی کہتا ہے  
 یا کہ وہ دھارم ہے اور میں نے جواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ مختلف مذاہب کے ہر گروہ میں  
 بیٹھے ہونے کے لئے اٹھنے لگے اور کہتے ہیں۔

(نوٹ) میں نے اپنی حالت ہمیشہ کر رکھی تھی کہ جب کسی چیز کا نام گرائی کے لئے تو طبع  
 علی بیباک اور دستاویز یا طبعی دستاویزوں کو اس کی بجائے نام سے کہتے تھے اور جہت سے  
 کہیں اور نہ مگر دستاویز میں وہ سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر  
 مذہب سے اور جہت سے وہ سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر  
 اور اگر جہت سے وہ سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر  
 میں وغیرہ میں جہت سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر

(نوٹ) انہوں نے کہا کہ میں نے اس کا خیال نہیں کرتے سالانہ یہ ہر بہت  
 اتھم بات ہے اور کتاب اصول حدیث وغیرہ میں اس کی تائید کی گئی ہے۔ موقوفات  
 قطب عالم حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت مستقیم میں حضرت شاکر  
 انیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرماتے ہیں۔

دیکھا کہ ایسی سلوک و اپد کے زمانہ کی صورت ایجاد ہو گیا جو سب کو  
 تسلیم نہیں کرتے بلکہ شریعت کے برابر ہیں سالی و شالی کے شریعت کے برابر ہیں  
 نیبا اور لیا پر ظاہر است عالمی ہر کوئی میں دھارم کے نیبا است ہی تو ج  
 دھارم کے نیبا کے کارکنی دھارم است قطعاً دھارم ہی ہر مکان کے ہر  
 حقوق و تسلیات و تسلیات جو ہر شریعت ہر شریعت سے شریعت

(۱۰) حضرت غواہ اور بیگن ہی اور جہت سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر  
 میں حاضر ہوئے اور ایک جہت سے آگے کے ساتھ کہتے تھے اور جہت سے وہ نہیں اور دیگر  
 بنیائے نہیں گئے۔

۱۱، دیکھا کہ گیا ہے اور اللہ کے ہاں شریعت میں ہے شریعت ہے اور سب کے ہاں  
 ہیات کے ہاں ہے۔





ذو طبع کرہ طبع سے حق نہ کرے کہ لہذا صحیح ہے کہ خداوندی بڑی حق ناس قسم  
 لیکن وہ سب دیکھتا تھا جس میں بجز میتوں کے اور کسی اور طبقہ میں ہی تھا کہ وہ کہ  
 یا ٹھہر رہا ہوئی کہ وہ کہ اس صوبہ سے ہے، کہ لہذا کے لئے پودھوں کے پتوں  
 اسی لئے تھا کہ فرار ہے جس اور میں پائے گئے، کہ وہ ہی اور مٹا کر صاحب  
 پر ہی تاکتا تھا، کہ وہ وہ عظیم شہانہ تھا، کہ اس کے جسم شہادت اور ہم جوں  
 کے خلق باطنیہ کہ وہ میں وہ خلیفہ کر پائے تھا، کہ وہ اس کے جس قسم میں جو کہ ہم  
 جوں کے خلق تھا، کہ اس میں نہیں ہوتی، کہ اس میں ایک کہہ کہہ۔

یہ وہ ایک بار کے جوتے میں وہ واقع ہو گیا، کہ وہ اس کے ساتھ ہی ہوتی ہوئی  
 ہاں میں ہی، کہ میں سے جس میں وہ صبر کیا، کہ وہ خود کو لگا گیا، کہ اس کے ساتھ  
 نکلی رہیں، کہ وہ (میں) اس وقت ان واقعہ اور وہ انشور اور انشور انشور انشور  
 ہاں میں انہ قال "ذو الصلحہ بڑا اچھا سوچا اور ہی ہے۔" وہ سب کے ساتھ  
 علی نظام میں راوی القسام عدو راوی و التا شہار لا مٹتا اور کہا  
 قال جلسہ الشلا م۔ اہل و عیال سے یہ کہ یہ میں ہی ہوتی ہو سکتی ہے  
 کہ حقیقت ہے کہ سب پر شہادت شہادت کے ساتھ صاحب رحمتہ عید و گرا ہوا  
 شہادت میں ہی حق ہوتی ہے، کہ وہ اس کے ساتھ ہی ہوتی ہے کہ وہ شہادت کے  
 پتے پتے وہ جس و ہاں ہی اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 ہے کہ جس وقت وہ شہادت میں وہ خلق ہوا ہے، کہ وہ ہی نہیں ہوتی، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 ہوا ہے وہ وہ ہوتے ہی وہ ہاں ہاں کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 ہے ان کے لئے ہوا ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 کہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 یہ ہوتی ہو سکتی ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 وہ وہ ہوتے ہی وہ ہاں ہاں کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 وہ ہاں ہاں ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 یہ ہوتی ہو سکتی ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے  
 ہاں ہاں ہاں ہے۔ اہل و عیال سے یہ کہ یہ میں ہی ہوتی ہو سکتی ہے، کہ وہ اس کے لئے ہے

ویدھرتندی کا فریضہ ہے کہ انھیں نظر امن و رحمتہ اللہ اور اتاعتد ظن جمدی بی۔  
 جیسے درشاہت عالیہ بہت کہا میں دلالت و غلط شادت ہیں۔ اگرچہ نہایت افسوس کے  
 ساتھ مجبوراً یہ ظاہر کر دینا ضرورتاً لازم تھا ہے کہ آپ جی جی اور سواد اولیٰ اور آرام ظہری و  
 ظہری پر وہی دنیویہ و ہر طرف سے ایسی ہی دکھائی ہیں۔ کیا حجب ہے کہ اکابر و اسلاف  
 کی جوتیوں کے ذہن میں مستقبل میں کسی وقت فضل و کرم خداوندی و شگھیری فرمائے۔  
 وما ذلک علی اللہ بھیر۔

(۱۷) اہمباد میں غلاب میں دیکھا کہ ایک شخص اور سے کہہ رہے ہیں کہ جو رحمت خداوندی  
 حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف دنیا میں متوجہ کی گئی تھی وہ وہاں تیری طرف  
 پھیر دی گئی۔

۱۸) ایک مرتبہ ایک خواب بہت منتقل دیکھی میں میں سے اس قدر یاد ہے کہ میں حضرت  
 شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حضرت بہت نوازا لطف فرما  
 رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو اپنے ضمن میں لے لیجئے۔ خالی حضرت بہت شہ  
 نے قبول فرمایا اور پھر اسی خواب میں حضرت مولانا گھوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں  
 بھی شرفِ ماضی حاصل ہوا دیکھا۔

۱۹) افسوس ہے کہ میری پہلی لہر  
نکاحِ شانی کے لئے میرا سفر ہندوستان

مرزا نے فرمایا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ بیاں کی خدمتوں سے خواہ وہ ماہرین کی ٹوکیاں ہوں  
 یا اپنی شہر کی ہماری عزت اور ہمارے تہلی سے نہا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہندوستان  
 ہا ہا ہا بیٹھے اور ہاں عقد کرنا چاہیے۔ چنانچہ ۱۳۱۲ھ کے آخر میں روانہ ہوا کہ ۱۳۱۳ھ میں  
 دیوبند پہنچا اور وطن میں رشہ داروں کے پاس غلطو پیچھے اور چند اختلافات پکڑا شہین  
 کیں۔ حضرت قائد صاحب مرزا نے بھی غلطو پیچھے تھے مگر وطن میں کوئی شخص شہین  
 میں سے لڑکی دینے کو راجھی نہ ہوا اور یہ تمام سب لے دیا گیا مگر چند دستاویزی ہیں  
 قیام کسے تو ہم عقد کرنے کو تیار ہیں مگر اس کے لئے حیار نہیں ہیں کہ وہ نکاح کر کے  
 لڑکی مدینہ منورہ لے جائے۔ اس خط کتابت اور گفت و شنید میں تقریباً چھ ماہوں گئے جبکہ  
 اپنے کثیر اور راجوری کی طرف سے لڑکی ہو گئی تو پھر باہر گفت و شنید شروع کی گئی حضرت

مافوقنا جس صاحبِ روئی کی حیثیت پر گزرا تھا اس کا قصور بھی بڑا ہی بڑا تھا۔  
 قصیر صاحب کب تک اس کی حیثیت سے اٹھا کر پڑھتا ہے۔ یہ خبریں میری  
 لڑائی میں وہ لکھے تھے اور صاحب میں کتنا ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 لڑائی لڑائی حکیم نامہ صاحبِ مرام پیرا لکھی ہے۔ ایک لکھی ہے۔ حضرت ظفر  
 قاسم نے لکھی ہے۔ ان کے حوالے سے لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 نے مافوقنا جس صاحبِ مرام سے لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 صاحبِ مرام لکھی ہے۔ جب میرے والد کی اطلاع مافوقنا صاحبِ مرام کو  
 پہنچی تو انہوں نے حکیم نامہ صاحبِ مرام سے ترک کر لی۔ چنانچہ حکیم صاحب  
 مرام نے خود پرانے دنوں میں لکھی ہے۔ مافوقنا صاحبِ مرام سے لکھی ہے۔ انہوں نے  
 حکیم صاحبِ مرام کو صاحبِ مرام لکھی ہے۔ صاحبِ مرام نے لکھی ہے۔ انہوں نے  
 حلیوں اور صاحبِ مرام سے لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 مرتبہ صاحبِ مرام لکھی ہے۔ یہاں لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 شیخ ہند صاحبِ مرام لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 وہاں لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے

دریہ متوزن کی تعلیمی حالت اور  
 ولایت جانے کی اصل ضرورت

دوسرے دست برد رکھیں مگر ان کے حوالے سے لکھی ہے۔ انہوں نے  
 میں میرا شک ہو گیا۔ حق کو خلاف وہ مجھ کو نہیں مانتے۔ خود کی لکھی ہے۔ انہوں نے  
 میں لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 بہت ہی ایسی لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 صاحبِ مرام لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے  
 لکھی ہے۔ لکھی ہے کہ اس کا شک ہے۔ انہوں نے





میرے یہاں سے برکس تھا۔ عوام کو اس وقت سے جا ہی دھرتی تھی کہ میں پیشین گوئی کہ  
 میری دشمنی نہ تھی جس بجز اس طرز سے ہی تھی کہ گناہ کے یہاں پہنچنے سے پہلے  
 زیادہ تھا مگر بعد میں کم ہو گیا اور ان کے یہاں سے گھر میں سے یہاں تک کہ سب  
 برکتیں گھر سے خارج ہو سکی تھیں۔ جو تیار اظہار کا شرف پہنچا ہے وہی حاصل ہوا  
 صدقہ تیار باطلی تا کہ خود غافل تھا خاصاً جب تک طالی ہی ہوں۔

تو یہ سب سے کہہ دی جاتا ہے، جو وہاں کوئی کہہ سکتا ہے، اس کے بعد  
 کا نظر نظر آتا تھا۔ اس کے بعد میں طرح پرست کی جا رہے تھے اور اب جب حیدر آباد  
 ہوئی تھی اس طرح ایک جا سے جا رہے تھے اور اب کی بھی یہاں ہوئی۔ اس میں فریضہ ہندو  
 اور غیر ہندو ستونوں کی دو کا حصہ ہی تھا جو میں اس بنا پر نہیں کہتی تھی کہ اس زمانہ کو  
 اس قدر توجہ تھی اور ہفت کھوں حاصل ہوئی تھی۔ مگر میرے فرزندوں نے اس کا  
 کے تعلق اظہار حاصل ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کی کامیابی کی صورت میں ہندو گھر میں  
 گھر میں بھی ان کے دل میں سے کہہ نہ سکتے تھے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب دہلی کا قصیدہ حضرت امیر علیؑ کے ابتداء میں

تو اس نے سزا سے بڑا فطرت کا مزہ متذکرہ تشریح کرنے اور قریباً پندرہ سال تک  
 فرمایا کہ جو صرف میرے استاد کو اس سے تھے اس کے ظہار مزہ متذکرہ کا کھانے کی طرف  
 یہ سب کام ہوا اور اس ظہار میں ان کی زینت اور دستے کو اس کے لئے حاضر ہوتے  
 تھے اور یہ سب سے بچنے کے لئے ان کی کتب اور اس کے ساتھ شریعت کے لئے  
 میں بہت کتب اور جو عوام۔ یہ امر ان کے ہندوستانوں کو لہجہ میں لکھا  
 ہوا ہے ان کے ان حضرات طہارہ اور ان کے اس وقت وہم ہونے سے  
 کسی قسم کا تعلق نہ تھے۔ نیز باقی ہندوستانوں کو بھی ان کے طہارے اس  
 پہنچا گیا اور تو ان کا اور اس کے اب تک نہ پہنچا گیا اور وہاں کے  
 عوام و خواجہ سے ہمارے تعلق تھی ہو گئے تھے وہ لہجہ ان کے لئے  
 اس اب ہم سے نہ تھے تھے یا لہجہ تھی کہ تعلق تھا۔ نیز ہندی کوئی تعلق بھی  
 جس سے ان کو خطا لہجہ سے لے کر لہجہ سے لہجہ۔ ہر قسم کی کتب اور





کہ مرزا کیجا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس پر عمل درآمد شروع کیا گیا اور بڑی تعداد تقویٰ کی شرح کی گئی ورنہ سو پندرہ لاکھ روپے اور سلاخوں کا جہاں پہنچی طرح بچھا دیا گیا۔ ہم باہل و خیر تھے کہ غوث علی کہ رسالہ پر تصفحے جا رہے ہیں اور ہمارے ساتھ اساتذہ کرام کے تعلق و اہمیت کا ہر ماثر شخص سے پر و پیکند کیا جا رہا ہے۔ صبح کو کہ سلطان عبدالحمید شاہ سوم کے اوائل زمانہ حکومت میں نجدیوں کا جہاز پر تعمیر ہو چکا تھا اور انہوں نے دس برس کو مقررہ میں اور میں دس اخیر کے دینے منورہ میں حکومت کی تھی یہ لوگ متحدہ عرب عہد و پابندی کے ہی رہتے اور اپنے عقائد و اعمال میں نہایت سخت غلطی تھے انہوں نے اہل عربوں پر بہت زیادہ تشدد کیا تھا اور اپنے عقائد عقائد کا عمل و اس کو بہت زیادہ تپایا تھا اس اس سلطان عربوں کو آگے سے بہت زیادہ بعض ماوراء نحر تھا۔ بلاخر سلطان عبدالحمید شاہ سوم نے نجدیوں کو تھلے پاشا مرزا اور دوسرے بوقت صلح فرما دی کہ وہ اپنی نجد کو جہاز سے نکلے چنانچہ نجدیوں کو مرزا نے اپنے بیٹے زراہیم پاشا کو جہاز فروغ کے ساتھ بھیجا اور اس نے نجدیوں کے قبضے سے جہاز کو واکزاشت کیا۔ اس زمانہ سے جہاز میں یہ طریقہ جاری ہو گیا تھا کہ میں شخص کے طریقے یا مشورہ ہوا اس کو واپسیت کی طرف منسوب کر دیا اپنی جہاز کو واپسیت سے اس قدر نفرت و مخالفت نہ کی کہ وہ جس سے جو گئی تھی کہ یہاں تباہی ہو رہی ہے و طریقہ سے بھی اتنی نفرت نہ تھی۔ یہی طریقہ اگر بڑی حکومت نے بھی ہندوستان میں اپنی طرفین کے ساتھ جاری کیا۔

بڑی مشکلوں سے رسالہ تمام انگریزوں میں آگے تھکوں کے پاس سے جن کے پاس تصدیق کے لئے گیا ہوا تھا دیکھنے کو لیا جس پر ہم نے فوراً اس کی غلط بیانی اور اختراع کی کہ لاپرواہی کو لئے کا نتیجہ کر لیا۔

رسالہ تمام انگریزوں کی حقیقتاً

ملک کے دیوبند اور آگے کے اسلاف کلام زہد ہائے  
 اتالیق مہیش سے جا میں شریعت و طریقت پختے  
 یعنی پور تعلق اسلاف اہل سنت والجماعت ہیں اور سلسلہ مجدد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب  
 مجددی ثم الدینی حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دیوبند ثم اہل سنت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب  
 دیوبند۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ترمذی اشد اسلاف سے کہتے ہیں جس طرح سلسلہ دیوبند  
 حضرت تلمب مہم علی امداد اللہ صاحب ترمذی اشد اسلاف حضرت اور ان کے مشائخ

ظہور سے پہلے ہنگاموں کا دور ہوتا ہے۔ اس دوران میں یہ سب باتیں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں وہ اہل سنت و جماعت اور اہل فطرت میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے رب سے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب اللہ کے حکم پر ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اللہ کے حکم پر ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اللہ کے حکم پر ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔

جب تکل ہی خدا و شایع طبع الناس و ائین جرسی جسے نہی بعض ظروف القول غور و سوا و لوشاء سیک ما تھوہ مذہد و ما یھتروہ۔ انہم ہی اس طریق پر تھے کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ بھی کہتا ہے وہ سب اللہ کے حکم پر ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اللہ کے حکم پر ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میری طرف سے ہے۔

یاد رکھو کہ ان جملہ نکتوں میں جو خدا نے اپنے بندوں کو سکھانے کے لیے فرمائی ہیں، انہوں نے انہیں سن کر اپنے دل سے لیا اور انہیں اپنے دل سے لیا۔ انہوں نے انہیں اپنے دل سے لیا اور انہیں اپنے دل سے لیا۔ انہوں نے انہیں اپنے دل سے لیا اور انہیں اپنے دل سے لیا۔

سید محمد علی صاحب دہلوی صاحب دہلوی کے ساتھ جو کہ پیش آیا تو سنی کے مخالف  
اس سے بھرے ہوئے ہیں، یہی طرح اگر صوفیہ کو یہ کہے کہ واقعات بھی مفروضہ نام پر لایا گیا  
ہے، ہندو مت کا بھی یہی مانیں اور اصل میں سنیوں کی ریشہ رکھنے والوں میں سے نقاب ڈھکنا  
نہی کیے بغیر کہتا اور اس کی صورت خود کھینچنے کے خلاف علماء صوفیہ نے فرمایا ہے  
تصدیق کرنا، چاہے گویے کے وہاں میں لکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی حضرت محمد نے  
علیہ کو قید کرنا، حضرت فاطمہ علیہ السلام صاحبہ کے ساتھ کہ کچھ بڑے بچے آگیا یہ حضرت  
فاطمہ صاحبہ صوفیہ صاحبہ کے ساتھ اور اہل بیت کے ساتھ اور اہل بیت کے ساتھ اور  
مکان وغیرہ کو قید کرنا، حضرت مرزا جان بابا کے ساتھ علیہ کو قید کرنا، حضرت تیسرا  
صاحب شہید بریلوی اور شہداء اسماعیل صاحب شہید صاحب شہید علیہ کے خلاف لفظوں  
کھڑکنا وغیرہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک صاحب علم کی مالیت پر یاد دہانی اور  
گہرا سواد کرام کے لئے رسالت کی بنی اور مذاہب و سنیات کے سرچشمے  
کی پہچانیت اور آئین

بہاول آباد صاحبہ نے دیکھی ہے اور انہوں نے خود ہی سے علیہ کی بھارتی  
قائم تانچے میں کرنا اور ایسا کہہ دیا اور شہد کے خلاف استعمال کیا گیا کہ میں نے کچھ نہیں  
انکارا اور اس سے میں نے اپنی جان بچا کر لیا تھا، حضرت علیہ کے خلاف اس کے خلاف سے  
ہر حضرت کا وہ بھی تھا کہ وہ عقائد و اقوال میں اختلاف و ابھار کے مشہور  
ماہر الاحیاء، جیسا علیہ کے ساتھ ہیں ان کے خلاف ان حضرات کی تصانیف صوفیہ  
ہماری ہیں، وہ واقعات صوفیہ کے ساتھ ایسا ہی ہے کہ جیسے جیسا علیہ کے ساتھ  
تاریخ و باطن کے لئے ہیں اور حضرت صرف اس کے مخالف نہیں بلکہ نسبت ہی  
ہی اور اس کے خلاف سے اس پر غصہ قائم کرتے ہوئے چند برسوں اس بارہ  
میں تصنیف لکھ کر شائع کر کے ہی رسول کتب حیات نہایت بے حد رسالت  
اسی لئے کے لئے لکھا گیا ہے اور یہ مشہور ہے کہ ہر جین حضرت علیہ اور دیگر مسال  
مطبوعہ سند حضرت تاغوی کہ اس سے لکھا ہے اس میں سے بھرے ہوئے ہیں  
اور یہ کتاب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سرکار کو منوع لکھ  
ہیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قضا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے سب کو پانچ

و ان پیچنے کے بعد زیادتی کی گئی ہے۔ چنانچہ زیادتی ملبہ کے لئے سر کرنے کو درصوف ہاؤ بکس افضل استیجات اور قریب و اصیب ٹلو دیتے ہیں، جگر میں زیادتی کے لئے سر کرنا جس میں یا کوئی دوری نسبت منوی اور طویل ہو۔ افضل اصیاطے قرہ دیتے ہیں۔ چنانچہ سہ روزہ تک حصہ حضرت لکھڑی خود سہ ماہ میں جو یہ یاد کرتے اس پر شاہی بدل ہے۔

دایچہ تو اس بلا توبہ و تلافی در مہمہ مطلقہ مانہم کو یہ مرقہ منزع اصیاطے قسٹ دیتے ہیں۔ حضرت اس کو درصوف ہاؤ بکس دایچہ ہاؤ بکس علامہ منیر قرہ دیتے ہیں، مہمہ حضرت پشست در مہمہ ہاؤ بکس ہے اور اس بنیت و مہمہ مرقہ منزع اس پر شاہی بدل ہے۔ جو کہ حضرت ہنز تو ہی اور حضرت لکھڑی حضرت سرور اس مہمہ قریب و اصیب اور حضرت عالی اور انشاء صاحب قدس شمس اللہ رحیم کے حصہ خانیف میں شائع ہوئی ہیں۔

دایچہ باجوہ بنت میں گستاخانہ نکات استمال کرتے رہتے ہیں اور یہ حضرات بلکاو تیرت رحیل صاحبہ مرقہ و اشمام ہیں یا اس صاحبہ جو حقیقت لہواتے ہیں کہ حضرت رحیل اس کو اعلان بہروز میں ہمارے شمار کرنے لگے ہے۔ حضرت مرواہ رشیانا عمد صاحب لکھڑی قدس اللہ سلاصوبہ لہڑی منظور اور منجمل تعیینہ زودہ اشمام اسکے آتہی جس میں زیارۃ مہمہ مرقہ و اشمام، کاتک کہ کرتے ہوئے مانتہی مہمہ مرقہ مانتہی اشمام تہمہ لہڑی رحیل صاحبہ مرقہ و اشمام، زیادتی لہڑی مطہرہ مرقہ کو لے کے کتاب اللہ مستانہ تو سل کی ہمیں اور مہمہ شریف اور مہمہ خجبت کے خبر کتکات سے لیں حاصل کرنے کے لئے لہڑی لہڑی کہے ہیں صاحبہ حقیقت کے لئے واشنگان حقیقت و اس ہمت و احترام کا جہی فرقت ہے جس سے حضرت مرصون کا لقب معلوم ہوتا۔

مہمہ اشمام حضرت مرواہ خجبت قائم صاحبہ قدس اللہ مرغافانی اور حضرت علی اللہ علیہ السلام کی شان مبارک میں وہ جنہا یہ صاحبہ اور شاد ہونے لگے ہیں جو کے حلیم لکھڑی میں ہیں، ہاشمہ مہمہ اشمام کا طائر لکھڑی پر ہاؤ نہیں کر سکتا۔

لکھڑی صاحبہ سے اس میں سے اس صاحبہ سے لکھڑی لکھڑی لکھڑی لکھڑی لکھڑی

مستحب باریات قلنا: تمیز بالاس چویشو، ابو عبد اللہ، کا اسم الرسول ص  
 متاخرہ جیمہ و غیر ما چوہ سلسلے سے لکھو کہ میں اس میں مستحبات کی علامت  
 لکھ کر ماسے پر یا صلی تمیز کی آیت ہے۔ سورہ یک فقرہ علامت فرمایے ابو عبد اللہ  
 حضرت امام صاحب ۱۲۸۱ میں ہے۔

ماہم اس میں ہے کہ اگر اس وقت موجود کائنات دیکھو تو کائنات کی جانب  
 اگر بے لڑائی انداز میں ہی سے لانا ہے مگر شہادت آیت الیٰہی اول  
 یا الیٰہیٰ اوما آیت قائم چینی، پانچ تقریرات سروسامان سے واضح  
 چکا ہے نیز شہادت دین آیت کے تحت ہے کہ ہر ایک کائنات کو  
 علامت پر اس وقت قائم اس میں اصل علامت کائنات کی طرف اشارہ ہے  
 پھر شب کدہ وسط قنات سلسلہ آداب چکا ہے

ماہم یہ طبع انعام کے بعد کائنات اور کائنات کے ساتھ کائنات کی جناب و اولانہ  
 اصل کائنات عین کائنات سے حاصل ہوا ہوتے ہیں اور کائنات کی طرف سے پڑا ہے لڑتے  
 ہیں۔ کائنات کو ہیبت و تقرب و غیر خود گذر مجلس اور جہاد علامت چاہیں کائنات کی طرف  
 کائنات سے ہیبت فرماتے ہیں۔ تقیہ دین میں بدشاد فرماتے ہیں۔

کائنات کو دیکھ کر کھرا بشر کے کھرا	اللہ اور اللہ کو کھرا کھرا آخر کار
جو کئی کئی سب سے کئی کئی	یا ہے تم کہ کئی کئی سب سے کئی
بے لڑائی نہیں ہے، کئی کئی	پھر ہنگام کی ہے کہ بے لڑائی کو کفار
کھرا کھرا ہے وہ آگے ہی آگے	کھرا ہے اس کی بے لڑائی کو کئی کئی
پہلی کئی کئی کئی کئی	کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی
تو ہر کئی کئی کئی کئی	تو کئی کئی کئی کئی کئی کئی
بے لڑائی کئی کئی کئی کئی	اس کے لئے ہے کئی کئی کئی کئی

یہ اللہ کسی حال میں ناسخہ کے لئے، اطراف کائنات کو دیکھ کر کئی کئی کئی کئی  
 صدیقی، اسی طرح اور مطروہ، قال شاعر کے نہیں ہیں، اگر ایک کئی کئی کئی  
 صحت جتنہ معرفت و تحقیق نام الیٰہی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے نام

اہل کثمت و مشہور طائف ہے ہاں اہل فاضل ہے قس کے ہیں جو کہ حقیقت اور حقیقت کے سوا کسی غلط فہم اور مبالغہ کار فائدہ نہیں ہے۔ کا حقیقت اولی الایضہ۔

اور ان مطایع عالیہ اور اساتذتہ عظیمہ کے ہیں کہ مکتوبہ بالا رسالہ مطایع میں ہیں مابقی فہم غلط سے کہیں اور پھر اس وہی نام و دفتر پر جو کہی کہ معاذ اللہ یہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھائی مرفوعہ اس قدر راستے ہیں جیسے ہمیں سے ہے بھائی کو بھی نے بھائی پر بھولی ہے۔ جناب شہید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی تمام انبیاء و مرسلین اور تمام اولیاد اور مومنین اور تمام صحابہ کرام و صدیقین کی اہلیت و روحانی کا ایک آپ کا تمام کلام و وجود اور وجود کے لئے اہل عالم پروردگار کے دیوانوں میں واسطہ ہوا ثابت کرنے والا نفس ہے اس کے حواس میں یہی اس لئے اور یہی وہ گول کے قائل اور بھولتے ہیں۔ ان اس حدیث کا لفظ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاسکتا ہے میں اپنی روح کا ایک نیا ہی ہر فرماں مسمی ہے لکن ہر چیز کا اصل اور کتب ہے۔

صحیح بر حسن وقتے و ہر نکتہ مقام سے دلدادہ

(۵) اور تعریف اور بیعت طریقت اور اس کا شغل ذکر و مراقبہ اور جہاد ہے ان کے وظیفہ کے منتہی حکم ہیں اور یہ حضرات سب کے سب اہل کتب و کتب ہیں۔

(۶) دہلی کے کاتب گوگ تغیبہ غیبی کے خاتم ہیں اور جو گوگ قائل ہیں وہ نہایت ذہیلے ہیں مگر یہ حضرات سب کے سب تغیبہ غیبی کو واجب اور اس کے تاکر کو گنہگار سمجھتے ہیں سراج الاولیاء حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ کے تمام تجزیات و کلیات میں عقد ہیں اور نہایت مشہور ہیں اور سنی سے ان کا تعلق کرتے ہیں۔

(۷) دہلی کے طریقت حضرت جنید بغدادی، سہی سہلی، ابی اسام بن ابی اسام، شبلی، عبدالحامد بن زید، خواجہ بہاؤ الدین مستمند، خواجہ حسین علی بن شبلی، فرخ الدینی، شیخ عبدالمکرم جیلانی، شیخ بہاؤ الدین محمد دہلی، شیخ اکبر بن عربی شیخ عبدالمطلب، شہر علی وغیرہ قدس اللہ اسرارہم انہیں کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں اور یہ حضرات کو ان کی تعظیم اور توکل کو بہت منہد اور فریاد اور باعث برکات اور مصلحت و فائدہ خود بخود ہی کہتے ہیں۔ مفسرین و تالیف کے

مختلف نہایت ملوں کے حال میں ہنگاموں کے ساتھ لطف نہیں چاہتے تھے۔ ان مسلمانوں کو انسانی بات میں شریک اور شریک اور شریک میں باہر کے مل اور ملوں کو باہر جہت میں اور ہنڈے تھے جو لاکھوں روپیہ کے لئے دیکھ کر میں کھتا ہے اور جو لاکھوں روپیہ کے ساتھ سے جہاز میں قائم ہوا تھا۔ اگر براحق طبعی قول ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کسی قول اور حقیقت میں کو مشکل پیدا ہوگی میں سے خاصے مشکل کلمہ کے ہوں اور ایک مثال میں یا یہ کہ جو تو اس کی تفسیر یا نہیں ہے اور وہ مباح اور کمال ہو سکتا ہے جو حضرت مگر وہی کہ اس لئے سرما سوچ لپٹے کہ وہ ابو مقرب میں تصویر فرماتے ہی کہے قول تھا۔ خط سے مشکل کا نود ہی نہیں ہے۔ بلکہ اگر کسی کے کلام میں ہذا مشکل میں جس میں سے نو سو تازے سے منکلات کلمہ ہوں اور صورت ایک مثال میں کا جو تو اس کی ہی تفسیر ہوتی ہے۔

ہیں تو یہ خط لکھتے تاکہ

خواص میں کہیں حضرات کی طرف نسبت و اذیت ایسی ہی تھی جس سے بیچہ کر زنی کو کافر اور ملعون کرنا تھا۔ مگر اگر کسی کی تہمتوں اور ایسا ایسا لکھا گیا تو ایسی ہر نفسانی سازشوں نے سب کو کرایا۔

لہذا آج ہونے کے یہ جنوں کا نود جہا ہے آپ کا سن کر فہم کرے

بہر حال ان میں سے کبھی بات بلا تہمت کرنے کے عہدی فرماتے تھے اور کیا گیا جو کہ عوام مسلمانوں میں جدو ستکان میں نماندہ ولی تھے اور حضرت امام لہذا تہمت احمد صاحب شہید رحمہ اللہ عظیم اور ان کے حوسبوں کے لئے حکومت انگریزی انہماں کے اندر کاں مخلصوں نے یہی تقاضا اس کے ذریعہ سے جدو جہاد و غیرت کو جس قدر جہت مسلمانوں سے تھا کہ وہ یہ اور ان ہاویں ان میں لکھتے با تھیہ کنز کر دینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ان حضرات پر وہ ہمت کھلا کر دینے کے نام سے عوام میں اس قدر مروت پیدا ہوئی کہ شریک و کفر، جیسا کہ تہمت لپٹے ہندو ہمت اور جمع پرستی سے سر عوام کو اتنی مروت نہیں ہوتی تھی کہ وہ ہمت سے ہمتی۔ مجھ کو بخیر یاد ہے کہ ان حضرات نے اس کے کہی نہ اس میں بظاہر کے شبہات میں ایک دھڑک چھا تھا کہ کسی گاؤں کا نام وہاں کے ایک ہندو نے

کا مقروض تھا قرض بڑھ گیا تھا بھنے نے کتنا کیا اور آج وہ قرض دینا بند کر دیا نام صاحب نے اس کو سچا یا گمراہ بنا دیا اور کہا کہ جب تک یہ قرض ادا نہ کر دو میں تم کو کچھ قرض نہ دلاں گا۔ امام صاحب دھمکی دے کر چلے گئے اور مسجد میں ہر نماز پڑھنے والوں کو یہ کہنا تھا کہ بنیاد وہی ہو گیا ہے اس لئے کسی قسم کا معاملہ خرید و فروخت آمد و رفت کا ہونا ممنوع ہے۔ تمام باشندگانِ مدینہ نے بھنے کا بالکل شکریا لیا۔ بے چارہ دن بھر دکان پر ہاتھ پیرا دھرے بیٹھا رہتا تھا کوئی آدمی اس کی دکان نہیں آتا تھا اس نے بعض لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ تو وہی اٹ گیا ہے اس لئے تم قحبہ سے لین دین نہیں کر سکتے۔ پھر بھنے نے ہمارے امام صاحب سے صلح کی تو امام صاحب نے اس کے بعد کو اعلان کیا کہ بھنے نے وہایت سے توبہ کر لی ہے اب لین دین جاری کر دو چنانچہ بازار کھل گیا۔ خیال کیجئے کہ بھنے کا ہندو اور مجسّمیہ ست مشرک ہونا تو لین دین میں حادّیہ نہ تھا مگر وہ اپنی اور اہلکے ہو گیا۔

ابلی اعرافِ ایشیہ اس طرح جو سے مجھے مسلمانوں کو دھوکے دیتے سمجھے ہمیشہ کا مشیاطِ مذکورہ جنابِ مدنیوں میں اس کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے انہوں نے ان کے لئے اور کتنے کھانے نہیں بہائے گئے دشمنی خوب جانتا ہے رہتا تو یہ سب کچھ نہ تھا ان کو تپا دکھانے کے لئے یہ ہتھیار نہایت مفید ان لوگوں کو دے دیا گیا تھا۔ اگر یہ اب عام مسلمانوں کی بیماری کی وجہ سے وہ کامیابی نہیں حاصل ہوتی جو پیچھے اعلیٰ حق مگر اب بھی موقع پر ضرورت سے کام لیا جاتا ہے۔

رسالہ حمامِ انور میں اس کے ساتھ ساتھ دوسری جگہ بھی لکھا کہ مولانا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعاویِ حد و بیت و غیرت اور توحید حضرت مسیح علیہ السلام اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم و غیرہ کو بتداد میں مدد تو حسب ذکر کیا گیا۔ جس پر ہر مسلمان خوش میں آتا ہے۔ اہل حرمین نے قیاس کیا کہ اسی طرح دوسرے اہلکے میں بھی ہوں گے۔ ہم نے ان مکائد کی تفصیل رسالہ شہادتِ ثاقب میں تفصیلاً لکھی ہے اس لئے اب اس پر روشنی ڈالنا تعطل کا باعث ہے۔ مختصراً چند ضروری باتیں عرض کرتا ہوں۔



طرح فیس جو سب سے پہلے ہونا چاہیے اور اس کے بعد ہی اس کا نام صاحب ہونے کا معلوم  
 دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی اس کے حقوق و فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کے  
 فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی  
 اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی  
 اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی  
 اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی اس کے فرائض کی بات کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی

۱۔ جس طرح اس طرح آپ کے لئے اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 نام میں یہ سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے

اس طرح میں شروع سے ہی سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 نام میں یہ سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے

۱۔ اس طرح میں شروع سے ہی سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 نام میں یہ سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے

۱۔ اس طرح میں شروع سے ہی سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 نام میں یہ سہرا لیا جا رہا ہے۔ جس طرح اس طرح کی کوئی بھی چیز ہے اس کا  
 کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے  
 اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے اس کا نام لیا جائے گا۔ اس کے لئے



قل نیت ذاتی میں کو حالت ترقی ہی کہتی ہے۔ یعنی غلبہ روحانی اللہ علیٰ علیہ السلام  
 و صفیہ کے ساتھ پھر ان حالات میں اللہ کے ساتھ جیسا کہ ہم انکسار کو صرف پھر ہی  
 اور آپ کے واسطے سے جیسے کہ تمام انسانوں کو یہاں تک ہے کہ وہ صرف ان حالات  
 ایک اور قول ہے کہ اللہ اس کے نزدیک صاحبان تسلیم کرنا اور ان کے پاس ہی  
 پہنچے انسان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عالم اسباب میں رسول یا نور اللہ  
 انکسار ہے اور اس کے درپہ صفا ہم کہہ دیا کہ یہاں تک کہ وہ لایا اور وہی اللہ صلی  
 تصدق اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے  
 تصدق اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے لیے آپ کو سب سے پہلے نبوت ملی۔ جیسا کہ اللہ صلی  
 کنت سبحانہ وکرم محمد بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آپ کے واسطے سے ہے یہی  
 تصدق اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے پہلے یہاں لائے اور ان کے ساتھ ہمہ بیان عالم  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھ کہہ لیں کہ اس کے ساتھ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضرت جیسے ہمہ شوق آئیں اگر آپ کی شریعت پہنچے بھی جائے اور میں ہوں  
 اس عالم میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ ہے انہی انگریزی جہاں اللہ صلی  
 طاقت عمل کا ہے اس لیے کہ آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آفریں اور اللہ صلی  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہم جہاں سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہ تمام جہاں سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ذاتی اور ذاتی کے ساتھ صوفی ہیں۔

آپ کا یہی وہی ہے آپ کا نہایت اس عالم شہداء و اہل اسلام میں تمام دنیا  
 طہیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

حضرت اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے





صدق کے وجہ سے کذب کے اقتناع پر سب مستحق ہیں مگر حضرت مولانا اسماعیل شہید  
علیہ الرحمۃ انہ کے اتباع پر جو ارادہ و اختیار تھی تعالیٰ شانہ صدق کو ضروری اور  
کذب کو محال فرماتے ہیں اور فرماتی تھی جو عزمِ قدمت، ماہجوری صدق باری کو اور اجنبی  
اور کذب کو تشفی نکلا تا جس میں ان کے نزدیک تو ایذا تھی نے اپنے اختیار سے صدق  
کا التزام اور کذب سے اجتناف فرما رکھا ہے اور ان کے نزدیک جو مجبوری و دلچیزی  
تھی جس سے صدق صادر اور کذب ترک نہ ہو سکتا ہے۔

یہی مسلک حضرت گلگوری اور اسلاف و پیروند اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب  
شہید تھیں افسوس اسرارِ ہم کا ہے اس کو شرح موقت، اسباب، تحریر الاسل و فیروز مستشرق  
کلام میں ذکر کیا گیا ہے۔ شرح موقت میں ہے۔

ادبیب صمیم العتد لہ والعموار ح عتاب صاحب الکذب واد امانت بلا  
قویۃ ولم یجوروا ان یقولوا لہ عنہ فوجھون الاقل ماہ تعالیٰ اوعد بالعتاب  
علی الکفار و سعیرہ ای العتاب علیہا دولہ بعباب عن الکذب و عفا لذر  
الحنہ فی رعید کا و کذب فی حبر انہ محال و الخواب غایۃ و فوج العتاب  
فان جوب العتاب الذی کلا صامیہ اذ لا شہدۃ فی ان عدم الوجوب من الوقور  
لا یستمر حلقاً و لا کذباً لایقال انہ یستلزم جوارہا و هو ایض محال لایأ  
مفول استحالة معنویۃ کیف رہا من اسکیاف اللق تشبہا اقدرتہ تعالیٰ۔  
عبارت نکھارنی رحمہ افسر تعالیٰ شوح مقامہ میں قائم کیشک تہمتوں فرماتے ہیں۔  
السیکون لشور بدرتہ طرائف صوم النظام و انیاع انقائون یا نہ  
لا یقدر علی الجعل و انکذب الظلم و سائر لقاہم اذ لو کن خلقہ مقدر و اذ لہ  
لچار صدقہ عہہ اللایم ما ظن لا تصانیف النسخ ان کلن مالکاً مقدر ذلک  
و یا امتصا شہ عہہ وان الجعل ان لم یکن عالماً و الجواب کا تسبیہ تہم  
الشیء بالنسبۃ الیہ کعب و ہوت تصرف فی منکہ ولو سدرہا لبقدرۃ  
لاستانی امتناع صدوقہ نظرانی وجود الصانف وعدم الداعی  
وان کان منکنا اھ۔

ظاہر محقق کلن بھی تمام نقلی شارح و راوی الامامہ کے تلمیذ علامہ ابن ذک الشریف

مقرر شدہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں :-  
 ثم قال اي صاحب العبدية ويرصف الله تعالى بالقدرة على العبدية والسعة  
 الكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة اي لا يصح من حلقائها وعند  
 المعتزلة يقدر تعالى على كل ما ذكره ولا يفعل انتهى كلام صاحب العبدية  
 وكانه اعترض عليه ما تقدم من المعتزلة اذ لا شك ان سبب القدرة  
 ما ذكر من الظن والسفه لا الكذب هو مذهب المعتزلة واما بموجبها  
 اي القدرة على ما ذكره الاستماع عن صانعها اختيارا فيمدحها اي وهو  
 بذهب الاشعرية البق منه بذهب المعتزلة ولا يخفى ان هذا الين  
 ادخل في التسمية ايضا اذ لا شك في ان الاستماع عنها اي عن المذكورات  
 من الظن والسفه والكذب من باب التبريجات عن لا يلقح بحجاب تدبره  
 تعالى فيسبر بالمتا والمفعول اي يختبر العقل في ان لا يصدق اطلع بالتبريج  
 عن المشاء هو القدرة عليه اي على ما ذكره من الامور الثلاثة مع الاستماع  
 اي امتناع تعالى عنه فمما ذكره في الامتناع اي امتناعه  
 لعدم القدرة عليه بحسب القول بالحق لقولهم في التبرية وهو القول الاول  
 بذهب الاشعرية اهـ

شرح حقايق حشرية مصنف محمدي واولي رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور کتابی ہیرو رحمہ اللہ  
 تامل میں ہے۔

« وبالجملة كون الكذب في الكلام اللفظي تبعا لبعض صفة نقص ممنوع  
 عند الاشعرية بلذا قال الشريفة المحقق انه من جملة المسكنات و  
 حصول العدم القطع لعدم وجوده في كلامه تعالى اجماع العلماء والايضا  
 عليه من الغلام لا ينافي امكانه في ذاته كانه العدم المادية القطعية  
 وهو لا يتناقض ما ذكره الامام الرازي له »

تعمیر الاصول محقق ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح تقریر و تفسیر الاصول ابن  
 امیر الحاج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔

« وحينئذ اي وعين كان مستحيلا عليه ما ادرك فيه نقص ظهر القطع  
 ... »

مقتضیٰ ہے ایسا کہ تعالیٰ بالکذب و کفر و تعلق من ذلک و ایضا الولد یستتم  
 انصاف فعلہ باللذکر یقطع الامان عن صدق وعدہ و صدق خبر غیر  
 ای الولد معہ تعالیٰ و صدق النسبۃ ای لہ یجزم بصدقہ اصلا و عتہ  
 الا شاعریۃ کما فی الحدیث القطع بعدم انصاف تعالیٰ بشأ من الضایع  
 دون الاستحالة العقلیۃ کما فی العلم الحق یقطع فیہا بان الواقع احد  
 المتضمنین مع استحالة الاخر لو قدر انہ الواقع کالقطع بحکۃ و یقطع بان  
 لوجودہا ما نہ لا یجزل عنہما عقلا و حیدرۃ ای مدحین کان الامر  
 علیٰ ہذا الا یزوم ارتفاع الامان لانہ لا یلزم من جواز الشئ عقلا عدم الجزم  
 بعدہ و الخلاف التجدد علی الاستحالة و الامکان المستفی لظنہا جلا فی کل  
 قطعہ اقدارہ تعالیٰ فیہا مسلوۃ ای حق ای التخصیص بما ای یقتضی کما مشہور و القطع  
 یا نہ لا یجزل علی الحال لعدم بعد تعلق تلك التخصیص الی المقصد الثالث فی التام بہ  
 حضرت شیخ الحدیث اشرفیہ العزیز نے اپنے صاحبزادے اعلیٰ فی تفسیر جہاد الملک  
 میں نہایت سادہ و سلیس اسلوب سے فرمائی ہے کہ جہاد حضرت مولانا احمد علی صاحب  
 صاحب سے تفسیر الرحمن اور مولانا احمد صاحب مولوی مرحوم صاحب سے تفسیر  
 الراجب جو کہ اقتراح ذاتی کے متعلق ہیں ان کے طے کرنے کے واسطے کہ جہاد  
 اہل سنت و الجماعت کے خصوص سے متعلق ہے نہیں کہہ سکتے ہیں یہ سارا جہاد  
 اس لائق ہے کہ اس کو مشرور و مجربان بنایا جائے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مدظلہم السلام اللہم صل علیہ  
 رحمۃ اللہ علیہ پر افسوس ہے کہ ان نیرتوں میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 عالم حضرت مائی امداد اللہ صاحبہ تفسیر سے جہاد کے متعلق یہ فرمایا کہ جو صرف  
 کتب سے مدد لینے کا طریق ہے اس کا شہیدان کے علم کو غلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 طریق سے زائد کتب ہیں اور اس کو اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا  
 یہ ہیں قاطعین کے طریق سے مدد حاصل کرنا ہے اور یہ اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا اس کا  
 سے لازم آتا ہے سیاق اور سباق اس ضمن کے خلاف ہے حضرت مولانا مرحوم



تمام موم عالمی اور کائنات علیہ ظہیری میں ایک ہی مسکن اور ایک ہی جگہ ہے کہ اگر ہم ہر ماٹھوں تمام موم  
 خدا کے ہر مومن کو شخص کی جین اور پیمانے میں لکھیں اور لکھتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ  
 میں لکھتے ہیں تمام موموں کے نام اور ان کو صرف اللہ تعالیٰ حاصل ہیں کہ ان کا حصول ہی ہر ماٹھوں  
 نہیں ہے ہر مومن کی ہر کوئی لکھتا ہے خدا کے نام اور ان کو صرف اللہ تعالیٰ حاصل ہے اور ان کے  
 قیمت نہیں ہے بلکہ خدا اس کا حصول حاصل ہے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے

حضرت کلانا اشرف علی صاحبہا | حضرت امیر اشرف علی صاحبہا  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے

کہ وہ ایک سال تک ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہم زید و علی کے برابر ہے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 اس کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے

ظاہر ہے کہ ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے  
 ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے ہر ماٹھوں کے لئے

اس مبارک کو، عرصہ امتداد میں حقیقی طور پر، لیکن ہم سے ہوا کہ جسے بد میں بنانے  
 کیا گیا، تصدیق اور حصولِ تعلق کے لئے وہاں کے اہل علم اور مذہبی، وفاسد کے سامنے  
 پیش کیا۔ ہم جہاں کہیں حقانیت کے سہرا، باقیات مصلحت پر مبنی بیاد و غیب میں آ  
 جانے کا اور جو کچھ اس سے ہو سکے گا، اگر سے گا اور جہاں تک ممکن ہو گا، ہمیں بھلا کر  
 دے گا، ہمیں پوری خود میں ہوا تو اس نے تو عباد و غیب میں آکر، شہادہ و استثناء  
 وغیرہ تصدیق فرمائی، اور مرکز کردہ اور حقاہ اور مفسدہ لفظی اور روحانی میں ان اشخاص  
 کے پستی، انوار اور حقاہی، اور ان سے اس کے لئے ثبوت میں سے اللہ نہیں  
 کے احوال کیا ہے، کہ جب تک وہ اپنے لئے مصلحت سے لگا رہے۔

یہ کہ وہ اپنی مصلحت پر جوہر اور احوال کے ساتھ جوہر کی حق کو صرف اس لئے  
 ہو سکے گا کہ یہ اشخاص علماء اور مصلحتی مصلحتی اور اہل شکر کے پاس لفظ صوبہ کر رہے  
 ہیں، اگر کسی مصلحت کے لئے، یا کہ وہ اپنی ہی ہے، اس کا ہر باطل نہیں ہوتا، خاصاً صرف  
 یہ ہیں، کہ جس نے حضرت محمدؐ نہیں، احوال صوبہ ہی شریف، ہنسنے کے ہوشیاری  
 میں ملنے کے احوال محمدؐ اور سترہا سے لے کر اس سے حد اہانت و غیرہ  
 حاصل کی تھی، اہل علم میں ان کی نسبت مشہوریت تھی، اس لئے وہوں مصلحتوں کو ان  
 کے خلاف، اور اسی کو یہ ہے، ہمارے لئے اس پر دو پہلا اور مصلحتی ساتھ ساتھ  
 لگی جہاں کہ اگر ان کی بات جاسکے، اور اسے لایکے ساتھ لگے، تو کہ ہم سے  
 پر ہوا تو ہنسنے کے اس مصلحتی کی بنا کو لگنے، نہ نسبت پر یہ معلوم ہو گا کہ کسی قدر یہ  
 نصیبی کرنا ہماری ہے، اس کی توجہ کو کہ نہ توں کیا ہے۔ اور اس طرح محمدؐ اور  
 شبلیہ میں کے ہاں، جب وہ خبر پائی تو انہوں نے بڑا کڑا ہوا اور یہ سنا کہ وہ  
 میں نے ہی لکھی، کہ ہر سے صلح کیا ہے، پر مصلحتی، اور اس کی صلح محمدؐ اور ہمیں  
 گیا اور محمدؐ اور اس اور محمدؐ کی مشہوریت یا ظہور کی باتیں، اور کفار میں تو انہوں نے مصلحت  
 انہوں کی پر مصلحتی احوال، اور اس کی صلح، اور اس کے پاس یہ ہے، اور اس سے  
 تمام حقیقت میں انہوں نے ہی انہوں کا احوال کیا، اور کہہ کہ تم کو تو حقیقت کا حق  
 تھا تو نے ہر کو بھلا کیوں مصلحت کیا۔ اور ہم سے مصلحت میں انہوں سے پہلے سے یہ  
 گیسے تھے، مصلحتی صاحب و مصلحتی کا یہ ہے، یہ ہے، اور اس کے قاصر اور اس کے ہی مصلحت

نور میں بلکہ عام میں دیکھو یا اسباب قیامیہ کے لئے جس سے قیامیہ میں نئے  
 اشیاء کی تخلیق کو اس قدر چاہئے کہ جو میرے مشائخ اور سابقہ باپ کے لئے جس نے  
 کو کھینک کر اور پھینکا تو تپ خیز اور عطوبہ کے ساتھ ساتھ کیا کرتے تھے۔ انہوں  
 کے لئے اسباب کو جو کہ باطنی ہم ہیں کہ یہ حضرات تیرے ساتھ اور شائیں۔ سرخان  
 بتو جو کہ یوں ناقابل ہر چا ہے جسے حدیث میں کوئی تقیہ کہا ہے جو حد تک۔ یہ چاہئے کہ انہوں  
 میں میں میں سے ہی آواز اور عقائد میں اور روح حاجت نہیں ہے تو صرف سال  
 کا قول صحیح ہے۔ اگر پہلے سے اس کا ہم اتوار پر اگر تیری حدیث کے ساتھ ہی اور  
 کلمہ سے اظہار میں ہے جو اب دنیا ہی انہوں میں۔ یعنی پیش یا اور اللہ کی سیرت اور علی  
 اور ابو علی شاطیہ کے ہاں کوئی شخص نہیں صاحب بنی ہے۔ اس لئے کہ کلمہ کی صورت  
 ہم غیب کی پیش کیا سنی صاحب کے لئے اظہار ہے ساری صورتوں تو تیری قیامیہ کو  
 غائب ہونے سے کہ تیری کہ محنت یعنی سنی صاحب کے لئے اور علی بن علی کہ  
 کو تیری حدیث میں ہے جو اولی انہوں میں صاحب بنی ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں  
 صاحب کے ساتھ اور شاطیہ کی ہم غیب سے اولی علی بن علی۔ اور جو کہ حدیث میں  
 چھپ کر نہ بخیر۔ خود کو صاحب سے صاحب کا نام ہے۔ کوئی کسی شخص کی اس  
 کہ وہ میں ہوں اور کہتے ہیں اشاعت میں یہ ہے۔ اگر کوئی۔

اس مقام پر کوشش ہے کہ اس عقلمند میں عقل کو ترقی نہیں عزت کے لئے  
 اور نہیں میں اس کے لئے میں ایلی ہے۔ وہوں نے کہتے تھے کہ ایک ہی عقلمند  
 بتا سکتے ہوں۔ اور ترقی نہ ہو سکتی نہ ہے۔ ایلی نہ ہوتی ہے۔ اور جو کہ حدیث میں  
 ہی اور۔ اور خود وہی لوگوں کو نہ ہو کہ وہی ہے اس سے پہلے کہ وہی اس میں  
 کے اور کہتے ہیں اس لئے کہ یہاں سے کہ یہاں سے کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں  
 کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں  
 کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں  
 کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں  
 کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں  
 کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں کہتے ہیں



پر چند دستاویز کے سفر کرنے اور یہاں کفر میں عقلمندانہ کام کو دالہ صاحب مرحوم نے  
 ناظر کر دیا اور اپنے جہاں اور رشتہ داروں کو اس کا انتظام کرنے کی ساری غلطیاں  
 دیکھنے جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ میری اس زمانہ میں میں کراچی تھی کہ اب جبکہ کتب  
 درسیہ اور مضامین عالیہ علم ظاہر و خفا اصول حدیث تفسیر وغیرہ کے منتظر ہو چکے ہیں اور  
 غلطیوں کی بول پر پھر جا بل ہو چکا ہے کسی طرح حضرت استاد الاسلام صاحب اس اکتھن میں مولانا  
 شیخ الحدادی، افسر سرور العزیز، صاحب ریاضی جو ہا سے تو اپنے اشکالات کو حل کرنے اور  
 کتب حدیث کے دوبارہ پڑھنے کا شرف حاصل ہو گا اس زمانہ کے پوری ہونے کے اسباب  
 عیناً تھے۔ اس حادثہ کے واقع ہونے اور حضرت دالہ صاحب مرحوم کے اس کام سے  
 فائدوں کا باخبر سب سے ہو گیا اور بلدیہ میں وفوف میں جناب صاحب علی شیخ احمد صاحب مرحوم  
 حضور کے زیر سرپرستی روانہ ہونے کو تیار ہو گیا۔

**شیخ احمد علی صاحب مرحوم کے احوال** | شیخ صاحب ہدایت حریر بزرگ  
 زیادہ عمر تھی انکی اصعبی باشندہ وضع انکو لڑا کہ کئی دیہات کے تھے مگر وقت و زمان سے  
 ملا، اور اکابر افسر چند اسی دفتر کو چھوڑ بیٹھ باؤ میں مقیم تھے نہایت زہاد و پارس اور  
 حرافت نہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اہل کیش آباد باہر خصوصاً حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب  
 کامران آبادی تھے اس افسر سرور العزیز کے تو سب سے بہت زیادہ مانوس تھے حضرت  
 دالہ صاحب مرحوم سے بھی ان کے تعلقات بہت گہرے تھے مرحوم دو سالوں تک ویش  
 سے رہنے منورہ میں جہاں سے ہی مکان میں مقیم تھے اس سے پہلے بھی وہ کئی مرتبہ چلیے گا سفر  
 کرتے تھے۔

مرحوم بہت زیادہ طاقتور اور تندرست کے شائق تھے۔ انہوں نے فیض آباد  
 میں کوشش کر کے مدرسہ دینی کی بنیاد بھی ڈالی۔ ان صاحبان شاہ مرحوم کی مشہور مسجد کے ایک  
 کمرے میں اقامت پذیر تھے اور وہی لڑکے بھی پڑھتے تھے انہوں کے نام پر یہ مدرسہ  
 احمد منیب کے نام پر مشہور ہوا انہوں نے اس زمانہ میں لائق مدرس کی قراستگاری کی  
 چنانچہ مولانا محمد حرم انہوں صاحب مدنی ساکن تحصیل کابل جامع مدرسہ کراچی صاحب تخواہ پر  
 بھیجے تھے۔ یہ مولانا صاحب ایک معزز اور شریف خانہ لڑکے کے گھر میں ان کے اسلاف

بادشاہی زمانہ میں قصبہ کرنل کے تاقی قبائل کے طاعان میں عمر شریف اور دلچھی  
 بھابھہ کی اتلی تھی اگرچہ انقلابات زمانہ سے ماشی شکست میں شریک شرفیاد اسلام آباد  
 کا طاعان میں مبتلا ہو گیا تھا مگر علی مذاق اور شرفیاد کے جوہر و اتقان بریل سے پیمانہ پر مروری دیکھتے  
 تو وہ کاموں کا بہت ہی کٹا پوری میرے ہم ہستی ہی رہے ہیں۔ بخاندانے ان کی طبیعت  
 نہایت صلح اور زیادہ و مرتاض واقع ہوئی ہے۔ لہذا ان کی شوخیوں اور شہزادوں میں ان کا  
 تعلق غالب علی میں ہی رہا ہے۔ جب مدرسہ کی تاسیس ہوئی تو ان سے بہت سی شاخیں نکلیں  
 جن صاحب مرحوم کی ہیئت اہانت اہل اور فخر خواہوں کے مستقل رہنما اور  
 قصبہ بن گئے۔ مدرسہ ہی مستقل حالت اور دست لکھا تھا یہی گیا اور محمد احمد بنگ  
 شیخ صاحب مرحوم کا یہ فیض جاری ہے۔

شیخ صاحب مرحوم کی سرپرستی میں پانچ سو روپے منوہ سے چند دستاں تک نہایت  
 خوشامداری اور بکالت سے نفع ہوا۔ اور دستوں میں امتیاز و فخر بھی حاصل ہوئی۔ یعنی  
 سے وہ فخر پر جھانسی تک نہیں گئے۔ زیادہ سے سفر کیا اس کے بعد وہ کاپور کو روانہ ہو کر  
 فیض آباد چلے گئے اور میں وہی جوتا بنو اور چند پنہا تہہ ہی نہیں کیا۔ بہت تھوڑا عرصہ صحت  
 شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں جو چکا تھا اس میں شریک ہو گیا اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ  
 ہی کے ہاں مدرسہ پر قیام کیا۔ پھر مدرسہ میں ایک خصوصی جگہ سے کمر بند ہوا۔

۱۹۱۳ء تک دو برسوں کی سرپرستی صحت  
**پرو بندگی خاضری کی باطنی وجہا** قصبہ مام پور، گنگوہی قادیان حضرت سرور

الغرض کے متعلق تھی۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو نہایت زیادہ اہمال اس کی سہجہ وی اور ترقی کا  
 تھا۔ لہذا مدرسہ میں اور ان کی صحت کے تباہی اور تھوہلیوں سے تھے اور تمام مشکلات  
 اور حالت میں آپ سے رجوع کرتے تھے اور گدازندہ کیاب سے تھے۔ مگر سترہ برس  
 جبکہ حضرت قصبہ العالم رحمتہ اللہ علیہ کا دعواں ہو گیا تو اس نے حضرت شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ  
 کا صحت میں کوئی ایسا بڑا نہ تھا جو کہ ان کی سرپرستی کے قابل تھا۔ اور تمام اراکین اہل  
 اندک رکھوں کا سر پرستی جو کہ اس لئے تمام جا حصد سے حضرت مرحوم ہی کو سرپرست بنا لیا  
 اور طبی طور پر پانچویں میں پانچویں تھا جب تک حضرت گنگوہی قادیان حضرت سرور الغریب کا سید  
 تھا اور تمام باتوں کو کوئی خصوصی طور نہ ہوتی تھی۔ سچے اسباب کی اور جوگی میں اور ان کو









موجود علیٰ طاعت صاحب آف پختاری مروم اور ملک کے دیگر کارکنوں کے لئے اور عورتوں کے لئے  
 احمد صاحب مروم کو مستقل جہنم بنایا گیا تا یہ معلوم ہو کہ بے شرفوں کا قطع قلع جو علی گار  
 حضرت علیؑ کے قطع قلع بالکلینہ ہو سکا۔ اس کے بعد مکمل کھانا پینا اور اس وقت سے  
 حرکیت و روالہتم کاروانہ نسبت پیمانہ پر کھلتے لگا۔

چونکہ ایک طرف تو خارج تحصیل شہر کی مختار بہت نیا دور ہو گئی تھی جس کا اندازہ چہ  
 سے زیادہ تھا۔ اس کے صرف عمارتوں کی بہرہ رسانی کے لئے زبردستی کی ضرورت تھی۔ مگر اس  
 سے بڑھ کر مصارفینہ مہامادی ہو کر آہستہ آہستہ پروجیکٹ پر ضروری ہیں تو اسے تنظیم ضرورت  
 بہت کم ہوتے تھے۔ مگر تو خود صلا، خارج تحصیل ہی کا شمار آتا تھا کہ ان کی مہمانداری کے  
 لئے کالی مختار کی ضرورت تھی تا یہ دور دستور کی لہرت اس ندرت پر چکی تھی کہ اندازہ کیا  
 جاتا تھا کہ عمارتوں کے لئے پندرہ سو مسلمان صرفاً اطراف و جوارب سے جمع ہو جائیں  
 گئے۔ چوںکہ لوگوں کے مطابق بہت دور کے لوگ زیادہ ہوتے تھے اس لئے بہرہ ضرورت  
 نتیجہ مروم میں نے حضرت شیخ احمد رحمان علیہ السلام کی انجمن ہدی کا ضروری اور اس  
 کے ساتھ اور قحطوں و غیو کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب نے بھی موافق ہو گئے اور پتھر  
 حضرت علیؑ کے لئے شہر شوری میں پیش کر کے منظور کیا۔ اور اس کے بعد اس میں مشائخ  
 کا طاقن کر دیا۔ ضروریات جسر کے لئے بہت بڑی رقم کی ضرورت تھی اس لئے طلبہ  
 و فواد اطراف و جوارب میں تحصیل جسر کے لئے دعا لکھنے لگے۔ مسلمانوں نے ہر صوبہ اور ہر گوشہ  
 سے ایک ایک اور تقریباً ایک سو سے کم میں جسکو لوگوں میں آئے تو اظہار میں ہزار  
 روپے جمع ہو گئے تھے اور پھر وہی جسر کا اس کے نزدیک سے بہت زیادہ ہو گیا تھا تا  
 انتظامات لازماً بڑے پیمانہ پر انجام دیئے گئے اور بجز اس میں حکومتی سے تمام  
 امور تکمیل پانے کے کہ عوام تو کھانڈا تھا اس اہل شہر کی کسب و کسب کو تاخیر نہ ہو  
 ظہور کر رہا ہے اس قدر ضمیمہ ہنگامہ شاکم کو کس طرح انجام دے دیا مسلمانوں کو حق  
 اطراف اور جوارب سے مہارت حقوق اور بہت سے آکر جمع ہو گئے۔ اہل شہر نے اپنے اپنے  
 مکانات مہاروں کے لئے لال کر دیئے۔ یہاں کے لئے نہایت سے پیارے مصلح بنایا گیا۔  
 اور علی سے مشورہ ہوئی۔ اس لئے جسر کی ضروریات کو کسب و کسب انجام دیا گیا۔ جس سے جسر کے  
 لئے فیہ قائم کئے گئے۔ ظہور مصلحین و مدد جہنم کی پارٹیاں انجمن کار کے اصول پر بن گئیں

ہو کر رہے، اچانک میں جھک کر چلے رہا تھا مگر حضرت طبعی بہت رحمانہ علیہ  
 نہایت سکت و وسعت قلبیہ کے دیا میں فرق نظر آتے تھے کہیں یہاں بیٹے کے کسی جہلی  
 کوئی تا کہ میں میں خصوصاً سوانت میں رہنے کی بات تھے اور یہاں سے کہ  
 کوئی نہایت ہی عظیم دستہ، آپ پر پڑا ہوا سستی کی طرف رخ نہ جھنکا پھر وہ گار  
 عرضی سوس کر رہے ہیں اور وہ طرف میں کی تھا مشکات اور نور میں یہاں تھیں جو اس کو  
 حضرت کے اور صورتوں سے ہلا کر سمجھانا تھا وہ عجیبوں میں تھا رہتے تھے۔  
 لوگ حکام نے ہی مدد دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ مدد سے کتاب میں نہایت پان دریا  
 گیا۔ میں کی دوسرے میں کے لئے دوسرے طور سے سنی سالی ہوگی۔ یہ وہی جو تھوڑے  
 گئے پنہاں نہایت وسیع بنا آیا۔ عہدہ کام ہی نقطہات کی میں کے ہاں نہایت  
 روحانی برکت کا سرچشمہ تھا۔ سواں بات یہ تھی کہ اور دیگر وقت کرل سوس ہوا  
 گوشت کتنا کسی شہر میں آتا تھا اور دیگر گھروں کو نہ تھا مگر میں کا اجتماع  
 کہیں نہ تھا خواہت اور مسکن جو کسا یہ جامع میں مونا پانی سالی سے کہیں دیکھیں  
 نہیں آتی تھی۔ اس وقت جہم ہٹنے میں کوئی شخص کمانے اور مہاں کے عناصر چ  
 عہدہ اور شاکی نہیں پڑا یہ علاوہ سولی سولی باتوں اور حالت میں اس قسم کا جھٹکا  
 نیکوں پالی ملتا تھا۔ اور تازہ میں جبار نہ جسک فیض صوفی کالی پر ملتا ہوا  
 طویل طویل آریکل شان کے۔

میر سے لڑنے لہر کو عمرانی میں تقریر کر لے کی خدمت میں کی گئی تھی پڑا پڑا  
 بعد نورا میں مخالفت عنوانات پر تقریر اور یا پھر وہاں صاحب علم طرفی تقریر کے ماہر  
 گئے تھے اور بہت انتظام کی خواہش تھی کہ ان سبوں سے جینے کام میں عمرانی میں  
 تقریر کائی جانے۔

جس میں ملا لایا بہت کسی عہدہ میں صاحب برادری کے جس کو اور ان کے  
 شاگردوں بالخصوص مولانا محمد طیب صاحب اور مولانا مخدوم طاہر صاحب و غیر  
 نے با تخریر قرآن کیا۔ اسی کے بعد حضرت مولانا حافظ اکبر صاحب برادری و  
 مظلوم نے اپنے پیلوں کو خطبہ موسورہ اور وہاں علوم دیہہ کالی میں ماضی بعد مستقبل  
 جو کہ نہایت جوسو تھا اور اس میں وہاں مظلوم کی ماضی خدمات دیکھ کر وہ علیہ



کے لئے ترجمہ کیا ہے اور وہ کوششیں بجز نہ تھکا کر تھا اور کہتا۔

اپنی گورنمنٹ میں رہا اور صاحب بیرون ہو گیا۔  
ہندوستان سے واپسی کے بعد وہ اس کے لیے بیرون گئے اور پہلے کاٹھمانڈو  
 آئے۔ یہاں وہ کئی دن رہے اور پھر وہ کیلکٹ آئے۔ اس وقت وہ  
 تقریباً اس سے بڑھ کر تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 پانچ سال تھا۔ وہ اپنے گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ کے لئے چلے گئے۔  
 ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۲ء کے درمیان اس نے گورنمنٹ میں رہا اور  
 وہ اس کے لئے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ  
 یہاں سے تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ

اس کے بعد وہ دوبارہ تندرست و عرصہ سب سے بڑھ کر تندرست و عرصہ



اس وقت تک گھٹنا صاحب کو نہ جانے نہ ہو سکتا تھا۔

جسے بھائی مولانا صدیق نامہ صاحب  
**مروم و جیلاد مروم کی معیت** اس وقت شہر میں بند ہو کر اٹکان لڑا  
 گئے تھے اُن کی گھر پہلے دو دوسری بیویوں کے علاوہ بیٹھنے والے تھے۔ کبھی گھر پہلے وہ تھے  
 و جیلاد مروم کے اور کبھی اُن کی وفات کے وقت موجود تھی۔ جیلاد مروم اس وقت  
 ترک مدد سے بیٹھتا تھا اور معلوم ہوا کہ وہ اور بیان نکلیں، یہی طرح بھروسہ چکا تھا مروم کی  
 جیو تعلیم ایک دوسرے تک داخل کر چکا تھا مگر وہ قابل تعلیم نہ تھی۔ میرے سفر ہندوستان  
 اسی دن تین برس تک اُم کی وجہ سے اس کی تعلیم مروم نے بہت غلطی کر چکا تھا، جسے بھائی  
 صاحب مروم اس کے والد اُس کی تعلیم اپنے بہت ہی سلی طرح نہیں کر سکتے تھے۔ اُن کے  
 دوسرے لکھنؤ اور سواتی علاقوں کے مساجد کی وجہ سے لڑکوں کے مطلوبہ غلبہ اور زیادہ  
 حالت جوش کہ پندرہ ہی اس کو بھی خود پر اپنے والد مروم سے لگاؤ نہیں تھا بلکہ وہ سے  
 اور والد صاحب مروم سے اس کو زیادہ تعلق تھا۔ اسی بنا پر والد صاحب مروم نے اُس  
 ہوتے کی اسکول میں داخل کر دیا تھا مگر وہاں کے لڑکوں کی صحبت میں اس کے اعمال و  
 اخلاق پر بڑے بڑے اثر پڑ رہا تھا۔ وہ اسی خود پر سبایت لڑکوں کا بانیہ ترک اور لڑکوں جیو تعلیم  
 میں وہ اپنے والد مروم میں نہ تھے، تھا تھا مگر لڑکوں جیو تعلیم اور لڑکوں جیو تعلیم  
 کا لڑکوں جیو تعلیم کے خلاف ہی سکول اٹکا لہذا چاہتا تھا کہ اس سے عاجی سوم  
 اور تھا اس لئے والد صاحب مروم کا لڑکوں جیو تعلیم اس کو ہندوستان سے ہٹا دیا گیا  
 دیہندہ مروم مروم کی تعلیم کا۔

اور مروم شہر میں جیو تعلیم اور لڑکوں جیو تعلیم اس کی وفات جیو تعلیم سے  
 لڑکوں جیو تعلیم میں جیو تعلیم کے جو سکول میں سید بیکے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم  
 میں لڑکوں جیو تعلیم کی اس لڑکوں جیو تعلیم کے جیو تعلیم میں تھا۔ لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم  
 کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم  
 جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم  
 لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم  
 لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم کے لڑکوں جیو تعلیم





اولیٰ۔ مجمع مجاہدین اہل ہند و غیرہ کا مشورع و دانشور اکوہ میں داخل ہو گیا۔ جمعی میں مولانا محمد جان قازانی اور مولانا حرمت اثر قازانی بھی تھے یہ ہر دو صاحبان روس کے باشندہ تھے اور افریقہ میں علما و مجتہدین کا ذخیرہ بنوئے بند آگئے تھے اور کتب و رسد سے فراغت حاصل کر کے اسی سال مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے۔ جمال پاشا کے زیرِ کمان ہر محلے اور کادہ و انہاں کمان سونڈ اور پیر سیم و ضیور و میدان تہیر میں واقع ہوئیں انہی میں یہ جماعت شریک رہی اور بہت کچھ رادہ شجاعت و جرات نردی دیتی رہی۔

**سیاست سے میرا تعلق** | پہلا کنگ و آئی اور تعلق حالات تھے اس جنگ عظیم کے سوانح زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

یعنی سیاست سے میرا تعلق اور بھانوی سراج کے مقابلے میں عزم انقلابی جس طرح میری علمی زندگی کا منبع فیض شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز تھے انہی ہی سیاسی زندگی کا سرچشمہ بھی حضرت شیخ کے وہ انکار و خیالات اور وجہ بات تھے جو عزم و دلالت سے حضرت شیخ کے سبب پر نور اور ضمیر روشن ہیں پورٹن پارچے تھے اور جن کی چنگاکیاں اس جنگ عظیم نے بہر کادی جنیں۔ اس موقع پر جنوری معلوم ہوتا ہے کہ اپنے حالات سے پہلے حضرت شیخ الہند کے سیاسی رجحانات اور ان کے اسباب و وجوہات پر تفصیل سے بحث کریں۔ اس بحث سے پہلے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح سے ان صفات کو مزین کیا جاتا ہے۔





کی شہادتوں سے نوکرتے ہیں۔ یہ وہ وجہ اور اسباب ہیں جن کو اکثر ہم حضرت محمد ﷺ علیہ السلام کی نہ پائی یعنی ترکمانوں سے اجمالی طور پر سنا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم اللہ علیہ السلام کے واقعہ کی سچائی اور انگریزوں کے ہندوستانیوں پر بے شمار سنگین مظالم اور ظلمت ہنساجیت پر بریت کے مظاہرات عمود دیکھا اور بہت قریب سے نئے نئے کھائے انہ کے قلب میں بہت زیادہ اثر اور برجش آن کے خلاف تھا۔ سب سے جمہور سب سب نہیں ہیں۔

## (۱) انگریزی دور میں ہندوستانیوں کی توہین و تذلیل

انگریزوں سے پہلے کا ہندوستان | ہندوستانیوں کی آزادی اور عزت اور شوکت سماجی اور معاشی لحاظ سے تمام دنیا میں جس دیگر اور اقوام میں شہسے تسلیم کی جاتی تھی۔ چونکہ یہاں کے علوم ہندو حکمت و فلسفہ، حساب وغیرہ نے بے مثل کمال کی تھی جن سے دوسرے ممالک ایشیا و افریقہ وغیرہ میں فیضیاب ہوتے تھے اس لئے اور اس لئے کہ سلطان بادشاہوں نے یہاں کے نتائج اور تجارت اور اخلاق و عوام میں چاہا پائے دیکھے تھے اور اور اور دور سے بڑے بڑے تاجداروں کو بنا کر پوری جہاں کو لیا گیا۔ وہ تہذیبوں کے نتائج اور کمالات ملک میں پیدا دیتے تھے اور اس لئے کہ کھنڈر ساز کھولیں ان کی تجارتیں اور آمد و رفت جاری تھی تمام اقوام اور ممالک میں نہایت عزت سے دیکھے جاتے تھے حکومت اور سلطنت کے یہی مالک تھے اور باوجود اختلاف مذاہب تمام اور سلطنت انہوں کے ہاتھ میں تھے۔ فرقہ واریت کا نام نہ تھا۔ تمام ہندوستانی دنیا میں ایک قوم شہاد کے جاتے تھے۔ اگرچہ مسلمانوں کے آنے کے بعد شہنشاہیت مسلمانوں کی قائم ہو گئی تھی مگر مسلمان بادشاہ یہاں ہی کے باشندے بن کر یہاں کی قومیت میں منسلک ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے علاقے اپنے اصلی وطن اور اقوام سے تفریق متعلق کر لے تھے اور ہندوستانی قومیت کے جزو لاینفک بن گئے تھے۔ اور حکومت میں یہاں کے اصلی باشندوں کو انہوں نے شریک کسی طرح سے کر لیا تھا کہ چھپے ایک قوم اور ایک نام انہیں کہیں میں شریک ہوتے ہیں۔ شخصی سلطنت کا دور دورہ اس پر عیاں کی خوشنودی رہتا اور انہیں اتنی کے قیام کی وجہ سے عام طور پر

حکم اناس کو حکومت خود اختیار کی جا سکتی اور ان کے حکام سے ملے کر بادشاہوں تک کے یہاں تمام وحاشہ ہمارے ہوتے تھے یہاں پر محض دو اظہار رائے کا موقع ملتا تھا۔ اس بناء پر سہ ماہی ملنے نے کہا ہے۔

ما یک مہین شایہ ہر ماہ ہر روز کے باطن شبہ ہوتا ہے ایک  
انجی مٹھوں کے ذریعہ اس مہینہ میں سب کد سنائی دیتی ہے اور جو ایک کد  
قریب کرنے کا ذریعہ انہی مہینہ ہوتی ہے اور یہی انداز ہے جس سے وہ  
دعا یا کسی گفتار کے اثر کو سوں کرتا ہے کہ وہ اس طریقہ یعنی گو  
چند کامیاب گزرتا ہے اور ہر شے میں مصروفیت اور جوش و خروش  
رہنے مستعملی ملتا

انہی میں رشتہ دیدار اور یہاں شادی جہاز کی جاتی جو رسم کے بعد خاندان میں ایک  
بے شمار سے لے کر ان کے انسانی اور ذہنی بعدوں تک جو ان دنوں اور رشتہ کے ذریعہ  
دور خیال سے سب کا رشتہ مستوح اور ان کی دین سے رہتے تھے، انہوں نے چندوں کو ہمارا ہمارا  
راجہ تعلق دھرتیا؟ بڑی بڑی بانی دیں، جلوت بزمی یا بعض بزمی کی بزمی اور بزمی کے  
تمام منصب عطا کئے سرنی سے اس کے شعور، جہاں بوند بوند سے اور گنبد کے بعد ہی  
جہاں کے چندوں کو صہادی اور بڑی بڑی بانی میں حاکم نہیں، لیکن ان کی چندوں میں سے  
اور گزیب نے چندوں کو گزرتا یا بزمی کے ہوتے۔ یہاں تک کہ ان کی بزمی میں خود ہوتے  
پانچوں بزمی مسلمانانہ طور پر کیا گیا اور چندہا چوت تھی؟ (دور قریب مستعملی)

شہنشاہی و بیادوں سے لے کر عام سوسائٹیوں تک میں سب مخلوق سے اس  
تعمیر و ترمیم و تازگی اور تازگی میں جو خود و شکرگاہ نظر سے یاد پر نکلتے تھے  
پوشیدہ تھی ہے جس اور تازگی میں تہذیب و تہذیب و تہذیب سے جس کی تہذیب اور بہ جس  
حکمت کی بنا پر تمام عالم میں بڑی بڑی تبدیلی سے ولایت کا دور جو نکلتے تھے۔ کوئی  
چندوں میں سے کسی کو سب سے نکل سکتے تھے جو حیرتوں میں حکمت کی نظر سے  
نہیں دیکھا جاتا اور نہ چندوں میں کوئی غیر تمام کا کسی کسی چندوں میں سے کوئی  
دیکھ سکتا ہے۔

تعمیر و ترمیم کہتے ہیں کہ سبب کی حکمت اس طرح کی ہوتی ہے جس طرح ہنشاہ

اپنے فاعلوں کے افراد انسانی و حیوانی کرتے ہیں۔ کسی طرح گویا نہیں کیا جاتا تھا کہ کوئی فرد یا پلو نہیں یا کوئی جانسی کسی رعیت پر کسی قسم کی دست دہائی کرے ؟  
 حرفی تفسیر جس کے تمام سہرا گزیر تھے اپنی ہیئت میں نکستہ ۔۔

۱۰ ایسے لہجے میں بیکہ طرز لیا ہے جس میں کہ جو جملہ حق و لغت کا سرور و خباہت غیر مہذب تہائی لیکہ تھے۔ چند دستوں اپنے حکمرانوں کی دولت اور کارگزاریوں کی مافی لغت کے علاوہ شہر تھانہ اور بہت جہد کے وقت میں ایک طرف کے علاوہ دوسرے پہلے ہیں چند ستانہ میں نوہار پڑنے لگے۔ یہ کھانیاں ہوتی یا لڑتے ہیں انعام سے کسی طرح لگے جوا نہیں تھا اور علم الہیہ ۔

سرخس سرور و بد نظری تہذیب سے قبل چند ستانہ کی حالت کچھ کھینچتے ہوئے کہتا ہے ۔  
 چند ستانوں کا لڑنے کا شکلی ہے۔ کس صفت و حرفت میں کی صفت کا شکلی کے ساتھ میں اچھا استعداد، ہرگز میں ایسے مدارس کی موجودگی جس میں نوکرت و حواء اور صاحبکی تیسریوں کی ہر شخص میں اہم اور نانی اور فریبت کرنے کا مبارک ہند پر جو جہد اور سب سے زیادہ ہے کہ صفت تا کہ یہ لہذا اکتاد کیا جاتا اور اس کی عزت و صفت اور جملت کا پوری طرح لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یہاں ایسے اوصاف ہیں جس کے جتنے جملے ہیں ان کو غیر مہذب اور غیر تمدن نہیں کہہ سکتے۔ ایسے مصلحتی موجودگی میں چند ستانہ کو لوہا بنا لیا گیا ہے کہ کسی طرح اکثر قریب نہیں دیا جاسکتا۔ اگر انگلستان و ہندوستان کے درمیان تہذیب و تمدن کی تباہی کی جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ ہندوستان سے تمدن کی جو کچھ دیکھنا انگلستان میں ہوگی اس سے آگے نہیں کو بہت فائدہ پہنچے گا ۔

۱۱ ہندوستان کے ہندو گورنر مہاسا (۱۸۵۷ء) میں کٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہتا ہے ۔

۱۲ بہت سی باتوں میں ہندوئی حکومتیں انگریزی راج سے کہیں بھرتیں ۔  
 مسلمان اس ملک میں آباد ہو گئے جسے انہوں نے فتح کیا تھا وہ ہندوستانی باشندگی میں گن مل گئے۔ ان میں بیابا شادی کرنے لگے۔ مسلمانوں نے ہندوستانی آدمیوں کو ہر قسم کے حقوق دیئے۔ قاتل اور مفلوج کے مذاق دلچسپی اور ہندی میں بیجا نسبت تھی۔ کوئی فرقہ وارانہ۔ بخلاف انگریزی پالیسی اس کے









وضع فریب میں لگانا اگر چند تالیفوں کا، کئی جہت سے اس قانون کے عہدہ رآمد میں  
 آپ کو بہت کم، اصل عہدہ پرستاد چند تالیفات ہونے کے عہدوں کے بعد کسی پڑنے والا  
 محکمہ ہوا اور وہ نامی سرکاری میں ہے۔ وہ ہرگز ایک سو فی صد کے لئے ہے۔  
 تمام کڑی اور اعلیٰ درجہ سے ان کی طبیعت رکھتے ہیں۔ یہ سبھی جنوں کے قبضے میں  
 رکھے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ نوادوں کے ملک کر رہا ہے۔ اس لئے اس طرح انہوں نے  
 حکومت کو اختیار ہی حاصل

پرستیغ کے اسباب حکومت پر ہی ہے۔

بہتر آئی ہی رہی ہے۔ اس سے دل لہی رہا ہے۔ ہر روز وہاں میں ہی گزرتا  
 ہے۔ چند تالیفوں کو سمیت ہے۔ وہ گزرتا ہے۔ اس کا پیٹیا رسام کے حجازی اور  
 حنت کے ہی گزرتا ہے۔ یہی ہے۔ اس میں وہ گزرتا ہے۔ اس کے لئے اس کو گزرتا ہے  
 تو گزرتا ہے۔ وہ گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 یا مثل ہر کے، اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 اور ان تصورات کو ہا ہے کہ گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 مشورہ ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 یہی ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 یہ گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 اس لئے اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 اس لئے اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔

ان گزرتوں کے افعال چند تالیفوں کے لئے ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہوں نے  
 اس کے نام پر مشورہ دیا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 خود اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 ہیں۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 کی مثال دیا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 میں گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 ہر گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔  
 کی گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔ اس میں ان گزرتا ہے۔

نہ ہو سکتے تھے۔ ریل کے ڈبوں میں ہندوستانی اور یورپین کا تمیز کیا گیا۔ شاہراہوں اور  
 تفریح کے مقامات میں الگ کا تمیز کیا گیا۔ جمہوروں اور عام گندہ گلوں پر ایسے ایسے کٹے لوہے  
 سے لہڑے اور مجھے نصب کئے گئے جن پر توہین آمیز علامتیں لگی تھیں۔ اجلاسوں کی نشستوں  
 میں تمیز کیا گیا۔ میں کو گولہ دگتے ہوئے سر تیراگل کے اجلاس سے وہاں آگے تھے بھڑا  
 اور خواجوں کا اتھالی تیر اور توہین کو معافی پیش کرنا۔ ہندوستان میں وہ وہ منقلب لم  
 ہندوستانیوں کے ساتھ قتل میں لاسٹے گئے تین کو جلاوطن کئے ساتھ ہی کوئی انسان گویا  
 نہیں کرنا۔ ہندوستان میں توہین و قد میں قتل و قاصد۔ برادری اور ہلاکت میں کوئی دقیقہ  
 نہیں چھوڑا گیا۔ بیرون ہندوستان میں کو دشمنی، ہم تعمیر یافتہ، جاہل، ظہیر منقلب انہی ہندو  
 منسبہ کیا گیا۔ ان کو غیر قابل حکومت، ناتعمد، نالائق، تباہ کن، ناقابل ذمہ داری بنا دیا گیا، ان کو مذہبی  
 دیو سے لنگھان لڑا کر دکھلایا گیا۔ ایک ہاتھ امریکی عورت میں سے دھانے کا ٹکڑا  
 مارا گیا، کھوکھو کر نام دیا اور مخصوص امریکہ میں بے حد شامع کیا گیا۔ ساؤتھ افریقہ امریکہ  
 کنیڈا، آسٹریلیا، کیوبا، روس، نیوزی لینڈ اور دیگر ممالک اور ہندوستان میں ہندوستانیوں  
 کو حقوق شہریت سے محروم کر گیا۔ اس قسم کی بے شمار کوہین ذمہ داری کی ایسی کامیابیاں  
 ہمیشہ عمل میں آئی تھیں جو کو معمولی غیرت اور شرف و آبرو انسان بھی برداشت نہیں کر سکتے  
 تھا اور جس سے ہر شریف شخص انسان کے دل برفوں سے پورے ہو جاتے تھے۔

## (۲) اخلاقی تباہی

انگریزوں سے پہلے ہندوستان تہذیب و تمدن سے روحانی پیشواؤں کو  
 ہندوستانیوں کے اخلاق پر ہندوستان میں اس کا اثر تھا کہ تجریدی عروج تک یہاں  
 کے عام باشندے ہی رہنے لگے اور علاقہ کے حادی تھے۔ سرعہ اس سرور کہ شہنشاہ  
 جہانگیر کے زمانہ میں آیا ہندوستان میں کی تہذیب اور تمدن کو دیکھ کر دنگ ہو گیا اسی  
 بنا پر وہ اپنے نظریوں میں کو ہم سے ذکر کر کے میں ہندوستانیوں کے اوصاف ذکر کر کے  
 کے بعد کہتا ہے۔ ہر شخص میں انسان کوئی اور جہت کرنے کا سارک ہندو ہندو ہندو اور  
 سب سے زیادہ کہ صفت نازک پر ہے۔ اگھنایا ہوا ہوا اس کی عزت عظمت عظمت

کی نگاہ رکھا جاتا جو یہ ایسے اصناف ہیں جن کے برتنے ہونے ہم اس آواز کو فریب دے اور غیر  
 قدرتی نہیں کہہ سکتے ایسی مسات کی موجودگی میں ہندستان کو روپنی تو ایسے کسی طرح کمتر  
 کر زینس دیا جاسکا۔ مگر انگلستان اور ہندستان کے درمیان تہذیب و تمدن کی تفاوت کی  
 چاہئے تو کھان پینے سے کہ چند مساتیں جسے ندی کی بونچہ دتا، ہر انگلستان میں ہوگا جس سے  
 انگریزوں کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ یہاں تاہم اصناف طور سے بتلا، یہ ہیں کہ ہندوستان میں  
 اس سے ایسے اخلاق پیدا اور اعمال مست کا شاپہ دیا گیا تھا جن کے حاصل کرنے کی وہاں  
 انگلستان کو عیب بتانا ہے اور ان کے حاصل ہونے سے انگریزوں کے لئے بہت  
 فائدہ دیکھتا ہے۔ اس بار میں عام طور سے ہندوستانیوں میں سماں واری، انسانی  
 برآمدی، مریا، اور صیبت زدوں پر شہتہ اور رگم، غلو و بیون کا حفظ اور پابندی،  
 نہ نرسی اور چان، راستہ داری اور سخاوت و فاداری اور صداقت، ایست واری  
 اور خدمت، بد دوستی اور شراکت، ایثار مغزی جھانکشی، چٹنسی اور بیداری، شجاعت  
 اور بدعتی وغیرہ اور اصلاح پیدا کرنے یا نہ ہونے چاہئے تھے۔ یہ سب باتوں اس قدر ضرور  
 رکھنا تھا کہ جو ہم پشتر اشعار میں اس کے بہت زیادہ باریک سے لکھے۔ کہیں سے ان  
 (اسی کے فنون کی سرکوبی میں کا۔ اسے، ان اصناف میں سے لکھتا ہے۔

• میرے تجربے میں صدائیں ایسی بگڑنے لگی ہیں کہ یہ تلی کی دولت اور دی حدود کی  
 محنت سے حاصل کی تھی مگر وہ جھوٹے ہیں۔ لہذا وہ ایمان حکومت خود اختیار کرنا  
 اور میں دوسری کہ تمہاری ہی کاتے سزاوت سے شکر کھاتے تھے اور ان کی  
 شہادتیں جھوٹے تھیں۔ نہ تو قابل اقرار کی جاتی تھیں۔ مگر ان کی پیری ایک سب  
 کہنے کے ساتھ بیان و جہ سے لکھتا ہے۔

تمہاری کہانوں کی نہ حرمت تھی کہ کسی شہادت میں وہی سکے بارہ میں ان کا پیشہ  
 جاتا اور ملت کے نزدیک ناقابل تردید شہادت لکھا جاتا تھا۔ (دراہمانی ۱۹)

حرمت خود اختیار کرنا  
 آج بھی ان مقاموں کے بعضہ وائے ہندوستان میں جیٹا جو وہ قدرتی اور نظام  
 بہت قدر میں نے اخلاق حیدر کی تیز جھک لکھانی تھی ہے۔ صرف حرمت کو  
 اختیار کی گئی ہے۔

سیرونگسہ بہاڑوں پر جاتے ہیں وہ دراندوزی کرتے ہیں کہ پھاٹیوں میں جھوٹ بڑھتے اور  
 چوری کرنے کی قیامت اہل ملک پیر نہیں ہوتی جو مل ہی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔  
 وہ راستوں میں ہاتھ نہیں لگا سکتے اور اگر سچ منہ کا پتہ نہیں چلتا تو اسے پوریس کی سپردگی  
 میں دے دیتے ہیں جن کی رہائشہ داری خرد مشتمل ہوتی ہے یہ عداوتوں کی اسوجہ  
 سے ظاہر ہیں کہ ان کا ملحقی وطن بہاڑوں میں موجودہ لندن سے دور ہے۔ (مست)  
 مگر اسوس سے کہ انگریزی راج نے ہندوستان کی ان تمام قوموں کو تقریباً شاہانہ  
 اور ان کے جہانستانہ میں، مصلحان اور برائیاں پیدا کر دیں۔ لاناٹیکلے کہتا ہے۔  
 "ہر زمانہ میں جس طرح مدد اور اثر لوگوں کو انہیں کے پوست پلانکر کاہل،  
 پست سمت اور بدظن بنا دیا جاتا تھا۔ ہمارا ملامت سلطنت اس طرح اہل ہند کو  
 بے کار کر دے گا۔" (سلطنت خود اختیار ہے)

## اخلاقی بربادی کے اسباب ذرائع

ایسٹ انڈیا کمپنی کے اسکان شرافت اخلاق سے تہی امن تھے

نکدہ یا لائبریریوں اور کیرکٹ کی مرکزوں کے باب متناہ ہیں۔

اقل یہ کہ تہہ اوہیں جن انگریزوں کی بدوشہ اوہیں کے ہاتھ میں اقتدار کی بگمکی تھکت  
 قومی اصل سے ایسے ہی ذلیل و خوار اخلاق و اسے تھے۔ اور کٹر ایسے لوگ بھی تھے جو کہ  
 یہاں پر آئے۔ بیکھری بدترین اخلاق و ایمان قصدا اختیار کر لیتے تھے۔ کپتی کے ہنر دار لوگ  
 ایسوں ہی کو اپنی اطراف کے لئے بنا کرتے تھے۔ پتہ بچہ داس کے بڑے ہنر داری صاحب  
 نے ۱۸۵۶ء میں کپتی کے نام کٹوں کو حذر دہل لکھا تھے۔

آپ کے ہاتھوں کی بے ملامتوں سے ہندوستان کی نظروں میں آپ کے خد  
 کی جتنی بے جوتی جوتی ہے اور آپ کا مہمتناہم جو ہر ہاچہ اس کی  
 کیفیت اگر آپ کے مہتمم ہو ہنٹے تو آپ کے مسوؤں کی۔ یاں بہہ جانیں جو  
 لوگ ستے ہیں اور میں نہیں تر قائل ہیں۔ یعنی، ایسوں کو بیگناہ ہانٹنے کا کام کہتے  
 ہیں اور ہمیں انگلستان میں بیویاں چھوڑ کر آتے ہیں اور میں پھر شاہانہ کی



میں قائم کیا گیا تھا مگر جسے دھنسی درہ سے ہی اس روہ کے انگریزوں کی بددعا میںوں کے شاکی  
 ہیں جس سے تر پیتا ہے کہ کیسے کیسے لوگ یہاں آئے اور انہوں نے کیسی کیسی زبردستی  
 گھس چند دستاویزیں بیچ دی ہیں اس میں منہم بتا ہے۔

”میں ہمیشہ سے دیکھتا ہوں کہ بظاہر اور توڑوں کے انگریز غیر مالک میں سب سے  
 زیادہ چیرہ دستی کرتے ہیں اور ہندوستان میں بھی یہی واقعہ پیش آ رہا ہے“  
 (اعلم انہی شہری علی ص ۱۰۰)

پہلیوں وغیرہ کے شرفک نظام امریہ وغیرہ میں تو شہر میں ہی مگر اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ اگر انگریزوں نے جو نظام اور ضوابط ہندوستان میں کی ہیں  
 وہ ڈپٹی، پرنسپل، سپرنٹنڈنٹ وغیرہ کے نظام سے ہر جہاں آئے اور ملک اتسائیت  
 تھے اور ان کا کیرکٹسب سے باہر گرنا ہوا تھا۔ ایسے کیرکٹسوں کی وجہ سے جو کچھ بڑی  
 اخلاق اور جمالی کی طرح ندران کی وجہ سے ملک کی آخری پیدا ہوا وہ ظاہر ہے۔  
 ان براعقل اور براعلاقوں میں کیرکٹسوں نے جو سبب طبع اپنے گروہ اور  
 ایچ بی جی ایم پیٹر اور اور انگریزوں کو جمع کر دیا اور ان کے ذریعہ سے نوٹ مار غفلت گری  
 اور اتسائیت سوز نظام کا باز اور گم کر دیا۔

کتھم جس باہم جس پر داز و بیوز با کیوز باز با باز  
 مسٹر بی بی کتا ہے۔

”جس زمانہ میں کینی کی ملازمت محض تجارتی اور کینی کے مل زمان ملک کے  
 حالات سے واقف تھے تو وہ کٹر چھوٹے ملازموں سے جو بے کہلاتے تھے  
 کام کیا کرتے تھے اور وہی مستقبل صدم

مسٹر برگ ای بیوں کے منتفق صدر جردی کلان نکلتا ہے۔

”بی بی یادو ان انگریز کے ہر کا منظم ہوتا ہے وہ ان تمام چان بازوں لریب  
 اور عیاروں سے واقف ہوتا ہے جو نظام کی سزا سے بچنے کے لئے ایک  
 نظام انتہائی کرتا ہے۔ بی بی لونا ہے۔ انحصار الجبر کہ ہے۔ خرابت گری  
 کرتا ہے اور پھر سب سے جس ندرنسب کھتا ہے اپنے صاحب کو بھی  
 دے جتا ہے۔ ان بیوں نے بڑے بڑے گھر ٹٹ دیتے ہیں ملک کو زیادہ





خودوں سے دیتا اور یہ قیمت بھی اسی روز میں حصہ دار کے پاس پہنچا کر انہیں زرخیز اردوں سے بھر کر وصول کر چکا ہوتا۔ اس وقت سے لے کر معاہدے چار چار سالہ تک کے حساب سے اردوں کے لیے قیمتیں تیار ہوتی تھیں تاکہ علاقے کے علاقے میں ان کو گننے اور ہتوں میں پرک کر پیدا کر کے باہر لے کر جاکر سب بھون کر نکلے اور بھوننے سے پہلے اپنی آنکھوں دیکھ لیا کہ وہ اوقات نیلام ہوتے تھے۔ یہ نڈو گوانہوں سے بڑی کیے برہگوں سے خدا کی راہ میں، اس لئے اسے دیکھتے کہ ان کی آمد سے چوڑاؤں، تکیوں، لنگڑے اور اور ادویات اور کی امداد کی جانتے۔ وہ چائے اور چینی اور انہوں نے کھلی دن اور رات کی رسموں کے لئے جینے کو کئی قیمتیں فروخت کر دی تھیں انہوں نے کہاں کہی کہ وقت سکری اور الیہ سے لے کر جانے کا سہارا بھی اس مقام کا وقت کے قطع کر دیا کہ ان کیسے خاتمہ کا نظریہ تھا کہ اس سے زیادہ جلانے والا تیرے سے زیادہ تریں اور موت سے زیادہ بے رحم تھا۔ یہ نڈو گوانہوں سے زیادہ اور پرک کی

تقریب جلد اول ص ۲۲۰-۲۱۹

سروریم و ڈاربرنی کہتے ہیں

۱۔ پانچوں میں سے اعلیٰ عہدہ داروں کو اپنے خلاف سزا دینی پاتیں ناگو اور معلوم ہوتی ہیں اور لاہور سے وہ لوگوں کے مستر علیہ اشخاص کو پے پاس بھیجے نہیں دیتے اور اپنی مرادات حکم ان لوگوں کے لئے مخصوص رکھتے ہیں جو زمین تریں اور شاہی اور چند ستانیوں کے معاد کے لئے سخت خطر ایک جماعت ہے۔ حکومت اور استیاری میں اور تقاریر و کاروبار میں صحت

پھر بھی نہیں ہوا کہ ایچہ جرائم پیشہ بد اخلاق اور بد اعمال لوگ ایک مرتبہ اگر ملک میں اس کے لئے ایسے لوگوں کی آمد کا دعویٰ اور پوزیشنات باندھ دیا گیا۔ جہاں ایک جماعت اپنی جرم و آوارگی کر کے اور جہاں جہاں مرث اور خدات کر دیتی اور وہاں میں ہیں تاکہ وہی تھی اور دوسری جماعت وہی ہی آدھکتی تھی۔ اس قسم کے لوگوں کی شکایتیں کراہک کے بد قسمت لوگوں نے آکر کراہکتی کو حسب ذیل مضمون کا خط لکھا تھا۔

”یہاں کے لوگوں کا اس ملک میں کوئی کاروبار تو ہے نہیں۔ یہاں انہیں مسکوں توڑا ہے دیتے ہیں پھر بھی چند ہی روز میں وہاں کوئی لاکھ شریوں کی کر رہیں ہستے ہیں۔ اتنی قبلیات میں پھر بھی ظاہری دماغ کے یہ بے حساب

کہاں کہیں سے آتی ہے ہم اور آپ دونوں کہتے ہیں  
دہن مستقل ص ۳۳ تصانیف یک جلد ۲ ص ۱۹

تھوڑی بگڑیک گنہ ہے۔

دہن نامہ اور دہن کی بڑھتی ہے بیشک چند ستاروں کے قصاص پہنچتا ہے مگر ہماری  
مذہبیت چند ستاروں کو تباہ کرنے لاتی ہے۔ تو ہر ذلت سے کھ پر حکومت کر  
رہے ہیں۔ جہاں کے باشندوں سے دہن کا میل بڑھتا ہے وہاں سے  
بہتر رہتی ہے۔ دولت کی تلاش اور حیرت زنی کسی کو کسی اور کو سستی ہے  
وہاں لوگوں میں بھری ہوئی ہے۔ ہر ایک میں آہنی کی انکا کاتا لگا ہوا ہے  
ایک گھیسپ لٹتی ہے تو وہ صرف بچ جاتی ہے۔ چند ستاروں سے ایک گنہ  
مستقبل کی طرف ایک باغیسی کی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک غیر  
مصدقہ راہ تک پہنچے اس کی شکل سے پہلے کے شکلوں سے لیتے تعلق ہے  
وہیں گے جن کی جھوک بہتر ہے۔ ہوتی ہے کہ وہاں سے ایک میں ہر ایک سے  
جھوکے ہیں وہ کیا ہو جاتی ہوتی ہے

دہن مستقل ص ۳۳ تصانیف یک جلد ۲ ص ۱۹

خود سے کہہ دیکھو ہر دور انگریزوں کے اقتدار میں کے گوشہ گوشہ تک میں پہل گئے  
اور تہذیبی طور پر یہی رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی زور سے اور دولت اور اور ہوتی ہے  
ان لوگوں کے سواق ۱۱۔ حال میں بہت زیادہ بگڑ گئے۔ ہر ایک ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے  
تھے۔ وہ انگریزوں کی حمایت میں کر کے ہر قوم کے خلاف ہے۔ اپنے آپ کو کھنڈا ہاتھ تھے  
انہی کی کاروائیوں کرتے تھے۔ نیز عام بندوستانوں پر ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ ان سواق  
پہلے سے بڑھ گئی جاتی تھیں۔ ان کی بڑھتی ہے۔ وہاں سے ہوتی ہے۔ انہوں نے جو انہوں میں  
دیں۔ انہوں نے اس لحاظ سے ہر پر ہستاری بہا سواق ۱۱۔ ہر دور میں ہر قوم میں گئے۔  
ماں ائمہ المسلمین

دوم یہ کہ انگریزوں کی جہے آئیں اور انہیں ان کی جہے ہی خود وضع کرنے اور سقہ اور  
مذہبیت گری۔ دولت اور اور انہوں نے دولت کی بہا دہن کی کہ یہ ہر ایک کو ہر دوروں اور اور  
اور اور ان کا زور سے اور انہوں نے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

سہولت کے لئے ہر قسم کے جرائم قبول کرنا چاہئے۔ نیکے اور نیک خلق اور  
 میں جلا ہو گئے جو کثرت امتداد کے لئے ملک و عاری میں اور میں کو وہ بھی یا اختلال  
 حیثیت سے بڑھتے سے عمومی نفاذ اور ملک کے لئے اسے حوالہ دینا چاہئے اور اس  
 کا ادنیٰ کے اختیار کے پر جو ملک یا اس میں شورش میں کا تعلق ہو گا اس میں اس سے  
 تقاضا ہے اور تمام تجزیہ پر بحث کے لئے جسے مستند میں پتا ہے۔

• یہی ہے جو امتوں کا عہد میں لگے رہا ہے۔ جو دولت کبھی اس کے پاس تھی  
 اس کا جو دولت پر ہوا ملک نے باہر کھینچ کر بھی لیا ہے اور اس کے  
 لئے رتی ٹھوس رہی ہے۔ ہر ملک کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 نظروں کی محنت کو عہد اور ملک کے تانے باندھنے کے لئے لیا ہے۔

• یہ ہے جو (حکومت قائم کیا ہے اس کے تحت ملک اور باشندگان  
 ملک اور وہ دنیا کے ہونے پاتے ہیں۔ اور اس سبب ہے کہ اس کے  
 تمام دہریہ ملک تباہی لگی۔ اور یہی عہدوں کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 نے ملک اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 (حکومت خود اختیاری حکومت)

مستزیدوں میرٹ پر کو نسل کے لئے لیا گیا ہے۔

• یہ ہے جو حکومت میں ہیں وہ ہیں تا جانا ہے مگر اس عہد میں ملک  
 میں حالت کو پہنچا ہے مگر اس کا متعلق اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 ہائے و موسم کو اس وقت اس وقت اس وقت اس وقت اس وقت اس وقت  
 کی امتداد میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

• اس اور غربت کے اعتبار سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اختلال اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 میں لگے ہوئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 پر لگی ہوئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 کو اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 کرانے اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

نے ٹوٹا ہندوستانوں کے ساتھ کسی ہمدردی کا کبھی خیال نہیں کیا یہی اور غیر قوم تھے مدبر گھنے اور ہندوستان کو لوٹ کر اپنا غرور ادا کرنے کا صاحب نہیں دیکھا تھا ان کے سامنے رہتا تھا ان کو کوئی انقلابات ہندوستانوں کی ہمدردی کی طرف نہ جانے کیجئے ہندوستانی عیش و آرام میں ان کا مرکز جذبہ یا غمگاہے ان کو تو اپنا تو سبھاگان اور سرحدی بلچان اپنی شہادت میں کہتا ہے۔

۱۰ ملک کے تمام ذوق و ادوی کے ہمدردوں سے ہندوستانوں کے جاری کرنے کا ہر سلسلہ تجویز پر کہ اعلیٰ انتظامیہ کا نیت کے استوار کرنے کے مواقع جاتے رہے اور جو کچھ بھی ان کی نیت تھی وہ رہتا رہتا رانی ہوئی اس کے ساتھ ان کے مالی سزوں سے ان کے کیر کوزوں میں اور چہ تک گرا دیں پر علوم اور علوم تو میں ہیج جاتی ہیں اور حکومت خود اختیاری ملتی

۱۱ اور ہندو اور مسلمانوں کے ہندوستانوں میں ایک ہوئی اور اشتہار کوٹ تک اور کٹر میں کبھی جس میں یہ دکھایا کہ علم کا مدار ہندوستانوں پر ہے ہندوستانوں کی یہ ہی حکم و موافقت اور غرضی اور جلسہ سازی کے جو ہم پر ہندو ہیں اور مسلمانوں کی کہ ہندوستانی قوم کے جائیں اور چھپیں۔ یہ وہ مدبر ہیں جنہاں پہلے روشن مستقبل مشرق

۱۲ سلام پر حکومت کے تمام امور اور ہندوستانوں کو ایک قوم جانتے کہ کس نام کے ہمدردوں پر نظر پڑوں سے اگر پڑوں ہی کو مقرر کیا ہو کہ حسب تمیز میں خود جس طرح ہندی ہمدردوں کو نظر نہیں کر سکتا تھا، اگر رہی کو مقرر کیا ہوں جو حسبہ صحت چھوٹے تھے وہ سے مسلمانوں کو جان کر ہندوؤں کو مقرر کیا کہ وہ مقرر ہوں کی پوری پوری کہتے تھے اور مسلمانوں کی خواہشات کو پوری کر کے میں کسی جہاں ملتی اور ملتی سے مدبر نہیں کہتے تھے اور وہ کسی ہی اور کئی ہی ہندوستانی قوم کے لئے مقرر کیوں رہیں گے کہ واقعات ہم نے پچھلے دنوں کے جو صاحب لوگوں کے مقرر ہوئے ہیں وہ تو ان میں بطور نمونہ ذکر کر رہے ہیں۔ حالانکہ شہنشاہِ ہندی خود جو ان میں نظر پڑوں نے حاصل کئے تھے اور جن کے اور یہ ہے وہ ان کے اختیارات میں کو چھلے ان میں شرمناک کہ وہ ان شاہی حکمرانوں کی جو کہ پچھلے پچھلے آتے تھے پوری طرح صحافت کریں گے اگر پڑوں

کے من نظامات کی بہت قوائدہ دہن مسمراسات کی اور پھر رفتہ رفتہ ان کو توڑنا شروع کر دیا کیونکہ ان کے باقی رکھنے میں انگریزوں کی وہ دلچسپی اور دلچ پوری نہیں ہوتی تھی جس کو وہ پہنا صاحب العین بتا سکتے ہوتے تھے اور اس کے لئے وہ تمام ہندوستان کو لوٹ کھسوٹ کر انگلستان کے خزانوں کو بڑے کر سکتے اور اپنے امر اور کی عین خواہشات کو پورا کیا کر سکتے تھے۔

دیوید ہیونٹز ہینی کی کتاب ہمارے ہندوستان مسلمانوں میں مشہور ہے۔  
 ہنگال کو انگریزوں نے حاصل کیا تو شہنشاہ دہلی کے دیوان ہرنے کی حیثیت سے پھر یہ عہدہ کسی بہت بڑی رخصت سے نہیں بنا تو وہ کے روز سے۔  
 قانوناً ہم صرف شہنشاہ دہلی کے دیوان تھے یعنی چنگ راجے سوا ایسے ہنگال کی  
 سن کی دستاویز مت میں ۱۷ اگست ۱۷۹۵ء کا فرمان یا ایسٹ انڈیا  
 کمپنی کی سربراہی رپورٹ ۱۷۹۵ء میں رپورٹ ہنگال کے لئے کرنا ہو گیا  
 اسی بنا پر مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم کو اسی اسلامی طریقہ پر کاربند رہنا  
 چاہیے جس کے انتظام کا ہم نے اس وقت اختیار کیا تھا جب تک میر انبیاء  
 ہے اس میں ہمیں کوئی باہمی بھونڈنی نواہی ہی تھا  
 پھر صفر ۱۲۸۸ھ پر اسی کتاب میں لکھا ہے۔

اس سب سے بڑی نا انصافی وہ ہے جس کا مسلمان ہر اور انگریزی حکومت  
 کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے مسلمان شہنشاہ سے جنگ  
 کی دہائی اس شرط پر لی تھی کہ ہم اسلامی نظام کو برقرار رکھیں گے۔ لیکن چون  
 ہی ہم نے اپنے آپ کو طاقت ور پایا اس وقت سے کوڑا بوسوں کو دیا۔ ہمارا  
 جواب یہ ہے کہ جب ہم نے ہنگال میں مسلمانوں کے نظام کو اپنی کامیاب کی تو  
 اسی قدر ایک طرف اس قدر کارہ اور امداد مناسبت کے خلاف پایا کہ  
 گو ہم اس کو برقرار رکھتے تو تہذیب کے لئے باعث نیک ہوتے۔

بہر حال انگریز بحیثیت طاقت شہنشاہی فرمائوں اور معاہدوں اور شہد کے اور یہ سے  
 ایات کے عالم ہائے گئے تھے جن میں اسلامی نظام کو برقرار رکھنا ضروری تھا۔ مگر انہوں نے  
 رفتہ رفتہ سب کو توڑا اور تمام عہدوں سے ہندوستانیوں کو نکال کر انگریزوں اور عیسائیوں

ہندوؤں سے ہمدردی۔ اور نیا نظام ایسا بنایا کہ جس کا طرح بہت زیادہ قلم اور آگیزوں کے لئے چند دستاویزوں کے نون پر غصے کا بہت زیادہ سامان اتر آتا تھا۔ مگر انگریزی حیدری یہ تھی کہ خلاف واقعیت ہمارے نظام کو ایک طرز (رسم) انسانیت کے خلاف، آکارہ تہذیب کے لئے باعث ننگ قرار دیا جا رہا ہے۔ یہی کہ ڈاکٹر ہنزا اور بہت سے دوسرے انگریزوں نے پیکڑا کرتے رہے۔ یہی سلاخیں بات انگریزی نظام میں دینی جاتی ہے۔ پٹانے نظام کو ایسا کہتا رہے جس کو ہم نے نئی کاروں کا مصداق ہے۔ نئے نظام میں شک بہ ہندوستان با اتفاق پیدا اور پھر کادرتی پائی رہا۔ اور جب سے یہ یہ نظام انگریزی قوم پرستوں کے ہاتھوں سے بدوزیر ہادی کے بحیثیت پراحترا اور ہادی اور ہادی کے اتھانی میں پھیل گیا۔ جیسا کہ سر جان شوہر سے میرٹ ڈیویڈ ہنڈل اور سر ڈیویڈ کے اقوال بتا رہے ہیں۔

سر قلب نزل بس جو کہ ننگوں کو نس کا میر قائل تھا ہے۔

سیک انگریز کو یہ معلوم ہو کہ تکلیف ہونے چاہیے کہ جب سے کہتی کو درانی ہے لیل ملک کی حالت پہلے سے بدتر ہو گئی ہے۔ حالت کہتی کی تجارت وغیرہ کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں اسباب ہیں جن کی وجہ سے یہ ملک ایک شخصی اور مطلق سلطان حکومت کے زیر سایہ تو سر سبز ہو تا رہا ہے۔ مگر یہ اس کے تصرف میں آیا تو تباہی کے کار سے پہنچ گیا۔ حکومت اور اختیار ہی مشاغلہ

(۳۲)

ڈیویڈ ہنڈل کہتا ہے کہ ہمارے ہندوستان میں (۳۲)

انگریزوں نے چکر ایک سال تو سلطان محمد داروں کو جہاں رکھی لیکن حسب اصلاح کا وقت آیا تو اس قدر احتیاط سے ہم اٹھائے کہ اس پر بدول کا گمان جو نہ لگتا ہے۔ اس پر سب سے کاری ضرب جو ہم نے پڑا ہے طریق کار پر لگائی ہو اس قدر ضرب ہے جی کہ اس کا اندازہ ایک طاقتور مسلمانوں کو ہر سکا۔ انگریزوں کو سزا طلب ان تبدیلیوں سے ہے جو لگاؤ کار اور اس نے جاری کی ہیں اور یہی سے ۱۹۱۷ء کا ادالی ہندوستان مرتب ہوا۔ اس ہندوستان سے ان مسلمانوں کے کاروں کا ہر روز ہر دستہ ہمارے ہاتھ میں گیا جو حکومت اور لوگوں میں کرے۔ ہاتھوں کے ہر مین کا مسطر کا کام دیتے تھے اور جن کے

سہاسیوں کو مانگو اور ہی جیتے کرنے کا ہڈیوں پہنچنا تھا؟

پہرہاں انگریزوں نے عروج اور قوت ہاتھی ہی تمام ہندوستانوں کو تہہ داد عہدوں سے غلام کر دیا جیسے کہ صاحب طاقت خود اختیار کر لیا ہے۔ ہندوستان میں انگریزی عہد اور ہی کی ایک خصوصیت یہ رہی ہے کہ ہندوستان ابتدا سے بڑے عہدوں سے غلام کر دیئے گئے۔ تو اس میں بتائے ہیں اور ملک کے درہان انصاف کرنے میں ان کا کوئی اختیار باقی نہیں ہے۔ عہد اور ہی کی اس خصوصیت کے منظر اشاعت کا اندازہ ہم دیکھ کر بخیر بخیر کے سرطاس منہ کو بھری ہو اس کا اظہار انہوں نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

تو این کے عہد آمد میں ان کو بہت کم دخل ہے۔ ہر استثناء چند نہایت چھوٹے عہدوں کے کسی بہت سے عہدہ نگ خود وہ فوجی ہندو ہیں۔ ہمیں پہنچتے ہوئے ہر جگہ ایک اور قوم کے رکنے ہاتھ ہیں۔ ہندو اور دیوالی عہدوں کے جو کچھ بھی اہمیت رکھ سکتے ہیں۔ ہر وہ ہیں کے قبضہ میں ہیں جن کا پس آواز دہر ہر اور ان کے غلام کو چلانا ہے؟

اس طرح ہندو عہدوں سے نقل ہمارے کی بنا پر ہندوستانوں کے گیر گز اور منلاق پر سہایت عہد اور طاقت آ کر ہر اثر پڑا اور وہ بدترین احوال میں مبتلا ہو گئے۔ چہا سمجھ سرتھ میں ہندوستان میں غلام ہے۔

ہاں اگر یہ غلام کسی ہندوئی سلطنت کا مقصود ملک ہو جائے اور اس کے باشندوں اپنے ملک کے انتظامات سے خارج کر دیئے جائے تو ان کے تمام علوم اور تمام لادب خواہ وہ مذہبی ہوں یا دنیوی، انہیں ایک بار دو گلوں کے ہندو کی طرح لاک اور غلام اور بے ایمان قوم ہو جائے۔ یہی اس کا قتلا

(حکومت خود اختیاری ص ۹۹)

لا رہا بیٹھے کہنا ہے۔

یہ سہاں میں جس طرح تہہ داد اور ہر ٹروگوں کو انہوں کے پوست ہلا کر کاہی بہت ہمت اور بد عقل بنا دیا جاتا تھا ہمارا نظام سلطنت اسی طرح اصل ہند کو بے کار کر دے گا۔ حکومت خود اختیاری ص ۹۹

سزا دہا ہی کتاب برٹش انڈیا میں لکھی ہے۔

۱۰ انگریزوں کے اقوامِ ہندوستان فتح کرنے کا نتیجہ سب سے بڑا کہ انھوں نے مہاراجے کے اس کے نام باشاہ سے ذلیل ترین ہو جائیں گے۔ حکومت خود اقتدار سے  
پنا تھری تھی جو کہ انگریزی حکومت کی صدر سارا حکومت سننے ہندوستان میں کو  
انقلابی اور کیر کڑی میلٹت سے انتہائی پستی میں لال دیا۔ سر قاسم شہزاد کہتا ہے۔  
۱۱ انگریزی حکومت کے دہشتہ دہائی کے واقع ہندوستان میں مذکورہ زیادہ  
ذلیل اور کینے ہیں۔ حکومت خود اقتدار سے ملے

الحاصل یہ کہ لوگوں نے ہندوستان میں سہاری اور بے شمار کاروبار بنائے اور گئے۔ وہ  
انہوں نے لوٹ مار کا پیشہ اختیار کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے کہیں لنگوں تک تین تیس ہزار  
پنڈاری لوٹ مار کرتے پرتے تھے۔ جنہوں نے سٹیشن کے موسم سرما میں صرف دس دن  
کے (۱۸۶۲ء) آدمی قتل کئے (۱۸۰۰) زخمی کئے۔ تین ہزار کو طرح طرح کی اینٹائیوں میں لاد  
تھریا ایک کر ڈھکا ماں سے گئے۔ ہر دس مستقبل ملے۔ اور آج کے ٹر کے

زینٹنگ سے

پہلا مرحلہ ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور تمام اولڈ کورٹوں کے وہ قوانین اور کارنامے  
ہیں جن کا مقصد حیات سے اور جہد ری انقلابی اور دغیر سے ہے۔ یہ سب تو انہیں  
صرف دماغ اور ان کی عملی کارکردگیوں کے ذریعے میں ہوتے۔ سادہ اور بے شرح  
تھے۔ ان میں فریقین کو زور دینا کے اسرار کے زخمیں پیش آتیں۔ انہیں نہ سمجھوں اور بھولوں  
کے انتظار اور دہرے دہرے تکالیف ہوتی ہیں۔ یہ سب سادہ اور دوست کی برادری کی  
مصلحتیں سامنے آتی تھیں۔ ان قوانین کے تحت سے قوم کا حقیقی اہل حق پہنچے جس کو پہنچ گئے  
تھے۔ چاروں، مگر ای غریب و دھو کہ باری دستوں اور جھلساری وغیرہ پاس میں ہیں  
چشمی تھی۔ ان کے اجر کے اور جیتے تھے۔ ایک رعایا کی طرف سے دوسرے لوٹا ہوں کی  
طرف سے۔ ہر دو طرف میں مدد یا پر ایک جیسے کامی اور ہیں۔ یہ ۱۹۲۵ء میں انڈیا کے سال تھا  
کہ رعایا کی طرف سے گاؤں گاؤں میں پچاس تیس نام تھیں جو کہ ہندو حکومت خود ستاری کے  
تھیں۔ گاؤں کے پچاس تھیں اور مدعا علیہ کے پانچ تھیں۔ ان کا مقصد اور اصلاحی مقصد  
رہا اور اصلاحات سے بوجہ دانت ہوتے تھے۔ گواہوں اور رقم کے سوا ان کو بھرنے



پہنچتے تھے، انہیں کی رہنمائی کو ہاتھ تھے اس لئے عورتا لیسویج اور حلالیہ تریہ تویہ  
 بیچ کے ہوتے تھے۔ ہر گانوں کے ٹکڑوں کا فیصلہ انہیں یا وہی کے قریبی مقام میں ہو  
 جاتا تھا۔ یہ ٹکڑے ہر گانہ کوئی زمین پر درمیان گانوں میں رہ سکے کیوں کہ گانوں کی رعایت  
 کو اختیار تھا کہ وہ درمیان زمین اور بڑے کو اسے سکے۔

سرگرمیوں میں نوجوانی بچوں کے متعلق تندی تویہ ملا لاکھ تھی۔

۱۱۔ ہر ایک سے پہلے بدہ بچوں کے مثل بچہ چھوٹی تہا است کے چھ مہری  
 اس کے تھے ہونگے ہر ای بچوں کے سرور کے ہی۔ انہیں دستوں  
 انہیں کی رعایتوں کا نہیں بڑا بیورو چھ بچہ کے زہا میں ہر مشدوں  
 کی نظر اپنے گانوں کے سرور کی طرف تویہ چھ ہر بچہ کے ان کا سرور  
 تھوڑا اور سالم چھ لائن کے ہر شخصے ہر بچوں کے ڈونٹے اور تقسیم  
 ہر بچہ کے انہیں اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتے اس امر کی ہر  
 نہیں کرتے کہ بچہ کس کے ہر تھی شکل تویہ چھ ہر سمت میں انہیں  
 تمام بچہ ہوں رہتے تھے۔ انہیں رعایت میں گانوں کا سرور ہر تویہ اپنے  
 گانوں کا بچہ ہر تھی اور کسٹنگوں کا سرور رہتا چھ۔

دعوت فی اختیار ہی ہوگی

۱۲۔ انہیں ہر تھی ہر شاہوں کی طرف چھ ہر بچہ ہر تھی انہیں ہر تھی  
 ہر تھی کہ ہر شاہوں کی طرف چھ ہر تھی انہیں ہر تھی ہر تھی  
 مگر تھی ہر شاہوں کے ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی ہر تھی  
 کی تھی ہر شاہوں کے ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی ہر تھی  
 ہر تھی کی ہر تھی تھی کہ ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی  
 کے تھی ہر تھی تھی۔ اس ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی  
 کی بچہ تھی ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی

۱۳۔ ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی  
 کہ انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی  
 تھی ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی انہیں ہر تھی



ہندوستان میں کے ہال و ٹین کے وقت نہیں ہیں۔ گھنٹہ کا بدترین شخص حکام کا  
 کر کے پناہ اور مدد سے کام کر رہا ہے اور کلکٹا صاحب کے پرانے تقریباً غیرہ حاصل  
 نیکے لوگوں کے حقوق پر دست و پاڑی کر رہا ہے۔ کاش یہ حالت حکام اور عدالتوں  
 کی کسی محدود رتی تہ ہی سر رہا اور نقصان برداشت کیا جاسکتا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ  
 حد اقل تمام ملک کے پٹنر کر اور نوٹہ میں نہیں ہیں۔ چند پر روز ملک کے بہترین آل و  
 باغ رکھے عدالتوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے ان میں عدالتوں کی طرف کچھ چلے جاتے  
 ہیں۔ مگر ملک اس وقت برسرِ حرج ہیں وہاں کے لوگوں کے مناخ حسرت اور فن  
 تجارت اور تجارت اور عدالت کے درجہ سے دولت پیدا کرنے کے طریقوں میں سبوتا  
 رہتے ہیں۔ بدلتوں ان کے ہندوستان کے لوگ جب سچا ٹھٹھے ہیں تو ان میں سے کچھ  
 لوگ تراکم اور مال، سیر سزا اور کیل، اعلیٰ درجہ کے جی لوہے اور مہرہ کو اور مال  
 کی شکل میں پھریوں کا ڈنڈہ کرتے ہیں اور جو لوگ کچھ روہتے ہیں وہ تمام ان مقدمات  
 کے نتیجے میں منتقلی میں بدلتے ہیں اور ان کو شیخوں اور پڑوسیوں میں کرنا یا لگانا  
 اور اتنا فرنگی، پتھر اور اصل طاری کے جو جڑوں میں صرف رہتے ہیں اور ان  
 معاملات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ساریں کر کے اور مجموعی سناؤ میں مرتب  
 کرنے میں صرف سزا کو تہرہ اور انتظام کے مرتب ہوتے ہیں۔

کارڈیکالہ گفتا ہے۔

• بہت کم انگریز ایجنٹوں کے جو اس امر کو تسلیم نہ کریں گے کہ انگریزی  
 قانون پلاؤ جان کی ترغیب دے گا کہ نہ تو سنا ہے اور نہ اس کو سنا سے  
 بچنے پلڑے ہوتے ہیں پھر ہی سارے ملک میں انگلستان میں اس کا نشانہ  
 ہو گیا۔ ہمیں اور میں وہاں سے مسلمان کے مطابق ڈھال دیا گیا اور میں  
 اور میں ہمارے مسلمانانہ رفتہ رفتہ اس کے مطابق حاصل گئے ہیں۔ ہیں  
 اس کے بعد تریں نقائص کو برداشت کر کے کی جی حدت ہو گئی ہے اور اس  
 لئے مگر پر جم اس کی شکایت کئے جاتے ہیں۔ تاہم اس کی بھر پوری سیاست  
 طاری نہیں ہوتی۔ کسی کو ایک محو کی نی تکلیف وہ پھر کی جونی ہے مگر  
 ہندوستان میں انکی حالت پیدا ہوئی ہے۔ کرنزی قانون



حک میں دفتر ایک ایسا قانون نافذ کرنا چاہتے جو ہم سے ملے ایسا  
 بنو نیا ہو جیسا کہ ہمارا قانون جاری ایتھلی ریٹ کے لئے ہے تو یہ ساری  
 کسے کی بات ہے کہ ہم سے حک کی اس نکت کی بات ہو جائے گی سار  
 جہ سے حک میں یہ قانون نافذ ہو گا کہ کسی کے تم کہ لینے سے میں کا ترجمہ پر  
 ہے اسے یہ حق ہو جائے گا کہ وہ سارا رشتہ سب سے فری ہو اور وہ نہ سب  
 ٹو میں کہ حک کہے۔ ایک امر کے بعد مانے جائیں۔ ایک پوری کو  
 کھڑے میں ملو سہا کے ٹریب جوتوں کے ساتھ اس طریقے سے حک  
 کیا جا سکے جس کا تیرا وٹٹ نافرمان ہو جو۔ تو اس وقت شب کی جوتوں  
 جو ہائے گی اس کا تیرا کسے سے رہا کہتا ہے۔ ایٹ ڈی ایٹنی کے  
 صدر حکومت میں بیرم کرٹ اصلاح عالیہ ہے جب اپنے قانون کو  
 لینے تمام مقدمات بعد میں دست دینے کی کوشش کی تو فریب تریب  
 ہی تم زکیئت یا رہید ہو گئی اس سے ہر اس دن کا جہتہ و جوت  
 گیا اور وہ ٹون اس میں لے کر نہ مانتا اس کی تریں اور کیا کیا مصیبت  
 پہ مشیر وہیں بست رہا وہ جوتوں کا جوتو مصیبتوں کوں پرچ رہی تریں  
 وہ آئینہ پیش آئے ساری مصیبتوں کے ٹون کے نتیجے میں کم میں کوئی  
 شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ جب فریب عدالت لگے ہیں کہ وہ کیا رنگ  
 ہائے گل رہا تھا۔۔۔ جنتا تان کے لوگ سوس کے ام سے آتے تھے  
 اس لئے وہ لوگ راہروں کو لے کر یہ عدالت کا لے ہانی کے اس جوت  
 سے تری ہے۔ اس عدالت کو لوگ میں سے آئیں ہی ایسا تھا کہ وہ ان  
 گردوں ان لوگوں کے رحم و راج سے جوت پر وہ ہے تیرا عدالت کرتے تھے  
 و تحقیقت رکھتا ہی عدالت کی نہیں اس غلام میں جوتی جاتی میں سے

نے اللہ سے یہ جوت کے ہر عدالت تریں کاشتا میں ہر دست میں جوتی جوتی جوتی میں  
 ہر جوت و عدالت پر ایک جوتوں لگا گیا تھا میں کی عدالت کی شگلی کی تری۔ اس پر  
 کاشتا میں نے ایک جوتوں جوتوں میں جوتوں کا سر مدد مانے نافرمان۔

ہندوستانی قطعاً نادان تھے اور نیچلے اس زبان میں سادہ کلمے بولتے تھے جس سے لوگ بالکل نا آشنا تھے۔ ان عدالتوں کے گرو ہندوستانی آبادی کے بدترین لوگ جمع ہو گئے، یہ لوگ ہنوز بھونٹے گواہ مقدمہ ساز وغیرہ اور سب سے بڑھ کر ترقی کرنے والے لوگوں کا وہ گرو تھا جس کے مقابلہ میں انگلستان کے بدترین پتے یا زہنا بیت و پانٹہ جارا اور تین افسب معلوم ہوتے ہیں۔۔۔ یہ انگریزی مشیران قانونی جن سرعت کے ساتھ تمام ملک میں پھیلے اس سرعت کے ساتھ آرمی ڈیپلیٹ تھے۔ زہرہ سبلی کے تمام ایٹائی اور رولڈین لالوں کی غیر انسانیاں سپہ سالار اور عدالت عالیہ کے انصاف کے مقابلہ میں حرکت معلوم ہوتی ہیں۔

(حکومت خود اختیاری ۱۹۱۵ء (از مسکین)

خلاصہ یہ ہے کہ ان عدالتوں اور ان کے قوانین سے ہندوستانیوں کے اخلاق اور اعمال پر نہایت ہی زہر پلا اثر پڑا اور ان کے اخلاق استہلاکی درجہ میں گرتے چلے گئے اور ہر طرف بد اخلاقیوں اور بد عملیوں کا دور دورہ ہو گیا۔

## (۳) انگریزی دور میں علم سے محرومی

### انگریزوں نے ہندوستانیوں کو باہل بنا دیا

پہلی حالت یہ تھی جوئی حقیقت ہے کہ ہر حکومت کے لوگوں کو قرآن اور بنیادی اصولوں میں سے یہ امر ہے کہ وہ رعایا میں ملکی روشنی زیادہ سے زیادہ پھیلا سکتے اور ان کے ذہن سے ان کے اخلاق السانیر اور اجماع معاشیہ میں ترقی دینے کی بہانوں اور بڑے دلیوں کو ڈونڈ کرے۔ ان کو مہذب اور شائستہ اور تمدن بنانے دیکھنا کہ ہر فرقہ اور ہر خاندان کے افراد کو یکساں طور پر موانع اور سہولتیں تسلیم پانے کی ہدایت کرے۔ لیکن ان دنوں ہندوستان میں ابتدائی تعبیر سے اعلیٰ تعلیم تک اس کا انتظام نہیں کیا گیا اور مواد ضہ کے لیا جاتا تھا۔ یاد شاہوں، نوجوانوں، امراء اور اہل ثروت

کی طرف سے جانہ اور اس ٹیسی مصداق کے لئے کہ وہ گناہیں تھیں۔ اس طرح صوبہ  
تھی جس میں صوبہ کاری تھی۔ اس کے لئے وقف تھا۔ جیسا کہ سٹر میں گرانٹ  
کے تجزیہ سے ظاہر ہے۔ سرکاری پالیسیوں سے منہ کی آمد و آمد تھی۔ صاحب  
مادہ سن سننے لگا ہے۔

• اس بار میں کیفیت یہ تھی کہ وہاں ملک سے وہ اسی ہم کی پوری سرپرستی  
کرتے تھے۔ اس کے لئے کیا گئی دیتے اور وہ مذہبی وقت کرتے تھے۔  
وہاں کی عمر کی طرف نظر ہے۔ پیم سولہ اضلاع وہ بیکنڈہ میں ہوا  
عشر بہ تھے۔ پانچ روز ملکہ لطف ملوں میں رہی۔ ستر تھے۔ ۱۰۰  
سالہ ملک اس وقت وہ بیکنڈہ مملکت میں مملکت کے اور اس کے  
گو جس پر تھے۔ اس وقت مملکت میں تھی۔

ہرگز اور اس وقت میں میں وہ اس کے جس میں لکھے پڑھنے صاحب  
دعوت کی تھی جیسا کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں کچھ نہیں لگا کر رہیں  
وہ ستر میں نہیں ہے۔ یہ وہ ملک کے سالہ مملکت میں وہ لکھتے کہ صرف  
شہر ہے۔ سندھ میں وہ اس کا لطف صوم اور وہ اس کے لئے وہ لکھتے ہے  
اس کے لئے پڑھنے لکھنے میں نہیں لکھتے۔ اس وقت وہ اس وقت میں لکھتے  
ہے۔ یہ وہ دیکھنے والے نہیں۔ اس کے لئے وہ اس وقت میں لکھتے  
اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔  
کے لئے لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔  
• اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔

• اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔  
• اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔  
• اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔  
• اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔ اس وقت میں لکھتے۔

(تاریخ باسویں دفعہ منگارش مستقبل ۱۳۲۷)

اسی طرح انڈین ریٹائرڈ سوسائٹی نے جو کہ ۱۸۵۳ء میں انگلستان میں قائم تھی اپنے ایک سالہ میں کھلا ہے۔

ہندوؤں کے زمانہ میں ہر موضع میں ایک مدرسہ ہوتا تھا۔ ہم نے جوں کہ میسائی  
کیٹیوں یا میونسپلٹیوں کو کوڑا دیا اس سے، ان کے اسکول سے مدرسے سے  
بھی محروم ہو گئے۔ اور ہم نے ان کو بچھوڑ دیا۔ قائم نہیں کیا  
(۱۳۲۷ء مستقبل)

الحاصل یہ معلومات ہیں کہ جسے کہنا ساقی میں لکھے پڑھے لوگ زیادہ ہوتے تھے  
اس کی تصدیق امر مذکورہ بالا کے علاوہ مشہور ماہر تعلیم ڈاکٹر بیٹن کے قوں سے بھی ہوتی  
ہے۔ کالہ لاجپت رائے نے اپنی کتاب ان جی انڈیا میں انگریزی سررشتہ تعلیم کے  
ظہور کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ زمانہ ساقی میں ہندوستان میں خواندوں کی  
تعداد کم از کم نو سو سے زیادہ تھی۔ (حکومت خود اختیاری صفحہ)

انگریزی دور اور جہالت کا زور اگر انگریزوں کو یہ معلوم ہوتی تو، کہ تعلیم پختہ  
حکومت کو ختم کریں گے اس لئے انہوں نے تعلیم پختہ ہونے کو میسائی اور تعلیم کو نیست و نابود  
کر دیا اور تعلیم کی تمام نوکونڈریوں کو ۱۹۳۸ء میں سرکاری قبضہ میں لے لیا۔ سرولیم  
ڈبلی پاپیرس برٹش انڈیا میں لکھتا ہے۔

رضمن سوال دو جواب پھر سبزل مستحکم۔ سی ہائی  
۱۱ سوال ۱۱۲۳ کیا آپ کسی طرح اس بات کی روک کر سکتے ہیں کہ ویسٹ  
کو ان کی طاقت کا علم نہ ہو۔

جواب۔ میرے خیال میں انسانی تاریخ میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ مسلمان  
پندرہویں صدی کے بادشاہوں کے ملک پر حملہ کر سکیں۔ آج کل رائے کی  
بادشاہت لکھتے ہیں اس لئے جوں ہی وہ تعلیم یافتہ اور پائیں گے تو تعلیم کی  
تائیر سے ان کے قوی اور مدبھی لکھتے تھے۔ قدرتی طور پر ان کے ذہن کے ذریعہ  
لکھتے۔ اب تک ہم نے اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔ یہی مسلمان



اگر وہاں کے صوف کی اور چھاتیوں کی تعمیر کا اثر چھوڑ دیا جائے گا تو ان کے  
 دل اور ہائیں کے لئے، انہیں ہی حالت سے نکال کر پھیلے گی۔  
 (نوشاوری خانوی جلد ۲، ص ۱۰۰ پرش و نڈیا سٹ)

اسی بارے میں انگریزوں نے تعمیر و تنظیم کو برہنہ کر دیا ہے اور ان کے نصب العین زیادہ  
 زیادہ انی منافع حاصل کرنا تھا اس لئے ہی انہوں نے خود دستوں کو تعمیر دیا اپنے  
 وقت کے خلاف بگاڑ بیہوشی تھوڑے ہی عرصے میں بگاڑ گیا اس وقت گیس اور ان کی  
 جگہ دوسرے سکول اور کالج دھیرے دھیرے قائم کیے گئے اور انہوں نے تعمیرات کو تیز رفتاری سے  
 نکالتے گئے تو پھر انی طرف ہندوستان میں حالت اور ترقی کا اندازہ ہو گیا چنانچہ  
 سٹیشن میں ٹرینیں اٹھنے اور آنے کی طرف دکانوں کے ایک صف پر ایک اشت کی شکل  
 میں پیش کی جس کا آگاس حسب ذیل ہے۔

• اس وقت کے کم سے کم لوگوں کی بہت سے ٹرینیں چلنے کے لئے  
 توجہات کی وجہ سے ایسی ہے کہ اس لئے صرف ایک ٹرین کی رفتار  
 اور اس کے تمام ذرائع کو شایاں ہے کہ بہت سے لوگوں کو اس میں  
 گم ہو جانے اور پہلے لوگوں کی رفتار کو پیداوار اور مویشیوں کے لئے  
 ہے اس میں کم گوئیوں کے لئے بگاڑنا چاہیے جو اس مستقبل میں

ہم اس سے پہلے دیکھا ہے اور اس میں اس وقت کے لئے اس کا اشت کا آگاس اور کر چکی  
 ہے کہ انہوں نے کوئی آف ڈاکٹر ان کو بھی تھی اور اس میں اگر ایک سال کا کام کر دیا تو  
 ہوا ہے ہندوستان میں تعمیرات کے لئے جو اس میں اور جھاری کے جرم  
 بڑا ہے جیسے اور سٹیشن کی تھی کہ متعدد کالج قائم کئے جائیں اور تنظیم پر زیادہ روپیہ  
 خرچ کیا جائے۔

ہندوستان کی تعمیرات کو گھنٹوں اور اس کو تیز روٹھے پنچے کی صورت میں  
 کی ہے اور انگریزوں میں بھی دیکھئے ہے کہ ہندوستان کی رفتار بالکل بڑا کر دی  
 جائے اور اس میں بھی بے حداری پیدا ہو جائے وہی ہے۔ ان کے کیم کے لئے  
 کا شخص ہائیں اور ان کو صاف کی رفتار درست کر دیں اور اس میں  
 میں بھی تیز ہو جائے۔ بگاڑی بڑی رفتار میں قائم ہے اور ہندوستان کے



جو کہ درست فہم کے لئے یہ تصویر نقل کرنے کے لئے ان فنون میں مبالغہ نہیں کیا کہ کسے کسے کہتے تھے۔ نقل پر اصرار نہ تھا۔ اگر فنون ان کی مادی زبان میں پڑھا جاتے تھے اور انگریزی زبان کی کیفیت نہ ہوتی تو وہ پرستش کی جاتی تو ان کو ان فنون میں کسی قدر زیادہ ہمد کس قدر جہدِ مہارت تاہم حاصل ہو جاتی۔

پھر ان فنون داخل ہونے کے لئے ایسے اور منتظر ہرگز تھے جن سے مصائب ہو کر صانع و ترقی یافتہ معاشرہ پر وہ وحیوں کے ایسے رجحان پر منتج ہو کر پڑے جن ان کو مرضی برعکس بھی تھا ہی نہ تھا ہی۔

نفسانی اور مادہ از حیاتیات میں ان فنون سے بھر دینے کے لئے جن میں داخل ہونے اور بیکار رہنا۔ اور ان کوئی مستند کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

تصائب میں وہ کہیں سائنس اور طبیعت کی داخل کی گئیں جن کا حلالی اور مفہوم مگر مزاج آتی تو نوجوان کو جذبہ اور حاکم و طبیعت سے یک دم طرف کشک کہ وہ جب وہ سچے ہی بن جائے۔

سب سے بڑا مقصد ان کی زندگی کا یہ تھا کہ ان کو حاکم کو پہنچانے اپنے انہوں میں کو ایک اور زمانہ بنایا جو ان میں اور انگریزی تہذیب اور انگریزیوں کا کھینچنا تھا۔ ان میں راجح ہو کر ان کو ہندوستان، اخلاق، قدر اور معاشرت، جدوجہت سے دور اور انگریزی اخلاق خبیثہ اور ان کی طرح جو سب سے زیادہ ایک گھمسان میں دنیا میں اور خود فرضی اور حاکم کی ایسی مہم جوئی میں کہ طبع دار اور تمام یورپین اقوام سے بڑھ کر ماضیہ و آج بھی جہدِ جہاد اور ایک نئے سماج کی کٹی ہوئی تیسری اطراف و مقامات کی ان کی پہلوئی میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر کر کے تھے۔

ہمیں ایک ایسی طاقت بنانا ہے جو ہمیں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی طاقت ہونی چاہیے جو لوگوں اور رنگ کے امتیاز سے توجہ و ستائش ہو مگر مذاق اور واسطے اللہ کا اور ہر کے اختیار سے انگریزوں پر راجح و مستقل رہے۔ تاریخ، انتظام، مہم اور صلاحیت اسی کے ساتھ ساتھ وہ رشتہ جو لارڈ لیک نے کے طلب کے اصولوں کے اندر بھی نہ تھی وہ تھی تاکہ انہوں نے اپنے اندر کو ایک سائنس میں کھڑے کر لی تھی اس

اس کے لئے خاص مصیبتیں ہیں۔

۵۔ اس تعلیم کا اثر چند نڈوں پر بہت زیادہ ہے۔ کوئی ہندو جو انگریزی دینا چاہے  
 کبھی اپنے مذہب پر صد اقس کے ساتھ قائم نہیں رہتا۔ یعنی لوگ مصلحت  
 کے طور پر ہندو رہتے ہیں مگر بہت سے یا تو مصدقہ جاتے ہیں یا مذہب چھوڑ  
 اختیار کر لیتے ہیں۔ میرا تجربہ عقیدہ ہے کہ اگر تعلیم کے تعلق ہمارے تہذیب پر  
 عمل درآمد جو آئیں ساری بدنگال میں ایک بہت پرست ہی بات نہ رہے گا  
 (ردشن مستقبل مسلمانوں کا تاریخ تعلیم پھر باسوسٹھ)

پہنا نچر ان مقاصد کا ظہور بہت قوت سے حاصل ہو گیا اور ان کا لہجہ اور اسکولوں  
 اور یونیورسٹیوں سے جو لڑکے لایے ہو کر نکلتے تھے وہ اپنے اسلاف کے مذہب اور  
 ان کے طریقوں سے بیزار اور متنفر ہوتے تھے اور جو مذہب موجودہ مذہب جیسی ہی اسی  
 عقلیت اور جاہلیت نہ تھی کہ وہ اپنی طرف لگا کر کھینچ کے نیز خود انگریزی ہی تو مانا اس  
 مذہب پر قائم نہیں ہیں ان کی حیثیت صرف قومیت کے دور تک ہے عمل اور عقیدہ  
 میں کوئی اثر نہیں ہے اس لئے وہ الحاد اور لا دینیت کی دلدلی ہیں جس کو اختلافی مسند  
 اور مذہب سے باہر لکل ڈور چھوڑتے رہے۔

۶۔ جو بڑے بڑے کہتا ہے۔

۷۔ ہمارے آنگر انڈین اسکولوں سے کوئی تو جوانی خواہ وہ ہندو اور یا مسلمان  
 ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباء و اجداد کے مذہب سے انکار کرتا رہتا ہو  
 ایشیا کے پختہ چھوٹے والے مذہب جب مغربی سائنس بہتہ حقائق  
 کے مقابل میں آتے ہیں تو سہل کر گڑی ہو جاتے ہیں؟  
 (توجہ رسالہ ہمارے ہندوستانی مسلمان)

۸۔ مغربی یا وجود اس شور و شوری اور اتنی تعلیمی جدوجہد کے مظاہروں اور کمیشنوں کی بنا پر  
 اور اسکولوں کے اصلاحات اور یونیورسٹیوں اور اسکولوں کی بلند مائی کے  
 جب پختہ ہیں اس کے بعد انہیں ہی مردم شمار کی ہوئی تو تمام ہندوستان میں غلامانہ  
 رہتی پڑے گئے لوگوں کا خواہ اور (دھرمیا انگریزی یا فارسی یا ناگری وغیرہ) انسانوں کا  
 تہ صری اور وسط (۲-۳) پایا گیا وہ انگریزی نظام جو کہ سہایت غند ہنگ دھار سے کے





پڑھے۔ نوآبادیات کے سہ فیصدی۔ گجرات و ستان کے اعداد اس وقت  
 میں دو گنے ہو گئے۔ و آخر یہ ہے کہ انگریزی اراج کے اخراجات ہندوستان  
 میں بیست لاکھ ہیں۔ ایک انگریزی سپاہی کا صرف ہندوستانی سپاہی سے چوگنا  
 پانچ گنا زیادہ حق ہے۔ تو یہ قاعدہ اور ہوائی قوت میں ہندوستانی کو کیشن  
 کا تصور ہے۔ (ہندوستان ٹائمز نمبر ۱۲، ستمبر ۱۹۱۳ء)

برطانیہ میں کے انگلستان میں جنگ عظیم کے دنوں میں اس امر کی ضرورت محسوس  
 ہوئی کہ نالوی تسلیم کو جبریہ کر دیا جائے۔ وہ وقت ایسا سخت تھا کہ سلطنت کو زبردستی  
 خواجہ جانتے کے لئے لاکھوں روپیہ روزانہ کی ضرورت پڑتی تھی۔ گریٹ برٹین جنگ کے لئے  
 ۱۹۱۵ء میں ایک قانون پاس کیا گیا جس کی زد سے انگلستان کے ہر بچہ کے لئے  
 نالی اسکول تک کا تعلیم جبریہ اور مفت کر دی گئی اور جس طرح بن پڑا اس کے لئے روپیہ  
 فراہم کیا گیا۔ (حکومت خود مختاری صفحہ ۷)

انہیں روز سے ہر ذی ہوش نے کہا تھا کہ

اگر بھی انگریزوں کو ہندوستان اس طرح چھوڑنا پڑا جس طرح رومین  
 نے انگلستان چھوڑا تھا تو وہ ایک ایسا تک چھوڑ پائیں گے جس میں ہر  
 تعلیم ہوگی۔ سفلیان صحت کا سامان ہوگا اور بری دولت ہوگی۔  
 روزانہ وقت قبل اور بعد ۱۶ جولائی ۱۹۲۲ء

## (۴) لوٹ کھسوٹ اور مالی بربادی

انگریزوں نے ہندوستان کو لوٹ کھسوٹ کی شہرناک پالیسی سے

### حد در حد غریب اور مفلس بنا دیا

انگریزی اراج سے پہلے ہندوستانی حمایت لیا وہ دولت مند اور سرمایہ دار ملک  
 تھا۔ جس کی مثال دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی تھی۔ اور یہ دولت مندی اس ملک میں  
 تقریباً تین اور صدیوں سے چلی آئی تھی جس کا نام عالم میں شہرہ تھا اور جس کی وجہ سے دنیا

کی قوموں کی لاپرواہی ہمیں ہمیشہ ایک طرف مٹتی رہتی تھیں۔ اور کیوں نہ ہو قدرت کی نیا نیا  
 نئے ہنس کی سرزمین میں ایسے وسیع وسیع اور سامانی وسیع کر دینے تھے جن سے دولت منی  
 سرمایہ جاری ہو شمالی، مغربی، ہائی پھوٹ پھوٹ کر پاروں طرف پھیلتی تھی۔ یہاں کے  
 راجاؤں اور بادشاہوں نے ہمیشہ ملک کی دولت اور ثروت میں اضافہ اور زیادتی کی  
 پالیسی جاری رکھی۔ اگر کوئی راجا یا بادشاہ ظالم بھی ہوتا تھا تو اس کا حاصل کیا ہوا مال ہر پھر  
 کر یہاں ہی رہتا تھا۔ اگر کسی بیرونی حملہ آؤنے کے یہاں سے کچھ مال لوٹ کر کسی دوسرے  
 ملک کو بھی منتقل بھی کیا تھا تو یہاں کے تاجر اور دستکار بہت تھوڑے عرصہ میں اس کو  
 مصنوعات ہندیہ کے طرح طرح کے مضامین واپس سے آتے تھے۔ ڈاکٹر واکر کہتا

ہندوستان کی دولت، تجارت اور فلاحی نے سکندر اعظم کے دل پر گہرا  
 اثر کیا اور جب وہ ایران سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تو اس نے  
 اپنی فوج کو کہا کہ اب تم اس شہر سے ہندوستان کی طرف کوچ کرنا چھوڑ دو یہاں  
 نہ غم جوئے دے نہ لڑائی ہے۔ اور پھر انہوں نے اسے ایران میں دیکھا ہے  
 اس کا ہندوستان کی دولت کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔  
 (رسالہ ایک جلد اولیٰ ص ۱۰)

پرو فیسر جیمز ہنٹن ہلک (۱۸۴۸ء) کہتا ہے۔  
 ہندوستان نے اپنے زمانہ میں دولت کے لئے مشہور تھا اور رسالہ (کننگ جلد اولیٰ)  
 جیمز ہنٹن ہلک نے کہا ہے۔  
 ہندوستان اپنی دولت ہندی کے واسطے مشہور رہا۔  
 (رسالہ کننگ جلد اولیٰ ص ۱۰)

تہذیب اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے۔

میں نے کوئی تہذیب کھانے والے ہونان اور انہی جب بالکل جنگلی حالت  
 میں تھے ہندوستان اس زمانہ میں درجہ کمان کو پہنچا ہوا تھا اور دولت کا  
 مرکز تھا یہاں چاروں طرف بڑے بڑے صنعت و حرفت کے کاروبار  
 جاری تھے۔ یہاں کے باشندے دن و رات اپنے اپنے کاروبار میں



شکلوں پر جتنے یہاں کی زمین ہندوستان کے عزیز قومی ہیں سے فصل خوب  
 پیدا ہوتی تھی۔ یہاں بڑے بڑے لائق اور کارگر صوبہ موجود تھے جو یہاں  
 کی تمام پیداوار سے بہتہ نہیں اور محمد علی تیار کرتے تھے جس کی دنیا بھر  
 میں مانگ ہوتی تھی۔ مغرب اور مشرق کے تمام ممالک، ان اشیاء کو بڑے  
 شوق سے خریدتے تھے۔ یہاں سوت اور کپڑے اس قدر عمدہ اور باہر کی  
 نہیں دیکھ سکتے تھے کہ دنیا میں کوئی ملک میں ان کی باہر کی نہ کر  
 سکتا تھا۔ (درساں مملوک کسان ص ۱۱۱)

فرانس کے مشہور سیاح برنیر نے اپنی جہتی میں مسٹر کایرٹ کو ہندوستان کی نسبت  
 لکھا تھا کہ:-

”وہ ایسی بے حد باوقار ہے جس میں دنیا بھر کے سونے اور چاندی کا بڑا حصہ  
 ہر طرف سے آکر جمع ہو جاتا ہے۔ اور یہ شکل یک طرف سے باہر کو نکلتی ہے  
 (رہنما مستقبل ص ۱۱۱) اور سالہ

ہندوستان نے اپنی آزادی کے لئے کس طرح جدوجہد کی (مستقبل ص ۱۱۱)  
 جبراً اور قسماًں مولد کھتا ہے۔

حضرت آدم (علیہ السلام) کے زمانہ سے اس وقت تک مشرق سے لیکر  
 مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک کوئی ملک ایسا نہیں ہے  
 جس میں باہر کے ملکوں سے سونا اور چاندی اور قیمتی سمان اور حبس  
 آتی ہو اور اس کے بدلے میں کپڑے، اجڑی بوٹی، اٹنی، سنگریسے اور  
 مختلف قسم کی حبسیں باہر جاتی ہوں اور جہاں سے سمان کی خریداری کے  
 لئے کسی ملک کو بھی روپیہ نہ گیا ہو۔ (رہنما مستقبل ص ۱۱۱)

لاڈلیکا لے کھتا ہے۔

ہو جو وہ مسلمان کلاموں اور بڑے بڑے لائقوں کی موجودگی کے مشرقی ممالک میں  
 صوبہ بنگال باغ ازم لکھا جاتا تھا اس کی آبادی سب سے حد و غایت بڑھتی  
 تھی۔ غنہ کی افزائش سے دور دور ان کے صوبہ ہانت پرورش ہوتے تھے  
 اور لندن اور پیرس کے املا خانوں کی بیبیاں جہاں کے کرگسوں کے

تازگ ترین کیر سے زیب تو کرتی تھیں؟ (روشن مستقبل ص ۱۱۱)  
 پھر اسو کھتا ہے۔

• وہاں خوشحالی اور سراپہ دہری کے اکتان سے ہی مسلمانوں کا خود حکومت  
 سونے کے عرصے سے لگے جانے کے قابل ہے۔ دولت مندی اور  
 آرام و بھروسہ کا جو نقشہ شاہیں کے وقت میں دیکھنے میں آتا تھا بلاشبہ  
 ہے کل سبہ نظر تھا (روشن مستقبل ص ۱۱۱)

• رنگوں کے جلت سینٹوں کا کارہ بار بیگ آف انٹیلیجنٹ کے برابر ہو گیا  
 جو اتنا جو کہ انکلتان کا سب سے بڑا ایک ہے اور جن کو کہتا ہے انگریز  
 ٹرہیشن سورت کے ایک آبرمی جہد انظوم کا سراپہ ایسٹ انڈیا  
 کمپنی کے سراپہ کے برابر تھا۔ انہیں (جہد سے بندوستان کی دولت کو  
 کارہ کارہ سے لارہ دل دولت کہا تھا۔ (روشن مستقبل ص ۱۱۱)

فائن اپنی اپنے سفر میں کھتا ہے۔

• یہاں کی رعایا نہایت خوشحال اور ملاخ تھاں ہے کسی قسم کا ہیر یا حاصل  
 انکارا نہیں پڑتا اور یہ امر صرف کی ذالی جوئل رکھا نہیں ہی ہونگوں کے  
 کارہ ہار میں مائل ہیں۔ جو سرکاری رکنوں سے ہیں وہ چہرہ اور کا بہت بھٹ  
 وقتہ ہلاور تھان اور کرتے ہیں۔ راجہ کی کرہل سزا نہیں دیتے؟  
 (رسلا مفلوم کسان ص ۱۱۱)

نوروزی کا ہی مشہور انگریز اپنے سفر میں کھتا ہے۔

• بلنگا کے کنا سے بلا سے اور نہایت خوبصورت شہر آ رہی ہیں  
 کے اور گردول خوش کہنے واسے پانچپے لگے ہونے ہیں شہروں کے باہر  
 نہایت خوبصورت کھیت پھر اسے ہیں۔ یہاں گویا سونے کے صہرہ  
 ہرہ ہے ہیں مٹنی اور جہد ہرہت کی لگی کوئی اتہا نہیں؟  
 (رسلا مفلوم کسان ص ۱۱۱)

سرورڈا ۱۸۶۱ء میں کھتا ہے۔

• سراپہ اندھک کے استکان کے ہرہی لوگوں نے بیگانوں میں بزرگوں کی

چھ اسی سے اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت یہ سلطنت  
 دہائیوں سے زیادہ تندرست اور اس کا شت کے لحاظ سے بہترین تھی  
 یہاں کے شرفاء اور اہل دولت اور پیش میں لوٹ لگتے تھے اور ان کی  
 مدد کے کسانوں اور کارکنوں پر خوش طبعی اور اس میں کی برکتیں نازل ہوتی  
 تھیں۔ (روشن مستقبل ص ۱۰۱)

۱۷۵۳ء میں تو ایک ہزار توم کے تھے کہ پیش تمام ملک میں چھاپا اور  
 پانچ لاکھ خاص کر ۱۲۰۰ توم کی طوائف میں (انہوں نے) (۱۷۵۳ء) کے طوائف  
 میں جو گنڈا بھی کہلاتے تھے (۱۷۵۳ء) توم کے قرضی نہ چلے اور وہ اس توم  
 کے دوسرے ملک کے تھے۔ صرف طوائف کو بیچ کر عداوت ہونے  
 والی کی عداوت کے واسطے جو مرد ویر سکون کی فہرست بنا لی گئی تھی اس  
 میں (۱۷۵۳ء) طوائف سکون اور (۱۷۵۳ء) قرضی سکون کے نام درج ہیں بلکہ ان  
 سکون کی قدر قیمت معلوم رہے اور انگریزی دلچسپی سے مہاراجہ کو بیچنا  
 سہولت ہو گی یا (۱۷۵۳ء) توم کے طوائف اور قرضی سکون کو بیچنے والے تھے۔ (مختلف  
 کے ملک تھے؟) (مساخیات ہندوستان)

شہنشاہِ اکبر کے زمانہ میں سونے کے تکتے اور چاندی کے تکتے

چاندی میں کی قیمت ایک ہزار روپیہ تھی۔ چاندی اشرفی۔ تیسری اشرفی

۱۰۰ تولا سونا۔ ۱۰۰ تولا۔ ۵۰ تولا

چوتھی اشرفی۔ پانچویں اشرفی۔ چھٹی اشرفی۔ ساتویں اشرفی۔ آٹھویں اشرفی

۵۰ تولا۔ ۶۰ تولا۔ ۷۰ تولا۔ ۸۰ تولا۔ ۹۰ تولا۔ ۱۰۰ تولا

نہری اشرفی۔ جاگر چینی عداوت (میشیت، الہندوستان)

شہنشاہِ اکبر کے زمانہ میں سب میں تکتے تھے۔

چاندی میں کو نام اور شاہی تھا۔ چاندی اشرفی میں کو نام اور سلطان تھا۔

۱۰۰ تولا۔ ۵۰ تولا

تیسری اشرفی میں کو نام اور عداوت تھا۔ چوتھی اشرفی اور کم۔ پانچویں اشرفی اور کم

۱۰۰ تولا۔ ۵۰ تولا۔ ۵۰ تولا

چھٹی اشرفی اور چھٹی - سالوی اشرفی کورانی - اٹھویں اشرفی رواجی

اولد ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ

مندرہ بالا تفصیل سونے کے سکوں کی قومی جامعی کے سیکے بھی جہانگیر کے زمانہ میں  
انہیں اور ان کے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کوکب سہ - کوکب اقبال - کوکب ہر - کوکب بہت - کوکب سہ - جہانگیری

- اولد چاندی ۵۰ تولہ ۵۰ تولہ ۵۰ تولہ ۵۰ تولہ ۵۰ تولہ ۵۰ تولہ

سلفانی - کشمیری - عمیرکوں (تربہ تزیں جہانگیری مشا)

۱۰ ماشہ ۱۰ ماشہ ۱۰ تولہ

صاحب علم البیشتہ لکھتا ہے۔

• ایک زراد تھا جب ہندوستان کی دولت کے افسانے قائم دنیا میں شہرہ

تھے اور کتب میں کہی جاتی جس میں نے ایشیا اور مغرب کی جگہ اور حالی

ہندستان اقوام کو اس سرزمین کی طرف کشا کشا کی گئی تھا۔ نانی صاحب

ترک، تاناکا، سنہ اور بے شمار زرد اور ہیر اور درجہ بیش جہاں سامان سے گئے

اکبر اعظم نے ہندوستان کو جہانگیر لایا اور ہندوستان کی دولت

ہندوستان ہی میں رہی۔ اورنگ زیب سریر اور وسط سلطنت لایا اور اس نے

آگہ اور دہلی کے خزانوں کی پرہیز کر کے کام دیا۔ پہنچا چھ ماہ تک کوئی

ہزار نفوس چاندی کے سیکے تو گنے میں صرف رہے اور اسلام پورہ اور آگرہ

شہر ہی کا صرف ایک کو نہ تو لایا جاسکا۔ جب اشرفیوں اور جہاں پورہ کی نسبت

نہیں آئی اورنگ زیب فوراً ہی ہم کو چند کا کے دہلی کی ہم پر چلا گیا

(علم البیشتہ صفحہ ۱۰)

مذکورہ بالا شہادتیں اور نون جیسی بہت سی شہادتیں تاریخ میں موجود ہیں جن سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان تہذیبی زمانہ سے بہت زیادہ دولت مند اور مہربان رہا

تک تھا۔ روسیے زمین پر اس جیسا دولت مند کوئی ملک نہ تھا۔ ہونا اور چاندی اور جہاں پورہ

اور سیکے کوئی جس قدر اس ملک میں ہجرت لوگوں کے پاس پاسے جاتے تھے دوسرے ملک

اس سے تقریباً لاتی تھے۔ بعض تاریخیں بتلاتی ہیں کہ مسلمانوں میں صرفوں کی دولتوں پر

شہروں میں اشرافیوں اور مددیوں کے ڈھیر ایسے لگے ہوتے تھے جیسے مندروں میں  
 اسی کے ڈھیر لگے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ہمیشہ دوسری قومیں و مدد ستان کا قصبہ کے  
 پیمانے پر رہیں۔ اسی کو ان کے پیمانے پر انگریزوں نے بھی اسی بنا پر سمندر ہی  
 راستوں سے یہاں بار بار لائے تھے اور جہلوں نے یہاں سے بہت زیادہ مال و  
 مصالح حاصل کیا یہی وجہ تھی کہ پھر انگریزوں نے یہاں سے اپنی وصیتوں میں حکومت  
 روس کو وصیت کی تھی کہ وہ ہندوستان کو اپنے قبضے میں لے کر وہاں سے سونا اور  
 چاندی حاصل کرے اور پھر تاج پورا پر اس کے سردار کے اور یہی حکومت کرے یہاں  
 کی بسنے والی راجہاں نہایت خوشحال اور لالچ افان تھی۔ نہایت آرام و راحت سے  
 زندگی بسر کرتی رہاں کا بادشاہ جشن کے دن سنایں جہیں وہ تو سوئے اور چاندی  
 اور نئی عزت میں تو جاتا تھا اور جو کچھ ملتی تھی اس سے خوش رہتا تھا یہاں میں تقسیم  
 ہاتا تھا۔

یہاں غیرانی کتاب (توک جہا نگری) میں لکھا ہے۔

۱۱. روس میں سونے کے تلاتین تھی وہیں میرزا جاہد ستانی صاحب کا عظیم  
 باقی قزاق اور اقوام کے لوگوں اور کیفیات میں یہ دلو تھی اور اسی  
 طرح ساں میں وہ بارہ میں بنا ورنی کے تھی کہ ہر دور سونا چاندی اور باقی  
 نعت اور ہمتی اور ہمت اور ہمت کے ہر دن میں اور اقوام کے ہر دن میں  
 ہوں اتل شروع ساں ہمتی میں۔ ظاہر و کفری میں اور نقد اور ساں اپنے  
 محنتی ایک تھی کہ ہر دن میں کہ ہر دن میں اور ماہیت محنتی کو تقسیم  
 کر دیں (دیکھو تیز ترک جہا نگری صفحہ ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴)

کتاب مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح شہشاہ جہا نگیر ہر سال میں ہر تیرہ اہل شہر  
 سے ۱۰۰۰ روپے کرنا تھا اور ہر دن میں چھ ہاتھ تھی اور ہر تالی میں تقسیم کرنا تھا  
 اسی طرح اس کا باپ شہشاہ اکبر بھی کرنا تھا اور جہا نگیر کے بعد بھی شاید اسی  
 حال رہے۔

دوسرا دشنام کو جب بادشاہ کی سواری سہرے کے لئے اتنی پر نکلتی تھی تو وہ تو اس سے  
 ہزار ہزار روپے کے اتنی ہی بادشاہ کے دائیں اور بائیں لگے جانتے تھے اور وہ

راستہ میں بادشاہ پر نچا دو رکھتے ہاتھ قبضہ کر لیا۔ بادشاہ کے سر پر ہاتھ لگا کر  
 توڑا اور روپیٹھہ کار کیا جانا تھا اور بیچ کو رکھا گیا۔ تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ کھجور سے کس قسم  
 کی حیرانت اور رجانے وری غیر بے شمار دولت کے تھے نہ سکتے۔  
 مغربی کتاب الخطوط ہندوستانی صفحہ ۷۷ پر لکھتا ہے۔

۱۰ شہنشاہ محمد متقی مرحوم سالانہ دو لاکھ چوڑھے کپڑوں کے راجا میں تقسیم کرنا  
 تھا۔ اس پر وہ گھوڑے چلانے فرمیں گے کہ ہر سال راجا میں تقسیم کرتا تھا۔  
 ہزار ہزار دو قطر بڑے بڑے حکام میں سے ہیں ہر ہندی شاہی مہمان خانہ  
 میں لکھا یا کہتے تھے شادی ہادی سال میں روز ہزار گان ہر گان میں اور  
 دو چار ہجریاں ہماروں کے لئے رکھی جاتی تھیں۔ دو سو چار ہجریاں ہزار  
 کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ شہر ری میں ستر شاخا نے عام رکھا کیو اسطے  
 ہادی تھے۔ دو ہزار ہزار خانہ اور باہیں مسافروں اور فریب الوہیوں  
 کے لئے چھ بونے تھے۔ یک ہزار ہر سے تھے

انگلیش ڈیویس راج مستشرقین لکھتا ہے۔

۱۱ جب میں مرہٹوں کے حکم میں داخل ہوا تو میں نے خیال کیا کہ میں سنگھ  
 اور مسرت کے نام میں ہوں جہاں عظمت اب تک غیر مقبول تھی اور  
 جنگ اور مصیبت سے کوئی آشنا تھا۔ بادشاہ کے خوشی آوی اور  
 بہت زیادہ تندرست تھے۔ وہیں نواری کے ہار ہات عام تھے۔ وہ سزا  
 جسیوں اور انہیوں کے استقبال کے لئے ہر چہ ہلکی مساجدات  
 تیار تھی (دینیکور ہلدا ۱۸۵۷ء جولائی ۱۸۵۸ء)

خکوورد ہا کی جیسی تصریحات سے ہر صوبہ کے قطع نامی کتابیں پوری اور غیر  
 پوری صنف کی عمری ہوئی ہیں (طوائف کے عرف سے ہم عمل نہیں کر سکتے ہیں وہ ہستی  
 کہ چند دستاویز کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی کے تہ سے تہ کیا جاتا تھا۔ مگر  
 خدا ہلے اس سے شمار دولت اور بے نظیر سواریہ کو رہیں کھائی یا آسمان اپک سے گیا۔  
 بادشاہی ہلے گئی۔ اب ہر ہر انکساریت اور ہر ہر شمار چیش کرتے ہیں ان سے  
 ہندوستان دیہا کی اولی سے وہی سلطنت سے پڑا تھا۔ مگر ان کے کہ ہندوستان



خدا کی ای کامی سے پہنچے ہوں، اگر آگ سے کوئی نہیں چھوڑے  
۴۰ ستمبر ۱۹۹۱ء تختوں کے تختے کیسا ہلکے ہی قابضوں کے چہ  
۴۱ میں نے اپنے دل کو اپنے یا کوئی نہ کہ سے تو مت شروع کرنا چاہیے۔  
۴۲ ہاں یہاں عرض ہے کہ ایک ایک کوئی نہ کہ تو نے کہ وہ وہ وہ  
۴۳ جو جو ہر ایک کے ۶۱ ہر ستمبر کو ظاہر ہے جس میں کسی کو شکی شروع  
۴۴ کے اور یہ ہے کہ ہر ایک کے ہر ایک کے تہات کہہ سکتے ہیں ہر ایک کے  
۴۵ صلح ہونے تو باہمی کو ملتی تھا کہ ہر ایک کا ہر ایک کو نہ ہر ایک کو نہ ہر ایک کو نہ  
۴۶ میں وہ جس کی کسی تھی ہر جو جس کے ہر ایک میں کسی کی طرف سے ہر ایک  
۴۷ جو چند دنوں پہلے ہر ایک کے ہر ایک میں ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۴۸ کہہ کر شروع ہو گیا ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۴۹ میں اس کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۰ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۱ کہہ کر ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۲ شاہی کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۳ میں جس کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۴ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۵ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۶ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۷ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۸ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۵۹ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے  
۶۰ ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے ہر ایک کے



گئے جس سے سرحد کے معاملے میں آدھی اپنی ختمی حالت کا تقابلی امتداد میں آتا ہے اور اس کی  
 سرحدیں جس کے ساتھ ہیں اور تمام اور امتداد ہے پہلو ڈاٹا کی ہے مگر کہ شریعت میں  
 کی تاریخ جس کا ہے سب سے بڑا ہے جو کہ حدود عالی فرماؤں کے ہمارے عیادت اور  
 ہے مغل اہل حق نے حدود ستان کو تسلیم کیجئے انہوں نے نکال دیا ہے (میں نے اپنے  
 فریضہ کیسٹ ادا کی اور انگریزوں کو حدود ستان کے بادشاہوں اور فرماؤں  
 نے حدود رعایتیں دینی ہے تھیں اور دریاؤں سے حفاظت کی کہ آج اس کی کہہ کر کسی  
 تو میں اور اس بات کی صورت گذری کی بددعا کی گئی ہے اور پوری پوری پوری کسی  
 دوسری آدم اور دار و مسافروں کے ساتھ رعایتیں رکھیں۔ اور ایسی رعایت تو  
 دیکھتی رہتی ہے بہت جس سے سرحدوں کو آس پاس ہیں۔ فارڈ کو دیکھتا ہے۔۔  
 - شہر پر شد آبادیوں کے ساتھ اور اور شمال جس کے فرق یہ ہے کہ  
 ارشد آبادیوں میں ایسے ایسے اثرات ہیں جو ان کے ہاتھوں سے  
 انھوں نے ان کے لوگوں سے اور جہاں سے ہے ہیں اور آبادیوں انہوں  
 ادنی رہتے ہیں انہوں سے ان کو تہا کرنا چاہتے تھے انہوں اور  
 پھر میں سے کہ یہ؟ رہا ہے مستقبل ملک

چاہئے تو یہ تھا، اگر ان میں میں تبدیل ہو رہا ہے شرافت، عدل و انصاف  
 مرمت اور انصاف جس سے ہمیشہ انہوں سے انہوں نے کرنا تو انہوں اور انصاف کے امت  
 شکر گذری کے ساتھ ہی ہاں تہمت میں شمولیت ہے مگر انہوں سے ابتدا ہی سے  
 انہوں نے انہوں سے ناہانہ ناہانہ اٹھا یا اور ہی بریت اور جسنا زور اور انہوں  
 اور انہوں کو جس کام میں انہوں نے ہندوستان میں انہوں کے ہاتھوں سے انہوں  
 اور انہوں کو اس قدر ہی انہوں نے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے  
 ہندوستان کی دولت خدائی ایک کہانی ہے کہ انہوں نے اور ہندوستان تمام انہوں سے  
 زیادہ طریقہ فاقہ زدہ کنٹون منگ گیا ہے انہوں نے انہوں سے انہوں سے انہوں سے  
 ہے انہوں نے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے  
 انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے  
 انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے  
 انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے

ایا بے شک سنگھ علی محلہ اور مل کی عدالت رہی ہے کہ وہ قیدی پر ہی منتقل ہو سکی اور ملکوں کو لانا کرتے تھے مگر میں تمام بوجھنے اور اطاعت کام بھرنے کے بعد سخت سے سخت سنگھ علی اور دوشی محلہ اور لوٹ کھسوٹ کا خیال ہی اپنے ذہن میں نہیں لاتے تھے مگر انگریزوں کی اطاعت اور ملکوں پر واری کا دم بھرنے وال بننے ستانی رعایا کے متعلق بھی ہی لوٹ کھسوٹ کی گنت ہزار ہزار کو شش در شش میں مشغول رہی۔ بعد نکلے تھے انسانی سوز و غم تو ان میں سے ہندوستانی پہلے اور امراد کو بہاد و گرفتار رہی۔ اس کی نفسی تربیت طویل ہے ہم مستعد انگریزوں کی شہادتوں سے مختصر طور پر کہیں شہادتیں تھیں کہ تھیں ہی ہر وہ دم ڈیٹی ہیرا کرینٹ اپنی کتاب پر سپر س برٹش انڈیا میں انگریزی عدالت کا نقشہ دیکھنے سے کہتا ہے۔

۱۹۱۰ء کی شہادتیں میں دیکھتا ہوں کہ نہایت بے شک قحط پڑا ہوا تھا اور روزانہ لاکھوں آدمی بھوک مارنا فوں سے مرتے تھے یہاں سے ہر ایک حکومت چند میں داخلی سے مرئی ہے جہاں تک ہندوستانیوں کا تعلق ہے اور جو کہ غیر سولی فریتہ صدر عالی براہم میں گول رہی ہے وہاں ہی اس جہاز حکومت کا نتیجہ ہے جو نیک سوتی سے مگر غلطی سے بچے سے شروع کی گئی اور اب تک یہاں رکھی گئی ہے اصولی حکومت میں تم کے ہیں۔

۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۱ء تک

دوم تسلط بذریعہ اطاعت: ۱۹۱۱ء ہندوستان انگلینڈ کے لٹھ جہد احمد انعام تک ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۲ء تک

سوم تسلط بذریعہ راست۔ حشر مہاگی کو ملک اور رند کے ساتھ عدالتی قوم کو سنی حالت میں لازمی طور پر قائم رکھنا۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۳ء تک

دو فصل ہمالوی ہندو تہذیب پر سپر س برٹش انڈیا (ص ۱۱)

۱۱۔ اس انداز کا آغاز ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۱ء تک ہے جو ہندوستانیوں کی تہذیب کی تہذیب کا دور

(دوم فصل ہمالوی ہندو تہذیب پر سپر س برٹش انڈیا)



کے لئے بیچ کے کہ اگر توجہ کے ساتھ اس شخص کو دیکھ لیا جائے  
 کا سپاہی بنا یا تھا جس پر ۳۲ دسمبر سن ۱۹۲۷ء میں شہید ہو گیا تھا

(سیٹھ احمد علی)

یہ سب سے پہلے سے ہی ۱۹۲۷ء تک تھا مگر چند سال ۱۹۲۷ء اور  
 چند سال حکومتوں نے ان کو محنت کے ساتھ اپنے دلوں میں بندھی  
 ہوئی اور وہ مستحق رہا

بادشاہ انگلستان چارلس اول نے ان کا نام اور عزت و فخر سے ہمیشہ یاد رکھی  
 تھی اس پر ان کا بیٹا بطور نذرانہ تمام قرض حسنہ کی رقم یعنی یہ مقدار جو ان کی طرف سے  
 چارلس اول کو تھی نہ ہوا اور کہیں کی حساب کو ان کی اس سے کوئی کمی بھی نہ ہو  
 اور بادشاہ انگلستان کا نذرانہ ان کو سن ۱۹۲۷ء سے ۱۹۲۸ء تک ہوا اور اس کے بعد ہی  
 انگلستان میں جمہوری طریقہ قائم ہوا یعنی اس کو سائیکل اور دیگر بیٹوں کی مانند تمام قرض  
 حسنہ پیش کیا گیا جو ان کے کسی کی دن کھول کر ادا ہوئی۔  
 صاحبِ محبت احمد علی

• مرنے کو کم دن کی حالت میں بیٹھ گیا یعنی تو آخری وقت میں تھی  
 بچا یا اور بڑھتی تھی اور کبھی کبھی کا سر ہر طرف سے اور توجہ  
 سے زیادہ لگا کر اور کی گرم باتوں کی شرح جو تھی کہیں سے تھی  
 سوائے کم دن کا بہت شکر یہ ان کی تھی یہاں تھی ان کے قرض حسنہ کے  
 ہم سے بطور راجہ پیش کیے تاکہ ان کی کم دن کی بہت شکر گزار تھی  
 (سیٹھ احمد علی)

پھر چارلس اول سن ۱۹۲۷ء میں فرما دیا کہ انگلستان میں ان کے کسی کی ادا میں بہت  
 ساج اور شاہوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ صاحبِ محبت احمد علی پر لکھا ہے۔  
 • کم دن سے تھی سادھی کہیں سے بڑھتی تھی جانے والے تو چارلس اول  
 نے اس کو جو دن رحمتاً دیا اور شاہ کی برافقت اور حاجت سے کہیں  
 کے کارہ اور کو اب بطور راجہ چارلس اول کا صاحبِ محبت کی سب سے  
 ایک مستقل اور شاہوں سے کہیں کے بیٹی، صاحبِ محبت احمد علی

یہ کٹوں کی نہیں کیوں کہ یہ مسطورہ کے ہر مختلف اور تغیر  
 آج مسطورہ کے ہر سے مستوی اور غیر مائل کی بنیاد پر غیر کا ہر  
 کو نہیں پار رہا کہ مسطورہ کے ہر سے مستوی اور تغیر

ذکر سے اس شہادتوں سے نشانہ کیا ہا کہ کتبہ کے وہ لکھی ہیں کہ سراہا ہوا  
 شہادتوں میں کل کتبہ پر ان کے ساتھ ساتھ اس شہادت کو لکھنے کے بعد اس کتبہ  
 شہادت میں جو کتبہ ہے کہ ہذا لکھی کوئی ہو گا کہ ہو نہ ہو تو ہذا شہادتوں میں  
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے اس وقت ہی شہادتوں کی بنیاد پر تغیر ہوا  
 کتبہ ہے کہ کتبہ کے کوئی نہ ہر اس کتبہ میں لکھی ہے۔ کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 شہادتوں میں کتبہ ہے کہ اس سے اس کتبہ میں لکھی ہیں اور ہذا شہادتوں میں  
 ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 شہادتوں میں کتبہ ہے کہ اس سے اس وقت ہی شہادتوں کی بنیاد پر تغیر ہوا  
 اور کہ ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 کتبہ ہے کہ اس سے اس وقت ہی شہادتوں کی بنیاد پر تغیر ہوا۔

اس زمانہ میں کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 شہادتوں میں کتبہ ہے کہ اس سے اس وقت ہی شہادتوں کی بنیاد پر تغیر ہوا  
 اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے  
 مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے  
 ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے  
 مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے  
 ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور

یہاں پر شہادتوں کے کتبہ ہے کہ اس سے اس وقت ہی شہادتوں کی بنیاد پر  
 تغیر ہوا اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے  
 مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے  
 مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور  
 کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے  
 مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ  
 کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور کتبہ کے ہر سے مستوی اور

گھر کر لوں گی کہ وہاں ادا شدی ہیں اور قلمدان در پہرہ اور دستوراہل سے اس نہایت کے متبرہ ہو گئے اور اس کی کسی حکم و رکنی سار میں بطور غصہ کا خاکہ کیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت مندرجہ ذیل شہادتوں سے معلوم ہو گئی ہے۔ پہلے یہی شہادتیں پیش کی گئی ہیں کہ کہیں کے کہیں ہمیشہ ہی کا ہنسنے کہتے تھے کہ لکڑی جھٹکی اور شریف آدمی بندہ مستان میں لکڑی کا کاڑیہ ہو کر ڈانسے کہیں کہ وہ شریفانہ طریقہ تمام میں ہی اور صافیت میں اختیار کر کے گا تو وہ ہزاروں ٹوٹ کھوٹ ہو گا۔ یہ نہ انہ مانع صاحب کے کہنے کے لئے ہم گل میں لائے اور سوا کہیں کو ساہ پینچا لے رہتے ہیں وہ بندہ اور ہانسنے کی تو نظر سے کہ وہ اپنے اپنے صوبہ کو وہ ہیں سہیں اور کسی ٹوٹ جانے اس لئے تمام کارکن لکڑی پر ام چارہ لکڑی تاکاں بیج رہا جھٹا زہد حاش اور فیڈ شریف لوگوں کو بھی کرتے تھے اور ایچ بی وی کی کو دیاں سے بھتے تھے اور انتہائی راجت اور جبر و ظلم میں لائے تھے۔ پانچویں نمبر میں لکڑی کا قتل و تاریخ پریشانی کا قصہ ہے غل کر پٹے ہیں کہ حلقہ میں ایک لکڑی کے بندہ مستان میں نہایت کسٹلک انہانت صاحب کہنے کے لئے وہ اور است سے وہ کسی ہی وہ منظور کا مسٹر ریفر ہر تھا تو گورنمنٹ گلستان کی طرف سے کہیں انہوں کو حاکم کر تم اپنی جمہور سے براہ صفا نیکل اور دیو کو کر کے تو اس کے بوجب سے ایک جیب و باجب سے بوجب سے کی تھی لکڑی جس کا مطلب حسب ذیل ہے۔

۱۔ کسی اور دور کے نام پر مطلقاً گورنمنٹ ہائے ایڈمنسٹریٹو سے لکڑی کی جانے کا نہیں ہوندا کہ وہ اس کے لئے اپنے ہی قسم کے لوگوں کا انتخاب کرنے کی ہمت اور ہائے کہیں یہاں کہیں کہیں لکڑی کو کر کے سے

۲۔ اس کے لئے اس سے چند روز قبل ۱۱ ستمبر میں پڑا کہ وہ یہاں میں جھے لکڑی

۱۔ اس کی کوئی بناوٹ ایچ بی وی لوگوں سے تھی اور ایک اس وقت میں کا مندرجہ اس بوجب میں تھا کہ اس سے ہمت اور کی جس مسٹر گورنمنٹ آف انڈیا سے اس سے پہلے ایچ بی وی سے متعلق تھی۔ لکڑی کی کسٹلک اور بوجب مستان میں خود فرد غنٹے سے تھے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں میں لکڑی کے صدر کرتی سوئے نہ ہوندا لکڑی سے جو کہ سب سے آدھی لکڑی تھی۔ لکڑی اور

”سر سے درمیں کو جس جھکے کر پائیں پانڈ ساہ دھکھینے ہدے سے قضاوری ہم وہ  
 صفا کبھی کے، اور جو تھا پوچھو جس سادہ بیباک نڈی س دوبر کو پھانٹا خا اسی لئے کہیں کے  
 عام ہادی کے آثار وہ یہ، اور اور مختلف سے سے کہ نہیں سچ رہنے باجو اور کھانک  
 خا تھا اور دروست کے ساتھ تہارت کا نفع ایک غیر میں ہیز تھی۔ جس کے لئے وہ لوگ  
 ہر وہ داسٹر کے یہاں تھے، ان لوگوں پر چھ مانس اور فرج لوگ تو کہہ  
 کو پہنچے گھر یا در چھوڑ کر آتے تھے، چنانچہ ایک اور شریہ جو ہر چہرہ لوگ کو دیا  
 رولی میں شکر تھی، بالخصوص اس میں ہے کہ اس زمانہ میں انھوں نے اس میں کھپ بہت  
 زیادہ پڑھا تھا اور چند دستاویز میں یہ سب زیادہ اور زانی تھی، ہدیوں میں کے لئے نوٹ  
 پڑھے۔ جس کی وجہ سے کہیں کی دستاویزوں پر انھوں نے انھوں نے کہیں ان لوگوں نے  
 ہر قسم کے ملامت اور حشیانہ کا یہ دہنیاں سے تمنا شہری کہیں اور ہر قسم پر وہ یہ  
 پیرا کہنے میں، ہر ہر قسم میں ہوتے رہتے۔ چنانچہ لوگ کہ ایک کا سوراہہ وہیں مقار  
 ہم چھ مقل کرتے ہیں وہ کہ انھوں نے کہیں کے ڈاکٹر میں کو کہ تھا۔

”آپ کے لوگوں کا اس ملک میں کوئی کھدہ یا تو ہے نہیں۔ آپ انہیں  
 مستقل تلوہ دیتے ہیں پھر بھی چند ہی سال میں وہ کئی نیا کھدے ہوں گا کہ  
 ہا میں جانتے ہیں۔ اتنی قبیل میں یہ کسی ظاہری اور اس کے یہ سب ساپ  
 گاٹی گاں سے آتی ہے، اس ساپ وہ لوگوں کو کہتے ہیں۔“

انہیں بھیجے لوگوں کے حقوق اور وہ ہسٹری کے لئے مندرجہ ذیل مقالہ لکھا تھا جس کو ہم  
 پہلے نقل کرتے ہیں۔

”اگر چند دستاویز میں لکھل یہ ہستان میں جانتا ہے۔ مجھ پر ان کی وہ  
 لکھتے کہیں کسی جنات کہتی نہیں ملتا، چند ہستان میں ان کے  
 اور تکا ب کے لئے انگریز کا نام لکھا گیا ہے اور اس کو سزا کا عیار  
 لکھ نہیں ہو سکتا۔  
 رہا میں سب کہتا ہے۔“

”میں ہمیشہ دیتا ہوں، بقایا ہر آدمی کے انگریزوں تک میں سب  
 زیادہ سچہ دستاویز کہتے ہیں۔ اور چند ہستان میں لکھی ہی عاقبت پیش

آرٹھ

مدد اس کے پیشے پادری صاحب کی اس تحریر کو جو انہوں نے انگریزوں اور دیگر  
ساجی اور شریر لوگوں سے لگے اگر کئی کے ڈاکٹروں کو سننے میں آتی ہے تو  
ڈاکٹر کے لیے ہیں جو کہ سب نبی نہیں۔

۱۰ آپ کے ۱۰ رسوں کی بڑا اچھا حصہ ہے جو مسلمانوں کی نظر میں آپ کے  
خدا کو جتنی سب سے زیادہ پوجا ہے اور آپ کا خوب جتن ہے اور آپ  
اس کی کیفیت اگر آپ کو سلام ہو بدلتے تو آپ کے انوسوں میں  
بہرہ ہائیں بخور لوگ تھے ہیں تو یہی بعض تو قائل تھے ہیں۔ بس تو دینا  
کو مانگے چلے گا کام کر کے دوسرے درجہ میں منتقل ہو جائیں گے  
تو یہ ہیں اور یہیں ہم شیڈیاں کہتے ہیں ۱۱

۱۲ اس کو کہتے ہیں تمام لوگوں کی یعنی انی الطبع اور میر شریف قضا میں کہتے ہیں کہ  
کسی شرمناک اور انسانیت سونگے دونوں سے کاٹ رہی اور اپنے تمام اصول  
کوٹ کھٹا اور زندگی میں نہایت آزادی سے جانوں و خطر ہر قسم کی کارروائی  
کئے۔ مثلاً لہر از غور سے کہ لگے کا ایک تہی دار کا ملاحظہ ہو۔

۱۳ ان کے بعد یہ کہنے کے مختلف قسم کے لفظ تھے اور یہ سے ایک فرقہ دینا  
خاکر میں رویت کے۔ تو یہ نہ تھے ان کی غیر دنیا میں مٹی شکل ہے۔ ہمارے  
مسٹر پرکاش نے ایک ترجمہ کو نہایت لکھا ہے۔

۱۴ وہ کہ لگے کہ وہ یہ کہ خردت میں۔ جو کو فوج کی تمام قسم ہوتی  
تھی جس سے وہ فساد پیدا کرتی تھی۔ وہاں کو سب نے دوست  
ہو رہے تھے کہ ان شور و جھڑپوں کو دیکھتے۔ وہاں سے وہاں  
کہ وہ یہ سے جھڑپوں کیا کرے۔ اس پر انگریزی حکومت نے چند ماہوں کا  
کو آدھ کر دیا کہ وہاں کو لڑنے کے طریقے (پاکو) (۱) (۲) سے وہی  
مسٹر پرکاش نے لکھا ہے۔ مسٹر پرکاش نے یہاں سے وہاں سے وہاں سے  
وہاں کے انگریزی حکومت وہاں کی خدمات کے ساتھ ساتھ  
نی تھی اور یہ کہ چند اصلاح ترمیموں کو پیش کر دینے چاہیں گی



دکھو رہی تھی وہ پنا سہو سول کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی نوبت سے  
سارے ہو گیا اور اس سے اڑنے پانچ سو کو بھیج کر کے اطلاع کر دیا کہ یہ  
کیڑا حال ہے اور اس کی پانچ سو پانچ سو کے لئے کہاں سے  
قرض اور روپیہ بناؤ۔ پانچ سو کے قرضوں کے لئے پانچ سو یا تو یہ کہہ کر خدا کو  
اس وقت اس سے کہا۔ پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
آپ کو کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
نوبت سے اس کو کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
مزید دو سو کے لئے پانچ سو کے لئے۔ اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے

دوستی سنبھالیں۔ صاف ایک ہند۔ پانچ سو

میں وہ کیا ہے کہ کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
اسے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
کہہ کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اور پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے  
پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے پانچ سو کے لئے

<p>کاپنی کا دوسرا دو گدہ تسلط و تسلیم اطاعت یا لہجہ از ۱۸۵۱ء تا ۱۸۵۳ء</p>	<p>اس کے بعد سرانند شروع ہوا ہے جس کی ابتدا جنگ بنگالیوں نے سرانند کے ساتھ کی تھی لالہ صاحب نے اپنے سرانند میں اس کے متعلق</p>
---	--

مصرحہ دی ہے لاکھتہ ہے۔

جس کا دوسرا سرانند ہے کہ ہر ایک کو اپنے تمام تسلیم و اطاعت یا لہجہ بندھا  
انگریزوں کے ساتھ ہے امانت ہے انہیں جنگ سے بچنے کے لئے اس کی تسلیم  
نہایت ہی دور انگریزوں نے ہمت تاکہ پھلا اس قدر طرز ہے کہ اس کے تسلط  
دخروں کی خدمت ہے ہم اس مقام پر خود کے طور پر چند شہادتیں پیش کر دیں گے  
جس سے حقیقت کا پتہ چلے گا۔ گراہن شہادتوں سے پہلے مالک کی تسلیم و اطاعت  
روشنی ذرا ہی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

لگتے ہیں جیسے کہ ان میں منہ کی سازش کا سلسلہ شروع کیا جہاں میر جعفر  
اپنی خدمت کر سکتے۔ ان کے بعد معاملات کھتے نہیں بلکہ تسلیم کرتے ہی۔ اس وقت  
کہ اس وقت کی تاریخ بتلاتے ہیں کہ ان کے چند حکمرانوں کو اس میں حکم ہے پورا ہو گئی تھی  
اس وقت کہ ان کے بعد ہر ایک کے ساتھ ہے تاریخ ہے ہر ایک کے ساتھ ہے اس میں  
جنگ بھارتی گئی اور وہی کے میدان میں ہوا جس کی شکل انقلابی لگتے سرانند  
کے پاس ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے  
مبارک ہے۔ لیکن ان کی قوت کا وہ تھا کہ انہیں ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے  
تھا۔ دوسری چیزیں کیا تھیں۔ یہ فریب اور ایک اور ایسا وہ تھا جس میں  
سراج الدولہ کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے  
سیرا و دھارہ کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے  
اس تاریخ جنگ کا یہ سراج الدولہ کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے۔

ان دونوں کی طرف سے سراج الدولہ کے لئے میر جعفر کو ایک اور ایسے کے ساتھ ہے  
ہر شہادت کی سہادی گئی۔ اس جنگ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ  
انگریزیوں کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے  
یہ تھا کہ ان کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے ساتھ ہے۔

ایک وسیعہ رشتہ صاب کھ کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ لوٹ و لوٹ میں سونے کا بیجہ ہر  
 لگا۔ میر جعفر کی طرف سے بھی لاکھ پانچ سو تیس لاکھ دیدیہ لکھا جو کھنڈر کیا گیا۔ اور کلکتہ کا  
 ہونہی علاقہ سے ہاگیر میں دیا گیا۔ جس کی آمدنی دس لاکھ روپیہ ساکار تھی۔ اسی طرح  
 ساہیو بر اولیٰ نڈ یعنی ہر لاکھ دیدیہ کو اس کے سپرد میں کر دیا گیا۔ یہ تو اتنی اعلیٰ حالت  
 تھی۔ کہ جس کے ہر روپے اور سونے کے معاملات اسی سے ایک تھے جن کو اس وقت پورا  
 کر سکی گھاٹش خزانہ میں دینی تھی اس لئے صرف صاف کی اور انکی ہوئی۔ چھو میں پہلے  
 کا علاقہ کہی کی جاگیر شہری۔ جرنل بیکارے۔

۱۰ کہتی اور اس کے اگروں پر سولہ لاکھ روپے خریدا گیا۔ اسی لاکھ روپے  
 دیدیہ کے واسطے ترشہ آہد سے کلکتہ روانہ کر دیا گیا۔ جس سے لیدو ۱۰  
 کشتیاں تھیں۔ جنہاں اڑھائی تھیں اور ہا ہا جتا ہا تا تھا۔ چھ لاکھ  
 رو کلکتہ ویر میں قاناق ایسا خوشحال ہوا کہ کبھی دلچسپی میں نہ آتا تھا نہات  
 پھلک ہوئی۔ ہر اڑھائی کے گھر میں دولت کے آثار دکھائی دینے لگے ۱۰  
 (سوانح کولہ مصنف بیکارے ص ۱۱۳)

اس ملک کی کامیابی سے جو علاقہ میں ہوئی کسی کے خاص تھاتی اور کھانہ  
 ہو گیا جو شہر لٹ سے لہو ج ہو کر پورے سے ڈیڑھ سو سال تک رہا اور اب تک ایک صحت  
 ملک ہر قریب آجپانے سے تھانت کے ساتھ حکومت کا ڈر شروع ہوا۔

رہائش مستقبل ۱۱۳۳

طالعہ اس مقدار کے جو میر جعفر کے حاصل کی گئی عام لوٹ کا بانا رہی اگر کہا گیا  
 چنانچہ لارڈ کولہ کہتے ہیں (دوبارہ لوٹ بنگال)  
 ۱۰ تین کروڑ انسانوں کو لوٹ کے کلکتہ میں حکیم اشرف دہلوی بہت جلد تیک  
 لی گئی تھی جو دستاویز برہمنوں میں سموی سموی نظام کی فریابی پر اپنے  
 حاکموں کو بہرہ فرت کر دیا کہتے تھے۔ گو انگریزی حکومت سنگد سے لگتی  
 دہشتی اور دستاویز کو سوتی کی طرح ظالم اور صحت تھی عزیز رہاں تمام تصدیق  
 طالعہ تھیا رہاں سے صلح تھی ۱۰

(تعلیم ہر قریب مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۵ء)

یہاں تک کہ پر دوسری جگہ کہیں سکے کہ انہوں نے جس وقت کہتے ہیں۔  
 میں صحت یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس قدر علمی و دانشمندی خودی اور زیادہ سائنس  
 کا منظر ہمہ تن گال کے کسی ملک میں دیکھنا سنا نہیں گیا۔  
 حکومت خود اختیاری مشائخہ سرخ خری دارا کلاں صنفہ سیکل  
 ہر کسی اینڈس کہتا ہے (کتاب قانون تمدن و تمدن)

یہ بالکل غلط ہے کہ وہی آدمیوں کی کافی اکثریت میں سے منتخب کر لیا  
 اسی طرح بھری جس طرح ہم نے جو ان اور پائس کے لئے اسٹائی  
 بھیجے تھے ہندوستانی لئے کہتے تھے کہ کوئی انسان ہی اس  
 کا اندازہ نہیں کر سکتا لیکن وہ کہناں ہر نہیں ہو گیا۔ اتنی اوت میں  
 وقت کی لمبی پر مری دولت سے بہت زیادہ تھی جس میں مشائخہ  
 انگلستان آیا تو یہاں بڑے بڑے شہر تھے جہاں کوئی ایک دو تین جگہ  
 کی چاندی نے انگلستان پہنچ کر صرف رعایت میں لے لیا تھا کیا کہ  
 اس کی رفتار ہی بہت تیز کر دی؟

عظیم امر سرورہ ۲۰ اگست مشائخہ حکومت خود اختیاری صنفہ

انہاں ہی مشائخہ مشائخہ

سرورہ لگتی کہتے ہیں کہ کتاب قانون جنرل و سرورہ مشائخہ ہنگ انڈس  
 ہر کر پائی کے ہندی ہنگ ایک دولت مشائخہ کر لیا کہ مشائخہ انڈس  
 کا اثر فرہمی ظہور ہو گیا۔ جو ٹھکانوں میں فرہمی مشائخہ کہتے ہیں  
 کہ انقلاب مشائخہ سے شروع ہوا۔ انہوں نے مشائخہ سے پہلے  
 مشائخہ سے کہتے ہیں کہ وہ پہلے مشائخہ سے وہ ایسے ہی مشائخہ سے  
 ہر تھے تھے جیسے ہندوستانی ہر تھے۔ یہاں کہتے ہیں ایک جہاں  
 چیز ہے بہت ہی ایجادات مشائخہ تک بدل پڑی ہیں اور جب  
 ملک ایسی حرکت دیکھ جائے تو یہاں ہر تھے وہ دنیا کے مشائخہ  
 ہر تھیں۔ یہ آہستہ آہستہ فرہمی ہر تھے مشائخہ و عرفت  
 انگلستان کی ہندی کر لیا اور ہنگ لے لیا انہوں کو فیض ہے جو اس

وقت کے گانٹھوں کے لئے سحر کرتے رہے۔ اس کی جنگ فتح ہونے سے پہلے جگر سولے کو دیا انگھستان کی طرف اپنا شروع دینا تھا۔ ہر صحت و حرفت گہوار اور شہنشاہی پرلوں کے لئے سے صحت کاتے اور سحر اپنے میں لنگا شاکر کہ ہندوستان پر کوئی فوجیت ماہل دقتی پتہ وہ دستکاری میں نہ چند و ستانی کپڑے کو صحتی کا جو بربتار کھا تھا۔ شاکر میں کیا طرف میں کہیں ہی کو جود نہ تھی۔ جو حال مدنی کا تھوڑی نو سہ۔ کا بھی تھا کہ کوئی اور آئین گری وہ لوں کام انگھستان میں بہت سہرا لنگر سحر بل رہے تھے۔ (۱۱۱) سحر بل رہے تھے۔ (۱۱۱) سحر بل رہے تھے۔

سحر و جیٹ کبت سے

۱۱۱ ایسٹ انڈیا کے لاکھوںوں کے سرسری اندازہ کے ساتھ بڑی سہرا سے دہری کیا گیا کہتا ہے کہ جنگ ہا سی اور جنگ وہ لڑو کے درمیان ناز میں ہندوستان سے انگھستان کو پورا سب لڑو ہا چکا تھا۔

کارڈیک سے دوبارہ لوٹ بیگال آتا ہے۔

۱۱۲ اس طرح سے بہت شام دولت بہت بھر گلتے میں جمع ہو گئی وہاں جا کر عین کر دیش لسان صدا رہ پر بد کر منہ گئے۔ بیگم کو لوگوں کو منگام میں۔ چند کی عادت تھی مگر وہ منگام اس قہر کے وقتے کہیں کے لوگوں کی چھوٹی انگلی انہیں سرسری اندازہ کے پچھتے سے زیادہ موٹی معلوم ہوتی تھی پڑنے لگانے کے نام کے زمانہ میں ان کے اقدار میں ایک صفا تھا وہ کہ جب علم ناقابل ہوا داشت ہو جاتا تو وہ ۱۱۱ وقت کو کہ حکومت توڑتی تھی مگر لڑو کی حکومت بوسٹری نہیں سکتی تھی۔ یہ حکومت دھیر لکی سی صدد کا لاد حکومت ہونے کے ساتھ ہر یہ تجزیہ کے آہستہ کی طاقت سے معلوم تھی۔

(حکومت ہوا اختیار اور صفائی کے لئے نہایت لڑو لگا کر صفا)

سحر و جیٹ کبت سے

۱۱۳ اہل اس کے کہ جنگ ہا سی فتح ہوئی اور ہندوستان کے لوگوں نے سحر

کہ انگلستان میں آسنے شروع ہونے پر اسے ملک انگلستان کا دارالحکومت  
 نہایت چھپا تھا۔ خود انگلستان کی صنعتی ترقی بنگال کے پیشواؤں کی بدولت کے  
 ذخیروں اور کرناٹک کے خزانوں کی بدولت ہوئی۔ (روشنی مستقبل مشام  
 لارڈ میکٹے کھتا ہے۔)

• دولت کے دریا میاں سے انگلستان کو بہتے چلے جاتے تھے یہ  
 روشنی مستقبل مشام

سر جان شوربرن کا تعلق بنگال سولی سروس سے تھا قانون مشاعرہ پر بحث کرتے  
 ہوئے لکھتا ہے۔

• لیکن چند مستان کا عہد ترقی انہماک سے گزارا گیا ہے۔ جو دولت کھی  
 اس کے پاس حتیٰ اس کا جزو اعظم ملک کے باہر کھینچ کر بیچ دیا گیا ہے۔  
 (حکومت خود مختاری مشام)

اس زمانہ میں کینی نے ایک اور عجیب و غریب نئی تجارت کی بنیاد ڈالی اور وہ گڈ بیل  
 کی تجارت تھی۔

محمد علی کوکن ملک میں اور میر جعفر کو بنگال میں تخت دلائے سے یہ تجربہ ہی تھا کہ  
 سلطنت کے ہر انتظام سے انگریزی خزانہ بڑا ہوا جاتا ہے۔ چنانچہ میر جعفر کو بٹ  
 کو میر قاسم کو مسترد کر دیا گیا۔ میر قاسم نے بغاوت کی تو میر جعفر سے سوداگری  
 گیا۔ اس کے بعد نجم اللہ سے سوداگری کیا۔ اس سوداگری سے انگریزوں نے جو نفع  
 حاصل کیا اس کی مقدار پانچ کروڑ کے قریب ہوئی ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۸۵۷ء میں میر جعفر کی تخت نشینی پر ۷۱-۷۰-۳ کروڑ

۱۸۶۷ء میں میر قاسم کی تخت نشینی پر ۲۴۲۹۹۰ لاکھ

۱۸۷۳ء میں میر جعفر کی دوسری تخت نشینی پر ۸۲۹۹۰۱۴ کروڑ

۱۸۷۵ء میں نجم اللہ کی تخت نشینی پر ۱۹۷۹۰۰ لاکھ

۱۸۷۷ء میں ۳۳۰۰۰ کروڑ

اسی قسم کے طرز عمل سے ۱۸۷۷ء تک جو رقم کینی لاور اس کے ملازمین کے پاس پہنچی  
 اس کی ممبران ساڑھے اسی کروڑ روپیہ کے قریب ہوتی ہے جس میں قومی اخراجات



پان کو تمام اصول سے مستثنیٰ کر چکا تھا۔ اسے سب سے پہلے اس کے  
نص سے اس کی تائید کے لئے اس کے لئے یہ کہ جس سے پہلے اس کی تائید  
شروع کی کہ یہ بگاریں شاہی کوئی بی گناہ نہیں تھیں۔ ان کا پاس  
پاؤں میں وہ ٹیڑھی لڑیل اور تانے لگانے والے دکنے ہوتے تھے۔ وہ اس کے  
پاس سرکہ حاصل کی کہ اس کے لئے جس کی وہ تائید کر سکتے  
تھے۔ ان کے پاس سے اس کے لئے اس کے پاس اس کے پاس اس کے پاس اس کے  
کی بیگیاں اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
موت نہیں ہوتی۔ ان کے پاس اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
آہ۔ خود وہ یہ کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
لوہے کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے  
جس سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
غیر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
ذاتی کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
پیدا کرتے تھے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
کئے تھے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
سے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
- وہ کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
جس سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
نہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
یا اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
کی سال کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
وہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے







کہ کم ہونے لگے اس کے غلاموں کے ہاتھ دوسرے انگریزوں اور ان کی کھوپڑی  
 کی طرح دوستوں کے زیادہ ہونے لگے۔ ہر ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح تھوڑی سی آمدنی  
 کم ہونے سے اس کے کارکنوں نے مختلف طریقوں سے کھوسٹ کے ہتھیاروں کا  
 کریش اور جوس تک گیری کی سارٹیں روزوں میں بھلے گئیں۔ ہندوستان کی دہائیوں  
 کا بیشتر حصہ دستوراً ہی نہ ہو سکا۔ اس کا اثر تھا کہ ہندوستان میں غیر ممالک  
 کے گروہ چستی قرار دیا گیا اور وہ ریاست کا حصہ میں تعلق بیٹھنے کی طرح دکھائی  
 دیا۔ اس کی طرح متحدہ ریاستیں ہندوستان میں لاہور تھیں ہندوستان کی بادشاہت  
 جو اسے اور ہی گئی کے غیر حیت سے اس کو تسلیم کرتے تھے۔ اسے گروہوں میں  
 کتب میں بھی لکھا گیا اس طرح کو اپنا قرار دے کر غیر معتبر ہونے کا اعلان کر  
 دیا اور تقریباً پندرہ ریاستیں اپنے تئیں اس طرح سے خود ہندوستان میں  
 اور خود ہندوستان میں ہر ایک کے لیے اپنے تئیں تسلیم کرنے کے لیے اس  
 راہ میں اٹھنے لگے۔ اس طرح کے اسٹیشنوں کے لیے اس طرح کے توجہ سے  
 ہوتا تھا اور کھوسٹ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان میں ہندوستان کی  
 طرح کے ہی دوسرے ملک یا گروہ کی کام کی حالت تھیں۔ اس قدر کے تعلق سے ہندوستان  
 پر اس طرح کے اثرات کی گت ہے۔

۱۰۔ اس میں شش نہیں کہ تھوڑے دنوں میں اس سے زیادہ شرمناک طور پر  
 ہونا چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کسی ملک یا قوم کی آزادی اور حکومت  
 کی حالت چاہے اب آزادی کی چیز ہی تھی۔ اس کے بعد اس کے ہتھیاروں کی روٹ  
 اس نکاس کے متعدد طریقوں سے ہندوستان میں اس کے ساتھ ساتھ ایک ملک  
 دوسرے ملک کے لیے ہندوستان میں ہندوستان کی گت ہے۔

۱۱۔ اس میں ہندوستان کی گت ہے۔

نظریہ ہندوستان کی گت ہے۔

۱۲۔ اس میں ہندوستان کی گت ہے۔ اس میں ہندوستان کی گت ہے۔  
 تو ایک ہندوستان کی گت ہے۔ ہندوستان کی گت ہے۔ ہندوستان کی گت ہے۔  
 ہندوستان کی گت ہے۔ ہندوستان کی گت ہے۔ ہندوستان کی گت ہے۔







گیا جو کہ ۱۹۴۷ء سے ہندوستان کے قومی قرضہ کی مدد قائم کی گئی۔ ابتدا میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے تجارت کے لئے اپنی قوم سے کچھ قرضہ لیا تھا جس کی مقدار آٹھ اھزار روپے شمار میں آئے گی اور جو بڑا بڑا تھا۔ بقول لالہ لاجپت رائے انگریزوں نے ہندوستانوں کو قرضہ میں کیسے تو اس میں لطف ہے کہ روز اول سے آفریقہ تک برطانیہ کی گورنمنٹ سے ایک کوڑی ملی شرح نہیں مہرئی اور ہندوستانوں ہی کے ماں اور باپوں کے غم سے ملک قبضہ میں لے لیا گیا۔ اسی پر بس نہیں کی گئی ملک گیری تجارت کی توجیح، ملکی مصروفیت، غم کی ہر قسم کے مصارف اور انگریزوں کو بیشیاد بھرنی گئیں اٹھاتا پڑے ہندوستان کے غم سے ہی پورے کھٹ گئے۔ ان کے منافع ہمیشہ انگریزوں کی جیب میں جاتے رہے اور راجہ یا خاندان جونا تھا تو ہندوستان کے سر پر جاتا تھا۔ مسٹر آرمی حوت کہتے ہیں۔

۱۹۴۷ء ہندوستان کا سارا قومی قرضہ جو کمپنی کے صد سالہ عہد میں بڑھا تھا صرف اس وجہ سے کہ برصغیر، انگلستان میں ہوتے تھے ان کا ہندوستان پر ڈالا جاتا تھا؟

ہندوستان کے قومی قرضہ کی یہ توجیح اسلام کرنے کے بعد دیکھنا چاہیے کہ اس میں ساں ہمال کیا اظہار ہوتا رہا۔ ذیل کے اعداد ان پیمائی انڈیا سے ماخوذ ہیں۔

۱۹۴۲ء	۱۰ لاکھ روپے	۱۹۴۷-۴۵ء	۱۰ لاکھ ۳۵ روپے
۱۹۴۹ء	ایک کروڑ روپے	۱۹۵۱-۵۰ء	۵ کروڑ ۵۰ لاکھ
۱۹۵۵ء	دو کروڑ روپے	۱۹۵۶ء	۶ کروڑ ۵۰ لاکھ
۱۹۶۹ء	۳ کروڑ	۱۹۷۰ء	۶ کروڑ ۹۵ لاکھ
۱۹۷۶ء	۳ کروڑ ۵۰ لاکھ	۱۹۷۷ء	۱۰ کروڑ
		۱۹۷۸-۷۷ء	تیس کروڑ ستر لاکھ

ذیل کے اعداد انگریز ایریک سے لئے گئے۔

۱۹۳۳ء	۱۲ تیس کروڑ ۵۰ لاکھ چالیس چھ روپے
۱۹۵۵ء	ایک کروڑ ستر لاکھ اسی چھ روپے خود قیدی
۱۹۷۷ء	۱۱۲۷ میں ہندوستان کا غیر ملکی قرضہ ایک ارب پندرہ سو لاکھ یعنی پندرہ ارب روپے

رہ رہا بخیر و برکت اور دلی سنجیدگی

اس فرض پر ہندوستان کو ہر سال (۱۵) کروڑ روپیہ سے لے کر ۲۰ کروڑ روپیہ اور کتا  
پر لگا ہے۔ اس کے ساتھ وہ لاکھوں روپیہ ہندوستان کو  
وزیر ہند کی وسعت سے لے کر لگا رہا ہے۔ اگر اس سے متروک کر دیا  
ہیچے ہائیں جو ساری ترصوں کے طور پر ہیچے ہاتھ ہیں اس لئے کہ  
یہ رقم ایک ایک ہزار ہزار ہے۔ تو تیسے ۲۳ کروڑ روپیہ  
باقی رہا ہے۔ اس طرح اس سال کا مجموعہ ۱۵ کروڑ روپیہ  
روپیہ یا ایک ہزار روپیہ ہے۔

بریں دیوسی و شلیمیر کہ اس میں حیتہ ہو انہیست تھا متا نزد  
سائنس لیشن آف ہندوستان اور ہندوستان

اس فرض کی ایک دوسری اوجیت نہایت بے لطف اور عجیب و غریب  
ہندوستان کے لئے جو جنگ کی ایشیا یا امریکہ وغیرہ میں لگائی  
چہ یا تو یہ ملک کی فرض سے ہندوستان ریاستوں اور صوبوں کو  
پنے تصرف میں لیا جاتا ہے ان میں ہندوستانی سہاوی ہندوستان اور  
اسراستھال کے ساتھ ہی ہندوستان ہندوستان کی ہا میں سائنس لیشن  
ہی۔ جس سے اپنی لوٹ لہا قیستہ میں لائی جاتی ہے اور ہندوستان جنگ  
ہندوستان کے آخر تک کہ ان میں سیشن ڈیس کے مقاصد میں شامل  
کر لیا جاتا ہے اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ ہندوستان میں ملک پر غلبہ  
ہندوستان کو کہتی ہے چار کروڑ سا لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ اور وہ  
مقدار ہی ہندوستان ہی کے آخر میں مقاصد میں شامل کی جاتی ہے اور  
اس کا سود اور سود اور سود ہندوستان ہی لیا جاتا ہے گویا کہ بھری  
خریدی گئی اور اس سے کہ گویا کہ قوی رہی قیمت اور انہی میں مصروف  
جنگ کی ان ہنگامہ ہر پندرہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ  
دسواں اور ہندوستان میں ہندوستان ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ ہنگامہ  
ہنگامہ ہنگامہ



مستثنیہ امیدواروں کی اصلاحات اور ترقی دینے کے لئے  
 اپنی کاغذی حد شروع ہو۔ مگر ہی کے ساتھ شہر ہند کے  
 لئے کن کے قرضہ کا بھی مسئلہ طور پر نکال دیا گیا اور قرضہ پر قرضہ دیا گیا  
 یہ قرضہ بھی ادا ہو گا۔ واضح ہو کہ مستثنیہ میں انگلستان کے قرضوں کی  
 نہ تھی۔ اس لئے شہر ہند کا قرضہ بھی قرضہ ہی اور ہندوستان میں عام  
 دو ہفتہ کا قانون راج تھا جس کی زد صدائی کو قرضہ پر سو برس  
 کیوں دیکھ رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ قرضہ سے زیادہ سود مل سکتا تھا۔ مگر  
 یہاں سے بھی کے تمام تہائی سرمایہ کی کثیر رقم پر بھاری انگلستان  
 اور ہندوستان کے دو ملک کے ساتھ جس قرضہ سے سو قرضہ ادا یا اور یہ  
 کیا کہ کالیس سال میں مستثنیہ ملک قرضہ ادا کیا جائے۔ مگر صرف  
 سو یا پندرہ سال میں سو یا پندرہ سال کے قرضہ کے ہر  
 سال جاری رہا۔ آج کل قرضہ سے بکھری ہوئی حالت میں

الحکومت اور قرضہ کی صورت

ملاحظہ ہے کہ پورے ہندوستان میں حکومت کی حکومت کو قرضہ  
 سے بکھری ہوئی حالت میں قرضہ کا قرضہ ہے جس کی صورت میں  
 قرضہ کے نیک خیال و شہرہ ایسے آئے جنہوں نے ملک کے  
 اور بہت ہی ترقی کے لئے حکومت اور قرضہ کی صورت میں  
 بلکہ قرضہ کے لئے قرضہ میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کا قرضہ  
 ہندوستان اور حکومت کی صورت میں قرضہ کا قرضہ کی صورت میں  
 جس صورت میں صاحب اور صرف ہندوستان میں ہندوستان کی صورت میں  
 نہایت حد تک قرضہ میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں  
 ہندوستان میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں  
 ہر طرح کی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں  
 ایسی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں  
 ساتھ ہندی حکومت اور قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں قرضہ کی صورت میں

کئے جس وقت تک کہ مل پر مشورے کی اور انگلستان کے ان پر  
 دینی کسے کی کوشش نہ کیے، ایک بے بی ادب اور بی سزا کے  
 اور کھانا ہاں ہی کے ان کا سال ہی جس وقت سے آفس کا  
 اور کھانا ہاں ہی کے بڑا کر سہا کر ڈیا، ایک بی بی اور حکومت کو  
 ہی رہی اور وہی تو یہ حکمت کا دور دورہ کوئی دکنہ کے وہی  
 کے خلاف پہلے ہی اس کا خلاف ہاں ہی تو اس کی بعد بہ شروع ہوئی  
 پہلے کہ اس میں وہ اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی  
 کو بند دستاوی کے لئے لے گئے تھے، اور ان کو ہاں ہی اس کے خلاف  
 نکتوں دیکھ کر، ان کو کئی بار دیکھ کر اس کو ہاں ہی اس کے خلاف  
 ہی کو ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف  
 فلسفہ کہتے تھے کہ ان کو ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف  
 ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی  
 گیا یہ کہ اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف  
 اور اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی

- چند دن سے آئی ٹی آر، ہمیں بھی ہوا ہے اور اس کا ہمیں بھی کچھ...
- یہ بھی ہوا ہے اور کیا کہہ سکتے ہیں چند دن کے یہ بھی ہوا ہے اور...
- یہاں گہرا ہے۔ اگر کوئی سا ہے تو پھر ہی اس کے خلاف ہاں ہی...
- چاہئے کہ اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف...
- اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی...
- اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی...

حکومت اور انتہائی مستحق

خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام حصوں اور سرکاری کے ساتھ ہی  
 انگلستان کے اور تمام حصوں کی تاریخ سے ظہور ہے کہ وہ کی طرف سے  
 ان کے ساتھ ہی ہے جب کہ ہندوستان کے وہ کی طرف سے ہی  
 ہی تو اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی اس کے خلاف ہاں ہی

باہل مصلحت پر مبنی ہندوؤں کی زندگی نہایت گری ہوئی اور کتا کش بکر موگ کی زندگی بد گئی۔  
سرچارپس ایسیٹ ہیٹ کشتز آسام شہت لہ میں لکھتے ہے۔

• میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ کتا کش کا مشہور ہونے کی نصف صدی ہو چکی ہے جو بال  
بہر ایک بیسی باقی کا ایک وقت پیٹ ہو کر کھا گیا ہے کہتے ہیں :  
(حکومت خود اختیاری ص ۱۱۱)

مسٹر اردن ڈیٹی کشتز راستے پر لکھتے ہیں :-

• کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ (شیردوں کے شخص سے) خود اک کی قلت صحیح  
تکلیف آٹھتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ چھوٹے کتاوں کو پرورش  
کرنا ہنسی ہے بالخصوص پروردہ نشین مسوان مرد توں اور مہن شہر تاد کو مہن کا  
وقت بچا گیا ہے جو شہر سے ہنس تک نہیں جاگ سکتے ہو رہی کو کھلی  
جانے لاپ کر کتا ہنسی ہے کتا کی کافی بڑی طرح ستاتی ہے :-  
(حکومت خود اختیاری ص ۱۱۱)

مسٹر سے سے برسل بریلڈ میٹ ہندوستان کے سفر سے واپس ہو کر ہندوستان کے  
مرد در پشور لوگوں کے متعلق لکھتا ہے :-

• یہ لوگ کھیلوں کی طرح مر رہے ہیں : (حکومت خود اختیاری ص ۱۱۱)

ایک امریکن مشری کا متادالہ لہر اجمیت راستہ نقل کرتے ہیں :-

• ہونہی چندوستان کے لوگ زندگی بہتر نہیں کرتے بکر زندگی کے وہ لوگ  
کہتے ہیں میں نے ایسے گھر دیکھے ہیں جہاں لوگ مردار گوشت کھا کر  
میتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں کوئی عام کھانسی نہیں بتایا جاتا :-  
(حکومت خود اختیاری ص ۱۱۱)

مسٹر ڈیویو میں جملہ کہتا ہے :-

• میں ہندوستانیوں کے سر پر جینوں آنتوں سے حاصل کردہ ہوں  
اور یہ علم گورنمنٹ کے بیکٹری اور کشتز ظہر ہیں۔ اس مطالعہ سے میں  
ہنہی تبصرے پہنچا ہوں وہ ہے کہ اگر ہم اسی طرح ملک کو ترقی دیتے ہے  
تو ایک دن وہ آئے گا کہ ہندوستان بھر بھر کر ایک دوسرے کو کھائے

تھیں گے۔ لیکن گوانگڈونگ کے سوا کئی دوسری ہیزی مڈل کے  
جی ۷ (حکومت خود مختاری صوبہ)

مسٹر سیول میریٹ مہر کو نسل کے ساتھ دو میں کھاتا۔

میرا یہ کانڈو حکومت ایران اور شہول بنا یا تھا ہے۔ مگر اس میں  
مک جس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ مگر اس کا متاخر وہی مگر ان کے صحت سے  
کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت لوگ غلط تھے۔ یہ مک خلافت کی  
انتہائی پستی تک پہنچ گیا ہے۔ (حکومت خود مختاری صوبہ)

مسٹر ایس ایس بیواریٹ ۱۹۷۸ میں لکتا ہے۔

دو دستار میں سے دو کہ تھوڑی جہت میں کی حالت اپنی آٹھ  
دیکھنے کے بعد بہت دستان کی آہی کا بہت بڑا حقہ ایسا ہے جسے  
اپنی پیدائش سے کہ اپنی دلانہ تک کہیں پیٹ کر کھانے کو نہیں  
ہندہ اور اٹھایک بھائیہ کو حکومت کو تھوڑے سو برس سے لائو چکے  
ہیں۔ لیکن جی جی تو لڑی بھائیہ تھی بہت گرا ہے اور گرا ہے۔  
شوہر صاحبات یعنی دنگن میں وہی سفالی و سفالی صحت کا کوئی قابل  
ہو کر استفادہ ہو رہی تھی یعنی بھالت سانسے جسکی گوج وہ ہے۔

ہا کر ڈنکے زیادہ تھوڑا اس آادی کی ہے جسے ساری مریٹ مہر

کہ جان لگد جی میں نہیں ہوتے نا

۱۹۷۸ء ۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء ازبکستان میں کوئی کوئی نہیں

اسٹریٹس اپنی ریویٹ میں کھتا ہے۔

۱۹۷۸ء عام ہادی انتہائی افلاس میں ہے۔

۱۹۷۸ء سوشل خدمات مثلاً تعلیم، صحت، سفالی وغیرہ کا مڈل مڈل  
میں وہ جسے حمایت گرا ہے۔ اور جس شعبوں میں تو بالکل مفر ہے  
ہندوستان نام کر ۱۲ ستمبر ۱۹۷۸ء ازبکستان میں سائیکس

ایک۔ ایم۔ ہندوستان (شہرہ امیر اقتصادیات)

۱۹۷۸ء دستان روز بروز کمزور ہوتی جاتا جا رہا ہے اور مسلم ہوتا ہے کہ

عوام کی زندگی کا خون بہتہ بہتہ گردنِ بدن تیردی کے ساتھ دگلا جا  
 سچے (پچھتائیں) بیگس کرپٹ کی آف انڈیا انڈیا صحت عامہ  
 ڈاکٹر روڈ رائڈ اسٹیشن کے متعلق

دہرنگہ زندگی کی من گھڑی نندوہ تک حصہ

دی بیج رت لوڈس بلڈن لڈیا ملٹا از مالیت عامہ

یہی ڈاکٹر روڈ رائڈ (دہلی) جو ایک تکالیف ہوا ہے کہ تاخیراً لکھتا ہے۔

• میرے علم و احساس کے سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یہی برطانوی باشندے  
 جو نے فی حیثیت عیسائی کی سیاسی حالت کا ذمہ دار ہیں جس نے یہ کہ  
 دجے کر تکلیف دہ طریقہ پر موت کے گھاٹے اتار دیا۔ ہم برطانوی باشندے  
 ان کی اس حالت کے دہرنگہ ہیں جس نے تخیل نامہ اور ایچ اے جی کے  
 کوئی ایچ جی کی ہے کہ اس کا سبب اب ہوئے

(دائیں انڈیا انڈیا مالیت عامہ)

مسٹر بیٹر فریڈ (جسٹس) (صدر کابینہ) (انڈیا بیگس) (سٹیٹس)

• یہاں یہ صدر و کابینہ کے ذریعہ ہندوستان کے بچے کھانے کو مت کھانے  
 کا پابندی ہے۔ لیکن یہ کہ اس کو کی پابندی ہے جس میں نہ لپرو  
 وختات و خفاقی جان کھنے میں وہ اس سولن کا جو اس میں ہے۔ جس  
 لوات کھا جا، ہے کہ اگر ہندوستان و تمام روٹی گی اور تمام پھول  
 مصیبت کا پانڈو ٹوٹ پڑے کہ ایک سو برس کے برطانوی راج سے  
 یہ مصیبت ہندوستان پر مار چکی ہے اس سے زیادہ مصیبت ان کو  
 ہے۔ جو قانون ساز جس تمام کے تمام کی ہیں ان میں عوام کی مایوسی ہے  
 حق اور ہم نے سوال کا وہ سب سے زیادہ طریقوں میں کے دوش ہے  
 بلکہ ہے۔ ہر کارکن پورٹ میں ہندوستان کے متعلق یہ اٹھا جائے۔

• تمام ہندوستان کی فائز کٹی کی متعلق تو یہ ہے کہ مسلمانانہ ڈکٹ

روٹی کی نندوہ پانڈو ٹوٹ سے لے کر سات کرڈ تک ہے۔ ایچ

دہرنگہ کو روٹ ۲۵ دہرنگہ سٹیٹس زائونین جو زائونین

مسٹر ڈی جی بیٹریڈ نے ۱۹۳۳ء میں لکھا ہے کہ (صوفی مورخات متوسط میں ملازم تھا) ایک ایسی رائے جس پر ہر شخص متفق ہے اگر قابل اعتماد ہو سکتی ہے تو یہ صحیح ہے کہ وہیں ہندوستانی زیر حکومت ہر صبح بدترسات کو سنبھالتے ہیں۔ یہ اہم مسئلہ ہے جس پر حکومت کو توجہ کرنا ضروری ہے۔

(حکومت خود اختیاری ص ۳۲۰ اردو ایجنسی لاہور)

لہذا اس کہ چند سالوں کی انتہائی برہادی اور ناکامی اس قدر برہمانی پر پہنچ جانے کے بعد بھی برطانیہ کو رحم نہ آیا بلکہ اس کی وہ تدریجی اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بارش برہمنی رہی۔ مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہوگا کہ کس طرح ٹیکس کی زیادتی ہندوستانی ٹرام کے ضیاع و ناقابل گزروں پر جاری رہی۔ ٹیکسوں کی تفصیل بحساب لی گئی۔

۱۹۱۸ء میں فی کس	۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۶ء
۲۱.۸۸۱	۲ روپیہ ۱۳ آنے ۶ پائی
۲۱.۸۹۱	۲ روپیہ ۲ آنے ۱۱ پائی
۲۱.۸۹۱	۲ روپیہ ۳ آنے ۱۱ پائی
۲۱.۹۰۵	۲ روپیہ ۱۰ آنے ۲ پائی
۲۱.۹۱۱	۲ روپیہ ۱۳ آنے ۲ پائی
۲۱.۹۱۳	۲ روپیہ ۱ آنے ۳ پائی
۲۱.۹۲۰	۲ روپیہ ۱۱ آنے ۵ پائی
۲۱.۹۲۷	۲ روپیہ ۴ آنے ۶ پائی
۲۱.۹۳۳	۲ روپیہ ۴ آنے ۷ پائی

(اخبار دیکن ایمرٹس جلد ۲۹ ص ۳۳۳ تا ۳۳۴ نومبر ۱۹۲۳ء)

بادجو دیکھ ہندوستان ۱۹۲۳ء سے پہلے ہی ہلاکت کی انتہائی پستی کو پہنچ سولی پڑا اور سر جان شور جو غیر روپیہ چکا تھا گریسٹوں آنکھوں کے لالچ کی آگ بھڑکتی ہی رہی اور بدترسات حاصل کرنے کی جھوک ہمیشہ روز افزوں ہوتی رہی حتیٰ کہ یہی جنگ عوامی کے بعد تو تحصیل دولت کی ہندو جہد بہت ہی زیاں بڑھ گئی جس سے ہندوستانیوں کی برہادی اور بدترسات پھر درپے شہابیت ہو گئی۔ انکا قدر و اتالیق راجہوں۔

## آزادی کے بھانسنے گرائی اور قحط کاشت کی کمی اور ذرائع کاشت کا فقدان

ہندوستان زیادہ پیر اور اولاد پرست ملک تھا انگریزوں نے اس  
کو قحط اور کمی کا مرکز اور نہایت گراں ملک بنا دیا۔ پیر اور پیریست  
کم دی جس کی وجہ سے بہت زیادہ آبادی رہ گئی۔

ہندوستان کو قحط نے نہایت زیادہ زبردست ملک بنا دیا ہے۔ اس میں  
ہر قسم کے کاموں کی کاشت اور پیداوار کے طرح طرح کے وسائل برباد کر دیئے جیسا کہ  
کی وجہ سے زیادہ تر مہلے یا علاقہ پیداوار پر تیار ہوتا تھا اور یہاں سکے ہاں سے  
بیشتر خوش اور نارخ الیاں بہتے تھے قحط اور کمی کا نام ملک ملک کے نام ہاں سے  
نہایت نہیں ہنستے تھے۔ اس قدر پیداوار ہوتی تھی کہ اس زمانہ کی اور مٹی میں کر و صرف  
تعمیر ہوتا ہے بلکہ یہاں تک کہ شہرستان یعنی تعمیرات کو اس زمانہ کے لوگ جان  
اور جھوٹ سمجھتے ہیں۔ ہم پہلے مسز حجازی کے اقوال نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ  
یہاں کی زمین نہایت زرخیز تھی جس سے فصل خوب پیدا ہوتی تھی۔ اسی طرح سر قاسم  
مزدوری ہندوستان کے طریقہ کاشتکاری اور ان کی اعلیٰ استعداد کی پروردہ تھے  
مرد و صنعت نہ کوں ہوئی ہے۔ ہم اس سے پہلے لارڈ میکالسے کا پرانہ وقت سے پہلے  
یہ تھا۔ یہی وہی باغیچہ کہتے ہیں کہ۔

۱۰ ہندوستان کے شمال اور وسطیوں کے مشرقی ملک میں جنگل برف  
اور نہایت دولت مند ملک تھا اس کی آبادی بے شمار اور بہت  
زیادہ تھی۔ قحط کی اثرات سے ہندوستان کے صوبہ ہوتے ہوئے رہتے  
تھے۔ اور لہذا اس میں اس کے اعلیٰ قائدوں کی بیسیاں یہاں کے لوگوں  
کے بارگاہوں میں جوڑیں ہوئی تھیں۔

ہر حال انگریزی اقتدار سے پہلے یہاں کی پیداوار قدر جات کی بہت زیادہ تھی اور نہایت  
 زیادہ ادا تھی اور سستے بجائے تمام کاموں کے اقسام اور ضروریات زندگی فروخت ہوتی  
 تھیں۔ جس کی وجہ سے تمام باشندگان ہند نہایت خوشن اور فاسخ الہام کی حالت اور آرام کی  
 زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر ان کا تاج اور خورد و نوش کی کمی متالی تھی۔ (۱) چنانچہ سر ایلیٹ ایسٹ  
 لڈون تاریخ ہند جلد ۲ میں شہنشاہ علاؤ الدین خلجی مرحوم کے زمانہ کا لکھتا ہے کہ وہ جو ذیل الفاظ  
 میں لکھتا ہے۔

گیہوں	۱۱۹	سیر	یعنی	دو	من	۳۹	سیر	پورا	کھانڈ	۱۵	سیر
چانول	۱۷۹	سیر	۱۹	۲	۲	۱۹	سیر	مٹی	۳۳	سیر	۵
چیتا	۱۷۹	سیر	۱۹	۲	۲	۱۹	سیر	لکڑی	کھانڈ	۲۳	سیر
آرد	۱۷۹	سیر	۱۹	۲	۲	۱۹	سیر	سرو	کاتیل	۲۷	سیر
بج	۲۲۴	سیر	۵	۵	۵	۲۴	سیر				

(۲) شہنشاہ علاؤ الدین خلجی مرحوم کے زمانہ کا لکھتا ہے کہ وہ جو ذیل الفاظ میں لکھتا ہے۔

گیہوں فی من پندرہ      شمالی بھائی فی من پندرہ      چانول فی من پندرہ      چناناں فی پندرہ

شکر سفیدی فی من پندرہ      مصری فی من پندرہ      بیل قرہ فی ٹاس      بکری قرہ فی ٹاس  
 سکر      سکر      سکر      سکر  
 مرغ - بکری کا گوشت      (اخبار خلافت و زمانہ بیٹی ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

د فوٹ ایسی رمان میں اور بطور ہندوستان میں بڑا بڑا تھا کہ اپنے سفر نامہ میں  
 بنگال کی سیاحت کے متعلق لکھتا ہے کہ بنگال میں گرن کے زمانہ میں ایک روپیہ کا تین تین  
 چانول فروخت ہوتا تھا۔ اور راتوں کے زمانہ میں ایک روپیہ کا ۱۶ تین تک چانول فروخت  
 ہوتا تھا۔ وہی کا پورا ایک روپیہ میں ۲۰ گز تک تھا۔

میت یہ جہازیں لہذا کہاں اور کون کون سے جہازوں کے ذریعہ ان لوگوں کے چاہ سے بڑھ کر کے کھریا  
 گیا ہے۔ (اخبار ہندو دہلی جلد ۲۵)  
 سب انہماک ہر دوپہر میں تاریخی فرشتہ سے ۶۷ سیر ہے اور یہی صحیح ہے۔



دوسرے شہنشاہ فیروز ملحق کے زمانہ کا ہوا و حسب زلی تقا۔

گیہوں فی من پختہ بخروئی من پختہ چنائی من پختہ گئی فی سیر پختہ شکر فی سیر پختہ

۱۵۰ ۱۴۰ ۱۳۰ ۱۲۰ ۱۱۰

مخلافات ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء

دوسرے شہنشاہ ابراہیم دوسری مرحوم کا زمانہ

قدر فی روپیہ گئی فی روپیہ پورانی روپیہ

۱۰۰ سی ۵۰ سیر ۱۰۰ گونہ

ایک محاندان عزیزوں کے ساتھ شہر روپیہ ابھارا شہر بھر کر سکتا تھا۔ ایک سوار مع

گھوڑا اور سواروں کے آگے سے وہی تک عمر میں سفر کر سکتا تھا۔

مخلافات ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء

دوسرے شہنشاہ اکبر مرحوم کے زمانہ کا پیمانہ۔

گیہوں فی من پختہ من پختہ من پختہ من پختہ من پختہ من پختہ من پختہ من پختہ

۱۸ ۱۵ ۱۲ ۱۰ ۵ ۱۱ ۱۰

ناش فی من موصلی من شکر سعیدی من شکر شریخی من گئی فی من

۱۰ ۱۵ ۱۲ ۱۰ ۵ ۱۱ ۱۰

تیل فی من تک فی من بکری مرغہ چاول محمد صہولائی من جوئی من

۱۰ ۱۵ ۱۲ ۱۰ ۵ ۱۱ ۱۰

باجرائی من والی من میدہائی من گودھائی من گونی من

۱۰ ۱۵ ۱۲ ۱۰ ۵ ۱۱ ۱۰

مخلافات ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء

اکبر کے دوسرے زمانہ کا پیمانہ۔

گیہوں فی روپیہ موگئی فی روپیہ تیل فی روپیہ تک فی روپیہ

۳ سی ۷ سی ۱۲ سی ۱۰ سی

کھانہ فی روپیہ باجرہ فی روپیہ گئی فی روپیہ

۱۰ سی ۱۲ سی ۱۵ سی ۱۰ سی

۱۵ سیر (اکھلا جا اب ابھارا اگست ۱۹۲۳ء)

(۱۱) ہنسی اور ہنسی کا علاج

اس کی وجہ سے ہنسی سے بچنے کے لیے اس کو ایک خاص علاج ہے جس سے ہنسی دور  
ہو جاتی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دوا دی جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

شیراز میں ایک ایسی دوا ہے جس سے ہنسی دور ہوتی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے  
دیا جائے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو ایک خاص علاج سے

وہ وقت نصیب نہیں۔ اور اس وقت پہلے کا حکم کا وہ آج کل سو  
 روپے کے واسطے کم نہ تھا اور میں کہہ سکتے تھے کہ آج کل کے ہر  
 روپے کے واسطے سے زیادہ آرام اٹھانے کا۔ حالانکہ وہ پہلے کی نسبت  
 میں فکر و سوجھ کے ساتھ فرق نہیں آتا۔ وہی پارہ کی بدولت جو جب قصور  
 اب ہے۔ یہی کسی قسم کی تفتیش میں زحیم آسان کا فرق جو زیادہ فرق ہی  
 شہداء کے پاس سے بڑھ کر سزا کا بڑی کا ایک حصہ ہے اور شروع از بہت  
 زیادہ زیادہ گیا۔ اس سے قبل ہی فرق تھا مگر کم۔ کہہ نہ کہ یہ تفتیش تک کے  
 حق میں یکسویت کو ہی مقرر ہے یا سب سے ایک تو اگر کوئی ہے جس کا  
 وہاں وقت و مکان میں زیادہ پر عمل ہو گا۔ یہیں صرف ہی مخصوص تھا کہ  
 اگرچہ بظاہر وہی وہی کا وہی رہا ہو مگر اس وقت سے صدیوں پہلے سے  
 گذشتہ چھ سال میں میں جنگ کے زمانہ سے اس کی تفتیش میں بہت  
 کی ہو گئی۔ اس جوہلی کے اسباب اور اس کا کشمکش و تو سب سے  
 گراں اور نفع مند سے حاصل ہے۔ یہاں تفتیش کی گنتی نہیں۔

(پیشہ ہند صفر ۱۳۱۵)

یہ مذکورہ جو اسباب سب جہت سے لے کر تفتیش کی تہوں سے کیا سے ہے کہ  
 تمام اسباب اور روش و خیرو باہت اور ہر حال میں تفتیش سے ہر قسم کی تفتیش کی پاس  
 سے نہ تامل تھا، اگرچہ کے متعلق یہ سب کیا جاسکتا تھا، اور یہ تامل کا کبر  
 کے زمانہ آج کل کے سوسہ ہر پاس کے واسطے سے اور اس دور پر یا ہر حال و اس  
 زمانہ میں تفتیش کے چاروں دور یہ حاصل کر کے واسطے سے اور یہ تامل و تامل کے  
 ہر چند زیادہ تاملی واسطے سے زیادہ آرام اٹھانا تھا۔ سونے اور پارہ کی کا فرق میں نہیں تھا  
 نظر آتا ہے۔ مگر کہنے میں ہر قسم میں کا وہاں جتنی زیادہ تھا ایک دور دور کی ہوتی  
 حتیٰ تین سو اس وقت میں اس دور میں تو لقا کرنا سوسہ ہر دور سو تیس سال پہلے  
 چند ستان اگر بڑی عروج و افتخار سے پہلے نہایت زیادہ سے تامل و تامل تھا  
 اس میں اس وقت تمام شعبہ تفتیش کی باہت میں اور روش کی تفتیش نہایت زیادہ تفتیش اور  
 تامل ہی نہیں کے پیشہ تفتیش میں ہر حال میں تفتیش کی تفتیش تھی۔ تفتیش تفتیش

پہلی سمت طیب سے ایک ہوا کہ زمین سرور کا میل گیب

نکرایک شاع نہال آپ سے دل کو ہیں وہ حسد ہی رہی

انگریزوں کا صلہ ان وقت لارڈ کلوکس نے لمانہ آیا اور حالت پیشی شروع ہوئی اور ہمارے  
 اور ملٹی گرائی اور ہمارے کثرت قیمت اور جاسے کو سو گئی فرسودگی ظاہر ہونے لگی۔ انگریزی اکتا  
 سے پہلے اتارچہ سونے کے حساب سے فروخت ہوتا تھا مگر اس کے بعد کم ہوتے ہوتے  
 میری اور چنانچہ ان کو تکس ٹوٹ رہی تھی۔ عام آبادی آٹھ اور گرائی کی وجہ سے فاکوں بلکہ  
 کر ڈروں کی تعداد میں سوت کے گھات اترنے لگی۔ چنانچہ خاص کلکتہ میں جو انگریزی اکتا  
 کا مرکز بن گیا تھا حسب ذیل ہنگامی بڑھتی رہی۔

سنہ	فی روپیہ	چاند	گھوڑوں	سڑک کا تیل
۱۸۴۹ء	۲۰	۲۰	۱۰	۱۲
۱۸۵۰ء	۱۰	۲۰	۱۰	۱۰
۱۸۵۵ء	۲۰	۲۰	۲۵	۱۲
۱۸۶۲ء	۵	۵	۵	۶
۱۸۶۵ء	۲۰	۲۰	۲۰	۶
۱۸۶۶ء	۱۵	۱۵	۱۸	۵
۱۸۸۰ء	۱۲	۱۲	۱۱	۲

دیسٹ انڈیا کمپنی کا غیر ملکی صدر ریکارڈ برائش جو زیر میں

جس طرح کلکتہ میں گرائی بڑھتی رہی، اسی طرح جہاں جہاں بھی انگریزی اکتا اور ہنگامی  
 گرائی تیز ہوتی رہی۔ چنانچہ پیش کے آخری زمانہ میں یعنی ۱۸۶۶ء میں خورد و نوش کی اکتا  
 کا حساب حسب ذیل تھا۔

گھوڑوں فی روپیہ	چاند فی روپیہ	پٹائی روپیہ	گھوڑوں فی روپیہ
۳۶	۱۸	۱۵	۳

(انتخاب لاہور لاہور مورٹہ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء)

ملکہ وکٹوریہ کا عہد حکومت ۱۸۵۰ء میں

گھیسٹی روپیہ پانوں کی روپیہ چٹائی روپیہ گھنی روپیہ دوصلی روپیہ

۲۵ سیر ۱۰ سیر ۲۸ سیر ۲ سیر ۹ سیر

(ادبیات اخبار لاہور نمبر ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)

ہارنچ ٹیم کا جدید حکومت

گھیسٹی روپیہ چٹائی روپیہ گھنی روپیہ چٹائی روپیہ دان کی روپیہ

۸ سیر ۲ سیر ۸ چھٹانک ۹ سیر ۲ سیر

(ادبیات اخبار لاہور نمبر ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)

جاسٹس ٹیم کے چند کلیمٹس سے بھی زیادہ محسوس اور تہرہ یکساں آج جس میں شکستہ سے کر آج تک پارسیوں کی روپیہ بھی گھیسٹی روپیہ میں مل سکتا ہے۔ گھنی روپیہ دوصلی روپیہ بھی لکھی شکل ہوتا ہے۔ بلوچستان کی گھیسٹی روپیہ میں اور چٹائی روپیہ میں اور بنگال میں ساتھ روپیہ میں چٹائی روپیہ اور ہاٹہ۔ چھڑ بازار (پبلک مارکیٹ ہٹ) اور ہاٹہ لکھنؤ کی کارور ہے۔ کٹرول کا بھی ایسی چٹائی روپیہ نہیں ہے۔ اس طرح تمام ضروریات زندگی، شہادت زیادہ بھٹی ہو گئی ہیں۔ جس کی فکر کسی بھی اس ملک کے باشندوں میں پائی نہیں گئی۔ سابقہ زمانہ میں قلعے کے زمانہ میں بھی اس قدر گمانی نہیں ہوتی تھی۔ آج کل کی عہد حکومت میں اس طرح گمانی کے اسباب مختلف ہیں۔ ان میں سے زیادہ کا موثر مندرجہ ذیل امور ہیں۔

## گرانی کے اسباب

(الف) یہاں کے تقوید اور سونے چاندی سے جن کو کوٹ کھوٹ کر انگریزوں نے انگلستان پہنچایا وہاں پر ان سے بڑے بڑے بیسک کوٹے گٹے تیار کی انتہائی گرم بازاری کی گئی۔ طیس اور مشینیں قائم کی گئیں۔ اور ہندوستان سے عام اشیاء کو بیچ کر انگلستان پہنچایا گیا۔

(ب) حسب تک ہندوستان کی صنعت اور تجارت خستہ شدہ تھی ماموں تجارت

کے اصول کو جاری کر کے انگلستان میں ہندوستانی مال پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس اور قانونی پابندیوں کا نثر کی گئیں اور ہندوستانی مال کو انگلستان نکالنا باہر کرنا گیا

(ج) ہندوستان کی صنعت اور تجارت کو مٹایا گیا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(د) ہندوستانی صنعت اور تجارت کے ہند اور قریب المرگ ہو جاتے ہی فری ٹریڈ آزاد تجارت، کی پالیسی کا اعلان کیا گیا اور ہر قسم کے مصنوعات اور تجارتی اشیاء کو نہایت معمولی اور کم سے کم ٹیکس کے ساتھ ہندوستان میں داخل کر کے ہندوستان کو یورپین مانتھوس انگریزی ملک کی منڈی بنا دیا گیا ہر شہر میں ہر منڈی میں ولاتی مال بے شمار منسوا گیا اور ان کی قیمتوں کے اکثر حصوں سے غنہ اور خام اشیاء خرید کر انگلستان اور دوسرے ملکوں کو بھیجا گیا جس کی بنا پر جوں جوں ہند میں مال ہندوستان میں زیادہ داخل ہوا، اسی مقدار پر خام اشیاء یہاں سے نکلتی رہیں اور مانج کی دہنگائی برہتی رہی۔ مندر جدول اعداد و شمار نکتہ کے ملاحظہ ہوں۔

سنہ	انگریزی پٹرول	کلکتہ	بنگلور	میل فی روپیہ
۱۸۵۷ء	۵ سیر	۵ سیر	۶ سیر	۶ سیر
۱۸۶۲ء	۳۷ سیر	۳۷ سیر	۵ سیر	۵ سیر
۱۸۶۶ء	۳۰ سیر	۳۳ سیر	۵ سیر	۵ سیر
۱۸۶۹ء	۲۴ سیر	۲۲ سیر	۲ سیر	۲ سیر
۱۸۷۵ء	۱۷ سیر	۱۲ سیر	۱ سیر	۱ سیر
۱۸۸۰ء	۱۳ سیر	۱۳ سیر	۱ سیر	۱ سیر

(۵) ہندوستان سے قدر نہایت فراوانی اور کثرت سے جہازوں میں ہر پھر کر انگلستان اور دیگر ممالک میں بھیجا گیا چنانچہ اخبار بلت اپنی مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۱۲ء کے شمارے میں لکھتا ہے کہ اسٹیل ریگریٹیکل سوسائٹی کی ۱۸۸۵ء کی رپورٹ میں درج ہے کہ ۱۸۸۰ء میں ہارڈن ۷۸ لاکھ ۸۳ ہزار ۷ سو ۱۰۰ ٹن گھسوں ہندوستان سے باہر گیا یعنی فی سنٹ دو سو اسی ٹن سے ۸۰ لاکھ ہندوستان سے گھسوں نکالنے لگا۔ اس کے بعد اعداد و شمار کی چوتھی اشاعت میں مندر جدول اعداد و شمار ہر سنٹ میں مانج نکلتے کے درج کئے گئے ہیں۔

جانوں پر ہونشی گھنٹوں ہونشی اور ہرک دکان ہونشی میں سوکھی ان ہونشی گھنٹوں ہونشی

۱۹۱۳ء میں لکھنؤ فیروکی برآمد کے مندرجہ ذیل اعداد شائع کئے گئے

۱۹۱۳ء	۱۹۱۲ء	۱۹۱۱ء	۱۹۱۰ء	۱۹۰۹ء
۱۹۱۳ء	۱۹۱۲ء	۱۹۱۱ء	۱۹۱۰ء	۱۹۰۹ء
۱۹۱۳ء	۱۹۱۲ء	۱۹۱۱ء	۱۹۱۰ء	۱۹۰۹ء

(حیثیت بلند صحت)

پڑتاریہ شکر و سہ سے در سالہ مظلوم کسان صفر ۸۲ میں گھنٹوں کی بیرونی برآمد  
 سالہ ۱۹۱۳ء میں لکھنؤ کی ہے۔

۱۹۱۳ء میں لکھنؤ کی ہے۔

۱۹۱۲ء میں لکھنؤ کی ہے۔

۱۹۱۱ء میں لکھنؤ کی ہے۔

۱۹۱۰ء میں لکھنؤ کی ہے۔

یہ دو اعداد و شمار ہیں جو ہندوستان سے غنہ کی برآمد کے امریکی ملکوں  
 نے شائع کئے تھے۔ جب کہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس قسم کے امور میں  
 بہت زیادہ مالداری اور پردہ پوشی سے کام لیا جاتا تھا تاکہ تنقید کرنے والوں کو  
 زیادہ موقع اعتراض کرنے کا آتا رہے۔ بیرونی اعداد و شمار میں کہ کم تینوں ہندو  
 اس قدر تاج کے نکل جانے سے جو حسابی فائدہ لگائی ہندوستان میں آسکتی تھی  
 وہ تاج بیگانہ نہیں۔ چنانچہ ہندوستان تمام دنیا کے ملکوں میں سب سے زیادہ  
 سفلیں ملک ہو گیا اور ہندوستانوں کی آمدنی کا تناسب ساری دنیا کے مہذب ملکوں  
 میں سب سے کم ہو گیا اور ان کی زندگی دنیا میں کے فائدہ مستوں کے مقابل میں سب  
 سے زیادہ احمق بن گئی۔

(دو) آئیٹیا گبری اور دوسری قدیمی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ اگر بڑی عرصہ  
 سے پہلے ہندوستان کی پیداوار کسی زرخیز سے زرخیز ملک سے کم و حتی بلکہ دنیا  
 میں کوئی ملک غلات کی پیداوار میں ہندوستان کی برابر نہیں کرتا تھا اگر بڑی عرصہ  
 حکومت میں پیداوار نہایت زیادہ گھٹ گئی ہے جس کی معنوی وجہ اس کا نتیجہ ان خود غرضیوں کی ہے کہ

رحمائی کی بھرتی کی کامیابی نہیں کرنا سکھ رہیں اس کا صلح نظر ہندوستان میں کوئی نہ تھا اور اپنی قوم اور ملک کو بھروسہ کرنا اور ترقی پہنچانا اور تہا ہے۔ ہندوئی پٹیو آؤں کی واضح تصریح سے پائی جاتی ہیں کہ بادشاہ کی نیک نیتی اور ہندوئی کا اثر رحمان کی خوشی اور بد حالی پر نہایت زیادہ ہے۔ اور ظہم کی وجہ کا شکار کی اور ریاضتی پیدا اور کے ذریعہ اور وسائل میں کی اور ناچو ڈرتی۔ کاشتکار اور زمیندار پر مختلف قسم کی مالیات کا آتا جو بھڑائی دیا گیا تھا کہ وہ کھلا آہستہ آہستہ کی ہندی پٹی، جانوروں کا چارہ اور زمین چھوڑنے سے رکھتا، مزدوروں کو ریوڑ سے لے کر پھونکا نا آہل حاصل کرنا اور اس قسم کی دوسری سہولتوں کو ہندی طرح ہوتا نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر انات زراعت کی انتہائی گران اور ان کے چارہ کی کی اور مہنگائی کا شکاروں کے لئے ہر پر قدم پر سخت کا دماغ پیدا کرتی تھی۔ جو بھلے فرد کو تعلق کے زمانہ میں دور دورہ کو آتا تھا۔ سچ وہ شروع سے ہی حاصل نہیں ہوتا۔ ہندو جو بھول اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہندوستان اور جو کہ تمدنی صلاحیت کی حیثیت سے تمام دنیا میں انتہائی شان والا شمار کیا جاتا تھا اس دور حکومت میں کسی تمدن پسند نہ پایا۔

۱۹۰۷ء کی پیراڈا کی اوسط گیسو کی کی ایکڑ، نسبت دیگر ملک جس کی سلطنت متحدہ انگلستان ڈائریکٹری ایجوکیشن کی ایجوکیشن لرنس ل۔ ۱۹۰۷ء

۲۵ من کے قریب ۱۲ من سے کم ۱۱ من سے کم ۱۰ من سے کچھ زیادہ  
 یہاں سے ہندوستان کی ایکڑ۔ (معیشت اہندوستان)

پانوں کی پیداوار فی ایکڑ حسب ذیل ہے۔

ہسپانیہ	۶۲۸۹
ٹائیپ	۴۳۰
ہندوستان	۱۴۲۹

جیکو دنیا کی تمام ملک میں اپنی سلطنتوں اور حکومتوں سے تدارکت کی ترقی کے لئے بے شمار اوس حاصل کر سکی تھیں ہندوستان وہ ترقی کے کورائے میں مثل دیگر ترقی اور کے ہایت سے ہیں اور کوڑہ تھا۔ پتولی مسٹر پیٹر فریمن



عبر پارلیمنٹ دوسرے دن واپس آئے اور ایک (ایڈیٹنگ) ہندوستان گورنمنٹ لٹریچر پر ہندوستان کی آمدنی سے فی صدی صرف ایک خرچ کرتی ہے (دیگورنٹریہ پبلیشر) ہندوستان ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۲ء تک انگریزی نیا لندن (ظاہر ہے کہ ایسی ہے تو جی میں تو امت کس طرح ترقی کر سکتی تھی۔ سوائے تھوڑے نذرانہ لٹریچر کے بے شمار اسباب چاروں طرف سے بڑھتے چلے جاتے رہے ہیں جس سے عام ہندوستانوں کا مذہبی عقائد اور اس پر زور افزاؤں کیسوں میں گرا رہی ہے۔ بڑا سبب تو ادیبوں کی وجہ سے اس کے باعث ہوئے کہ وہ انگلستان میں ہی رہا کرتا ہے۔ سبب میں یہی برطانیہ کے ہندوستان پر قبضہ کرنے سے پہلے بہت زیادہ قحط پڑتا تھا۔ قحط سے تقریباً محض چھوٹے کیوں نہ اس میں بے شمار دولت اور ناچ ہندوستان سے ہٹ کر چلنے لگا۔ ہندوستان میں ہمیشہ خط کی افزائش اور ہندوستانی اوزانوں کی ترقی تھی۔ قحط اور کل کا گھری کر رہ گیا۔ سن ۱۹۳۲ء میں یہی صدی پچاسویں سے ایک سو تیسویں صدی کے ختم تک سات سو برس کے قحط کے دونوں ملکوں کے مقابلے میں اس وقت تک ہندوستان میں ترقی ہوئی۔

صدی انگلستان ہندوستان وقت قحط

گیارہویں صدی	۱۸۰۱ء سے ۱۸۱۰ء تک	۲ قحط	پندرہویں صدی
دسویں صدی	۱۷۹۱ء سے ۱۸۰۰ء تک	۱ قحط	بیلنگرہ پندرہویں صدی
تیرہویں صدی	۱۷۳۱ء سے ۱۷۴۰ء تک	۲ قحط	ستالیں
چودھویں صدی	۱۷۲۱ء سے ۱۷۳۰ء تک	۲ قحط	ستالیں
پندرہویں صدی	۱۷۱۱ء سے ۱۷۲۰ء تک	۲ قحط	ستالیں
سولہویں صدی	۱۷۰۱ء سے ۱۷۱۰ء تک	۲ قحط	ستالیں
سترہویں صدی	۱۶۹۱ء سے ۱۷۰۰ء تک	۲ قحط	خیر حسین

سترہویں صدی تک انگلستان کے قحط اور ہندوستان کے قحط جوڑنے میں ہندوستان میں برصغیر کے آئے اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد دونوں ملکوں کی حالت میں ترقی ہو گیا۔ مندرجہ ذیل احادیث شمارہ حضرتوں۔

اٹھارویں صدی راز ۱۷۷۰ء تا ۱۸۰۰ء (انگلستان میں ۱۷۷۰ء قحط اور ہندوستان میں ۱۷۷۰ء سے ۱۷۷۵ء تک قحط اور ۱۷۷۹ء سے ۱۸۰۰ء تک قحط) (کل قحط) صورتِ حیات شمالی مغربی - ذیلی دستاویز (مقامی)

۱۷۷۰ء میں صدی (۱۷۷۰ء تا ۱۸۰۰ء) انگلستان میں صرف ایک قحط اور

ہندوستان میں ۳۱ قحط - (جن کی دست تمام ہندوستان پر حاوی

تھی اور جو اپنی نوعیت میں شدید تھے)

ہندوستان میں انیسویں صدی کے اکتیس قحطوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے جس

میں سروریم ڈگری نے ہر چھائی صدی کا حساب چھوڑا اور دکھایا ہے۔

۱۸۱۵ء سے ۱۸۲۵ء تک قحط اس چھائی صدی میں قحط سے پہلے

لاکھ آدمی مر گئے۔

۱۸۲۶ء سے ۱۸۳۵ء تک قحط اس چھائی صدی میں قحط سے

دس آدمی مر گئے۔

۱۸۵۱ء سے ۱۸۶۰ء تک قحط اس چھائی صدی میں قحط سے

بچھاس لاکھ آدمی مر گئے اور دوسرے

مورخ ایک کروڑ لکھتے ہیں۔

۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک قحط اس چھائی صدی میں دو کروڑ ساٹھ

لاکھ آدمی صرف قحط سے مر گئے۔

افزونہ انگریزی حکومت سے پہلے ہندوستان میں قحط گونا گونا مقامی ہوتے تھے اور

نہایت کم ہوتے تھے اور نہایت کم ہوتے تھے اور جلدی جلدی نہیں پڑتے تھے

پھر سو برس میں کل قحطوں کی تعداد ہندوستان میں سترہ اٹھارہ سے زائد نہیں ہے

مگر انگریزی عہد حکومت میں نہایت وسیع اور بہت زیادہ اور جلد جلد ایک ہی صدی

میں اکتیس قحط ایسے لیکے واقع ہوئے جن سے ملک نہایت گریباں برباد ہو گیا اور ایک

ملک دشمنانہ اور دہشت گردی کا دورہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۵ء تک متوال اور قحط دریا کی جھلکی

ہندوستان دہرا پورس برٹش انڈیا

بہت سے گھون کی آبادی سے زیادہ آدمی بھوک سے مرگے۔ مسلح کیراڈی (گوسس لیبر رائٹی آف انگلینڈ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ۔

”سنتھ سے سنتھ تک یعنی پچاس برس کے عرصہ میں بھوک اور نفاق  
 سے مرنے والوں کی تعداد ہندوستان میں تین کروڑ نفوس کی تھی۔  
 سو لاکھ ڈگری پراپرس برٹش انڈیا میں لکھتا ہے۔“

دوسری دنیا میں بھگوں کی وجہ سے ایک سو ساٹھ برس میں سنتھ  
 سے سنتھ تک پچاس لاکھ کے ایب نقصان جان بچا ہے اور  
 ہندوستان میں گھونوں سے صرف سنتھ سے سنتھ تک ایک لاکھ  
 نو سے لاکھ سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں۔“

پچھرانے کے گھونوں میں دوست، جیسا کہ جوتی تھی اور وہ جلدی جلدی پڑتے تھے  
 وہاں جانیں ضائع ہوتی تھیں لوگوں کے پاس سرمایہ اور تھا لاج کتنا ہی سنا ہو  
 جاتا تھا خرید کر جان بچا ہوتے تھے مگر خریدی نہ تھی سرمایہ ٹٹ کر باہر چلا آیا تھا لوگ  
 ناز کے خریدنے کی تہ لوگوں میں تھی ہنس دہی تھی اس لئے موت کے گھاٹ عام  
 لوگوں کو آ رہا تھا۔ سرمایہ ڈھیلی کھنا ہے کہ۔“

وہ ان گھونوں اور موت کا سبب خرید و ترس آسمانی ایسا ہی ارش کو  
 قرار دیتے ہیں مگر نذر سات ٹٹ ہے۔ باتیں کا نہ ہونا اہلکھن  
 اور لوگ کی کا باعث نہ کہتا ہے مگر اس وجہ اس لاکھ کا تلاش ہے  
 لوگ نادری کی وجہ سے غلہ چنے گرو ناز کے ہی صوبوں سے خرید  
 نہیں لکھے جن میں غلہ بھرت پیا ہوا خاصیت اللاس کے باعث لوگ  
 دواسا میں بار آنا نہیں سکے۔“

دو غول برطانیہ ہند پر اپریل انڈیا

مگر حقیقت میں اس صوبے یعنی سنتھ سے سنتھ تک میں ارش کی قلت تھی  
 نہیں ہو کہ سرمایہ ڈھیلی سے گھلے کے گھلوں کے متعلق اعداد و شمار اور متعدد انگریزوں  
 کی تہا تہی پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ان آہم میں ارش کی کمی ہی ایسی کی نہیں  
 تھی جس سے گھل پڑا دہا ہی ہرناک برادریاں ہوتیں۔ ماہرین اقتصادیات کا

۸۱۔ وہ ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں اگر کہیں پنج ہزارش جو ہائے تو فصلیں بھیرا پاشن کے تیار ہو سکتی ہیں مگر قطعہ کے سالوں میں بارش کا اوسط ہر جگہ عیشتریس پنج سے نہر نہی رہا کہ۔ ۱۹۲۰ء میں اڈیس میں قحط پڑا حالانکہ اس سال بارش وہاں پر چوبیسوا سٹھ پنج ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں یہی میں قحط پڑا حالانکہ وہاں پر بارش پچاس اینچ ہوئی۔ ۱۹۲۲ء میں مہاس میں قحط پڑا حالانکہ وہاں پر بارش چھیاسٹھ اینچ ہوئی اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آج ہزاروں میں بکثرت موجود بھی رہتا ہے مگر صرف افلاس۔ درانتہائی غربت ہی باعث ہلاکت ہوئی قطعہ کے کیشن کی طرح مرثہ ہے کہ موافق موسم میں چودہ کروڑش غلہ ہمدستان میں سال بھر خرچ کرنے کے بعد بیچ رہتا تھا بعض انگریزوں نے یہ بھی ناکام کوشش کی ہے کہ آبادی کی بیداری کو باعث قحط و ہلاکت قرار دیں مگر یہ بھی غلط ہے ہندوستان کی آبادی فی مرتبہ میں یورپ کے بہت سے ممالک سے اوسطاً زیادہ تھی اور وہ اس میں آبادی کی افزائش مداحتی رہیوں کی افزائش سے زیادہ ہوئی۔ مندرجہ فرعی نقشہ سے معلوم ہو جائے گا کہ ہندوستان آبادی کی حیثیت سے کیا درجہ رکھتا ہے

۱۹۳۱ء میں	۱۹۲۱ء میں	۱۹۱۱ء میں
انگلستان وریز	ہالینڈ	یٹلی فی مربع میل
۴۰۵ لاکھ نفوس	۵۵ لاکھ نفوس	۸۹ لاکھ نفوس
۱۹۲۱ء میں	۱۹۱۱ء میں	۱۹۰۱ء میں
جرمنی	آئسلیہ	جاپان فی مربع میل
۶۹ لاکھ نفوس	۲۵ لاکھ نفوس	۳۱ لاکھ نفوس
۱۹۲۱ء میں	۱۹۱۱ء میں	۱۹۰۱ء میں
ہندوستان فی مربع میل	آسٹریا	چین
۲۱۱ لاکھ نفوس	۲۶ لاکھ نفوس	۲۶۸ لاکھ نفوس

(نوٹ) اگرچہ بعض خاص خاص حصوں میں ہندوستان میں آبادی فی مربع میل تمام ملکوں سے بہت زیادہ ہے۔ مگر مجموعہ ہندوستان کی آبادی کا اوسط دروسو گیارہ ہی ہے۔

الفرض ہندوستان باعتبار اوسطاً آبادی ان تمام ملکوں سے بہت کم ہے مگر افلاس اور قحط کی حیثیت سے سب سے زیادہ بڑھا چکا اور دنیا کا سب سے بڑا افلاس ہندوستان

میں تین سو تیس صدی تک رہا ہے۔ گمانہ کہ اس دور کی صورتیں آج سے  
بھی نہ بڑھا ہے۔

ہندو جہاں سے تھے وہیں آئے۔ پھر ہندوستان کی حقیقت ہی گھر جاتی ہے  
جو درست ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے ایشیا، آفریقہ اور امریکا کے  
کیا کرتے ہیں۔ آفریقہ کی صورت سے پہلے ہندوستان میں اسے جان کس طرف بھی ملتا  
ہندوستان میں آئے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان سے تھے۔ آفریقہ اور  
آفریقہ کی صورت سے پہلے ہندوستان میں اسے جان کس طرف بھی ملتا  
گزشتہ صدی میں ہی نہیں تھی۔ یہ گزشتہ صدی میں ہی تھا۔ آفریقہ اور  
بہتر طور پر گھم گیا ہے۔ گزشتہ صدی میں ہی تھا۔ آفریقہ اور  
کا ایک صدی کا ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں  
ہندوستان کی زیادہ تر حالتیں آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں  
ہی صدی میں گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں  
دوسرے کی طرح اور گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں  
تھا۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور  
کے گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور  
میں گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور  
میں گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور  
میں گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور  
میں گھم گیا ہے۔ آفریقہ اور امریکا کے ہندوستان میں تھا۔ آفریقہ اور

اور اسی کے غلاموں سے واقع ہوئیں اور ان میں ہندوستان کی بائیس پانی کی طرح خارج ہوئیں اور کروڑوں اشرفیاں اور روپیہ اور کرڈھنی لگا لگا دیکھ کر بر باد ہوئی کیا یہ جہانگیر ہندوستان کی بربادی میں کچھ کم اثر انداز ہوئی تھیں۔ حالانکہ ان لڑائیوں کی بنیاد محض انگریزی شہنشاہیت و اقتدار اور برطانوی تجارت کی برتری تھی۔ ہندوستان کا کوئی مفاد پیش نظر نہ تھا۔ پھر اس کے بعد جنگ عظیم ثانی پر کہ ۱۹۱۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۸ء کے آخر تک جاری رہی اور برطانوی مفاد کی خاطر ہندوستان کی ہر چیز کو ہر پیمانے پر باغیہ پر چڑھا دیا گیا۔ ان لڑائیوں میں جس قدر ہندوستان کا دوسو برس کے نام نہ نقصان ہوا ہے، انگریزی اقتدار سے پہلے نہ وہ میں ہزاروں برس میں بھی نہیں ہوا تھا۔ مگر ان لڑائیوں سے قطع نظر کہیں تو ان خطوں کی وجہ سے باوجود امن و امان میں تھوڑی سی نقصان تمام ہندوستان کو صرف ڈیڑھ صدی میں برداشت کرنا پڑا ہے تمام دنیا کو ایک ہزار برس کی جنگوں سے برداشت کرنا نہیں پڑا۔

ماہنامہ روایا، ادبی اہل انصاف

## (۷) ہتر مندی کے بجائے بے ہنری

ہندوستان تو راج دولت و عیشیت میں صنعتی اور تجارتی مہشت سے تمام دنیا سے فائق تر تھا۔ انگریزوں نے اپنی خود غرضی سے اس کی صنعت احد تجارتی دونوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ہندوستان کو تباہ کرنے کے لیے صنعتی اور تجارتی ملک تھا۔ اس میں بکثرت ہر جگہ صنعتی کارخانے قائم تھے۔ ہر صنعت کے اعلیٰ درجے کے ماہر دستکار پائے جاتے تھے جو کہ میدان کی خام پیداوار سے نہایت نفیس ایسی عمدہ اشیاء تیار کرتے تھے جی کی اعلیٰ حالت میں نہایت زیادہ مانگ اور قبولیت جوتی تھی۔ خشکی اور تری کے راستوں سے ان کی تجارت، ایشیا، یورپ، افریقہ اور مشرق بعید میں جوتی تھی اور ہر سال کروڑوں اشرفیوں کی قیمت میں ہندوستان میں آتی تھیں۔ لیکن کی وجہ سے کاروباری لوگ

سہایت تمام اور چین کی زندگی بسر کرتے تھے یہاں بڑے کاری کاہنم دفنانے تک نہ تھا۔ فخر مستی اور غربت و افلاس کا یہاں کے باشندے پر سایہ بھی نہیں پڑتا تھا۔ ہر طرف آرام اور چین کا غافلہ تھا۔ یہاں کے لوگ ناسخ امپائی اور خوشامی میں کود میں جیتے تھے۔ چنانچہ ہم سفر خدائیں کا توڑا مندرجہ ذیل اس کے سفر نامے سے نقل کر چکے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

”یورپ کے تہذیب سکھانے والے برٹان اور اٹلی جیکر انکل جیکل کا  
 ہیں تھے چند دستان اس زمانہ میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا اور دولت  
 کامر تھا یہاں چاروں طرف بڑے بڑے صنعت اور حرفت کے  
 کامد ہا رہا رہی تھے۔ یہاں کے باشندے دل مانتا اچھے کاروبار  
 میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں کی زمین نہایت زرخیز تھی۔ جی سے فصل  
 خوب پیدا ہوتی تھی۔ یہاں بڑے بڑے لائی اور کارخانے موجود تھے  
 جو یہاں کی عام پیداوار سے آنتا بیس اور گندہ ان تیار کرتے تھے کہ  
 مس کی دیا عمر میں بٹک چوتی تھی۔ مغرب اور شرق کے تمام ملک ان  
 اشیاء کو بڑے شوق سے خریدتے تھے یہاں سوت اور کپڑے اس  
 قدر عمدہ اور ہاریک لیس ڈھابھرت تھے تھے کہ دنیا میں کوئی ملک  
 بھی ان کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ رسا اور مظلوم کی مناسبت

بزرگ پتھکتاب علم اہمیت سے ترقی کیشن کی رپورٹ مندرجہ ذیل اقتباس نقل  
 کر چکے ہیں۔

”ایسے زمانہ میں جیکر مغربی یورپ میں جو کہ موجودہ ترقی و ترقی کا سولہ  
 نتیجہ ہے غیر مہرب قیاسی ہاتھ چند دستان اپنے ٹکڑوں کی دولت  
 اپنے کاریگروں کی اعلیٰ صنعت کے نئے مشہور تھا اور بہت بھر کے  
 وقت میں جیکر مغرب کے کاروبار بڑھتا ہوا تھا اور دستان میں نمودار  
 ہونے لگے یہ ملک زیادہ ترقی یافتہ ہر ہیں تو ہم سے کسی طرح گٹ ہوا  
 نہیں تھا“

سفر مریٹ تھوڈا لٹنڈ اینڈ کتاب ایشیا اور یورپ میں لکھتا ہے۔

ہندوستان کے عمومی کاروباری لوگوں کے واسطے ہماری حکومت کسی طرح متزاہت اور محتاط نہیں ہو سکتی۔ اور ہماری حکومت سے یہ طرزی کی کمی نہ تھیں ہو سکتی۔ بڑی خرابی یہ ہے کہ صدیوں کی عادت نے ہندوستانیوں کی زندگی بالکل ایسے سطح بنادی ہے کہ عام انگریزوں کو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ہماری حکومت سے پہلے ہندوستانی زندگی کیسی نہ صرف تھی اور کادہ اور باہمت لوگوں کے واسطے ہر ایک کاروبار میں کیسی آسائیاں بہتر تھیں۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ انگریزوں کے آگے سے پہلے کاروباری ہندوستانی ہدایت اور کام کی زندگی بسر کرتے تھے۔

درساؤنگ (صفحہ ۱۱)

انگریز صنعتیں اپنی افزائش و نمو کے ماتحت بیسٹریا پر دوپٹہ لگاتے رہے کہ نادریم سے ہندوستان صرف زراعتی ملک، اور چند گروڈاکٹر فرانسس بلکنر جی کے لئے جانے لگے کہ انگریزوں نے سنہ ۱۸۵۰ء میں جو بی ہندی معاشیات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا تمام ملک میں دورہ کر کے بیٹم خود معائنہ کرتے تھے اور یہیں بیٹم ہندی میں راجہ رکھ کر کے لٹل میں شائع کرتے ہیں جس پر ماہرین انگریز مطلع ہو کر اس لٹل پسند کرتے ہیں کہ کہنی اور کو شمالی ہند کے دورہ کرنے اور وہاں کے معاشیات بیٹم خود دیکھ کر لٹل کرنے پر پھر مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تیسری ہی بیٹم ہندس میں ہو کر لٹل میں شائع کی گئی۔ اس کتاب میں اٹھارویں صدی کے آثار و عیونوں کے ساتھ ہی ہندوستان کا ہندوستان کا معاشی حال نہایت خوبصورت سے دکھایا گیا ہے۔

یہ خیال غلط ہے کہ سماجی ہندوستان کا ماہر بیٹم سماج ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہندوستان کی زمین اور آب و ہوا کاشت کے واسطے ہے اور وہاں سے اور بیٹم سے اور بیٹم سے ہندوستان میں کاشتکاروں کی ایک بڑی جماعت پیدا آئی ہے۔ لیکن جیسا کہ تقسیم دلایا جاتا ہے یہ بیان غلط ہے کہ سماجی ہندوستان کا ہندوستان کا ذریعہ معاش زراعت ہی نہایت زیادہ ہے بلکہ جماعت طرح طرح کی صنعت و حرفت سے اپنی زندگی گذارتی ہے۔





اس قدر ترقی کر لی تھی معاشی ترقیات میں آج اس کا کہو اور جو ہوتا۔ لیکن ہندوستان  
 کہہ ایسے جہاں میں چنسا کہ اس کی صنعت و حرفت تھوڑی سی عرصہ میں دم  
 نرٹھ گئی۔ اور اب تک حالت زراعت میں گرفتار ہے۔ ۱۰ ویں صدی ابدی  
 کی دو معاش کا بازار اور صنعت پر آچھا۔ ۱۰ ویں صدی لوگ خلاصت و معمولی  
 صنعت و حرفت اور بے کاری میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور صنعت  
 ہندوستان کے سرمنڈھی گئی۔ اور کٹر صنعت و حرفت ممالک یورپ نے  
 سنبھالی۔ اس تقسیم عمل سے ہندوستان کا ترقیغ نقصان ہو رہا ہے اس  
 سے قبل تجارت بین الاقوام میں رائج کیا جا چکا ہے۔

(جم المیشترہ صفحہ ۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲)

خدا کوہ بالا صانع اور دستکار ہیں کہ علاوہ جہاں ہائے میں ہندوستان میں  
 کی مہارت نہایت بے نقیر اور کامل تھی اور اسی طرح جہاں رمل اور سردوں کی واقفیت  
 میں بھی وہ تہایت اعلیٰ پایہ رکھتے تھے۔  
 صاحب علم لمیٹت لکھتا ہے۔

۱۰ پارچہ دلی اور دیگر صنعتوں کی ترقی یافتہ حالت تو بخوبی مستم ہے۔ لیکن یہ  
 سن کر شاید قیہ ہو کہ اس زمانے کے لحاظ سے ہندوستان کے لوگ جہاں  
 کے کام تو بھی خوب ہو شہیار اور ماہر تھے۔ یوں تو جہاں سازی اور  
 جہاز رانی ہندوستان کی بہت قدیم صنعت اور بہت قدیم پتہ ہے۔  
 لیکن یہ ایک وسیع تاریخی بحث ہے جس کے واسطے یہاں کوئی گنھا نکل  
 نہیں تاہم اٹھارہویں صدی کے آخر تک بھی یہ حالت تھی کہ لارڈ ویزلی  
 گورنر جنرل اپنے ایک مراسلوں میں کہنے کے ڈاکٹر کٹرڈ کو حسب دریل تحریر  
 فرماتے ہیں۔

فلکت کے بندرگاہوں میں وی ہزاروں کے قریب جہازوں کو تعمیر کیا گیا ہے۔ ہندوستان  
 ہی میں تیار ہوتے ہیں اور اس قسم کے ہیں کہ ان میں انگلستان کو مال ۲  
 لکھا ہے۔ خارجی جہازوں کی تعداد فلکت کے بندرگاہ میں موجود ہے۔ فلکت  
 میں جہاز سازی کی صنعت اسے جو کمال حاصل کر لیا ہے اور جہاں پر ہینہ

کی گزشتہ کی بدولت یہ قسمت جس سرعت سے ترقی کر چکی تھی وہی تمام  
 باتوں کے نظر یہ اہمیتی ہے کہ بنگال کے انگریزی راجہ جس قدر ان  
 اہمیتوں کے ہاتھ پہنچتے ہیں ان کے ہاتھوں میں تو ان کے ہاتھوں کے واسطے  
 کان ہمارا مستیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن شعور تو ہمیں بڑا صاحب کا بیان ہے۔  
 کہ خود مستیاب کا دل کے کہ خود ستانی صاحب نے لندن کے بندہ گاہی  
 پہنچے تو وہاں میں جہازوں کو دیکھ کر سستی پر بیٹھ گئے تو یہ کہ وہ ان کے  
 جس میں کسی قسم کا بھی بڑا گستاخاں نہ تھی کہ جہازوں میں سے شعور بڑا  
 کرنا کہ ان کے کاروبار تیار ہوا تھا اس لیے وہ ان کے ہاتھوں میں تمام جہازوں  
 کے نام لیاں جو ان کے ہاتھوں میں تھے۔ لیکن یہی اس حالت سے مراد ہے جو  
 گلی اور قراخ سے وہ کہہ سوسانی جہازوں سے کام لیا جاسکتا  
 اور وہ لندن کے بندہ گاہی میں تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے جہازوں میں  
 کاروبار کے ہاتھ میں تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے  
 ہیں تو ان کے دل میں جہازوں کے وقت ہوتی ہیں۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 دو ٹوک اپنے ہاتھ میں جہازوں کے ہاتھوں میں تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 پیدا ہوئے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 مراد ہے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 انیسویں صدی کے شروع سے جہازوں کی یہ صنعت۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 ہاتھوں میں بیٹھ گئے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں

(میں نے اسے لکھا ہے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں)

میں نے اسے لکھا ہے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 ایک انگریز شہر ہاں سے اپنے جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 آج لندن کو کہتا ہے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 ہر سال جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں  
 ہر سال جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں کے حالات تھے۔ لیکن یہ وہ جہازوں



کا بنا جو اجناس پچاس سال سے بھی زیادہ چل سکتا ہے (خاصاً بیسی کے بہت سے جہاز چلندہندہ سال کے بعد بھری فوج کے لئے خریدے گئے تو نہایت منہبوط پائے گئے۔ جہاز موسوم بہ "سرٹیفکیشنڈ" کے لئے ستر سو ڈگری کے کرسچکاتھا کہ بھری فوج کے لئے خرید گیا۔ حالانکہ یورپ کا کوئی جہاز بھی پچاس سالہ سستی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ اس وقت بیسی میں جو جہاز تھے ہیں ان پر انگریزوں کی بہ نسبت بھری فوج کی لاگت گنتی ہے۔ مندرجہ بالا حساب سے سرٹیفکیشنڈ جہازوں سے ایک پڑھ بھری جہاز کی تیاری کا موازنہ باقی پڑھ جہازوں کا ہونا باقی رہتا ہے۔

۱۱۸ بیسی ڈیڑھ برس میں      تین برس میں      پندرہ برس میں  
 ۲۰ عدد فوجی جہاز      ۴۰ عدد فوجی جہاز      ۷۰ عدد فوجی جہاز  
 (یعنی ایک پڑھ)

انگریزوں کا پڑھ      صرف تعمیر صرفہ کریم و تجدید ۵۰ سال      کل صرفہ پچاس برس میں  
 ۱۰۰ پونڈ      ۱۰۰ پونڈ      ۳۰۰ پونڈ  
 بیسی کا پڑھ      صرف تعمیر      صرفہ کریم ۵۰ سال      کل صرفہ پچاس برس میں  
 ۷۵ پونڈ      ۷۵ پونڈ      ۱۰۰ پونڈ  
 صاحب حکومت خود اختیاری صرفہ ۶۶ میں لکھتا ہے۔

دو بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان ہمیشہ سے محض ایک ذریعہ ملک رہا ہے۔ حالانکہ گذشتہ صدیوں میں بکنز، انگریزوں کے اقتدار سے دیکھے گئے ہیں جن سے واضح ہے کہ ہندوستان کی صنعت کس درجہ پر رہی ہے اور کس طرح وہ توڑ پاشی ہوئی۔ تاہم ان تحریروں میں چند امور متاثر کرنا چاہتا ہوں۔ نواب مرزا یار جنگ صاحب جو تیس جیلوں میں تھے اور کونے کونے کی طرف سے جان بچانے کے لئے تھے، ان کے خیال سے صرف ایک شہر کے مختلف کارخانوں میں پچاس ہزار پارچے ہاتھ کام کرتے تھے اور پورے سامان تیار ہوتا تھا اس کا جزو و اعظم بیرونی ملک کو بیکہ خاص کر یورپ کو جاتا تھا۔ یہ خلاف اس کے یورپ سے جہاں آتا تھا وہ نہایت کم تھا۔

فصلیات کی نسبت معلوم ہے، جو کہ چند کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں  
 پندرہ پڑھائی پڑھیں اس نے کہا ہے کہ وہ ان کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس کے  
 ساتھ ہی صرف چند سال سے ہے۔ جنہوں نے اسے لکھا ہے اسے  
 جانے کا کام ہے۔ اس میں نہ سے جانتے ہیں۔

میں نے اسے لکھا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ وہ ان کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس کے  
 ساتھ ہی صرف چند سال سے ہے۔ جنہوں نے اسے لکھا ہے اسے  
 جانے کا کام ہے۔ اس میں نہ سے جانتے ہیں۔

ایک اور مضمون کا یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ وہ ان کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس کے  
 ساتھ ہی صرف چند سال سے ہے۔ جنہوں نے اسے لکھا ہے اسے  
 جانے کا کام ہے۔ اس میں نہ سے جانتے ہیں۔

فصلیات کی نسبت معلوم ہے، جو کہ چند کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں  
 پندرہ پڑھائی پڑھیں اس نے کہا ہے کہ وہ ان کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس کے  
 ساتھ ہی صرف چند سال سے ہے۔ جنہوں نے اسے لکھا ہے اسے  
 جانے کا کام ہے۔ اس میں نہ سے جانتے ہیں۔

ہو حاصل کرتے تھے اور ہندوستان کا شہرہ کے درمیان کو بیوں کی تعداد میں بہتوں کی منافع اور تجارتوں کے ذریعہ سے تمام اور پیش کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر برطانویوں کو ہندوستانوں کا پیش و تمام نہ بھایا اور ان کی آنکھوں میں کلینے اور چھینے والا کاسٹلر کونٹا لگا بیٹوں کرنے لگا۔ اور برطانویوں نے سوجنا شروع کیا کہ اس طرح ہندوستان کی صنعت کو تباہ و برباد اور جانے اور اس کی تمام صنعتوں اور تمام اقدار پر اپنا قبضہ چھایا جائے۔ تنہا یوں میں ہندوستان میں حکومت کے اہلکاروں میں اس کے سنے ٹکر سے جاری جوئے ایکسپنڈنٹیاں کیسے بنو یہ فلسفہ پاس ہوئے اور نت سے طریقہ منظم کسایے ایسے جاری کئے گئے جو کہ انسانی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ تہذیب کا روحی کرنے والی قوم ہندوستان کی خدمت کا اور صوبہ بچانے والی حالت سے ہندوستانیت گنٹن طریقے بنانے اور ہندوستان میں جاری کئے جن کے ساتھ تیزی زندگی کا عالم سے ظالم اور جاہل سے جاہل بادشاہوں اور قوموں کے وسیلہ منظم بھی بھی تھے اور جن کو قواعد مصر اور بلادیہ طریقہ اور روشنی تا آری بھی انتہائی نفرت کی نظر سے دیکھتے۔

## بربادی صنعت و تجارت کی داستان الم جو کش رقابت اور پے در پے حملے۔ بربادی صنعت و تجارت کے دلہنہ شکر

(۱۸) صاحب علم ہندوستان میں ہندوستانی تجارت کی خاطر چھ گزشت کچھ نہیں کرتا۔ ماخذ دینا صدی کے نصف تک ہندوستانی مصنوعات بلا تکلف انگلستان جاتی رہیں۔ لیکن انگریز جیسی معاملہ ظہم اور وقت شناس قوم خود اپنی زرگری کیلئے نہ رہیں اور ہندوستانی مصنوعات کو اپنی ہزاروں ٹوک بکثرت ملک میں آتے رہے تو انکی صنعت کا پانچا حال ہے۔ بلکہ رہتا ہی ہو کہ ہے وہ بھی ملک میں مل جائے گی اور پیشہ کے واسطے ہندوستان کا دست گھر بنتا ہے گا۔ عام مرقد اللہ لکھی تھی پر صنعت و حرفت کے زواں سے جو تباہ کنی اثر پہنچا وہ اس بیدار مضر ہندوستان اور دنیا قوم سے منفی نہ تھا۔ جہاں چو ہو بھی دیکھا کہ ہندوستانی مصنوعات کا ملک پر تسلط ہوا جاتا ہے اور انکی









ماہل مذہب اس طرح پھر کہنے کے لئے کہ جو دل کے ساتھ ساتھ ساتھ گئے ہیں  
 مذہب تو یہی اکتاہست ہے۔ روٹنی پال ہے۔

ہر قسم سے دوستی اور دوستی کی تو کئی کہہ سکتا ہے۔  
 - خدایا کہنی سے خاص خاص فریادوں کو کہہ جانتا ہے اور کئی کئی  
 کے لئے یہ پورے طور پر اس وقت تک رہا ہے جب تک کہ انہوں نے  
 ساتھ نہ کہہ کر دیا ہونے کہی کہہ گیا کسی اور کے لئے اور دوست  
 کریں گے جب کہنی نہ پورے طور پر اس سے اجزاں ہو کر کئی  
 ایک کہنی ہی ماننے کے کراہت تو رہتی اور نورانیوں کو قبول کرنا  
 تین کو کئی رہتی ہے سدی ہوتی ہے میں کی "انگیتے" کو عرصہ  
 اور حال ہے اگر کئی نہ پورے طور پر کئی ہوتی رہتا تو اس کی  
 خزانے کے واسطے ایک شہر تھیات کر رہتا تھا جس کا نام "ایس" ہے  
 اور ذرا ہی وہاں سے چل کر گیا۔ شہر کے پاس ایک سونٹا  
 تھا تھا جس کے دو لائق نہیں ہیں۔ ان کا ہر کئی تھا اور یہ  
 تھا جو وہ ان دنوں پر رہا تھا۔ ان کے کئی کے  
 ہر تو ہم کہنے کے لئے تھا اس کے لئے کئی اور کئی  
 ہر کئی کے لئے اور کئی (م سوشل سٹیم)

سڑکا میں کہتے ہیں۔

ہر طرف ہی ایک کارخانہ میں کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کام کیا ہوتے تھے اور کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کے لئے کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی  
 کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی کئی

مغرب سے ہیں ہندو کے کہے تو سنت و عرفت کا جو کچھ سترہواں دورہ اختیار کیا  
بیان میں ہے۔ یہ نہیں تو آسادی کی آپ دہرائیں پہلے تہ ہے۔ خلائی اس کے  
حق میں سوال کا تم رکھتی ہے۔ (پہلے طبعیہ ص ۵۵۹-۵۶۰)

(جدید سستانی تہارت خاربر کی سرگزشت)

اقوال بس برائے اور مینٹ کی منتہر کیشی کے ساتھ شہادت دیتے ہوئے کہتا ہے  
کہ آگے چل کر ہندوستانی کپڑے کی تہارت کو بنا کر سہ کے لئے کہیں نے بنا دیا  
کہہ چکوں کیے کہتا ہے کہ اول دن اور کرکھوں تک پر بھاری نہیں لگا دیا  
انگریزی سوداگر سروریم پرنس کا بیان حسب ذیل ہے۔ (انگریزی مینٹ پرنس)  
ہ کہتے تھے کہ لطفہ ہمارا کہہ سکتے ہیں فی صدی کم قیمت پر جو لہجوں  
سے زبردستی کپڑے لیتے تھے۔ اگر وہ چمک کے مطابق کپڑے نہیں دے سکتے  
تھے تو ان کا سدان ہی وقت فروخت کر کے کی پوری کی جاتی تھی۔ اور  
کچھ ریشم نکالنے والے ناگروں کے ساتھ اتان نظر کیا جاتا تھا کہ ایسی شاہیں  
پائی گئی ہیں کہ ریشم نکالنے کے لئے انہوں نے اپنے انگریزوں کے کٹ ڈالے

ہیں

سروریم پرنس مشاعرہ میں کہتا ہے۔

۱۰ اصل یہ ہے کہ تمام ہندوؤں تک کی تہارت اور ایک خاص فرقے سے  
کہنے کا پورب میں رہیے گا یہ سب مسئلہ مظالم کا ایک منظر ہے۔  
جس کے منظر اشاعت شدت کے ساتھ ہر نور باہ اور ہر کار خیر محسوس کر  
سکتا ہے۔ ہر سادان تو تیار کر لیا جاتا ہے دولت کی خصوصیت ملتی ہے جو تہارت  
اور انگریز اپنے جیوں اور کانے رنگ کے گماشتوں کی مدد سے خود ملتی  
کے طریقے سے ملے کرتے ہیں کہ ہر کار خیر کتا مال اور کس قیمت پر دے گا  
اور ان امور میں ہر قوم عرب جو لاکھوں کی رضا مندی ضروری نہیں لگاتی  
تھی کہیے کہ گمشدہ کسی کے لازم ہوتے ہیں ان لوگوں سے جس چیز پر چاہتے  
ہیں دستخط کیے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ لاکھوں روپیہ لینے سے انکار کرتے ہیں  
تو وہ روپیہ زبردستی ان کی کرشمہ بدھوایا جاتا ہے اور پھر ان کو کوٹھے

اس سے ہاتھ ہیں۔ اس ٹھکانے پر جو ہر ماہ شیوا کی جاتی ہیں وہ وہاں ہی اس  
 ٹھکانے میں آسکتے ہیں جو ہر ماہ کا تیر ہوا ہے کہ خوب چاہے کو خوب لکھا جاتا  
 ہے۔ کیونکہ کئی کے گاتھے برکت نظر کرتے ہیں وہ یا معلوم ہوں ان کی قیمت  
 (۱۵) ایک صدی سے کہ (۲۰) ان صدی تک کم ہوتی ہے۔ اسی قسم کا خیر  
 منصف ہر ماہ کا مہتمم ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے اور اس امر کی  
 شاہیں موجود ہیں کہ ان لوگوں نے ریٹیم کاتھ کی تکالیف سے تنگ آ کر  
 خود اپنے انگریزوں کو ڈالنے تک وہ اس جبر و تعدی سے محفوظ رہیں گا  
 حکومت اور اختیاری منشا

۱۸ فروری ۱۹۲۵ء کو وہ نامہ خلافت جلد ۲ نمبر ۲ میں ولیم پوٹس وغیرہ سے نقل کرتے  
 ہوئے لکھتا ہے۔

(۱) پوزیشن سے واسطے کہیں کے اجتناب سے بدستے ہوئے راضی نہ ہوں  
 چاہے کہا جاتا تھا اس پر عمل کرنے سے تامل رہتے تھے۔ ان کا دل ضبط کر کے  
 کھڑے کھڑے نیلام کر دیا جاتا تھا۔ کچھ اور لکھتے ہیں ان کے ساتھ ہی  
 طرح کی زیادتیاں کی جاتی تھیں حتیٰ کہ ان کے انگریزوں کا دل سے بدستے  
 تھے تاکہ وہ اپنا کام نہ کر سکیں۔

(۲) پوزیشن والوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ اپنے منہ کے خلاف کہیں کا کام  
 کریں۔ چنانچہ ان پر ہٹ سے ہٹ سے جڑا لکھتے تھے بدستے تھے تاکہ کہیں کا کام  
 کریں۔ پوزیشن والوں کو سخت سے سخت سزا میں دی جاتی تھیں اور اس  
 طرح جنہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ پوزیشن سے کام چھوڑ دیں۔

(۳) تمہاری روڈ کی مٹاری بابت لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں ان خوب پوزیشن  
 والوں اور ملک کے کارکنوں کو جو خلاصوں کی طرح ہی کا کام کرتے تھے  
 سخت سے سخت سزا میں دی جاتی تھیں ان پر ہٹ سے ہٹ سے بدستے تھے قید  
 جاتی تھی۔ کوٹھے پڑتے تھے اور ان پر ایسی باتیں لگائی جاتی تھیں جس  
 کے باعث پوزیشن والوں کی تعداد بہت کم ہوتی جاتی تھی۔  
 مریٹھ ناؤتس ڈی کی کتاب ایسی اور اور یہ ہیں لکھتا ہے۔

جہولستان کے محلی گاداری لوگوں کے دستہ ہماری حکومت کی  
 طرح ہی منہ رعونہ نہیں بنا سکتی اور ہماری حکومت سے بہتر پالیسی خود  
 نہیں بنا سکتی۔ سب سے بڑی ٹریڈ ہے کہ ہماری حکومت ہندوستان  
 کی زندگی، اہل بے مظلومتوں کے ہم آغوشوں کو بہتر بنا سکتی ہے  
 کہ ہماری حکومت سے بھونڈے ستانی زندگی کسی بے مظلومتوں اور  
 گاداری اور ہمت لوگوں کے واسطے بڑا ایک گاداری اور ہمت  
 بیترقیوں کے بڑے نہیں ہے کہ اگر لوگوں کے لئے ہے بھونڈے  
 ہندو ستانی نایات اورم کی زندگی بھر کر سکتے ہیں۔ ہندو لوگوں  
 صاحب دولتیں منجانب طور (۱۰۱) میں ہندوستان کے حالات کی کتاب جہولستان کی تشریح  
 میں بڑے مصلحتوں کے لئے لکھتے ہیں۔

پہلی کی پالیسی یعنی کہ ہندوستان کی صنعت کو بہتر بنا دینے کے لئے  
 کئی محکمے اور کام شروع کرنے کی باتوں ہیں۔ عجم پیکر کے لئے کہ صنعت  
 کی ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ  
 ماسٹری کے لئے کے لئے ریٹوں کو ہر یہ کہنے کے کارخانوں میں اور  
 راکو بیک اور ہندوستان کے لوگوں کی طرف سے ہائیر ٹیپ کے ماحولت کرنا  
 گئی۔ اور ہندوستان کے ماسٹری

اس طرح حریفی، کہی کی گیتوں اور محلی گاداری کی صنعت بہتر کر دے  
 گئی۔ اور ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ  
 تھے اور جب تک وہ ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ  
 گئے اور ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ  
 کے متوجہ ہوتے اور ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ

جہولستان کی این صنعتوں کو تیار کرنے کے لئے یہی اور ہندوستان  
 حکومت دونوں یکساں تیار ہونے چاہئے۔ اس کا اندازہ اس وقت حاصل  
 ہے کہ ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ  
 کی گئی تھی۔ ہندوستان کے پڑوس کے پڑوس تیار کرنے کو دیکھا جائے یہں متعلقہ

۱۲۰۰ جل چند سات ص ۳۳

صاحب نوشت ایند طرز ۱۹۰۰ می گفت ہے

۵ سترہوی صدی می اگر چہ صناع اور صنعتوں پر چھوٹے گزرا  
 میں تھے کہیں زیادہ نصیبت ہوتی تھی مگر وہاں وہاں صنعتوں کے  
 سر پر خاندانوں کی صدی صدی میں آج تک ان کے بڑے بڑے گھرانے  
 پائے جاتے ہیں۔ انوں کو زیادہ جتنوں سے دولت کے لیے پائے جاتے  
 صنعت و حرفت کا کوئی ہوشاگیا۔ انوں پر سب سے زیادہ ہوش پڑا۔  
 ہندوستانی تاریخ میں انکار نہیں کہ صدی ست اٹھارہویں سے  
 چھ اسی کے اچھے صنعتی شہروں میں آج تک صنعتیں پیدا ہوئی ہیں  
 پہلے سے وہاں کے لوگوں کی رہا صنعت عام کرنے کا چل رہی ہے

آگے چل کر ۱۹۰۰ میں لکھا ہے۔

- بہر حال انکار نہیں کہ صدی ست اٹھارہویں سے  
 ہندوستانی کے لیے ایک نیا دور تھا۔ نئے نئے کاموں میں صاحبان  
 صنعتوں میں کہیں کہیں ایک نیا دور پیدا ہوا تھا۔ پہلے سے  
 صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔ نئے نئے کاموں میں صاحبان  
 کوئی صنعت نہیں تھی۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔ نئے نئے  
 کر کے ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔ نئے نئے  
 نئے نئے کاموں میں صاحبان صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔  
 صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 اس کے لیے ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 نئے نئے کاموں میں صاحبان صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔  
 کہیں کہیں ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 نئے نئے کاموں میں صاحبان صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔  
 کہیں کہیں ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔ ان کے لیے ایک نیا دور تھا۔  
 نئے نئے کاموں میں صاحبان صنعتوں میں ایک نیا دور تھا۔





کو محض تجارتیابی کہتے تھے، اور آزاد ملک کا باشندہ ہونے کی وجہ سے نذر اور زمین چلے تھے۔ صدیوں کی اطاعت و فرماں برداری کرتے کرتے ہندوستان کے لوگ پست ہمت اور ذلیل ہو چکے تھے۔ ملک میں کوئی ایسی حکومت قائم نہ تھی جو حقوق و انصاف کی نگہداشت کر سکتی۔ پس انگریزوں کا جو کچھ بھی طریقہ عمل مقادیر پر مجرب و مفید نہ تھا۔

## بربادی صنعت و تجارت کا دوسرا طریقہ

### تجارت مائون کے فلسفہ کی اشاعت

دوسرا طریقہ ہندوستان کی صنعت و تجارت کے برباد کرنے کا تجارت مائون کے فلسفہ کو پیش کرنا ہندوستانیوں کو انگلستان میں داخل ہونے سے روکنا ہے جس کی اشاعت سے پہلے ہندوستان کی اہتمام میں انگریز ہندوستان میں مثل و گجرجی، یورپ، جرمنی، اور ہندوستان، فرانس، ہمارے دیگر یہاں کی تجارت سے دولت گمانے کے طریقے میں آئے۔ کیوں کہ ایک صدی کی تجارت ہندوستان پر انگریزوں نے اپنے ملک کو شک جتان بنایا تھا۔ اس زمانہ میں ہندوستان اپنی بے شمار دولت، عالی صنعت، اور تجارت کی وجہ سے جنت بن گیا تھا۔ یہاں کے بادشاہوں اور باشندوں نے اس ملک کو بہت نشانہ بنایا تھا۔ لوگوں کی زبان حال چلے چلا لکھ رہی تھی۔

اگر روسی برروسے میں است + ہمیں است + ہمیں است + ہمیں است  
(دیگر تصریحات و تفصیلات ملاحظہ فرمائیں)

سے تجارت مائون سے ہندوستان کے لوگوں کی اذیتاں پیدا ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے لوگوں کو اپنے ملک کا اپنے یہاں کی صنعت و تجارت کو ترقی دینے کی کوشش کرنا۔ ہمارے کوئی چیز اپنے یہاں اذیتاں پیدا ہونے کے تو حکومت کی مراد ہے اس کو ترقی دینا اور اس کے بارے میں ہندوستان کے لوگوں کو اپنے ملک کی پیداوار کی ترقی دینا اور اس کے بارے میں ہندوستان کے لوگوں کو اپنے ملک کی ترقی دینا۔





انہی پر سوال کا عارفانہ لیکن اب وہ سب صفتیں خائبہ بھاری ہیں  
 اور میں وہ صرف ہے جو نہایت سے نہایت کی گئی ہے اور  
 تم بہرہ کوک پہنچاؤں کی دیکھتے تھے تو ان کو دیکھو اور دیکھو  
 ہنر ہی کہ ہنر کی امتداد ہے کہ جسے تکی پر بیٹھا ہوتے۔

۱۹۱۲ء کی گندہ ایسی ہی ہے جسے ہی اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کو کائناتی طور پر ہنسی  
 حقوق حاصل کی ہیں۔ ان کی کسی نے حال ہی ہندوستان سے ہست  
 ہنر تو ہیں (ہست) جو کہ مکان ہی گزرتا ہے اور ان کی تو یہ صفت  
 یہاں پہاڑ پہنچ گئی ہے اور وہ ہندوستان ہی ہر گھر کی ہنر ہے۔  
 ہل بہت سستا تیار ہوتا ہے۔

۲۰۔ ہندوستانی لوگ ہاری دیکھو بیٹے کی صفت ہے۔ ہنر کو کبھی  
 انہوں کی صفت ہی ہوں نے لکھی ہے کہ وہ اور ہنر ہے۔ ہنر  
 کے کار کوئی ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کی تم صفت  
 کو بہتر کر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 کا ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔

۲۱۔ ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔  
 ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔

۲۲۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔ ہنر کے ہنر ہے۔

انگلستان کے صنعتوں کو بہت ننگ پہنچا رہی۔ اور ملک تمام ذہنی توجہوں کے ساتھ  
 اور دست کار جمہور پر ہاتھ جمایا سوئیڈن کی طرف سے جو سرورقیت پارلیمنٹ میں  
 پیش کرنے ان کے مصلحہ ایک میں لکھتے ہیں۔

۱۰۔ اور انگریزی قوم کا ہر دستہ پر تو غرور والے اس واسطے کہ ان لوگوں کی حالت  
 کابل علاقہ کے چھوٹے چھوٹے بستوں جہدستان کے مقابل میں۔ اتنی انگریزی  
 صنعتیں اور سرمایہ سرمایہ ہو گئیں۔ اس نقصان پر غور فرمائیے عزیز ہر ایک جو ان  
 شکایتوں میں ہرگز اور ہر روزی کے وقت سفر وہ کہ چھوٹی اس پر توجہ  
 فرمائیے۔ پتا چلے گی کہ جو گا کہ چند ستانی تہات ان تمام مصلحتوں کی

اصل یا اسٹ پیج

انگریزی صنعتوں کی تباہی کے علاوہ ایک بڑا اعتراض اور بڑا غم یہی تھا کہ جہدستان  
 بل کے ساتھ نہیں بنو۔ اور انگلستان سے چاندی سونا چند ستان بھیجا جاتا تھا اس بڑے  
 جہدستان سے سخت جھٹ پھرتی تھی جس کا نفع نہ کر چکا اور پہلی آچکا ہے۔ جہاں تو ایک  
 صورت حال لکھتے ہیں کہ یہ تہات کا مصلحتی برقرار نہم کی تہات سے چاندی  
 سونا جو ہم کو کسی طرح ملے نہ کر چاہیے۔ ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے اس کے ساتھ  
 میں ہمارے یہاں خصوصیات اور کھیل کھیلنے آ رہے ہیں۔ جو ان کی تم کو کچھ بھی ضرورت  
 نہیں ہے۔

جب اس درجے کو بتایا گئی تو اعلیٰ پارلیمنٹ میں لگے۔ جہدستان پر۔ وہاں ہی  
 تقریریں کہیں رنگ نظر آتا ہے کہ ان رہا اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ۔  
 ۱۰۔ جہدستان کی جس چیز نے ہم کو سب سے زیادہ تباہ کیا ہے وہ ایک ہی چیز ہے کہ  
 کہ اس نے ہمارے ہاتھ پر نہ کر چکا اور پہلی آچکا ہے۔ ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے  
 لکھتے ہیں اور جو ساری تباہیوں سے ہیں۔  
 ایک اور صاحب لکھتے ہیں۔

۱۰۔ انگلستان کے ہر ایک ہاتھوں کو چند ستان پر ہر ہاتھوں سے لکھ کر کھلی  
 ہے اس لئے کہ ان کو چند ستان میں ہاتھ بہت انسان سے دوسرے  
 وہاں لکھ رہے ہیں۔ ایک آتہ روزہ لکھ کر لکھتے ہیں۔ لکھ کر نہیں دہرا رہی

تو یہ نہیں کہتے ہیں۔ ان کے کہنے سے کہ اس تہمت کا کیا انجام ہوگا  
یقیناً جہد ستانی کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور ہم ان کے ساتھ گمراہی  
کے۔

ایک اور صاحب امر کہتے ہیں کہ

۱۔ جہد ستانی تہمت کی بدگ قیام ضروری ہے کیونکہ صرف ہارے والے  
انگلیوں کی بہت سی منتیں جہد ستانی مصروفات کی رو سے صرف  
طرزی پر لگتی ہیں۔ جہد ستانی مصروفات صرف انگلیوں میں لگتی ہیں  
مصروفات کی جگہ منتیں ہوتی ہیں کہ وہ ہرے ہرے ملک میں لگتی ہیں جہاں جہاں  
ہدی مصروفات جاتی ہیں وہ ملک کہاں شکر لگتی ہیں جہاں کا تجربہ ہے  
کہ اگر کچھ بدہمت نہ کیا گیا تو تہمتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اگرچہ  
مصروفات کو دکنی گمراہی تو گشتہ گاہ ہے۔

علیٰ ذرا سفر کیسے لے گی لگتی ہے اس کی کوئی نذر و بردہ ہوا ہے یا کہ۔

۲۔ جہد ستانی کے پیر ۱۲۱۱ جہد ستانی مصروفات ہر ماں کو لے کر کے  
جائے منتیں رہتا ہے کہ وہ لگتی ہے کہ اس کی جگہ سے لگتی ہے  
کی مصروفات کا جہد ستانی ملک کے پیر سے کہ لگتی ہے یہاں منتیں  
لگتی ہے کہ ہم یہ لگتی ہے مصروفات کے مصروف میں لگتی ہے۔ لگتی ہے  
۱۔ جہد ستانی پیر سے لگتی ہے کہ اس کی پیر سے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے  
۲۔ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے

مشرقیوں نے مصروفات میں اپنا یہ جہد ستانی کیا ہے۔

۳۔ پیر لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے  
جہد ستانی اس کے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے  
اس کے جہد ستانی ہے۔

صاحب کا نام ہے کہ جہد ستانی مصروفات اس میں کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے  
کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے  
کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے کہ لگتی ہے

سودھی کی تحریک پر بعد ازاں حکومت نے حکومت کی دماغی مادی کی ترقی  
 پہاڑی عام حالات اور صورت کو پیش نظر رکھ کر اس تہاوت و ادارت کے  
 کثیر میں مصلحتاً ریاست سے یہ سارا مل کر بندوستانی تہاوت سے جو جو چیز  
 باہمی رہو چھانسی کھینچ کر لے کر اس کے ساتھ ساتھ ہے کہ جو مصلحتی چیز  
 اور صورتوں کی دماغی مادیوں کا استعمال اپنی سلطنت اور ادارت  
 میں رکھا جائے چنانچہ اسی اصول پر مصلحتی ہونا چاہیے۔

جو ان کی کیفیت تھی کہ قانون پیش ہوئے میں کی توجی لفظی تو لای  
 ان کے بلکہ روزگار میں ان کی اپنی کے حکم کے لئے ہر مل اور قریب  
 قدرت میں اس کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے۔

اس سلسلہ پر شاہیہ قانون ہرگز نہیں ہونے چاہیے بلکہ ان کی ترقی  
 کے ساتھ ساتھ ان کے لئے ہرگز نہیں ہونے چاہیے بلکہ ان کی ترقی  
 تو ان کی دماغی مادیوں پر ترقی کر کے ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 یہاں پر ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 مصلحتات پر ہی مصلحتی ہونا چاہیے اس پر ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 بہت اہم ہونا چاہیے؟

کامیاب ہونا چاہیے تو ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 اور ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 میں ہونا چاہیے۔ اس لئے اس کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 جیسا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 تقریباً یہی ہے جو اصل طریقہ پر آئے ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 خود مصلحت پر مصلحتی ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے  
 کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے

نقد اور پھیلنے والوں کے ذریعہ سے تو اجماع کو جم میاں بنایا۔ جموں، تھڑوں، گاموں، جٹوں  
 وغیرہ میں ہی چرچا پیدا کیا۔ کوئی آزاد تہارت پر تقریباً تھا تو کرنی ہامون تہارت پر  
 نقد و گھڑیاں تھیں۔ مگر آزاد تہارت کے سامنے اگر وہ ہار جاتے تھے تو ہامون تہارت کے  
 سینکڑوں شیعروں اس کے مقابلے میں ہتھکتے تھے۔ کوئی انڈستانی مشاعرے کی برائی کا  
 لڑو کہیں تھا کوئی چندستانی کار غور کی لوش کا داستان گو بن جاتا تھا کوئی انگریزی  
 فن انوں کے ہاں نکل جانے کا زمانہ آتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ ہامون تہارت کا تعلق اور آزاد  
 تہارت کا ٹک کے لئے تم قاتل اور زہر لٹل جڑا بہت بڑے پیمانے پر پھیلا گیا اور  
 پھر حکومت اور اقتدار ہامون تہارت والوں کے ہاتھ میں تھا اس لئے آزاد تہارت کے  
 کامیاب کو شکست کمانی پڑی۔

عامیہ معاشرت یا تہ بند کھتا ہے۔

ہ ایٹھ انڈیا کی اور اس کے طرف داروں نے بہت کچھ آزاد تہارت کے  
 فروغ کے لئے کیے۔ لیکن یہ شوالی نہ تھی۔ البتہ آزاد تہارت ہامون  
 تہارت کے آئندہ جلی سہشت کے واسطے اچھا کار تیار ہو گیا۔ یہی اچھا  
 نظیر رہا کہ اول تو خود کی لئے ہامون تہارت سرکار کو اپنے معاہدے میں  
 ہاتھ دینے کی دعوت دی لیکن بعد کو وہ خودی سرکاری معاہدے تک  
 آسکی۔ سرکار کو اتنی سرزنش اور سچ فرودنا کا مدداری معاہدے میں  
 دینا پڑا انہی حالات کی بدولت تہارت کے ہامون تہارت اور تہارت کا  
 مسئلہ ریاضی ہوا۔ ہمت اور تہارت کے عملی معاہدے کی پیدا پڑی۔

الحاصل درمیان خدمت خسانی اور درویشی اور تمدن و تہذیب کے ہامون تہارت  
 کی آڑ میں ایسے اچھے چارے اور لالچے تھے کہ انہی چندستانی تہارت اور مصروفیت کو روکنے  
 کے لئے بنائے کہ وہ تہارت سے نہ کہیں ویکھ نہ تھے تھے۔ چندستانی معاہدے پر  
 حکومت کی طرف سے نہایت ہی بڑھ چھو حصوں لگاتے تھے۔ مگر چندستانی معاہدے پر  
 مقبوضات اور وہ حکومت بھارت میں سے لڑا چکا تھا۔ ایسے ٹیکس کی بنا پر سروری  
 اور لازم تھا کہ ہندوستانی، ان انڈستان سے ایک رقم جمع ہو جاتا اور چندستانی کار خیر  
 کی زندگی کو بک کے گھاٹ آجاتی جتنا سسٹنٹ کو مری ماری ٹولف اسے تو آبادی



### پندرہواں، کتبچہ

۵۔ ہم نے یہ مصدقہ لکھی ہے جس میں ہندوستانی سائنس کے سائنس دانوں کے بارے میں  
 یہ سائنس دانوں کے بارے میں تفصیلات لکھی گئی ہیں جو کہ ہندوستانی سائنس  
 کے بارے میں سائنس دانوں کو بتا دے گا اور ان کے بارے میں سائنس دانوں کو  
 سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں  
 سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں

۶۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔  
 ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔  
 ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔  
 ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔  
 ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۷۔ حکومت ہندوستانی کے بارے میں تفصیلات لکھی گئی ہیں جو کہ ہندوستانی  
 کے بارے میں سائنس دانوں کو بتا دے گا اور ان کے بارے میں سائنس دانوں کو  
 سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں

۸۔ ہم نے ہندوستانی کے بارے میں تفصیلات لکھی ہیں جو کہ ہندوستانی  
 کے بارے میں سائنس دانوں کو بتا دے گا اور ان کے بارے میں سائنس دانوں کو  
 سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں سائنس دانوں کے بارے میں

میں آئے ہندوؤں کے بلکہ ہم آئے انگلستان سے شوقی کپڑے اپنے ایشیائی  
مقبوضات میں بھیجنے لگے ہیں۔ اور اس طرح ہندوستان تجارتی ملک  
سے تنزل کر کے اب محض درآمدی ملک رہ گیا۔ **رہلم المیشت صنعت**  
تفصیل ملاحظہ ہو کہ ہندوستانی مل پر محصولات کی بھاری مقدار اور اس کی  
بندش پر روشنی ڈالتی ہے۔

فیصدی محصول			ہندوستانی مصنوعات
۱۸۳۲ء	۱۸۴۰ء	۱۸۴۷ء	
۲۰ فیصدی	قطعی ممانعت	قطعی ممانعت	ریشمی کپڑے
" ۲۰	"	"	زر بھیت
" ۳۰	۱/۴ فیصدی	۱۷ فیصدی	شالی پیادر
" ۴۰	" ۱/۴	" ۱/۴	چھینٹ
" ۵۰	" ۵۰	" ۱/۴	قالین
" ۶۰	" ۵۰	" ۱۷	بشت کا آرائشی سامان
" ۷۵	" ۵۰	" ۲۷	سونے کی کڑا

### رہلم المیشت صنعت

(نوٹ) ۱۸۳۲ء میں جو محصولوں کی تخفیف نظر آ رہی ہے وہ کسی انسانی ہمدردی  
یا انصاف و عدل گتیری کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ پچھلے سالوں کے ظلم  
اور وحشیانہ ٹیکسوں اور قطعی ممانعت وغیرہ کی کارروائیوں سے ہندوستانی مال  
انگلستان سے بالکل خارج ہو چکا تھا اور اس کارروائی نے ہندوؤں کو چکا تھا نیز اس  
کے کاروبار اور ان کی صنعتیں تکریم نہ توڑی تھیں۔ اس لئے اس وقت اتنے بڑے  
محصولوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی تھی۔ اور اگر انگلستان کی صنعت اور تجارت اتنی توست  
پر پہنچی تھی کہ وہ ہندوستانی صنعت کا مقابلہ کھینی کر سکتی تھی۔ اس وقت میں بڑی بڑی  
کلیں اور وہ تھانی کا ہاتھ نہ لگتی قائم ہو چکے تھے اس لئے اب وہ خطرہ اپنے ملک کی پیدا  
وہیرو کا اٹھ گیا تھا۔ کیونکہ ان کوں کا مال اب پر نسبت سابق رزوں جو نے لگ تھا





قیمت فی صدی			ہندوستانی مصنوعات
۱۸۷۲ء	۱۸۶۱ء	۱۸۱۲ء	
۶ فی صدی	تقلی نمائست	تقلی نمائست	برقی کپڑے
۳۰	تقلی نمائست	تقلی نمائست	زر ہفت
۱۰	۱/۴ فی صدی	۱۱ فی صدی	شال پادر
۱۰	۱/۴ فی صدی	۱۱ فی صدی	چھینٹ
۲۰	۵۰ فی صدی	۱/۴ فی صدی	تالیں
۳۰	۵۰ فی صدی	۱۱ فی صدی	جت کا آرائشی سامان
۲۰	۵۰ فی صدی	۱/۴ فی صدی	سوتلی کپڑا

گورنمنٹ نام کی حالت بائکن برکس تھی ۱۸۷۲ء میں اس کی درآمد پر محصول ۳ فی صدی قیمت و ۱۸۷۲ء میں نی پونڈ کی مجموعی شہرت سے وصول کیا گیا تھا ۱۸۶۱ء میں وہ صرف ۳ روپیہ فی پونڈ ہو گیا اور انگریزی مصنوعات کو مزید ترقی دینے کی خاطر ۱۸۶۲ء میں محصول وہ آدھرا سے نام ایک آدھ فی پونڈ ہو گیا (۱۸۶۲ء) مصنف کتاب حکومت خود اختیاری صفحہ ۲۱ پر لکھتا ہے۔

ان واقعات سے عیاں ہے کہ انگلستان میں پہلے نہ صنعت بچی اور نہ مشینیں تھیں اور نہ کارگر بوشیا رکھے۔ جب ہندوستان سے ان قیمتیں اتر پڑے گی تب مشینیں تیار کی گئیں اور کارخانے کھولے گئے مگر نطفہ یہ ہے کہ بے شمار سرمایہ اور عظیم اہل کار خانوں کے باوجود بھی ہندوستان کمال انگلستان پر کہہ سکتا تھا اور انگلستان کے تیار کردہ اہل کوشکت و تیار ہوتی کہ گورنمنٹ برطانیہ مجبور ہوئی کہ ہندوستان کے اہل کورہ گئے کے لئے انگلستان میں سخت سے سخت محصول لگائے جیسا کہ حسب ذیل تحریر سے ظاہر ہوگا پیچ۔ اپنی دس لکھتا ہے کہ ایک شہادت کے دوران میں ۱۸۱۲ء میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے بننے ہوئے سوتلی اور برقی کپڑے اس وقت تک برطانیہ کے بازاروں میں

طوائف کیڑے سے ناز بگتے تھے یہ وقت ہی میں کی قیمت و وقتی مال سے  
 بچاؤ سے کہہ کر۔ کرب طلیٰ صدی تک کم بخت ہی مگر اس پر محمد ہندوستانی  
 کیڑے کی تھامت میں لاشہ ہوتا تھا چنانچہ ضرورت ہوئی کہ انگریزی دست  
 کو براہ راست سے بچا دیا جائے اور ہندوستانی کیڑے کی قیمت پر جو کہ وہ  
 انگلستان میں داخل ہو ستر اور ان کی صدی کی حصول لگاؤ ہو چکے۔ اس  
 کی درآمد قلمی شد کر دی جائے۔ یہ قیمت جس حصول دگتے اور سخت  
 قانون دہشتے تو پہلی آمد پندرہ گنتی مگر شروع ہی میں بند ہو گئے  
 اور پھر ہٹائی انٹول کی قوت سے ہی مدخلی ہو گئے۔ مگر ہندوستانی صنعت  
 کو ہمیشہ چڑھا کر نہیں نہ ہمہ رکھا گیا مگر ہندوستانی آزاد ہوئے تو اس  
 کا جواب دیا اور برطانوی مال پر جیسے حصول لگا تا کہ پھر عدال دیا گیا  
 اور اس طرح اس کی صنعت تباہی سے بچا جاتی لیکن اس کو اپنے تصدق  
 کی اہمیت نہ دیکھی۔ وہ اخبار کے ساتھ ہے جس قدر بغیر کسی حصول  
 کے برطانوی مال اس کی جہنگ میں رہ رہ سستی آتا رہا گیا۔ اور مگر  
 جس طرف سے ہندوستان کا مفاد کرنے کی بجائی۔ یعنی اس کو برطانوی کا مفاد  
 کے ایک نامصنف حکومت کے ہاتھ سے ہوں کر ادا کیا

ردت صفحہ ۲۵۲-۲۵۳

صاحب مصلحت الہندوستان میں کہتا ہے۔

اس سے قبل ما بجا ذکر آچکا ہے کہ ہندوستان کا سوئی کیڑا تعمیر نہ  
 ہے بہت مشہور اور بہت مقبول تھا اور ترقی و ترقی کے ساتھ اس کی  
 برآمد ہوتی تھی۔ تعمیر کو اب بھی ہے چرچا ہے کہ جیسے عیسائیت عام سے  
 دو تین ہزار سال پہلے ہی کی کیفیت تھی کہ ہندوستان کا کیڑا اپنی درآمد  
 اور کرنا اور وہ عام ہو گیا تھا۔ چنانچہ سوکھ ہندو اپنے گزیر ہندوستان  
 و قلمی ہے کہ ڈھاکہ کی مثل یونان ہی مشہور تھا جس سے اوپر ہزار سال  
 قبل ہی سولہ ہزار سال کی صنعت ہندوستان میں خوب دیکھا گیا کہ پہلی  
 جوئی تھی ترقی و ترقی میں اس صنعت کو اور بھی ترقی ہوئی اور اس کی تہمت



میں نہیں تھا کہ ہندوستان کی مصنوعات انگلستان بھرت جاتی تھیں اور ان کو  
 بھاری بھاری ٹیکسز اور قانونی ممانعتوں کے ذریعے سد کیا گیا۔ بلکہ دیکھنے کے  
 لکھنے کے ذریعہ ان کی یہ مصنوعات بڑی بڑی مقدار میں بچاؤ اور ان کی  
 قیمتیں وہاں بھی انگریزوں کی دیکھی دیکھی ہی طرز عمل کو اختیار کیا گیا اور ان کو  
 تجارت کے پیمانے سے نکال دیا گیا کہ ہندوستان کی مصنوعات کا داخلہ ہندوستان  
 بند کر دیا گیا اور دیکھ سکتے ہیں کہ ہندوستانی دستکاروں پر کتنا استہارہ کیا گیا  
 دیکھنے کے لئے اور جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرتے ہیں ان کو دستکاری کے لئے  
 اور صرف خام مال تیار کرنے پر مجبور کیا جانے لگا۔ مگر ان مصنوعات  
 ہندوستانی مصنوعات دوسرے ملکوں میں بڑی بڑی مقدار میں تیار ہونے  
 لگیں بھاری بھاری ٹیکسز جن کو اس طرح کم کیا گیا۔

انگلستان میں ۱۸۳۳ء میں ۳۸۱۷ ہزار ٹیکس کمپروٹوں کے لئے مگر.....  
 کم ہوئے جو تھے ۲۹ لاکھ میں کی ۲۲ لاکھ ہو گئے۔

امریکہ میں ۱۸۱۰ء میں ۱۲۷۷۲ ہزار ٹیکس کمپروٹوں کے لئے اور پھر کم ہوتے  
 ہوئے ۱۸۶۰ء میں ۷۵۸ لاکھ ہو گئے۔

ژنارک میں ۱۸۱۰ء میں ۱۲۵۰ لاکھ کم ہوئے جو تھے ۱۸۲۰ء میں  
 ۱۵۰ لاکھ ہو گئے۔

پرتگال میں ۱۸۹۹ء میں ۹۰۱ ہزار ٹیکس کمپروٹوں کے لئے..... اور ان کے  
 عرب و فارس ۱۸۱۰ء میں ۷۰۰ ہزار ٹیکس کمپروٹوں کے لئے..... ۷۰۰ لاکھ

(دیکھو علم الہیہ ص ۵۹۳)

ان دوسرے ملکوں میں ہندوستانی مصنوعات کی دولتوں کی بڑھانے کے سبب ہیں  
 جس طرح امریکہ، چین، کاؤچنگ تھا اس طرح ہندوستان میں مصنوعات کی کن کی اور انگلستان  
 کی مصنوعات کا کثرت سے داخلہ ہندوستان کے مصنوعات کی کن کی اور ہلا دینے والی  
 ہندوستانی کم پیٹیشنوں کے لئے ہیں۔ جس سے دستکاروں کو کاروبار سے محفل ہو گیا۔ ہندو  
 اور ان کو چھوڑ کر دیا تھا کہ وہ دستکاری بالکل چھوڑ دیتیں یا ملک خراب ہو جائے۔

رحمہ صاحب علم الہیہ ص ۵۹۳

دوسرے ملکوں میں ہندوستانی مصنوعات خصوصاً کپڑا بھرت فریڈے تھے لیکن



انگلتن کی طرح انہوں نے ہی اپنی اپنی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی خاطر پھاری پھارہ حصول نام کے لئے درآمد کی وہی پیکر کی طرح کسی قدر پھاری پھاری تو انگریزی تہذیب نے اپنی مصنوعات کو وہاں پہنچا کر لیا

## ہندوستان کی دستکاری اور تجارت کے

### برہاد کرشنا کیسرا طرہ قری ٹریڈ کار اور تجارت

ہندوستان میں انگلتن کی مصنوعات کو بڑے بڑے مشینوں اور کھول کے ذریعے تیار کی گئی تھیں نہایت کثرت سے فروغ پایا اور ان کی شمار پرکھیں نہیں ہو سکی تھیں اور اگر کچھ بھی گیا تو اس قدر گنگایا گیا کہ اس سے دستکاروں کے ہاتھ سے بناؤ ہوئی مصنوعات فناں نہیں ہو سکتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے دستکاروں کو مسخ کا توکل ہی کہ وجہ سے ملک خراب ہو گیا جسے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں دستکاروں کو نقصان پہنچا کرنا اور دوسرے چیزوں میں جبرور ہو گئے اور ہر طرح صنعتی اور تجارتی ملک میں مہاجرتی بنا دیا گیا۔

اصلی واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بڑے بڑے صنعتی مصنوعات اور دستکاروں کے بچرہ تھے۔ اس میں ہائے گئی تو وہ اپنی نداشت اور غرق تعلق اور غیور ملی اور انہوں نے دیکھا ہے کہ وجہ سے عام ملک میں اس قدر متحمل نہیں ہو سکتے تھے جو انہوں نے ہندوستان کی صنعتی مصنوعات کو فروغ پہنچا دیا اور ہندوستانی مصنوعات کے انگلتن کی تمام مشینوں پر قبضہ کر لیا اور ہندوستانی صنعتی کمپنیوں نے اس قدر قبولیت حاصل کی کہ وہاں کے انہوں نے کپڑوں کو دیکھ کر وہیں بچرہ نہ بنائے اور استعمال کرنے لگے تھے، کوئی بچرہ بھی نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے دستکاروں کے ہاتھ لگے۔ وہی دستکاری دم توڑنے لگی۔ انہوں نے انگلتن میں پہلے پہل شہرت شروع کر دی تھی یا حکومت کے ذریعہ انہوں نے کچھ نہیں کیا اور انہوں نے اپنے ہاتھ لگنے سے اپنے ہاتھ لگنے والوں نے وہاں سے نکلے۔

مخالفوں میں ہائے گئے۔ ترہویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی بہت ہی تیز ہوئی۔ ترہویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں بہت سے کارخانے بنائے گئے۔



یہں تو دل سے محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 وہیں کہ محبت میں دل کو اپنے سے پہنچانے کی سزا دیا ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 قاتل و قاتل میں محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 جس سے وہ اپنے چہرہ کو اپنے سے پہنچانے کی سزا دیا ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 یا۔ اور اس میں کہ محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔  
 محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔

صاحب المصنفات فرمائی ہیں کہ  
 ہر قسم کے محبتوں کی کیفیت لکھی ہے۔  
 ۷۔ محبت کی کیفیت لکھی ہے۔ اگرچہ اس میں کہ محبت پر محبت ہوتی ہے۔

میں یہ مصروفیات حاصل کیں۔ یہ وہ ایک حالت تھا جبکہ میں نے افغانستان  
 کی مصروفیات کو مدعا تمام یورپ کے ملک میں بند کر رکھی تھی۔ اور  
 صدائے آزادی کی حالت میں انگلستان کے ساتھ ہوا یہ مصروفیات  
 کے بہت بڑے بدلے کا صلہ داتی تھا۔ انگریزی مصروفیات کی فروخت کی کوئی رقم  
 کوئی سہیل ناکا ہی اصرار ضروری تھی چنانچہ یہ فروخت چند سال کے پھر ہوئی کہ  
 وہ انگریزی سامان بجز اس کے جسے یورپ کے ملک میں جیسا کہ ہم  
 دیکھ کر پہچانیں انگریزی مصروفیات کی آمد نہ ہوتی۔ انگریزی کارخانوں میں  
 بلکہ صدیوں میں جو رہتے تھے ہوا زمین کی نظریں چند صدیوں پر چلی  
 اور انہوں نے فروخت اور دوسرے ملکوں کو خریدنے سے اجازت کرنے  
 کا اور اجازت قاضی کو توڑنا اور اسباب چندستان سے اجازت کرنے کی  
 اجازت عام ہو گئی۔

صرف (۱۸۵۰ء) میں لکھا ہے۔

• تاہم انہیں ختم کرنے کے لئے جو مصروفیات میں نہیں تھیں وہی ہمارے بڑے  
 انگریزوں کی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ لوگ ان کو فروغ دے رہے ہیں۔  
 مشرق میں چند صدیوں کی یہی حالت تھی اور وہ ان کی حالت پر لکھتے تھے  
 اور یہ مصروفیات تھیں اس سے پہلے ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
 کے ساتھ وہ ایک حالت رہے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
 مشرق کی ترقی یافتہ ہیں۔ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ  
 سوتی اور انہیں کیڑے۔ انگریزی کیڑوں سے جو اس سلسلہ کے شروع ہوئے  
 کے ساتھ ان میں سے ان کے ساتھ ان کے ساتھ چنانچہ ان کے ساتھ  
 چندستان کی بڑیوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ان کی بڑیوں کو دیکھ کر  
 اصل کی آواز نہ تھی کہ وہی سگریٹوں کی اختیار کیا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ  
 کیڑوں کے کہ انہیں نہ تھے کہ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
 دیکھ کر انہیں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
 ان کی کاشی ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

کی مانند یہ ہماری ہماری حصول نگرانیوں کو کبھی ہر شخص سے رکھتا اور  
اپنی صنعت و دولت کے پیمانہ کو چھاننا۔ لیکن اس کو اپنی حالت کرنے  
کا اختیار و تقاضہ فیروں کی اہانت کو تھا۔ وقتاً فوقتاً مگر یہی مل تو کئی حاصل  
و نام لائے غیر چندستان میں تو سیکس اور ہندوستانی مل کی دستبرد سے  
میں ایک دی گئی اور پھر مل پر خود ستان سے متاثر ہوا۔ خود نظر آتا ہے  
کے ہر قسم کی حکومت کے اقتباس سے ہے اپنے مفید مطلب اور چندستان  
کے عوام کام لیا ہوا ہے۔ (بہار ایشیا مشرق)

نوٹ کریں کہ اس کے بعد اس کے شروع ہونے میں پہلے شائع کی گئی تھی۔

اس کتاب کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اثر زریہ جیسی کسی فرد  
تو کبھی ہر جہاں پر اپنی گمان نہ کرے۔ اس میں کیجیے اس کا عمل  
تھے۔ لیکن اہانت واد کے ہمارے شکستہ ہندوستانیوں کو لکھنا  
یک شہزادہ کی سوئی گھونڈ کے بیٹے کے کہ نہ فریاد کے پر لہر کر  
بہت سے اور بچان و پیمانے دتی جہ سے پڑے کیے مصلحت سے  
کچھ تو شہزادہ ہماری حصول بنا مہتمم کے اپنے ہیں۔ ان سے  
رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھی ہر شخص کے قابل ہے کہ قتل قتل ہو کر  
ان کے ہر ایک صنعت و دولت ہندوستان کے ہر شخص سے مصلحت میں ہی  
تو چندستان کی صورت کو بھاری حصول و ہند کے ہر شخص سے مصلحت  
میں جہ سے ہر جہاں پر۔ یہی طرح ہی ہر جہ سے مصلحت سے۔ ہر  
شخص میں سے ہر جہاں پر مصلحت کرتے ہندوستان سے مصلحت سے  
مگر ایک ہی صنعت و دولت کی ترقی کو اہانت کے مصلحت پر ترجیح دیتے  
ہندوستانی انہیں ملنا کہتے ہیں۔ اگر میں میں ہر جہ سے مصلحت سے  
جب ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے  
مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے  
مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے  
مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے  
مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے ہندوستان میں ہر جہ سے مصلحت سے

کی دیکھی جھکتی ہے صاحب کے ساتھ وہی ہوتا شروع کیا۔ پھر وہ  
 کھول کر دیکھ کر تو کہہ رہا تھا کہ یہ کھولنے کی فن، انہوں نے اپنی  
 کھول کے جھکتی ہے صاحب انہیں کی کھولتے ہیں پھر وہ کھولتے ہیں۔ وہ  
 قیام پیدائی ہو رہی ہے ہمارے ساتھ ہی رہتے آتے ہیں تو کھولتے  
 رہتے ہیں انہوں نے انہیں کھولتے ہیں اور انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے

درجہ شہادت

موجود ہے اس آیت شہادت کے ذمہ دار ہے اور اس کے ذمہ دار ہے  
 ہر شہر اور قصبہ ہونے والی ہے اور انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 جہد کے اصولوں کی ذمہ داری ہے انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 ساتھ کہ انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 اس قصبہ کے ہر شہر اور قصبہ کے ذمہ دار ہے انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں  
 انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں

۱۹۹۹ء میں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے  
 جہد کے اصولوں کی ذمہ داری ہے انہوں نے کھولتے ہیں انہوں نے



میں سے روزانہ جگمگاتی رہتا ہے اور وہ ایک روز چھٹی ہو گیا جس کا اثر وہ اس پر دیکھ کر  
بہتال منتظر رہتا ہے تو پھر یہ کہتے ہیں۔ وہ ایک عالم ہیئت مشق

کونصر کہ اس میں تو سب کی طرح سے انکسور ہے پھر خود اس عمل سے عیناً  
پر۔ اس کا وہی جہاں سے ہی ماہر نہیں ہے مگر پھر کونصر کا اثر ہے کہ کبھی کبھی  
نہ اس قدر پھر یہ نہیں ہے کہ انکسور کے پیدا ہو بہت زور ہے کونصر کا اور اس سے  
بعضی توجہ کہتے ہیں کہ اس قدر تو ہے کہ اس قدر ہے خود ہی  
پہلی صورت سے شغل کے ذریعہ سے اس قدر ہے کہ اس قدر ہے خود ہی  
خود ہی اس قدر ہے کہ اس قدر ہے خود ہی اس قدر ہے خود ہی

مشرفا کے گوری رہتی ہیں یا وہ بہت سے ہیں کہ  
ہم سے یہ کہتے ہیں کہ اس میں وہ سے انکسور کے اپنے  
نہ اس قدر پھر یہ نہیں ہے کہ انکسور کے پیدا ہو بہت زور ہے کونصر کا اور اس سے  
بعضی توجہ کہتے ہیں کہ اس قدر تو ہے کہ اس قدر ہے خود ہی  
پہلی صورت سے شغل کے ذریعہ سے اس قدر ہے کہ اس قدر ہے خود ہی  
خود ہی اس قدر ہے کہ اس قدر ہے خود ہی اس قدر ہے خود ہی

محبت سے متعلقہ ایک بہت سے ہے۔

ششمنہ نیکو کہتا ہے کہ اس میں بہت سے ہے کہ اس میں بہت سے ہے  
کی کیفیت سے ہے کہ اس میں بہت سے ہے۔



ہندو جہاں انا صدود شہر سے واضح ہو گا کہ ہندوستان کا جس تھماں و ماہا  
 برآمد ہو اس میں تقریباً اسی ٹی صدی سالہ خام تھا جس میں تقریباً تیس زید  
 سالہ عمر تک شامل تھا یہ بیشتر زرمی پیداوار پر مشتمل تھا شہر مدنی ، ا  
 ٹی صدی - جوٹ ۱۲ ، پانچویں صدی ، پاول الی صدی مدنی مدنی ، انیسویں  
 چارہا بیسویں صدی ، گہروں ، پانچویں صدی ، خام پیر ، کچھ کہ بیسویں صدی سے  
 ہندوستان کے مصنوعات سولہ کی برآمد کا اوسط ۲۰ ٹی صدی سے ہم کم  
 نظر آتا ہے اور ان میں صرف دو قابل لحاظ ہیں اول جوٹ کا ٹاٹ اور  
 دوسرے جن کا اوسط ٹی صدی ہے ۔

پھر کہتا ہے ۔

۱۔ حاصل کام یکہ ہندوستان میں اسی ٹی صدی مصنوعات و ہندو جوٹ اور  
 یہاں سے اسی صدی سالہ خام برآمد ہو جس سے صاف ظاہر ہے کہ  
 ہندوستان سراسر راجتی ملک بن گیا ہے اور اب بھی یہاں سراسر کامی نام  
 تو کو شش بھی نظر آتی ہے کہ ندرت کو تر آتی ہی ہونے کی بجائے و  
 حرفت کو ہی نہیں مانا ہے ۔ دوسرے اس کی طرف سرکار کا انتہا  
 بھی مقابلاً بہت کم ہے ۔ البتہ لوگ اپنی بہت سے تھوڑا بہت کام ہلا  
 رہے ہیں ۔

فرض کہ ہندوستان جو کہ بقول ڈاکٹر فرانسس بیکانن و دیگر مورخین ایک منستی ماہ  
 تجارتی ملک تھا جس میں کہ دروں انسان ایہ دونوں پیشوں سے زندگی بسر کرتے اور  
 بیرون ملک سے کہ وندوں اٹھتے ہیں حاصل کرتے تھے ۔ انگریزوں کی ٹریڈ پالیسی اور خود  
 غرضی سے بعض راجتی ملک بنا دیا گیا ۔

مسٹر منزی سینٹ جانس ٹرڈ ایٹ انڈیا کہنے کا ڈاکٹر جہاں سے میں کہتا ہے ۔  
 ہندوستان پہلے صنعت و تجارت کا ملک تھا اب زراعت پیشہ بنا دیا  
 گیا ہے ۔

یہی بات مسٹر صاحب دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں ۔



۱۹۱۰ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان اور ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان سے  
 کہ تمام لوگ صرف شہر صحت کی آمدنی تک ہونے لگے اور  
 اور آج کل کی آمدنی اس سے دو گنی ہے۔

دوسری طرف شہر صحت کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہے۔

## دستکاری اور تجارت کی برابری کا حوالہ

جس قدر ہندوستان کی صنعتی پیداوار بڑھ رہی ہے اور جس قدر اس کا موخر ہو گیا ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے  
 اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے اور اس کی آمدنی بڑھ رہی ہے

۱۹۱۱ء	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵
۱۹۲۱ء	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵
۱۹۳۱ء	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵

(یہ سلسلہ ۱۹۱۱ء سے ۱۹۳۱ء تک جاری رہا ہے۔)

اس کی بنا پر قابل توجہ نہیں کیے گئے ہیں۔

سے لوگوں نے بھڑک کر دیا۔ سوشلی کے لئے چارہ دستیاب ہونا نہ ہو گیا جنگل کاٹ ڈالے گئے  
 انڈیا کی ترقی و ترقی گرائی ہوئی۔ زمینیں کھری ہو گئیں۔ کیونکہ زمینیں کھری گوت اگلے کی ترقی  
 زراعت کی وجہ سے کھو چکی۔ جس طرح سرحد متواتر ترقی کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے۔  
 اسی طرح زمینیں متواتر کاشت کی وجہ سے کمزور ہوجاتی ہے۔ پچھلے زمانہ میں ہر گاؤں میں  
 کچھ حقیر کاشت سے ملتا تھا، کھاتا تھا جس میں سوشلی چلا کرتے تھے اور زمینیں کاشت کا  
 پیمانہ ہوجاتی تھی دوسرے سال میں گاؤں کی دوسری زمین خالی کی جاتی تھی۔ جو ترقی کاشت کا  
 اثر برائے کھانا اور غذائے روزانہ تھی۔ آئینہ آئینہ کوئی کھانا اس زمانہ میں ہر پورا دانہ ایک  
 تھی آج اس کا ادا تھی بھی پیدا نہیں ہوتا۔ روز بروز روز گزر رہی تھی جاتی تھی کھانا اور  
 بہت کم ہے۔ جس سے زمین سے فہر آجائے۔ دیہاتی آبادی بڑھتی کیونکہ زراعت کے لئے طرح  
 کے قریب رہنا ضروری ہے۔ دیہاتی زندگی کی دوسرے حالت بڑھ گئی کیونکہ دیہات میں  
 تیسری اصلاح نہیں ہو سکتی۔

## (۸) محاصل اور زرعی ٹیکسوں کی بھرمار

### زراعت کو بھی انگریزوں نے نہایت پامال کر دیا

زراعت کے حلقے میں انگریزوں کی پالیسی نہایت نامردانہ اور وقراش ہے انگریزوں  
 سے پہلے کاشتکاروں سے اٹھاری چھ لاکھ روپے وصول کی جاتی تھی کھیت میں لگے  
 تیار ہو سہر حکومت کے انسر کن کرتے تھے اور پیداوار کے تخمینہ پر چھ لاکھ روپے حکومت کے لئے  
 صبح رجسٹر کیا جاتا تھا۔ محض حاصل ہونے پر حسب ریٹ پر کاشتکار چھ لاکھ روپے اس کی قیمت  
 حکومت کو دیتا تھا۔ اس طرح اگر پچاس لاکھ روپے جاتی تھی تو حکومت اور کاشتکاروں کے درمیان  
 کو نفع ہوتا تھا اور اگر نہیں ہوتی تھی تو کم ہوتی تھی تو حسب کو نقصان رہتا تھا اور حکومت کاشتکار  
 کے نفع اور نقصان میں یکساں طریقہ پر مشغول رہتی تھی۔ مگر انگریزوں نے یہ سب سب  
 لگان کر دیا۔ انڈیا کے لئے برقیہ میں لگایا۔ عوام زمین میں پیداوار ہوا نہ ہو۔ لگاتار عوام  
 قسم کا اور انوارب قسم کا ہر حالت میں حکومت ملی مقرب کردہ و تعلقہ وصول کرتے تھے عوام کاشتکار



اس کے علاوہ آج سے دوسرے نہیں ہی لاکر سکتے تھے۔ اس طرح تھانہ میں  
 میں سے اپنی پیدائش کا تقریباً ۵۰ فیصدی دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں کاشتکار  
 پاس گندہ بار پڑا ہوا ہے جس کا ایک اور دوسرے رنگ شکل سے کر سکتے ہیں  
 اگر مگر کیا اصل پر ۵۰ فیصدی ٹیکس لگا رہا ہے تو ٹیکس دہندہ کی آفتاب سے اس  
 سے اور زیادہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کی حالت میں قدرتی اور انسانی ہونگ  
 جہاں پیدائش پر ۵۰ فیصدی ٹیکس لگا رہا ہے۔ حکومت نے  
 وہ شروع لگا کر نظر ثانی کرنا، جتنی ہے تاکہ ان کسانوں سے جو پچھلی جہاں  
 جلدی ٹیکسوں کے بوجھ کے پیچھے رہے ہیں اگر ممکن ہو سکے تو ان  
 کے جیب کی آخری پائی بھی حاصل کر لی جائے۔ بیس فیصدی لگاتار عموماً  
 پڑھا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جلد کے پچھلے نظریہ میں پٹا میں موجود ہیں جہاں ۵۰  
 فیصدی - ۵۰ فیصدی اور - ۵۰ فیصدی ٹیکس میں اضافہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ  
 ہندوستانی ہمیشہ انٹریس ڈکھتے ہیں اور ان کے جیبوں میں بتلا رہے ہیں۔

دعوتِ کتبہ جلد ۱۹۹۹ء ۱۹۹۹ء (۱۹۹۹ء)

مگر یہ جگہ کا ان کو اب جگہ کے آخری حصے میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد  
 دوسرے جگہ لکھا گیا ہے کہ اس نے لکھا ہے کہ وہ لکھا ہے کہ  
 وصول کیا۔ (رسالہ مظلوم کسوں کے لئے - آر۔ سی۔ دت)

اسی طرح ہر حصہ میں اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ حسب ذیل تفصیل قابلِ ملاحظہ ہے۔ یہ تفصیل  
 بعد سے ہندوستانی کی ہے۔

۱۹۵۸ء	۱۹۵۸ء
۱۹۶۰ء	۱۹۶۰ء
۱۹۶۲ء	۱۹۶۲ء
۱۹۶۴ء	۱۹۶۴ء
۱۹۶۶ء	۱۹۶۶ء
۱۹۶۸ء	۱۹۶۸ء
۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء
۱۹۷۲ء	۱۹۷۲ء

یہ بیان فرمودی ہندوستان کے اکثر مشنریوں نے کہ اس میں ہندوستان کے حق  
 میں کچھ لکھنا ہی کافی ہے۔ (سائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)  
 اگر وہیں لکھنا ہی اس کے تنہا مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے  
 حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے  
 مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی  
 ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے مقصد کے لیے ہے تو اس کی  
 ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔

یہ بیان فرمودی ہندوستان کے اکثر مشنریوں نے کہ اس میں ہندوستان کے حق  
 میں کچھ لکھنا ہی کافی ہے۔ (سائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)  
 اگر وہیں لکھنا ہی اس کے تنہا مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے  
 حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے  
 مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی  
 ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے مقصد کے لیے ہے تو اس کی  
 ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔

یہ بیان فرمودی ہندوستان کے اکثر مشنریوں نے کہ اس میں ہندوستان کے حق  
 میں کچھ لکھنا ہی کافی ہے۔ (سائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)  
 اگر وہیں لکھنا ہی اس کے تنہا مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے  
 حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے  
 مقصد کے لیے ہے تو اس کی ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی  
 ہے۔ لہذا اگر وہیں لکھنا ہی اس کے مقصد کے لیے ہے تو اس کی  
 ہندوستان کے حق میں لکھنا ہی کافی ہے۔

(درمیان میں لکھا گیا)

یہ بیان فرمودی ہندوستان کے اکثر مشنریوں نے کہ اس میں ہندوستان کے حق  
 میں کچھ لکھنا ہی کافی ہے۔ (سائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

بادجوڑیکے ساتھ قند بہت ہوتا ہے، ہونگے قند اس سے بے شمار ہیں جو میں گھر گھر کی  
 سال کے واسطے لکھتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کتنا ہے۔  
 پھر بادجوڑی کے گھر میں انہوں نے لکھا ہے۔

میں خود بھی اس کے گھر میں لکھتا ہوں اس طرح کہانی کے ساتھ کی جاتی  
 ہے۔ یہی کہہ دیا تھا، ہنسی۔  
 دارنہ منگتو لکھتا ہے۔

اس سویر میں ایک تہائی گڈی کے جوگ سے مرہانے اور کھیتی میں بہت  
 کسی واقعہ ہونے کے باوجود بھی لکھتا ہوں کہ گڈی کی رقم لکھنے کے  
 کی رقم سے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔

درمد مظلوم کسان نمبر ۲۸-۲۹۔ انڈیا سٹی (د)

مستوریم ہزار ہا نے لکھتے ہیں کہ اس کا نام لکھتا ہوں اس کے ساتھ ہی لکھتا ہوں  
 ہندوستانی رہا ایک تباہ حالی اور نفس کے تین خاص وجہ ہیں۔ اول، گڈی  
 کی زیادتی۔ اگر یہ گورنمنٹ کے خارج کے لکھتے ہیں کہ گڈی کی رقم لکھتے  
 کسان میں زمین کا کل منافع ان کے جہاں میں حقوق کی جالی چاہیے کہ لکھتے  
 کھاس کی قیمت کا سود ہوا جو سویر اس نے لکھتے ہیں لکھتا ہے اس کا  
 سود اور منافع خاص کا نصف ہوا اس کے پاس ہے۔ لکھتے ہیں یہ بات  
 خود ہندوستان کے حکام تسلیم کر چکے ہیں کہ ان کے ہاں ہندوستان میں کبھی  
 عملیہ نہ ہوئی جو انہاں ہاں گڈی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ  
 کے سود اور کاشتکار کی مزدوری کے حصہ کو جھٹک کر لیتی ہے اور  
 اور بادجوڑی اس تسلیم کر لینے کے بل گڈی اس طرف بڑھاتی جاتی ہے  
 کہ بعض مواضع میں تو سوئی صدی اور بعض حصوں میں آدھی صدی کے ہزار  
 فی صدی کا سود پہنچ جاتی ہے۔ اس سے خاص بہت رہا کی تباہی کا یہ  
 ہے کہ وہ سوئی لگان والے گڈی کا فرقہ نہایت سطح ہے جس کی تو  
 سے ایک ہزار سو اور رقم وقت میں ہر طرف ہوتی ہے اور وہ خاص  
 فصلوں میں لکھتا ہوتا ہے اس کا سود کاشتکار پر ڈالا جاتا ہے



یہ بوجھ ایسا ہے کہ کاشت کار اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس کو سودی قرض لینا چاہتا ہے اور عیسوا سبب یہ ہے کہ یورپ کے نو سپر قرض وصول کرنے کے لئے عدالتیں قائم کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے قرض خواہ کی تپشت پناہی پر تمام سلطنت کی قوت ہوتی ہے اور اس کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ دنیا کو غلامی کے (دنی درجہ تک پہنچا دے)

یہ چند شب و تیس بظہر امتحان گمانے پیش کی ہیں جن سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سنگدل اور خود غرض برطانویوں نے کس طرح ہندوستان کے غریب کاشتکاروں کو بے رحمی سے برباد کیا ہے اور کاشتکاری کو بھی خدا کے گناہ آوارہ کیا۔ لگان کے آئیں بوجھ اور وصول کے انتہائی جاہل اور طریقہ کی وجہ سے کسان ہر سال زمین جوتتے یہ بوجھ تقابل میں کو لگاتا رہتا تھا اور اپنی گونگلاسی کی فکر کرتا تھا جس کی وجہ سے ہندوستان کی زمین انتہائی درجہ میں کمزور ہو گئی اور پیداوار میں نہایت کمیادہ گئی۔ پیداوار کا وسطانی ایکڑ زمین یا قطار درگرمائیک حسب ذیل ہے۔

رقبہ کاشت	پاول کی پیداوار فی ایکڑ زمین	پیم
۶۹۶۳ ہزار ایکڑ	۶۲۰۹	برطانیہ
۶۳۰۰۰ ایکڑ	۴۳۰۰	اطالیہ
۶۱۰۰۰۰ ایکڑ	۱۲۰۹	ہندوستان

گیہوں کی پیداوار فی ایکڑ زمین

پیم	فی ایکڑ	من
برطانیہ	۰	۲۶ من
ہندوستان	-	۱۷ من
	-	۸ من

تاثرین خیال مندو ہمیں، وہ ہندوستان پر کہ بقول تھا جن امور پر تاثرین ہندوستان کے ظہور اپنی پیداوار اور درآمدت میں تمام دنیا میں نہایت مشہور تھا جس کی شہادت

۱۔ تقاریر و تحریرات سرولیم ڈاربرن مطبوعہ نیٹس پریس سن ۱۹۱۱ اور ملا مسلمانوں کے احوال کا علاج مسئلہ

آئین اکبری کے صفحات کئی دیتے ہیں انگریزی عہد میں تمام دنیا سے کس عہد  
مگر گیا۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔

مذکورہ بالا عدد لاوشمار کے لڑائی ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان کی  
دولت اور تمام ذرائع دولت دستکاری، تجارت، ذرا عرصہ بعد ہی پہلے چھاپہ مارا  
کہ جس کی نظیر نہ سابقہ زمانوں میں کہیں ملتی ہے اور نہ کوئی زمانہ میں کسی دوسری قوم  
اور ملک میں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ بلکہ تمہیں ہے کہ اس امر کے ہوتے ہوئے  
ہندوستان زعمہ کیجئے رہا۔ پہلے زمانہ میں عالم حکومتیں چھاپہ مارتیں اور لائق تھیں مگر  
سرایہ اور ملک ہی ان کا دست لگم دراز ہونا تھا۔ تجلات انگریزوں کے کہ انہوں نے  
نہ کسی امیر کو چھوڑا نہ کسی غریب کو لگھاؤں کی مٹو ہا بیسیوں سے غریب بقتہ نہایت  
نیرادہ رہا اور ہوا۔ گلاشتہ شہادیں ہندوستانوں کے انکس اور بھوک سے مرنے  
کی ان امور کے لحاظ سے آداب کی طرح روشن ہو جاتی ہیں اور یقین کیا جا سکتا ہے  
کہ یہ مہلت سے بالکل خالی ہیں اور بالکل واقعی ہیں۔ انگریزوں کا ان پر پردہ ڈالنا بالکل  
غلط ہے۔ - دانی اللہ الشکر۔

## (۹) آزادی اتحاد اور ہمدردی کی بجائے

نفاق، نفرت، بغض و عداوت، تعصب اور فریبکاری  
ہندوستان کے باشندوں میں نفرت اور دشمنی پھیلانا

تمام سمجھ دار لوگ جگہ بے سمجھ لوگوں کا یہی تسلیم کیا ہوا اصول ہے کہ اتفاق و اتحاد اور آزادی  
اور میل ملاپ ہی انسانی فوج و سپہ اور دیوبی اور دنیا ترقی اور راحت و آرام کا ذریعہ ہے  
انسان تو صاحب عقل و شرافت ہے وہ اگر احساس کرے تو ایسے وقت کی بات نہیں مگر  
بے چیز تو عقلی حیوانوں اور مددوں تک میں پائی جاتی ہے وہ اتحاد و اتفاق سے بے سکتے  
ہیں احساس کے پابند رہتے ہیں۔ اسی طرح سب مانتے ہیں کہ بھلا لڑائی، تفر اور  
عداوت، بد امنی اور فساد ہر طرح سے برائی کے قوی اسباب ہیں۔ جمہ کی اجازت

کسی طرح نہیں دی جاسکتی گمراہ ہو کر وہ مرضی اور نفسانی خواہشوں کا کھوکھلا انسان بنا اور اقوام کو ایسی ایسی معصوم و اذیسیوں پر مجبور کر کے قوموں کی قومیں بربادی کی جینے لگتی تھیں۔ جو زمین اقوام اور انھوں پر طاعونی قوم کے ہی پائیس تمام انسانی انسانیت یعنی اقوام کے ساتھ اپنے اقدار اور لوٹ کھسوٹ کے سلسلے میں ضروری تھی جس میں انھیں اپنے سے بھی ممکن ہو کر ہندوستان کو حاصل کرنا۔ پھر پورے ملک کو ترقی دینا اور اپنے پیچھے آہنی کے لاندہ دیا کر کے ستھ رہنے انگلیٹنڈ کی حکمت عملی بری ہے۔ جب متعصبانہ ایسے طاقت اٹھیر ہوں تو ملکوں کی بربادی میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ گھبرائیں کو اس کی کیا پرواہ، آنا کو کون پر سنے سے مطلب تھا، شکار مہ سے رہا جتنے بڑا یہ کی دو سو سالہ شرمناک پالیسی نے ہندوستان کو سلطنت لاکھت اور بربادی کے گڑھے میں ڈال دیا اور ایسے گنہ گار اطلاق اصلا عمل میں مبتلا کر دیا کہ صدیوں کے بعد اس کو سنبھالنے کی نوبت آئے گی۔ ہم ظفر علی صاحب سے اس شرط اٹھیر پالیسی کا فوٹو کھینچتے ہیں جس سے ہندوستانی انسانیت اور غم مصائب کے برطانوی دعووں کا کھیل کھل جائے گا اور حقیقت محل بے نقاب ہو جائے گی۔

## فرقہ واریت اور منافرت کی چنگیاں مسلگانا اور ان کو ہونٹنا

(۱) (سر جان کلیم)

ہاں ہندوستان ملک میں ہمدردی غیر معمولی قسم کی حکومت کی حفاظت اس امر پر ضرور ہے کہ ہمدردی ہمدردی میں جوڑی جماعتیں ہیں ان کی عام تقسیم جو اللہ پھر ہر ایک جماعت کے مولا سے مختلف ذاتوں اور فرقوں اور قوموں میں ہندو جب تک کہ وہ اس فرقے سے تدار ہیں گئے اس وقت تک ہم غلامان کوئی بقوت مان کر ہمدردی قوم کے استحکام کو متزلزل نہ کر سکتے ہیں ۴

اس تصور کے سلسلے میں ہم نہیں بھی نہیں ہیں ہندوؤں پر مسلمان بادشاہوں کے فرضی اور ظہور یعنی مظالم ہر ایک صورتوں میں دکھانے لگے۔ انہوں نے مشہور تاریخ سر ہنری ڈیویڈ کی ہے جنہیں یہ بات ظہور مانگتی کہ گھبرائیں سے ہندو مسلمانوں کی گزشتہ صدی حکومت کی گمراہی کیوں کیا کرتے ہیں اور ہمدردی کی



اپنے ملک کے مسوومات کے مطابق نہیں کہتا۔ بلکہ وہیں زمانہ کی مطلوبیت کے خیالات اور جذبات کا اظہار نہیں کرتا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کو اگر مسلمانوں کے نام میں تکلیف پہنچی ہو تو وہ ان کی کے نام میں صرف اس کا اظہار کرتے۔ بلکہ ایسا ہی صاحب کو اس سے سخت تکلیف پہنچی تھی کہ ہندو مسلمانوں کے عہد حکومت کی کئی شرطیں کرتے تھے اور اگر ان کے عہد کی کوئی شرط قبول نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے کوشش کی کہ تہذیبوں کے قواعد و ضوابط میں سے ایسے واقعات نکالیں جن سے یہ نتیجہ نکلا جا سکے کہ مسلمانوں کا عہد نامہ اور اگر ان کا عہد نامہ کی رعایت نہ کی جائے تو انہوں نے صاحب کو ایسا نامہ دیا جس میں واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

مگر پھر ان ناموں کی قدر و قیمت کم ہے تاہم ہندو عہد نامہ کہنے سے اس میں بہت سا مواد مل سکتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے عہد نامہ کا ڈھنڈاپا اور کیا جاسکتا ہے جس نے ہندوستان کی معلومات کو تاریک کر رکھا ہے اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد کی تاریخ ابھی لکھنے کو باقی ہے۔ ان سے مدد ملے تو یہ شمار فرما کر احساس کو بیا جا جائے گا جو ہندی نامہ اور ہندو عہد نامہ حکومت سے حاصل ہو گئے ہیں۔

ایسیٹ صاحب کو ہندوؤں کے وہ نام بھی لگاتے تھے کہ اسلامی عہد حکومت کے متعلق لکھتے یا کہتے تھے نہایت نامور ہونے لگے حالانکہ وہ واقعیت پر مبنی تھے اور اس طرح کے ناموں کی حکومت کے متعلق تھی اور احتجاج کے کہتے تھے وہ بھی حقیقت رکھتے تھے۔ چنانچہ

والفان لا تدریہم بتنگلہما اجماد میں عباس کے گورنر اور اس کے بعد ہندوستان کے مشہور افسرانے لکھے ہیں اور ان کے اس سلسلے میں ان کے یہاں سے زیادہ کوئی سنی اور کھس اور ولنی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اس سلسلے میں کہیں سے بیان دیتے ہو گئے کہا تھا۔

دہشت کی آواز میں اسلامی حکومتیں اگر یہی راج سے کہیں بہتر تھیں مسلمان اس ملک میں آباد ہو گئے تھے انہوں نے لکھا کیا تھا۔

پتھروں سے ممکن نہ ہو۔ انہیں شادی بہانے کے مسئلوں سے  
 اپنے متعلق لوگوں کو پرہیز کے حقوق میں کفار و مشرک کے مذاہب  
 کو بھی اور ہندوؤں میں یکساں تھا۔ کرنی لڑائی نہ ہو۔ بلکہ انہوں نے  
 اگر خیر خواہ ہیں اس کے برعکس وہ سب سوچیں کہ فرط سہرا پائی  
 ہے جس میں ایک سترن عورت کا آئینہ عروں سے عورتوں میں  
 ہوئی رہا تھا۔ وہ ہے وہ چند ستیوں کا لڑائی میں نہیں ہے بلکہ  
 وہ (سری) کی سب سے (بھگت کے عظیم نام) کے نام میں بھگت کے مسلم لڑائی میں  
 جس میں یکیشیت عورتوں کے لئے ہے کہتے ہیں۔

وہ لوگ سب کے سب میں بھگت لڑائی کو چھوڑ دی ہے جو  
 چھری کے لڑائی میں ہے۔ وہ لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 کے ہندوؤں کو لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 مسلم عورتوں کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 ہی ہے۔ (دعا لڑائی کی سب سے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے)

راج، پتھروں کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 وہ لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے  
 لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے

یہ لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے لڑائی کے لئے

سویڈن کے مشہور مندر کے پکاروں کے پاس ہے۔  
 وہ اس طرح شہنشاہ اٹلی گنڈرہ کے گرد حیرت انگیز جیوگرافیوں کو منظر میں  
 وضع فرماتا ہے اور خود مصر میں ایشیا پر چڑھنے والی کوئی اور جگہ نہیں ملتی ہے۔  
 جاگیر، عطا کیے، درویش متعلقہ مسئلہ

شہنشاہ ہنگری فرانس کو تھا ہے۔ اٹلی اور کراچیت کو کہ چند ستان کے معبر  
 رہیں سے ہے اور وہ مشرق کی ہند میں اس نے ثانی ہے خطاب دے کر  
 میرا آس اپنا بنایا یعنی ہندی توپ ہند کی خدمت کی اور حکم کیا کہ ہمیشہ توپ  
 شہر پر اس ہزار توپ اور کئی ہزار توپ ہند آنا سہ تین ہزار توپ بیکراچیت  
 کھڑی ہے میرے آپ کے فعل فائدہ کے ہزار توپ مشرق سے تھرتھرت دیرانی  
 اور تیسرا سرائی کہ بیچا کھان سپاہری اور کھیر چاک کو توپ مانا ہے  
 ذکر ہے توک جہا گیری

ہنگری گنڈرہ فرانس کے صدر حکومت میں چند امور کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ہفت ہزاری شش ہزاری (۶) ہزاری چار ہزاری ساٹھ ہزاری تین ہزاری  
 ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ  
 ڈھائی ہزاری دو ہزاری ڈیڑھ ہزاری ایک ہزاری  
 ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ ہاتھ

مشرقی ہندی میں ہندوؤں کی تاریخ کھلی رہی ہے صرف تاریخ ہندوؤں سے  
 ہی جہاں ہندوؤں کی نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ان مختلف نسلوں اور دوروں کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ان گنڈرہ  
 فرانس ہندوؤں کو ان کی بے وقت اور نا اہلیت کے لحاظ سے ہمیشہ ہندوؤں کے  
 ہندوؤں کو اپنی سرکار میں ملازم رکھنے کے سلسلہ میں اس کا خیال تھا کہ  
 کو دنیاوی امور کے ہی میں لگائے یعنی جہاں اس قسم کے معاملات میں  
 مقامی عہدیت کو راہ نہ دینا چاہیے؟

کتاب اٹلی گنڈرہ اور اس کا عہدہ ہندوؤں کے لیے ہندی تاریخ میں اس کا  
 بیرونی اثر ہے (۱۶۶)

(۱) دوسری فہرست اور رنگ تریب مرام کے زمانہ کے چند امر کی حسب ذیل ہے۔

پخت ہزاری	مشش ہزاری	مخ ہزاری	چار ہزاری
۳۰ لکھ	۳۰ لکھ	۹ لکھ	۵ لکھ
تین ہزاری	دو ہزاری	دو ہزاری	دو ہزاری
۳۰ لکھ	۹ لکھ	۵ لکھ	۳۰ لکھ
ایک ہزاری	۷ صدی	پانصدی	ایک صدی یعنی یوزاشی
۸ لکھ	۱ لکھ	۱ لکھ	۱ لکھ

اسی منصب داروں کے علاوہ آٹھ لاکھ اور مختلف عہدوں پر چند امر آتے تھے پخت ہزاری منصب سب سے اونچی ہوتا تھا۔ جس کے لئے حسب ذیل اشیاء مقرر تھیں۔

گھوڑے	ہاتھی	شتر	چتر	چکڑا	تختواہ	۱۰ ہزار
۳۹۰	۱۳۱	۱۱۰	۲۷	۲۲۰	۳۵ ہزار	۲۵ ہزار

شیر آڈل پنج ہزاری منصب حامل کے لئے حسب ذیل اشیاء تھیں۔

گھوڑے	ہاتھی	شتر	چتر	چکڑا	تختواہ	۱۰ ہزار
۳۳۰	۱۱۵	۱۰۰	۲۰	۱۶۰	تیس ہزار	۲۵ ہزار

نیر دوم یعنی ہزاری کی تختواہ تیس ہزار دس ہتھی اور نیر سوم کی تختواہ اسی لاکھ تیس ہزار ماہوار تھی۔

اسی طرح ہر امر کی حسب درجہ بڑی تختواہیں اور ولادت تھے۔ جو کہ آج وہاں میر بھی نہیں آسکتے۔ حضرت ہزاری چند امر میں سے سب سے بڑا امر سمجھا جاتا تھا اور پنج ہزاری امر میں سے سب سے بڑا امر سمجھا جاتا تھا اور نیر اول کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا امر سمجھا جاتا تھا اور نیر اول کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا امر سمجھا جاتا تھا۔

(ماخوذ از تصاویر چند کاشانہ سامانی جلد اول)

چونکہ اورنگ تریب مرام کا زمانہ سلطنت حجاز اور طویل تھا ہے، اس لئے اس کی فہرستوں میں کمی زیادتی اور اشکاف ہونا لازمی امر ہے۔ ہر مقررہ نے اپنے زمانہ کے علاوہ شمارا ذکر کیا ہے۔



و اینست که ایشان فرمودند که هر که را بپندد که خدای تعالی را از سر و پا می شناسد و او را در حق تعالی می شناسد...

و اینست که هر که را بپندد که خدای تعالی را از سر و پا می شناسد و او را در حق تعالی می شناسد...

و اینست که هر که را بپندد که خدای تعالی را از سر و پا می شناسد و او را در حق تعالی می شناسد...



لاؤنگ رہے کہ ہم اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ یہ ایک ایسا شخص ہے جو اپنے  
 اپنے مذہبی آئینوں کو جان بوجھ کر بھول گیا ہے اور ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی  
 رعایا کے ساتھ برتاؤ کر رہا ہے۔ اس واقعے کے حقیقہ و اصول بیان ہوا ہے جو اسے  
 جاننے والے کو کسی شخص کے حقیقی رویے کے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔  
 مغرب کے اس طاقت میں برقاہت کے کیا ہونے کو وہ آتش پستل میں امانت  
 کی جگہ سے نکل کر ہر جہت سے گھومتا ہے کیونکہ اسے اپنے لیے ایک ایسا  
 پائیدار ملک نہیں ملتا اور اسے وہی فقط ایک آئینہ دار فرزند  
 عالم کے ہونے پر حیرت ہے۔

مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے اور وہ ان معاملات میں  
 تفسیر کو جبری نہیں سمجھتا اور اس بات کی تائید یہ آیت قرآن کی ہے  
 لَقَدْ نَزَّلْنَا ذُرِّيَّتًا بِآيَاتٍ ۝۱۰۰ ۝۱۰۱ ۝۱۰۲ ۝۱۰۳ ۝۱۰۴ ۝۱۰۵ ۝۱۰۶ ۝۱۰۷ ۝۱۰۸ ۝۱۰۹ ۝۱۱۰  
 کہ ہے اگرچہ اس طاقت کو خدا تعالیٰ جو توہم کو پہنچاتا ہے اس کے  
 سبب یہاں تک حد ان کی رحمت کو عانت تک پہنچتا ہے کہ اسے  
 قتل پر آمادگی ہوگی اور ان کی ایقت اور قیامت کے سوا کسی  
 اور کسی طاقت سے نجات نہیں مل سکتی۔

روحانی علاج تو ہم پر ہوگا آپ اسلام مستقیم

دل (عقیدہ) پر ہمیں کوئی کتاب نہیں ہے تو آپ ہمیں کوئی کتاب دیں جو ان باتوں  
 کی تفصیل دیتا ہو، اسے ہر امر کو سیدھی سیدھی اور سادھی لکھتا ہے۔  
 • اور ہر کسی کو سہولت دے۔

مذہب اور عقیدہ میں صاف صاف روشنی آتی ہے اور مسلمانوں کا ہر حکومت  
 تفسیر مذہبی اور فروعی سے پاک تھا۔ اس میں مساویہ اور برابری کا سوگ  
 تھا۔ ہر شخص کو وہی سزا تھی اور ہر کسی پر وہی اور اس سے تعلق رکھتا ہے  
 کہ بیت جنت تھا، کسی جہت انسانی، لوی، عالی کا وہاں کسی کے لئے نہیں تھا۔  
 مطلقاً مساوی اور ہم دگر اور ہر کسی کا مساوی کیا جاتا تھا۔ نام نہاد مذہب کے ساتھ  
 وہی اولیٰ اور مساوی کا مساوی کیا جاتا تھا۔ بادشاہوں کی پوری کوشش یہ تھی کہ تفسیر



کے لیے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ

۱۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو اختیار کی صورت

۲۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۳۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۴۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۵۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۶۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۷۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۸۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۹۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۰۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۱۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۲۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۳۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۴۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۵۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۶۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۷۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۸۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۱۹۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۲۰۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۲۱۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

۲۲۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ اینڈ اور حکومت کو دینی اور روحانی امور میں

خانہ کے حالات سے اپنے سب غمناک و غصہ سے تھی۔ جو تیس دنوں اور  
 ظہیر میں سب پر اس اتنا تھا کہ وہ بھی نہ سمجھا کہ وہ کیوں تیری کی  
 آئی ہے، چہ نہیں پر اس لئے اس کو کہہ سکتوں کہ عظمت ہے جسے اس نے  
 کی ہے، میں کہنے سے کہہ کر اس کی تیری کی کہنے کی آواز کی جب اس کی  
 کہنے میں اور یہ ہے مقصد کہ مریم اس کی طرف سے اس کی طرف سے کہہ کر اس  
 اگر چوں کہ عظمت کے قریب ہی تھی کہ وہ تو کہہ نہیں سکتی، مگر ایسے ظہیر کی  
 تصنیف کے شمار تو یہ تھی کہ اس وقت کیا کہتا ہے کہ عورتوں کی محبت اس کے  
 بھٹ گئی ہو، اس قوم کی نہیں کہ وہ یہ بھی باہر کی آگینی کہہ نہیں سکتی، مگر اس کی  
 ہر وہ کی تھی، اور پھر وہ تو وہی جھوٹا اور اس کی طرف سے اس کے اس کا جو پتا وہی  
 گھبرا پنا نہیں نہ سمجھ کر اس کی کہنے سے، چہ عورتوں کی خامی ان فرق پہ پتا ہو  
 اس کی تصویر پر جانے میرا کہ کوئی کوئی اس کی غیب کے بیخبر کے سب سے وہی تو ہی  
 سے ہوتی ہے، اس کو اس نے تو ہی کے اور جو اس کے اور اس وقت خار میں شائع  
 کرتا۔

۱۔ یہ وہی غازی کی طرف سے وہی کے اور اس میں کا ایک نوز بہت  
 مسلم کا چھ ماہیہ ایک عظمت سے کہہ کر، وہی کے اور اس کی عورت  
 خانہ سے وہی کے اور اس کے یہی کہہ کر کہہ کر اس کی طرف سے اس کا  
 عظمت سے یہی کہہ کر اس کی طرف سے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 کہہ کر اس کی طرف سے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 یہ کہہ کر اس کی طرف سے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 نے، جو کہ اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 نواہ ہر وہی کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 کہہ کر اس کی طرف سے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 اب اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 اس کا وہی کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
 ہی ان فرق پر وہی کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے









میں بظاہر غالب اکثریت کے باوجود من حیث الکل مسلمان ممبروں کے خلاف کوئی  
 مذہبی بغاوت کی نوبت نہ آسکتی ہے کہ حکومت کا کون سا امر میں مانع ہوا ہوگی  
 ہنگامہ سازش میں تو وہ سر حکومت کو زندہ رکھنے اور کچھ قیام جب محافظانک  
 کے لئے مخالف ہمارے نہیں ہے از سر نو دہرہ حکومت قائم کرنا چاہی تو ان کی تقریباً ساٹھ  
 ہزار نفوس میں بڑے تعداد کثیر چند شامل ہے۔ اس کا قصہ یہ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ  
 مذہبیوں نے اپنے عروج کے زمانے میں کئی قسم کا سلوک کیا ہوگا۔ جس کو وہ نگاہِ عامانہ  
 ایسے ایسے کرنے پر مجبور کیا۔

حکومتوں اور مشائخ بطور نواذای تبلیغ کرتے تھے لیکن تبلیغ حکومت کے فراموش  
 میں شامل نہ تھی۔ حکومت کی طرف سے اس کام کے لئے سب سے زیادہ جانتے مسلمانوں کی  
 اسی معاشرت کو پسند کر کے ان کے لئے عہدہ بھی اصولوں کو برقرار کر کے ان کو ہندو  
 اسلام قبول کرنے کو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ہندوؤں میں یہ حال کی طرح اس زمانے میں  
 تبلیغ مذہب کا طریقہ بھی نہ تھا اور اس کی بغیر امانت نہ ہوئی۔ اس میں طبعاً ہندو  
 حیرم میں اسلام حکومت سے پیسے ہمدرد باجائز نے اپنی اپنی ملکوں میں عرب کے  
 پیسے مذہب آجروں کو مسجدیں بنانے اور تبلیغ اسلام کی امانت دیکھ کر یہی روش  
 دکھائی اس طرح مسلمان ممبروں ہندوؤں کو اپنا مذہب دیکھنے کے امانت دے دینے  
 میں مطلق تکلف نہ کرتے۔

مگر وہ جسے زبردستی ہندوؤں کو مسلموں کے ساتھ توجیح نہ دیکھتے تھے وہی ہندوؤں کی  
 نہیں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے صدر مقام میں خاص تبلیغ  
 برائی اور اسی کا مستور ہر صورت ہندوؤں کی توجیح بہت زیادہ تھی۔ ہندوؤں  
 اور تمام ضعیف القوم ہندو اپنے قریب سے اس اپنے مسلمان کے احوال سے بخوبی  
 کہتے ہیں کہ مسلمان پہلے مہر زعل میں پیشہ غیر شصت رہتے ہیں اور انہوں نے کئی  
 ہندوؤں کو اپنا مذہب چھوڑ کر یہ دیکھ کر یہیں کیا۔ مذہبی آنداز کے علاوہ ہندوؤں کو  
 زراعت و تجارت میں بھی اگر انقدر مراعات و حقوق حاصل تھے مگر مسلمان تو اس موسم  
 قوی عازمت کو رہا ہوا ہندوؤں کے تھے۔ زراعت و تجارت تمام دکان ہندوؤں ہی  
 کے اکثر میں تھی۔ ہندوؤں کی بعض تہذیبی شکایات اکثر ہندوؤں سے آتی ہیں اور ان کے



یہ دستور کے کدوڑوں کا دم بھرنے کی انتظامیہ میں شامل ہو کر ہم بیگیٹوں کے  
 ۵-۶ مہینے کی وقت تک ہمیشہ باہر سے لیا کرتے تھے۔ بعد کارپوریٹوں کے دل میں  
 شکر پیدا ہوا۔ ہوں ہوں سے تحقیق جان کے لئے ایک شخص کو اس پر کارپوریٹوں کے  
 پس بھی تحقیق کے لئے ہمیں درکار ہوا۔ گوٹا بورڈ پرپ میں گیا۔ پتا چلی کہ  
 غوراً غوراً حالہ انک کے طور میں لے گئے اور ہم نے آخر میں کہا۔ حالہ انک  
 نے علم و تدبیر اس شخص کو ہمیں پیرانا اور لنگھیں اور کئی بیسٹے اور فرامار اس قسم کی  
 حقیقت سے روبرو ہوئے اور ان کے واسطے موجب ہوئے جو کئی سے انک کے پیرانا  
 جلتے جلتے انک کے اسی گھوڑے اور لڑائی میں لائی کے لہجے میں اور انک کے  
 کا تجربہ کار کو ہر دور کے ہی پہنچائی۔ حیرانہ طور پر انک کے دور کی مثال  
 قہر مگر دی۔ جس وقت تمام مسکون جو پر ناقص ہوئے ہوں میں سے انک کی  
 جان بچانے کے لئے روپہ ڈرامہ کرنے سے نہ لگدیا اسی وقت وہ اپنی پیڑا سنگھ  
 کا پاس لگا کر مدد پر کاوش کئی کر ہو و جب وقت کے سوسال میں مانتا انک نے  
 وطن عربی کا نام ملک تزدانی کے لئے ہم سب کو اس وقت جو دن وہ جاتی ہوتی تھی  
 کا اثر شریک حال ہو گیا۔ یہ وقت نہیں ہے کہ وہ نہ پندرہ ہوش کر سکے گئے۔ یہ بھی  
 واقعات ہیں جو کہ تاریخ عالم میں ہمیشہ آپہ روتے رہا جائے گا۔

خیر رحمت شکر کے دور اور سفر سے بہر ماہ خارج امری تھے۔ اس کے  
 ترکیب کے امراتی بھی سنہ تھے۔ اسی لئے اس کا دور جو ہر قدر ہی نہیں کہ اس  
 دور سے بہت ہیں۔ اور لوگوں میں وہاں تک کے ہیں آپس میں ایک اور سے یہ سفر  
 اہل وقت اور بھی لوگوں میں لگائی۔ امید اور سفید فضا۔ سکون کے لالہ میں حضرت  
 سید محمد سعید (راجہ) نے ہمارے اپنے ترقی کا یہاں تک ماہر ہم ماہجرت جو وہ  
 مشورہ کا خاص سے لائق تھی کہ جنگ میں سکون بہت سخت گو داری کے  
 سکون کو شکر ہے کہ وہ لگجوا تھا۔ لالی ۱۴۳۳ھ میں بخاری ملاح

قرض کے لئے جسی جہوز تھی۔ چند دن بعد میں مذکورہ سمت پہنچے اور  
 دمشق اور میں لگجوا تھا۔ یہ تھا کہ چند روزوں میں کثرت میں اور انکوں کی  
 کے لئے لگجوا تھا۔ یہ لگجوا تھا۔ یہ لگجوا تھا۔ یہ لگجوا تھا۔ یہ لگجوا تھا۔



حضرت مولانا زکریا صاحب شاہ نے بہت سے لوگوں کو توبہ نصیب کیا اور ان کو  
 بھلا کر دیا وہ میرے لئے طلب آمدنی میں بہت کم کہنا ہیں۔  
 ان وقتوں میں کئی ظاہری سچے لوگ تھیں اور ہر وقت ان کی عظمتوں  
 کی طرف مہربان نظر ہاتھ میں وہ صرف ظاہری جگہات اس کے دماغ میں  
 وہ سب کچھ سمجھنے میں اور وہ ان سے بڑھ کر کسی اور کو دیکھ کر اس  
 کی سلطنت یا تو رنجی ہوئی کوئی دوزخ تھی اس لئے جتنا کی مدت سمجھنا چاہتا  
 جیسے تعلیم یافتہ خیر مسلم کا بہتر شاہ کی قبر پر ہرگز آسویا تاہم ہر حقیقت کا ان  
 کو انہوں کے ظاہری سچے دل ہے۔

دریکو روخی استقلال مغربہ دور دورہ دورہ (۱۷)

ہاں وہی اگرچہ ان کے طلاق نامے کا حصول پہلے سے ہوا تھا مگر وہ اس میں  
 ہندوستان میں اس جنگ آزادی میں جگہ نہیں بن سکے۔ یہ بات ان کی  
 کو بہت زیادہ دکھائی اس لئے اس وقت سے وہ جلد ہی اس طرح سے رہے کہ وہ  
 تو اس کے درمیان کوئی مسئلہ پیدا کر دینے میں تھے یہ لوگ نہیں ہی کبھی  
 اس لئے ان کو ہرگز نہیں بلکہ پورے بیٹے اور کسی صاحبوں کی لگی نہیں بلکہ  
 ان کے ہندوؤں پر مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ان کو دیکھنے کے ہمراہ اور ان کے  
 تہہ اس کووں اور کالوں اور ان کے رستوں کے کوئی ہیں اور ان کے لئے جو  
 ظہر کوئی حالت کے علاوہ دہری تھا تو وہ تھا اور اس کا سبب اس کے  
 زیادہ نیز فراموشی کا فادہ سنا ہے کہ اس کے لئے اس وقت وہ بھی ایسے  
 اور اس کے لئے نہیں۔ نیز ان کے لئے اس کا ہر حال ہے اس کی زیادہ  
 کر رہا ہے۔ اس قسم کے نہیں کر رہی اور ان کے لئے اور اس کے لئے  
 کے لئے اس کے لئے ہے اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

حکومت کو اختیار دیا گیا ہے (۱۸)

۱۹۱۱ء میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

۱۰۔ لڑاؤ اور حکومت کر رہی کا تصور چھاری چند رستانی حکومت کا اصل  
 اصول ہے ناچاہیے ہم اس سے کہ وہ سیاست یا تمدن یا لوہے کٹھ کے  
 متعلق ہو، حکومت خود اختیار ہی ہے۔

۱۱۔ مسٹر ایڈورڈ ہاسٹس اپنی کتاب 'انقلاب و شہادت' کی تصویر کا دوسرا رخ میں لکھتے  
 ہیں کہ سیاست کو نہ نظر دیکھتے ہوئے تو بہت سے مسز گھیز سٹون اور لڈ سٹارک  
 پیچھے شہر نہ مانتے رہی کے نہایت کو چھوڑ دیا ہے کیجے خود وقت کی ضرورت  
 ان کے برخلاف جمہوریت ہی لیکن ہندوستان کے متعلق ہم اہل تک اسی  
 برسوں پہلے ہی کہہ رہے ہیں یہاں تک کہ جو دستاویزوں میں اتفاق  
 اور یہی اختلاف کو زیادہ رہتا قدیم سے ہمارے سیاست و عمل کا نہایت  
 مرغوب مشغلہ ہوا ہے لیکن ہندوستان اتفاق اور انہی کے ضرورت  
 کا پیش از پیش اس سے نہایت تیزی سے کہہ لیا ہے۔

۱۲۔ انقلاب و شہادت کی تصویر کا دوسرا رخ منظر نم مشام

۱۳۔ منصفہ ذہنی سوالی درجہ اول اسٹوڈنٹس کے ہونے کی گلیپ خوب شہادت  
 کا مظہر ہے۔

۱۴۔ سرور جمہوریت کی آرزو ہر پاس پر کوشش اور کامیابی۔

۱۵۔ سوال منگئے کیا آپ کسی طرح اس بات کی تک کہہ سکتے ہیں کہ وہیں کوئی  
 طاقت کا علم نہ ہو۔

۱۶۔ میرے خیال میں انسانہ طور پر ہمارے کو فانیسی تغیر نہیں تھی کہ محدود سے  
 پختہ ماضی چھوڑ کر وہ ادوی کے کب پر لڑائی کر سکیں جسے آج کل دہشت کی  
 بادشاہت کہتے ہیں اس لئے کہ وہی وہ کیم یا جو جو بائیں گے تو تنظیم کی  
 تاثیر سے فن کے آئی اور مذہبی تعلق سے خود ہائیں گے جس کے درمیان  
 ہم نے بہت تک اس کب کو اپنے قبضہ میں رکھا، تو اسے یعنی مسلمانوں کو  
 ہندوؤں کے خلاف کی گئی ذالقیاس تنظیم کا اثر۔ جو گارہ ان کے دل پر  
 چاہیں گے اور انہیں اپنی طاقت سے آگاہی ہو جائے گی۔

۱۷۔ مسز جی پل کوئلہ، ۲۶ جولائی ۱۹۲۲ء کو تقریر کرتے ہیں۔

مذہبِ اہلِ حق اور سزا دینا اظہارِ حق کرنا ہے کہ وہ فرقہ دارانہ اور جہلانی کے  
 میرے نزدیک اس ہی حکمتِ عظمیٰ ہے۔ مگر اب میں نے خود ہی انہوں کے  
 گوشہ نشینی کی کوہِ شمشیر کی توجہ کی کہ گوشہ نشینی کے ہی رہنے کا جو  
 تقاضا تھا تو ذلیل کر عداوت کہہ سکتے ہیں۔ اتفاقاً ملے کہ یہ ہے کہ وہ  
 ہر سب سے بڑی غلطی کے ساتھ اس اصول کو ہی اختیار کرنا چاہتے ہیں  
 کے برعکس ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہونے میں  
 دست کشی نہ کرنا اس میں ایک بڑا خطرہ ہے اور اگر بیشک سے کہ ہم اس  
 بڑے خطرہ میں پڑ جائیں، یہاں سے دور رہنا چاہیے۔ (مجلسیہ ۱۳۳۵ء)

(۷) سرکاری پتہ نہ ہو اور مسلمانوں کے لیے یہاں تک سخت برہنہ کے چہرے  
 شروع ہوئی۔ (انگریزی انڈیا سٹیم ریلوے اسٹیشن مستقل ۱۳۳۱ء)

(۸) انگریزی سپلائی سروس کہتا ہے کہ اول اول پہلی اللہ ہی کے بتائی  
 کہ یہ مسلمانوں کے متعلق ہے جو وہاں کو بڑھا گیا اور اس کے بعد  
 جن مسلمانوں کے متعلق کو انہیں گیا ہے وہی بھی اور وہ اس کا  
 موجب ہوا۔ (جسٹسوں کا آئی، لنگھار، ملا، شیخ مستقل ۱۳۳۵ء)

اس طرحی آفسوں اور عہدہ ہونے حکومت میں سخت تعلق پیدا ہوا۔

دوسرے کہ عہدہ سنبھالیں قریب عہدہ مسلمان سکھواری اور دیگر توہین  
 کے لیے عربوں اور شہزادوں کی طرف بچھا اور انہیں میں وہاں ہی ہو  
 انہوں تعلق کے لیے تھے مگر انہوں سے پہلے ملا اور خود اس کے لیے  
 اس کو خطرہ تھا کہ لطف نہ ہوں کہ اتفاقاً یہاں سے ایک دوسرے کو  
 لانا اختیار کیا۔ یہی ایک بہت پر دستِ شفقت ہے اور یہی وہاں سے  
 کے خلاف خود ہی رہتا ہے بلکہ کے خلاف وہاں سے وہاں سے وہاں سے  
 کیا۔ مگر یہ سزا دینا کہ ہم سے اتفاقاً اس طرح کو دیکھنا سب سے  
 کہ یہ ہے مگر یہاں سے اپنی کتابیں ہمارے لیے ہیں کہ عہدہ سنبھالی  
 کے تعلق اور انہوں کو دیکھنا تو یہ ہے کہ سیاست داروں کا یہاں سے  
 مگر وہ مشکل بنانا ہے وہی ہے اور وہ سزا دینا ہے کہ عہدہ سنبھالی کے



انہوں کو ساریت کے بطور میں جیتے اور ریاضی، اقتصاد کے لئے نوبت لہر کہتے ہیں۔  
 دوسرے کے مشاہدات بتا رہے ہیں کہ آج کی چند ستوں میں ہی کھلی رہنمائی عام  
 کہیں سچے ہیں اور ان کے پیشے کے لئے جو سچے رہیں سچے سچے سچے سچے  
 ایک صدی: اس سے زمانہ کے لئے کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی علامت اس کی ہر  
 ہر حد میں مل رہی ہے۔ اور ان کے لئے سچے سچے سچے سچے سچے سچے سچے سچے  
 ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔  
 ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہو رہا ہے۔ اور ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔ ہمارے ہیں۔

کے لئے طرز پر پالیسی کا ہیں لکھتے ہوٹ، جو میں اور تلقی خدمت گری کی صورت میں  
 ظاہر فرما ہے۔ ایچ

## (۱۱) عہد شکنی، خودمختاری اور خود اپنے اصلاحات کی خلاف ورزی

انگریزوں کا ہمیشہ سے اصول رہا ہے کہ خودت کے وقت گھومے کو اپنا پناہ اور  
 اور ضرورت پوری ہوجانے پر باپ کو گرہنا تارو۔ شایستگی کم اور گوش آئندہ اصلاحیوں  
 کو صدمہ دینا اور وہیں سے سادھے لوگوں پر قبضہ کرنا ان کے ایسے اقدام کا میل رہا ہے۔  
 ایشیائی اور افریقی اقوام ان کے اس نام فریب میں گرفتار ہو کر ہمیشہ تصدق افعال رہی  
 ہیں اس مکاری اور دغا بازی میں بہا نئی قوم اتنی ماہر ہے کہ یوہپ کی دوسری قومیں  
 بھی ان کو نہیں پہنچ سکیں۔ یہی میں چند ستوں کی غلطی اور ہادی کا ہوش بخرا چنانچہ۔  
 (۱) عین یہ وقتوں کو کہ یوہپ دور بگٹنہ کے آخری دور میں تھا یہوں نے اپنے  
 ہونے جنگ سے متعلق ہی ات پر بندھا تھا تا آخر ہمیشہ وضعہ غلطی اور  
 ہانداہوں کی قبضی کرتے رہے ہیں اور چند مسلمانوں کو رہتے رہتے ہی باپ  
 دونوں کو ان کے خلاف لانا ہاٹھیے اور وہیں کے قاضی بیکر یوہپ لٹھے  
 رہے اس آئندہ کی لڑائی کا اصولی تھا کہ وہیں میں غلطی ہائی تھی اور میں کو آخری  
 نے غلطی کے نام سے مشہور کیا، وہیں میں کی سہا ہی تری صورت

رہے جسے مستقل مشن

(۱۲) غائب اور وہ بدل شدہ کو بیکر بہ فروری ۱۹۴۷ میں ہوں اور اس کے اوراق کا  
 حکم نشا دہ گیا جس میں ان کی دغا بازی تسلیم کی گئی اور صرف بد عمل کے الزام میں  
 جیسے معصوم کیا گیا اور آٹھ لاکھ روپے کی رقم کے لئے زعمی کا تیسرا قیام ہوں نے  
 سر تسلیم خم کے وقت دغا بازی کی تمکین کر دی، اور پھر ایک میں تو تمام ہوں کو فنی سرکشی  
 دکھائی گا۔ اہمہ حکومت انگلستان کے چارہ ہائی کھنڈ گا۔ اس کے بعد انہوں  
 نے اس سرور اور فرج کو اپنی عار مت سے جھوٹے کہے ہیں جہاں سے کی کردہ  
 حکومت ہاٹھی کی عار مت اور عزت کریں۔ مگر عار مت جیسے ہاٹھی سے عار مت

تعلیم تو سچ نکتہ اور تحصیل دولت اور زندگی کے قائم کرنے میں سب سے زیادہ  
 مفید اور کامیاب اور مستعمل ہے۔ لیکن بہتوں اور تشدد کا حصہ ہے۔ جس سے کہہ سکتے ہیں  
 تو انہیں خود ہمارے ملک میں مانگ کر انہیں شریک اور اسانیت سوز حرکت کو آزاد  
 رکھنا وغیرہ وغیرہ اور مذمت کا مشورہ تھا۔ سندھ وغیرہ کسی وجہ سے قرار دیا گیا۔

ان حالتوں میں تو ہمیں دیکھنے کی کام کو شش کی گئی۔ ہمارا کام کیا کچھ ہے  
 پنجاب اور دہلی اور دوسری جگہوں میں یہاں یہاں براہ راست کپڑی کی حکومت میں  
 سے نکالیں۔ جتنی کے قانون کو غیر قابل اعتبار قرار دے کر انہیں ہندوستان کو  
 اپنے قبضہ میں لے لیا گیا۔ لیکن ہندی سائیکس کا جتنی حسب دستور ہندوستان  
 کا بنی تھا۔ لیکن اس کی بجائے عام قانونی عمل کی گئی تھی کہ ہندوستان کی  
 تحریک کی باعث ہندوستان کی۔ اسی بنا پر کوئی دستور دیکھنے اور  
 دوسرے حصہ پر عملی اصلاحیں رکھی گئی۔

ہمیں جب ہمارے قبضہ میں سب سے زیادہ کرنا نہیں چاہتا اور  
 جب ہم کہہ کر اس میں ہے کہ کوئی شخص ہماری ملکیت و حقوق میں  
 دست نہ ماری کہہ کر تو ہم گھڑی تھکی کی اپنی طرف سے بہ نسبت  
 ملکیت و حقوق اور ان کے سہانہ نہیں گئے اور انہیں ہند کے  
 حقوق و عزت اور عزت کے لئے حقوق و عزت اور عزت کے  
 مزاج نہیں گئے۔

مگر اس شہنشاہی اسلوب کو بھی دہرا ہوا اور برطانیہ کے توڑاؤ کہہ لیا اور  
 خلاف ورزی کرنے میں اتھارٹی کے لئے وہ جسے شہنشاہ کے بعد  
 جب تک اپنی کمزوری کا کچھ احساس نہ ہو اس وقت تک اس کا فائدہ ہے جب تک تو اس  
 پر قائم رہے۔ مگر جو بھی ہو گیا کہ ہم کہہ کر کسی وقت طاقت کا فائدہ نہیں  
 ہے اور ہم میں کوئی کمزوری ہوتی ہے تو تو سچ تک اور قبضہ مالک کا سودا  
 اور کیا خود ان کے پاس تو سچ نکتہ کی تحریک شروع ہوئی اور اس کے ہند کے  
 حکم دیا گیا کہ وہ مغربی شمالی سرحد پر پیش تھکی کہہ ساس دولت کا شہنشاہ ہند



پچاس لاکھ روپے کی رقم کی مدد سے ایک عظیم جہاز کو بس لاکھ روپے  
 توڑا تو وہ بدسل بد چہرہ پنہا لاکھ روپے سا لاکھ روپے کی ادھواگا؟  
 رہے مگر انہوں نے یہ سب کچھ ازلیات ہی نظر رکھ کر مرام مستم  
 پہلی جہاز کو لیا جس کو اس معاملہ میں کسی قدر جھوٹ اور فریب اور دھوکہ دینے  
 سے کام لیا گیا ہے جس پر ہرگ کی سلیبی تقریر لاشی فانی ہے۔  
 وہ جس میں آج بھانجے نے ایک طرف تو ایٹ (انڈیائی) کو تھامت سے روک  
 کر ایسے سائنس کے علمبرداروں کو گھیر کر ان کی حکومت کا ذہن اور چہرہ لاشی  
 طرف متوجہ کر لیا گیا۔

اس قانون بنا گیا ہے کہ لاکھ لاکھ کے کسی باشندے کے لئے ایک  
 منظم کی کسی رعیت کے لئے جو ملک نہ کرے ہی سکتا ہے یہ وہی  
 کا کئی عہدہ کوئی عدالت اور کوئی عدالت درجہ بہاٹے عدالت  
 سزا اور ملک کی بنا پر منوع نہ ہو گئے۔

مگر اس عہدہ میں شہری اور عدالت آج بھانجے کی ہمیشہ خلاف ورزی کی گئی اور کئی ہی  
 اس کو شرمندہ عمل نہیں کیا گیا۔ داسراٹھے بند لاشی کے صدر بیرونی الفاظ لا منظم  
 منظم کا مسودہ قانون اور منظم نے منظور کیا ہے اتنا ہم ہے اور  
 وہی اشدوں کے متعلق عدالت ہرگ کی دترہ امراں محتاج نظر پر رکت  
 ایسی ہی قطعی ہے کہ قانون منظور ہوئے ہی اس کے محتاج ظاہر ہونے  
 گئے اور عدالت وہ اس کی پٹری سے گریز کرے کی تہا بیز کر لے گی۔  
 صحیح نہ ہندو تانوں کے رد اور عدالت جیسے نفاذ کی ترقیوں کو  
 ساتھ ہی جیسے مگر اس کی حوا پیشات پور نہیں کر سکتی، اس قانون کی  
 دھار کا مطالعہ کیا ہے اور وہی پورا ہے اس قانون کی تہ  
 سے اگر کسی ہندوستان کو ایک بار ایسا عہدہ لیا ہے جو پچھلے سولہ سو  
 واپوں کے لئے جسوں میں قانونی کو ح توقع اور دوی کے لئے کا تھی ہے  
 کہ ترقیات کا یہ باتیں ہی لے کر نہ کے ہر شے سے ہر شے عہدہ ہے  
 اس کا تقریر ہو سکتا ہے ہم سب جگتے ہی کہ یہ حقوق اور توقعات ہر گ

بڈی کی کہانٹے گی دکھا سکتی ہیں۔ گویا ہمارے سامنے اس وقت دو رہیں  
 تھیں یعنی مشروع کو دینا یا فریب دینا اور ہم نے وہ وہ نہ اختیار کیا جس کی  
 راستہ وہی سب سے کم تھی۔ مقابہ کے امتحان جیسے کہ انگلستان میں  
 رائج ہیں وعدتاً بیوں کے لئے مقرر کرنا شرکت امتحان کے وقت ایسا  
 کی قید میں تفتیش کر دینا اور مزوں جیسے ہیں مگر بقصد اس کے غلط انتہا  
 کئے گئے ہیں کہ اس قانون کو مصلحت اور مصلح کر دیا جائے۔ یہ مگر یہ تحریر خفیہ  
 اس لئے بلاتامل میں لکھنے کو تیار ہوں کہ میرے نزدیک ہندی اور برطانوی  
 دونوں حکومتیں الٹی ایک اس الزام کا مستحق ہوا نہیں جس سے کہتی ہیں کہ  
 انہوں نے چند سالوں کے گان تک تو ایک وعدہ جانفرا پہنچا دیا لیکن  
 ان کے قلوب کو ایسا کی مسترت سے محروم رکھنے کی کوشش میں کوئی وقت  
 اٹھا نہ کیا۔ (حکومت اور اختیاری صفحہ ۴۴۵)

(۷) ڈیڑھ آٹ روگ کہتا ہے۔

۷ میں اعتراض کرتا ہوں کہ ام ادا سے فرض سے قاصر رہے اور ہم نے وعدہ  
 اور پیمانے کئے تھے پورا سے نہیں کئے یا (حکومت اختیاری صفحہ ۴۵)

(۸) اسی سلسلہ میں لارڈ سالبری کہتا ہے۔

۸ دو ستمنا میری بھر میں نہیں آکر اس گندم نمائی اور پوروشی سے قائم  
 کیا ہے۔

(۹) مذکورہ بالا اعلیٰ سلسلہ میں لکھا گیا اور اس مذکورہ ستم ہوا تو میری پارلیمنٹ  
 (ڈون آف کانسن) نے نہایت زوردار الفاظ میں اس کی مستویت اور  
 ضرورت کو تسلیم کیا تھا مگر لارڈ سیکس نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کی زوردار  
 تائید کی تھی۔

۹ ممکن ہے کہ ہمارے حکام حکومت کے سایہ میں چند دستاویز کی سیاسی  
 نوہیت اس قدر شور مچا رہے کہ خود اس نظام کے اندر دیکھا کہ ممکن  
 ہے کہ بہتر حکومت کے ذریعہ ہم اپنی رعایا میں بہتر حکومت کی صلاحیت  
 پیدا کر دیں اور مغربی علوم سے آشنا ہونے کے بعد پھر وہ کسی حد میں

۷۷ طرز میں ہر ایک کا مطالعہ کرنے لگیں۔ یہ سب کو بھی آئے گا یاد آئے گا  
 مجھے معلوم نہیں بلکہ اس کو یاد کرنے کی خاطر یہ لڑکے سب مل کر گئے  
 اور سب کو بھی یہی آئے گا تو یہ لڑکے ہر ایک کے ہاتھ میں دے دئے گئے  
 غور و خفا سے کام لیں گے۔

مگر سب کی جگہوں سے نا بیکار ہو کر ہندوستان میں سے تیسری میں اس کی کاپی لیا  
 کر کے وہ تمام مغربیوں میں دے کر لڑکوں کو کشتی میں لے کر ہندوستان میں لے  
 گیا۔ لڑکوں کے لئے سب سال ہر دس کے حصے حصوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر  
 کشتی کے جزیرے میں لگا کر اس کو لڑکوں کو لے کر ہندوستان میں لے کر گیا۔  
 یہاں پر وہ یہاں سے اس کو لے کر گیا۔ یہاں پر وہ یہاں سے اس کو لے کر گیا۔  
 عقیدہ تھا کہ اس میں کئی چھ حصہ سال تھا۔ اس لیے اس کے ہر لڑکے  
 کو ایک لڑکے سے لے کر اس کی تمام لڑکیوں کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کی ہر لڑکی کو لے کر اس کی تمام لڑکیوں کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔  
 اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔  
 اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔  
 اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔

۷۸ وہ لوگ اپنی حالت میں یہ سب کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے  
 کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔ اس کے ہر لڑکے کو لے کر گیا۔

مذہب اور مذہب کے درمیان کئی فرق ہیں۔ کئی تو ایسے ہیں جو صرف اپنے ملک کے احترام میں نہ کہ کئی تعلق جتنی بھی ہو اور ان کے حقوق میں کئی فرق ہیں۔ اس لیے کہ ہر ملک سے الگ الگ ہے کہ ان میں اس قسم کے فرق نہیں ہونے دینے کے لئے ذیل اساطیر اصناف کی ہے۔

(دیکھئے صفحہ پہلا ۱۷)

۱۱۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

ہاں اگر یہ ہوتے ہیں کہ اس میں کوئی اور چیز جو جہت سے ان کی طرف سے ہے۔

جانک سے تمام اس میں کہ جس کو کہتے ہیں کہ ایک ہی ہے اس میں اور

انہوں میں ان کی اصلاح اور شہزادہ کے لئے انہوں میں یہ ہے کہ ان کی اصلاح

میں بھی تمام اور کمالیت کے ساتھ یہ ان کی ہے ایک ہی ہے اس میں اور

۱۲۔ ہر حال میں ان کی اصلاح اور شہزادہ کے لئے انہوں میں یہ ہے کہ ان کی اصلاح

میں بھی تمام اور کمالیت کے ساتھ یہ ان کی ہے ایک ہی ہے اس میں اور

۱۳۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۴۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۵۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۶۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۷۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۸۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۱۹۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۲۰۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۲۱۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۲۲۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۲۳۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔

۲۴۔ شہزادہ کے لئے یہ ہے۔



انہیں کا ترجمہ صحیح نہیں ہے۔

۱۔ مسز گاندھی کے طرز عملی، یعنی حکومت کی طرف سے ایک نئی  
انتخاب ڈومین کو ہے اسی کی وجہ سے وہ ریڈیو ریڈیو کی خبر کی، کالی ہے  
کہ اس میں اس سے ڈیڑھ سال پہلے انصاف کی حرکت نہیں کرتے تھے اس کا کوئی  
کے بعد حکومت میں اظہار کیا تھا تاہم اس اسٹیشن کا حال روچا ہو رہی  
ہے کہ اس کی مسلسل مٹا دی گئی یہ وہی وہاں کی حکومت کو  
تاک تری شکوت کا سہارا ہے۔ یہ اس کے لئے یہ تھے۔  
۲۔ ہندو رنگ انیل ہندوستان میں قانون کسی سے تفریق و امتیاز نہیں  
کرتے۔ بلکہ اس کے تحت کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا کہ ہر ایک سے  
مجھ بہتر اور کمزور کو، اور ہر ایک کو ہندوستان میں شلٹنٹ

۳۔ ہندوستان کے آجہلی قسطنطنیہ میں تفریق نہیں ہے۔ اس لئے اس کے اسٹیشن کو

پہلے سے اس میں ہے۔ گزرتا ہے اس پر عمل درآمد نہیں کیا۔ اس لئے اس کے اسٹیشن کو  
۴۔ ہر ایک کے لئے ہر ایک کی ہندوستان میں تفریق والی ہندوستان میں ہر ایک کے  
۵۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۶۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۷۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے

۸۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۹۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۰۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۱۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۲۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۳۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۴۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۵۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے

۱۶۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۷۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۸۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۱۹۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۰۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۱۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۲۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۳۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۴۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے  
۲۵۔ ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے لئے ہندوستان میں ہر ایک کے

اور چار مہینہ ہی کے بعد لوٹ گئی مقررگی کی جو کہ صلح اور مستحق کے ہر اہل متانی تھی جس کے تجربہ میں سید گہ، قتل خوات گری خود پندیر ہوئے۔ بچے گناہوں پر بھائی بھائی سے ہم کو اسے گئے۔ مگر جبکہ ترک موالات زمان کو توہین کے موڑو برتے گورنمنٹ کے وادت گئے کہ دینے تو ڈوک آف کیتھ کو بھیج کر چند دستاویزوں کو دلاسا دیا گیا۔ ڈوک کو مو صوف نے اپنی تقریر میں جو کہ ۱۹۲۹ء فروری ۱۹۲۹ء کو جدید اسمبلی کے افتتاح کے وقت تک سنگھ کی طرف سے کی گئی تھی فرمایا۔

۵۔ سنگھ سالی سے بلکہ جنسوں سے بھارتی ملک اور وفاق اور بھارتی اپنی بھارت مانا کے لئے سوراہ کا خواب دیکھ رہے تھے۔ آج میری سہمت میں آپ کے لئے سوراہ کی ابتداء ہو رہی ہے اور آپ کو ترقی سے وسیع ترین اور ماضی درجہ کے موافقی مل رہے ہیں جن سے میری توجہ دیات کے باعد آزادی حاصل ہوئے

تیز دوسری تقریر میں ڈوک کو مو صوف اور داسراٹے کے صفات الفاظ میں فرمایا کہ۔

۶۔ اب مطلقاً انان حکومت کا اصولی قلعی طور پر ترک کر دیا گیا۔ پس اس وقت سے چند دستاویز متدبر درجہ میں اپنا بوجھ اٹھائے گا

ردوشی مستقبل ۱۹۲۹ء

۷۔ گرامسوں کہ ان بھارتی حالات بعد اور قریب ہو کر اور غیر ہو کر وہ کو جس طرح پہلے سے توڑنے کا سلسلہ جاری تھا اب بھی جاری رہا۔ اگر بھی کچھ مشکلات پیش آئیں تو دروازہ الفاظ میں موحید اور جمہور کو دہرایا گیا اور جب اہلیان کی سانس آنے لگی تو سب کو توڑنا ٹکے رکھ دیا گیا۔ چنانچہ مسٹر لائیڈ جانج دریا حکم برطانیہ ہاؤس آف کامنس ودار الحکومت میں ۱۲ اگست کو تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۸۔ اگر پہلے سے یہ بات صاف نہیں ہے تو میں صاف طور پر کہتا چاہتا ہوں کہ ہماری غرض اصلاحات دینے سے یہ نہیں ہے کہ انجام کار ہم اپنی اہلیت سے بالکل دست بردار ہو جائیں جو بات خاص طور پر میں کہتا چاہتا ہوں ڈوک یہ ہے کہ ہندوستانی بحیثیت جماعت مقلد کے باہر بحیثیت ہر بران ملک



ہو رہا تھا کہ کسی کی حمایت کیسے ہو سکتی ہے؟

روشنی مستقلی اپنی ہم عمروں کو دکھائی

موجود کتاب کے مصنف صاحب کو اس وقت کے صدر لکچرار ڈی کی  
 طاقت کے سامنے جتنا درد پہنچا تھا اس کی وہ کوئی برائی نہ تھی  
 کے لئے اس کے سامنے چند کاموں کے لئے اس کی اس وقت کی طاقت اور  
 اس کے لئے اس کی کوئی برائی نہ تھی۔ یہ سب تو اس کے لئے اور اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 ہمیشہ انسانی فریضہ کا لئے ہوا گیا ہے۔

۱۹۲۱ء فروری مہینے کے شروع میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی تدفین ہو گئی اور

اس کے بعد اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے



و اس وقت تک تھے انہوں نے اس وقت تک کہ ان کی پادشاہی اور اس پادشاہی کے  
 حضرت سے پچھری۔ اور یہ ایک دستک تحریرات و غیرہ کا سلسلہ جاری رہا اگر  
 سربراہ قریح کہ اس وقت تک اور یہ کہ اس کا سرگرم ہوتا اور حضرت سے اس  
 بعد یہی کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 خواست میں کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 جلی وقت جس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 نے یہ وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 جو میں کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 وغیرہ میں کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 مطلقاً اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 صرف یہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 مگر وہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 پادشاہی کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 اپنی روح و روح اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس

۱۔ سربراہ کی اپنی عقل کی پادشاہی سلطنت برتاؤ کے لئے اور ان خصوص  
 چند عین کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 سے چند عین کی سلطنت برتاؤ کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 جس میں سلطنت برتاؤ کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 کا اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 آرمی دیا ہئے۔ کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس  
 اپنی پادشاہی کے لئے کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس وقت تک کہ اس

۱۰ ایکوہاٹے

حالات کے گم ہونے سے جو شخص کی مستحکم حالت میں رہے وہ اس کی زندگی میں  
بازاروں میں لگے ہوئے۔

۱۱) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کی ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے کو قدرتی

تعمیراتی عمل سے ہی (یہی وہی کام کہ جس کے لئے جنہوں نے جینے کے لئے تھے) یہی

شہنائی کہ اپنی فطرت ہی کے ساتھ ہی وہ ہر قوم کو اپنی فطرت ہی کے ساتھ ہی

- پھر یہ کہ جس کی کوئی اصل ہی ہے کہ ان کے لئے اور ہر قوم کے لئے

کھانسی کی حالت میں کہ اس میں ہی وقت میں اس میں اس کا کوئی اور ہی

ہے کہ انہوں نے جو حصے تھے انہی کے خلاف زندگی کے لئے کسی

قدیم و باقی سے نہیں جاننے دیا

۱۲) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کو ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۳) ایک سو پوری جنگ اور ہر قوم کے ہر طبقے کی تہمتوں کے لئے کہ وہ

۱۴) اس کی تمام باتوں میں نہیں اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۵) کو اس کے لئے کہ وہ ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۶) وہاں اپنی فطرت ہی کے ساتھ ہی اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۷) شہنائی کے لئے اس کی فطرت ہی کے ساتھ ہی اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۸) آرمی کو کوئی کہ وہ ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۱۹) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۰) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۱) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۲) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۳) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۴) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۵) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۶) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۷) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۸) یہی وہ حالت ہے کہ وہاں ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے

۲۹) لئے اور ہر قوم کے ہر طبقے کے ہر طبقے





مکہ اور شہادت معمولی شہادت نہیں ہے جس سے جو مکان بھائی کی رو سے ہی  
 عدہ ہر شخص آتی ہے کہ کھانا روٹھی ہے اور میں سے صاف ہی ہر جگہ کہ ہر عدہ کھانی  
 ایک عدہ ہی یا ایک عدہ ہی سے اسل دو سال میں میں نہیں ملتی تھی بلکہ ہمیشہ اس  
 پر عمل دیا کرتا تھا جس کی وجہ سے عام طبقہ یا قصوں کا شکار رہتا تھا ہر روز  
 کو بیچ گئے پھر اس کی مزید مزہ ہوا یہ کہ کراہی گری کاس تدریجاری عدہ  
 پر ہر روز ایک ہی مرتبہ ہوا وہاں خود بہت سے جیسے کہ روزانہ نہ ہونے کی قاف  
 تو کھانے کا کراہی ایسی کے وقت کا شکار نہ تھی اور اچھ بھائی کی سستی  
 ہوتی تھی مہینے کا نوٹہ اتر آتا جیسا کہ روزانہ گروہ اس کے بدلاست دوای  
 کئے ہوتے تھے تو اس میں رعایا کو ہر میں حاصل ہوا جس میں سابقہ اول گزری ہے  
 نصرت فیصدی اس سے زیادہ اضافہ بیگی تھا اور کاشکار کھانے سے صرف  
 اس فیصدی پر ہونے کا تھا۔ سزا یہی وقت کھانے کے وقت سے ۱۰۰۰ تک  
 سوہ بیگلی زمینداروں سے۔ فیصدی وصول کیا گیا مگر کارہا ہوا ہی بطرح  
 کی جس میں اور چند مدتوں کے لوٹ کھسوٹ کے جرائم کے اس کا موقع  
 یہی دیدہ مشاہد کے اعلیٰ کے ہر جرم تک جنگ اس وقت ہوا جس کی  
 جیسا کہ صورت کے سابقوں اور آنگوں کے ساتھ ہوتی ہی اور اعلیٰ خاندان  
 یا اس کے تھوڑی تھوڑی اور گزری عدہ گری میں سے ہوتی بلکہ جی قوت کا نشہ  
 اور ہندوستان کے سب کے تھیں پورا ہو گیا تو سب کو ہونے لاق نہ دیا گیا  
 اور دکنور کے اعلیٰ کو تہی کی تو کئی مثال دیا گیا۔ تھیں اس کے کو حسب  
 ہے

سنتوں میں گرنے بیٹھنے قانون آمانی کہ گزری چاہئے کی اس کی اصلاح پر  
 زور دیتے ہوئے سٹارٹ کی کہ اگر آئی تادہ اصلاح تو میں ہی رہو کہ عدہ کھانے سے  
 بندوبست صحیح گئے تھے اور وہاں بھائی ہندو بہت ہاری تھا میں ہر روز  
 ہندو ہر اس کے ہر خاندان کو آہٹ تھا ہوا ہی ہندو بہت ہاری کر دیا جیسے کہ  
 تو کہ وہ ہے کہ ہو سکتا ہے۔ اس کو قبول کرتے ہوئے بگڑی تھی اور ایشیت  
 ہر دن ہر روزی سنتوں میں اس سٹارٹ کی جائید کی چنانچہ سلطنت بھائی کی

گورنٹ سٹے کی کوٹھور کریا۔ ۱۹۰۶ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان میں گورنٹ سٹے کی کوٹھور میں سٹیشننگ  
 شدہ گورنٹ سٹے کی کوٹھور کے اس فیصلے کی کہ بندہ بہت استروری ہاری کریا  
 پاسٹ۔ ۱۹۱۰ء کو تصدیق کی۔ وہ لکھتا ہے۔

۔ اور گورنٹ سٹے کی کوٹھور میں اسٹیشننگ کی  
 امید کو قربان کر کے اس لئے کہ لگان آراضی کی غرض کو کھلت  
 رہا ہے کہ لگان آراضی کے لئے زیادہ قیمت لکھتا ہے۔

(صفحہ ۲۷۷)

مگر وہ تحریری طور پر اس کی منی میں عہد شکنی اور بد عہدی پر ہی مبنی ہے لہذا  
 اس کے برابر جو وہ بد عہدی علی اور علی اور لگان آراضی کا طوائف ہمیشہ کرتی لکھتا ہے  
 وہ کہیں ایسے لگان آراضی پر قائم رہ سکتا تھا جس میں اس کی جس آواز کو  
 نقصان اور ہمدستوں کو کسی لمحہ کے فائدہ کی صورت میں چنانچہ ۱۹۱۰ء  
 ۱۹۱۰ء کے بعد اس کو ۱۹۱۰ء کو جو اس کے لئے ہی طوائف لکھتا ہے کہ یہ قدرت  
 میں وہ مستحق ہی جو گئی تھی اس سے رعایا کے دوازدہ لاکھ روپے کے فائدہ  
 پیدا ہو چکے تھے اور وہ لگان آراضی کے جس مقررہ ۱۹۱۰ء کے لگان  
 ہی کو چھ قندہ ۱۹۱۰ء کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے  
 طور پر ہی لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے

۔ جس کا یہی کی داغ بیل ہے کہ اس کو لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے

جس کا فائدہ ہے کہ گورنٹ سٹے کی کوٹھور کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے  
 بلکہ اس کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے  
 کوئی ہاری رکھی گیا جس میں ہمدستوں کا لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے  
 قدر اس زیادتی لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے  
 چوں کہ اور ان کی جائیدادیں غلام نہ کی ہیں۔

مگر یہ بات لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے

۔ لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے لگان آراضی کے

گرتے تھے جن کے لئے کواکس سے بھی لڑائی اور اس زیادتی کے  
 سوا کوئی ٹانڈا نہیں ہے جو اسی کوں صل ہو اور۔ سہیگا میں  
 لکھی سے تعلقوں کو تہا کی شرح سے پڑھنے پڑھنے پڑھے ہیں  
 اپنے مطالعہ میں ان کی احکام اور دیہات کو قری کر لیا ہے

۱۵۰۰ء کی بدولت شہرہ کے چاروں طرف تمام مردوں میں تیسری صدی ۵۰۰ء  
 اور اسی بدولت کے باعث ہے جس میں ان کے لڑائی کا اظہار نہیں ہو سکا اور  
 زمین بھاری ہے جس میں ہر جہاں میں رہو کہ ہر جہاں میں سال کے تیس سال کے  
 اندر ہوتا رہتا ہے، اظہار کیا ہے ہر ماہ میں ۱۰۰۰ فی صدی بھاری دیکھا  
 گیا ہے اور اسی کے تعلق مذکورہ بالا شہر کی ترقی اور اسی کے تعلق کو  
 وکٹوریہ کے اظہار میں لکھی ہوئی ہے اور اسی کے تعلق کو  
 تھوڑے بڑے ہیں جس کے میں کی بنا ہے کا شہر آبادی تھوڑی بڑی ہے  
 جتنا ہو گئی

۱۵۰۰ء کی بدولت شہرہ کے چاروں طرف تمام مردوں میں تیسری صدی ۵۰۰ء  
 اور اسی بدولت کے باعث ہے جس میں ان کے لڑائی کا اظہار نہیں ہو سکا اور  
 زمین بھاری ہے جس میں ہر جہاں میں رہو کہ ہر جہاں میں سال کے تیس سال کے  
 اندر ہوتا رہتا ہے، اظہار کیا ہے ہر ماہ میں ۱۰۰۰ فی صدی بھاری دیکھا  
 گیا ہے اور اسی کے تعلق مذکورہ بالا شہر کی ترقی اور اسی کے تعلق کو  
 وکٹوریہ کے اظہار میں لکھی ہوئی ہے اور اسی کے تعلق کو  
 تھوڑے بڑے ہیں جس کے میں کی بنا ہے کا شہر آبادی تھوڑی بڑی ہے  
 جتنا ہو گئی







ہو ہیں اور پانچ لاکھ تھا اور سن ۱۹۸۱ میں چھبیس کروڑ چھبیس لاکھ کر دیا گیا کیوں  
 کہ اس وقت تک حکومت اور صدر پارلیمانی کا ہونا اچھے میں لئے ڈیوٹی پینڈ  
 سن ۱۹۸۱ میں کھتے تھے کہ ایک ایسی رائے جس پر تقریباً ہر شخص متفق ہے کہ ان  
 ہتیار کا کوئی حصہ کر رہا ہے کہ ان ہتیار کے ذریعہ حکومت ہر وقت حالت کو  
 چھیننے سے ہے (حکومت خود اقتدار میں)

مسرنگل ڈفٹ رینی سن ۱۹۸۱ میں مسٹر مین سے فریب ہندوستانوں کے  
 متفق رہا اور وہ میں (کبت ہے آپ کا کیا ارادہ ہے کہ ایک شخص قوم کو رائل ہی  
 میں ڈالا ہے ۱۹۸۱ حکومت کو اقتدار میں ۱۹۸۱ ڈالا ہے)۔  
 حالانکہ اس رائے سے پھلے کی گئی تھے چند سالوں کو بروہی کی نسبت  
 ہر ایک صورت میں ہتیار کو ہتھیاروں کو سر ہتھیاروں میں سے ہر ایک کو  
 شہادت کر رہا ہے۔

دعا کو جی حکومت کی نہیں دہلنے والی زیادہ سنی سے ملک اور  
 اپنی ملک کو اس مجلس کو رہا ہے کہ اس کو غیر حاکم کی ہے مگر یہ  
 کہا ہے کہ اصول یہ ہے کہ ہر صورت سے تمام ہندوستان قوم کو  
 اپنی نوازش کو کام میں لایا جائے۔ ان پانچوں میں سے کسی ایک سے  
 ہیں کہ ان کی کوشش نہیں چھوڑے کہ سیکے بعد جس سے جو صورت  
 ہمارے سے صرف میں آیا ہے اس کو مزید دو سو لاکھ کا میدان بنایا  
 گیا ہے اور جس سے اس بات پر ہمیشہ لگے کہ اس کے درمیں دیکھیں ملک  
 جتنا وصول کرتے تھے اس سے ہماری سنی کسی قدر زیادہ ہے۔  
 تقریباً کہ ہندوستان میں قینی اتھان نسبت اور ہر حکومتیں گدی  
 ہر ایک میں ایک ہر کاروں حکومت میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی دکنڈر کے اعلان شدہ سے چھپے ہی اور اس کے چھری  
 آج تک زمینوں پر فرق کا جو جو باہر ہتھیار اور جی توہی نظام زمینوں کا تھا اس لیے  
 ہر ایک تہی اور اصول میں ریائی ہوئی کہ اس میں کار ہر ایک اثر ہے جو کہ اس وقت اور  
 زمین ہتھیاروں میں سے ہر ایک میں اور تلاش ہو گئے اور لاکھوں مالکان آ رہی کو

زبوں کے بیچ ڈالنے لڑ کر دینے نہیں بھلاستے ہمارے لئے اور اتھارنی  
 ان کا کت گد بھر گن جو کتا وہ ہانے پر گھومے پڑا۔ یہ بھی ہوا اعلان ہوا  
 جہاں بھلا گیا وہاں پر عمل و نامہ ماعسود آیا اور الا جہاد۔  
 (۱۵) اگرچہ چند مصلحتوں کے قانع نہیں تھے مگر جس وقت کہ ان کا کام کی راستی کھٹے  
 مطلق ہوا حال ہی میں سے بطور سند و مہر برائے ان کے اتھارنی انہوں نے  
 کھٹے کھٹے دھتورہ دفرہ میں جا چلے کیا تھا اسی لئے اس کے حالت ہونے کے لئے  
 اس کے بیچ لڑنے کے لئے کابل سے بڑے اتھارنا بھلا گیا کہ ہمیشہ اقرار ہوا ہے  
 (۱۶) اگرچہ بڑے پتھر چلی کتاب (ترجمہ ہاں سند و روایتی مسلمانوں میں ہے)

کتاب ہے۔

ہنگامہ کو اگر یہاں سے جاں نوا تر شہادہ ہونے کے یہاں سے کئی کئی  
 پھر عہدہ کسی بہت بڑی دشمنی سے نہیں بڑا کو یہ سب دیکھا گیا  
 تھوڑا ہم صرف شہادہ علی کے یہاں تھے ہی جہاں لڑنے اور اس  
 بنا ہر مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم کو اسی سبب فریہ ہکا بندہ سا پڑی ہے  
 جس کے انجام کام نے اس وقت بڑی قربانیاں کیں میرے ہیں ہے  
 اس میں ہر ایک کی ایک گوتہ لی لڑائی ہی تھا

خوف اور کفری سادہ صفت مسیحی کی گوری سلطنت کی دیکھ کر  
 آئی ہو گئے تھے اس لئے جب کسی جہ سے جہاد ہوا تھا ملک عرب  
 تقریباً تھا تو اس کو مران اور شاہ کی طرف سے مل جاتا تھا اور یہ تھا  
 اس کو اس طرح کے سوائے اس وقت کا نہیں کر پاتے تھے تھا۔

یہی قصہ ہے کہ الا جہاد ہی مشرعیہ علی عبادت کے سبب دہرے پڑے  
 کسی بہت بڑی دشمنی سے نہیں بڑا کو یہ سب دیکھا گیا

۱۷) کتاب فنون ہاں سند و روایتی مسلمانوں کے اس عہدہ کے سبب  
 پڑھتے ہوئی حضرت کا اقرار ہے کہ ہم نے پڑھ لیا  
 اس وقت سے کہ سابقہ ہی کہ ہم اسٹی حکومت کو جس کے اس وقت  
 کام ہے پڑھ لیا ہے۔ ہم نے یہی کیا تھا۔



(ج) ہم اس سے پہلے مزہزہ میں کا سفوف اور انہری نیز صدق میں مستند  
 میں شہادت، خاص کر کپڑے میں جس کے علاوہ سب سے ذی حد سے اس  
 اور سے کے تر کو نے کے شہد میں۔ یہ طایر صہدیوں کے اور یہ  
 ہندستان، ہندوستان کے پھل کے سبب کماست کرنے کا بند ہے؟  
 اور مسز بر کس کی تقریر میں ہم مضمون میں نقل کرتے ہیں۔ اس کے سبب  
 ذیل ملاحظہ کی گئی ہے۔

یہاں ہندوستان میں نہ رہنے کے کر دعت کی آئی تہیہ کا سبب  
 اہم تھا۔ ہندو شہیت میں ہندو اس کی اہمیت کا سبب  
 کئی چھ سو روایات کے مطابق پچھلے دور میں پاک اہمیت  
 ہر عام شہریوں کے اہمیت ہندوستان میں دعت میں اس کی  
 وغیرہ اور یہ ہرگز اس کی اہمیت کے ضلع میں ہندوستان  
 ہندوستان میں اس کے اس کو ہر ہندوستان کے سے ہر ہندوستان  
 اس کے ہر ہندوستان کے ہم سے ہندوستان کے ہندوستان  
 چھک کے ہوں ہندوستان اس کے ہم کا ہم ہندوستان کے ہندوستان  
 علم ہندوستان کے ہر ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

ہندوستان کے ہندوستان کے

ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے  
 ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

۱۹۴۷ء میں لارڈ مونتگومری نے وزیر اعظم برطانیہ، ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء میں تقریر کرتے ہوئے  
 اڈس آف کانس میں کہتے ہیں۔

”اگر یہ بات پہلے سے صاف نہیں ہے تو اب میں صاف طور پر یہاں

کہتا ہوں کہ ہماری نعرہ اصلاحات دینے کے یہ نہیں ہے کہ

انجم کار عم فی امانت سے اکل دست ہمارا نکالیں۔“

مسر لارڈ مونتگومری کو اڈس ہے کہ ہندوستان انگریزوں کے پاس امانت ہے مقررہ  
 چیز امانت نہیں ہوتی۔

(۱) پروفیسر سٹے کہتا ہے: ”اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا گمراہی پیدا ہو

جائے اور اس میں اجنبیوں کے ٹکڑے کا کوئی ملی روح بھی نہ ہو بلکہ صرف استبداد

احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد ملے ہندوستانیوں کے لئے

شرمناک ہے تو اس وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ

درحقیقت ہندوستان کے تاریخ نہیں ہیں اور اس پر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے

اگر ہم اس طرح حکومت کرتے ہیں چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قحطی پڑ جائے

گئے۔“

انگریزوں کا ان معاہدوں کو توڑنا جن کے ذریعہ ہندوستان پر

دیوانی کے اختیارات حاصل کئے گئے

غرض کہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ قائم نہ نہیں تھا بلکہ متعدد جمہور اور صحابہ اور

شرط کے ساتھ شاہی عہد نامے حاصل کئے گئے تھے جن کے سایہ میں آہستہ آہستہ

تمام ہندوستان پر قبضہ ہو سکا اور جن میں بہار، دھواکھ، خدی، ملکاری، گل، گلگت

ڈیوڈیو وغیرہ شامل تھے۔

• ایسٹ انڈیا کمپنی کے سابق حاکمین اپنی حیثیت کو ہی طرح بچتے تھے اور

جب انہوں نے پہلے پہل صوبہ کے برعکس انگریزوں کے تسلط کو برقرار رکھا

انہوں نے شریعہ اسلامی کو ملک کا قانون بنا دیا اور اس کے نفاذ کے لئے





جمع پیر ایو ہنر کہتا ہے۔ اٹریجوں نے چند ایک سال تو سلطان محمد سے  
 دودن کو بھل رکھا لیکن جب اسوں کا وقت آیا تو اس قدر احتیاط اختیار  
 ٹھہرے کہ اس پر بندوق کا تان بھرنے لگتا ہے۔ ان میں ہر سب سے کاری  
 ضرب ہو رہی ہے۔ اسے طریق کار پر لگا لگا اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ اس کا  
 پیش اداقت امانت ذمہ داریوں کو اوسکا دیکھیں۔ اس پر مطلب ہے  
 انی تہذیبوں سے جو دارا گار لو اس نے رانگائیں اور اس سے  
 کھانسی اور بدست تر تہذیبوں۔ اس بندوبست سے ان مسلمان اہل  
 کا کھانا بہا سستی کے وقت میں بھی حکومت اور ناکس تہذیبوں  
 کے درمیان واسطہ کام بیٹھتے اور اس کے سپاہیوں کو ان کو سنی تہذیب  
 کرنے کا ہنر تہذیبی بنانا تھا۔

جی پھر ص ۲۲ پر کہتا ہے۔ ایک اظہر میں نے مسلمانوں کو جو وہ پہنچتی  
 اور وہ انی بندوبست سے اس کے تعلق کا مطالعہ بڑی دقیق نظر سے کیا ہے  
 کہتا ہے۔ اس بندوبست نے چند فکر دہوں کو جو اس سے بچنے معمولی  
 جہدوں پہنچتے تھے وہ سے کریندہ بنایا ہے۔ ان کو رہیں گی حکیت  
 کا حق حاصل ہو گیا ہے اور اب وہ اس دولت کو سمیٹ رہے ہیں۔ تو  
 مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت مسلمانوں کا حق تھا۔ سو یہ سب سے بڑی  
 بنیادی ہے جس کا مسلمان اور انگریزی حکومت کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ ان  
 کو یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے مسلمان شہنشاہ سے جنگ کی اور انی اس طریق  
 لی تھی کہ ہم اسلامی نظام کو برقرار رکھیں گے۔ لیکن کولڈی ہم نے اپنے ساتھ  
 کوٹا تقریباً اس وقت کو ہم کوئی کریدہ تھا۔ اب یہ ہے کہ ہم  
 نے لنگر میں مسلمانوں کے نظام و عوامی کا مطالعہ کیا تو اس قدر کہتے  
 اور یہ کہ وہ اور اصل اسانیت کے خلاف پایا کر ہم اس کو برقرار رکھتے تو  
 تہذیب کے لئے باعث ننگ ہوتے۔ اور ہم اصلاح کے اہم سے یہ  
 ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا مقصد اصل روپیہ بیچ کر تھا۔ اگر یہ  
 بیچ کر لے جانے کے لئے نظام حکومت کے تمام لوازم کو دیکھنے گئے تھے

اس کو کسی بات کی اہمیت تھی نہ جی تھی نہ اس کے گریہ و شہدائے گہری کہ وہ  
 ہر جگہ جی کہتے ہیں جو ہم کو اس کی سختی بہت، غار بیداروں اور گنہ گاروں  
 ہوتا ہے۔ ان کو اپنے لوگوں سے آٹا خاؤں دیکھنا اور اس کے غازی دولت مند، جو  
 ہائیں اس امر و حق کے خلاف شکایت ہے سجدائی کی نہ کرے بیدار افسان  
 کے افسر کی مرضی پر سحر قرار دے ان کی شکایات کو نشتے یا نشتے۔ ٹھیک  
 شکایات کے بار بار امکان بست لم تالیخ کرم لہذا ہم دیکھ رہے ہیں  
 جو قاصد ہرگز انہوں کو کوکوش کی کہ گرتا رہی گرا ہوا تو ان کے لئے  
 مشکل دقت کو دیکھنے والوں سے یاد دہانہ نہ تھیں۔ بات یہ ہے کہ سچا  
 کے اہمیت حکومت کی حقیقت میں شیخ کی طبیعت سے خود سچا ہونے  
 ہوا ہائیں نہیں کہ انہوں کی صحت پر کے معلوم ہوتا ہے اس پر دیکھی تو  
 کے عمل میں رہے ہیرا ہوا انہوں کے عیون نہ تھیں۔

انہوں نے سچا اور کہتے ہیں کہ اگر ان کے جینے ہی نہ ہو بہت سچا کے  
 صورت بگلائی اور ملتی تھی کہ وہ ظلم اس کی کو پڑا یہ کسی کے اندر اس کا  
 ہی اقرار کرتا ہے کہ ہم سے راہ گروں نے اس کو تو نہ اور سچا شکی نہ۔ سچا  
 یہ کہ وہ سچے تو ہی ہر بات میں اس قدر حق ہے کہ اپنی اہم۔ راہی حمت  
 کے انہوں اور اس کی کو قتل سچا ہر پہلو ہی سچا مایا اگر پہلو کہتے ہیں  
 تو اس کی۔ وہیں کہ سچا رہی کہتا ہے۔  
 قیمت کے خلاف سچا ہر سچا رہا ہے۔ وہی سچا رہی نہ سچا ہے کہ شہتہ  
 آہم کے رہانے شہتہ حلقہ کے امیر سادک تقریباً دو سو برس سے  
 رہا قلم رہا کہ اگر یہ کہا جائے کہ رہا سچا نے سچت اسلام سے سچا  
 مانگی رہی کے سچا تک ایک ہزار برس سے نہ رہا۔ وہ سچا ہی تمام سچا  
 اسلام کے مخصوص سچا سچا رہا سچا رہی انہوں قاصد کو کہ وہ سچا  
 اسلامی کا سچا اور ایک سچا رہا سچا سچا سچا سچا سچا سچا سچا سچا سچا  
 کہوں اس قدر سچا رہا اور سچا رہا۔

تقریباً سو کہتے ہیں کہ "ہاں ایک کو سچا رہا" اور سچا رہی کے سچا سچا ہی



آدم کیا جاسکتا ہے۔ خود سچوں کے لئے یہ کرنا ایک بڑا بھروسہ ہے۔  
 میری سچی انتہائی سخت اور بڑی خوش کن زندگی میں اس کی ایک اور مثال ہے  
 ہے جس کے بعد ہی کامیاب اور ذی ثروت امریکا بڑھنے لگا۔ وہاں  
 وہاں تک کہ وہاں ہونے والے لوگوں کا کہنا کہ سچے ہیں اور کچھ ہیں۔  
 جس کے بعد ہی امریکی زندگی تقریباً ایک نیا نیا ہے اور اس کا نتیجہ  
 یہ ہے کہ دنیا بھر میں سچے فطرت کرتے ہیں اور حالات کا جو مقدمہ کہنے اور  
 اس کے پرچم کے نیچے میں بولنے کے لئے ہیں۔ بڑی بڑی اس میں سچی  
 قسمت جو کہ نہیں تیار کئے۔ اس قسمت کے لئے ہیں وہ قسمت ہے۔ ایک  
 چند دنوں کا جو بڑی قدر چاہئے دولت کی اس کے پاس سچی اس کا  
 جو وہ علم ملک کے بہرے میں لے کر گیا ہے اور اس کے لئے اس میں اس کی  
 کے ہاں ہم نے سچے کو دیکھا ہے جس نے اس کو اور اس کی قسمت  
 کو چند امریکہ کے لئے اس کی خاطر قربان کر دیا ہے۔

دکھت اور اختیار کی سنت

میرٹھ میرٹھ کو سب سے بہتر میں کہتا ہے۔

یہ وہ ہے کہ وہ حکومت میں ہیں اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ اس میں  
 حکومت کی سب سے بہتر میں ہے۔ اس کے بعد وہی ملکوں کے لئے سب سے  
 بہتر ہے تو معلوم ہے کہ اس وقت لوگ خوش تھے۔ یہ ملک فلاح کی  
 انتہائی سچی ملک میں گیا ہے۔ یہ ایک اور امر ہے کہ اس میں سب سے  
 بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے وہ ہے کہ یہ سب سے بہتر ہے  
 اور امریکی کو بہتر ملک کا سب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے  
 خودی سب سے بہتر ہے۔ یہ ہے کہ میری مراد اس کی منتور دانا  
 ہے جو تینی دعوات یا فلاح کے سب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے  
 دہرات کو سب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔  
 کے لئے ہے کہ یہ سب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔  
 اس کے لئے ہے کہ اس وقت تک سب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔  
 کہ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔



اس سے عظیم کہ دونوں میں تنگ جہاڑی کو ملاکت مطلقاً طرف

نے چاہی ہے پھر پھر آج ہے

یہ سڑ میریٹ ایک دوسرے تمام پر کہتے ہیں۔

ہندوستان میں چاہی حکومت ہے جو صاحب جہاڑی آئے ہیں حدیث

اسی گرانقدر لڑنے سے براہ راست توجہ لگاتے ہیں اور کب انگلی

کوہاں کھڑا ہوا اس کی کاتھری۔۔۔ جہاڑی کے کوئی کوئی دست

کے استعمال سے جو کاتھری کا جہاڑی میں ان کے ہندوستانی

ممنوں اور معترف ہی گراہی کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ جہاڑی کوئی

ایک ایسے ناسمجھانے والی ہے جو وہ پھانسی کے ساتھ کرنا ہے

اور اس کا کوئی جواب موجود نہیں ہے

مندرجہ بالا دونوں سے جو کہ جہاڑی کے مشہور دوسرے آثار ہیں اور اب حکومت

کے اقول ہیں اور جہاڑی نے ہندوستان میں وہ کہ حالات کا کوئی معائنہ کیا ہے

طوری پر لہجہ ہو رہا ہے کہ اگر جہاڑی جو لوگ اس مقامی نظام پر جس کا وہ

جہاڑی کے شادی شہیہ کے کیا تھا، لکھی وہ، نکل ملا اور کس ایسی قوم کی شہ

جہاڑی اور ناہانزہ پختہ پر تھی اور جہاڑیوں اپنے مقام میں دکھائی

ہاں جہاڑی اور جہاڑی کے نظام جسی روٹ مسوٹ اور اتھائی برہادی اور کوہ

مستقل ہے جس نے جہاڑی کو ہاں جہاڑی اور ناگاہ جہاڑی کے

گرموں میں قابل رہا ہے۔ ہندوستانی نظام قدیم کے متعلق

اور گورہ ہاں جہاڑی کے نظام کو ہاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی اور

کے بنا تے جہاڑی کے نظام میں وہ سب فرمایاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی

کو ہاں جہاڑی کے نظام میں وہ سب فرمایاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی

کو ہاں جہاڑی کے نظام میں وہ سب فرمایاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی

ہاں جہاڑی کے نظام میں وہ سب فرمایاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی

ہاں جہاڑی کے نظام میں وہ سب فرمایاں جہاڑی کے ہاں جہاڑی

میں دینی حکومت کے فروغ کو جو ایک عملی اور ترقی دہنے کی کوشش کرنا  
 چاہیے اور جس کی فصلی و عوامی اور ہر ایک اثر و ثمر ہو سکے اور اس میں  
 جتنی خوبیوں اور برکتوں کے حکومت کی مدد سے حاصل ہو سکیں۔ جسے سلطنت  
 کی طرف سے کوئی بھی ٹیٹھ حکومت میں ملے اور اس کے ہاں نہیں ہوا ہے  
 جنہوں نے ہنظر کی حالت اور قابلیت سے قائم نظر اور جی ہندو  
 لوگوں میں ایک کے ساتھ ایک کیا ہیں اور انہوں نے سے سبق لینا  
 چاہیے۔ اگر یہ جتنے ہی کاموں کو مقرر ہونے سے پہلے کہ ان  
 سے پہلے ہندو سے تمام اس طرح کے عمل سے کہتے ہیں کہ کسی جتنے  
 اثرات سے اس کی کوئی سادہ اور سادہ سے قائم نظر نہیں ہے۔ یہ اس کے  
 ہندوئیوں میں سے اور قابلیت کا سوا۔ ان کی ہے ایک بے معنی  
 ظنون ہے۔ حکومت کو اختیار ہی ملے۔

ہذا ایسی ہی حالت ہے کہ ایک کرتے ہوئے لڑائی اور جنگ ہندوستان سے  
 سب سے زیادہ اہم ہے۔ ان کی شکست کے سے کہ نہ کہ ان کی دینی اور  
 ان کی لائق ہے۔ ہندوستان کے سیاسی اور اخلاقی اور ان کے  
 اس طرح سے لڑائی اور ہندو قوم کی لائق نہیں ہو سکتے۔

ہندوئیوں کے لئے ایک کام ہے اس لئے اس میں ہندو قوم کو  
 تمام اس کے لئے چاہئے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 میں وہی کام ہے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 ہندو قوم نے اس میں لڑائی اور اس کے لئے اس کے لئے  
 کہ ان کی حکومت کو اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے



یہ ملک ایک شخص، اور مطلق العنان حکومت کے زیر سایہ تو سرسبز ہوتا رہتا ہے۔  
جب انگریزوں کے تصرف میں آیا تو تباہی کے کھدے پہنچ گیا۔

(انہی انگریزوں نے حکومت خود مختاری صحت)

خود کار ڈکٹیٹر فٹنڈ میں کہتا ہے، جو بد نظمی نظر آ رہی ہے وہ کس چیز کا نتیجہ ہے وہ نتیجہ  
ہے چند لوگوں کی لوٹ مار، میل بندی، حرص اور حکومتوں سے حرص میں اس قدر دولت مند  
ہو جانے کی، جس کا جو صرف چند لوگ ہی بنا سکتے ہیں ۴

میر جلال پور اجڑا ہوا اور نکلے انسانیت انسانیات کا نظام انگریزی میں اپنے سے  
پائے جاتے تھے اور آج تک غمزدہ پڑ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نظام اسلامی پر حکومت ہمارے  
اور شرمناک کا دہائی ہے جو کہ ہمیشہ سے انگریزی ٹیبلو بیسیوں کے ہائیں ہاتھ کا  
کرشمہ رہا ہے۔

خود کا نام جنوں رکھ لیا جنوں کا حسد ہوا ہے آپ کا حسد کرشمہ ساز کر کے  
(دی پھر سرسبز موصوف مشعل پر لکھنا ہے۔)

جب ہم نے اس نظام کو توڑنا شروع کیا جس کی برقراری کرنے کا ہم نے وہ  
کیا تھا تو ان بیچاروں کی جان میں جلا اٹھی ۵

یہ اختراع بھی فاضل طور پر تیار ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان کو اسلام سے عبور دیا اور  
سکتے تھے اور یہ ہندو نظام اسلامی اور شہادت ہی تو ایمین اور طریقہ حکومت کا یہ قدر رکھتا تھا  
گمان جنوں نے ان سب کو توڑ ڈالا ہائی رہا یہ امر کہ آیا نظام سابق کے توڑنے اور  
انگریزی نظام کے جاری کرنے سے ہندوستانی عوام اور کائنات کی جان  
میں جان آئی یا نکتہ ہو گئی۔ اوپر سے وہ حکومتوں کے اور ہم نے معتبر حوالوں سے  
ذکر کئے ہیں، اس پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی شہادتیں ہولناکی کے  
خوف سے ہم نے یہ سب ذکر کی ہیں۔ ہندوستان کی موجودہ انتہا اور برباد شدہ  
حالت کچھ جملوں اس کی کیفیت بتلا رہی ہے۔

(۱) پھر خود کو خود موصوف مشعل پر لکھتا ہے۔ ۱۱

دو مگر یہ دلائل کئی سکتے ہی قدرتی کیوں نہ ہوں گے، پر اسے تو انہوں کو مطمئن  
نہیں کر سکتے جو برطانوی حکومت کی بے رحمی کی وجہ سے





یہ عمل کیا گیا اور اس پر مجبور ہونے سے سربراہ احمد علی شہر کے دستخط کر لئے گئے اور گاندھارگری  
توہ کے پاس حاضر ہو گیا اس کے پہنچنے کے بعد گاندھار شہر کا گردی گئی۔ چٹانچ  
کر تل لکھتا ہے۔

۱۹۱۷ء میں شاہ مجاہد کویم نے اتحادیوں کا معاہدہ کرنے پر آمادہ کیا۔

(دو ملی آپس میں لکھنؤ مورچہ ۱۸، ۱۹۱۷ء)

لندن انٹرن لکھتا ہے۔۔۔

دو جہت کے معاملے پر انگریزی جہازوں نے گوند ہاری کی تیز رفتار کا نام لگا لکھتا  
ہے۔ اس کا دورانی کے مزید کی حد کی۔ اگرچہ برطانوی فوج ۳ ہزار فٹ  
یا زیادہ سے زیادہ تین ہزار گز کے فاصلے سے آگے نہیں بڑھ سکی اور  
بہت سی راکٹوں سے جن کا کوئی علاج نہ تھا گوند ہاری کی ناصحت مشکل  
ہو گیا تھا۔

مگر اس تمام کارروائی کو ہندوستان سے بالکل چھپا یا گیا۔ جب ہندوستان میں ایک  
عصر کے بعد خبریں پہنچیں تو چاروں طرف آگ بھڑک اٹھی۔ جو کہ سب کو معلوم ہے بیان  
کرنے کی ضرورت نہیں۔ انوس کو ان کھلی کھلی عہد شکنیوں اور غداریوں کے ہوتے ہوئے  
بھی صحریکانت آزادی کی عنایتیں عمل میں لائی گئیں۔ والی اللہ المشتکی۔

(۱۲) انگریزوں کا خاص طور پر مسلمانوں کو طرح طرح سے برباد کرنا

مسلم عوام کی صلہ حیرت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انگریزوں کا تمام ایجنڈا اور افریقہ کے باشندوں کے  
دشمن ہے۔ ان کو ہم وحشی غیر تمدن یافتہ اور انسانیت و فطرت کو کھینچنے والی عزت سالانہ مذاہن  
دلت و غریب شہادت بربریت سے چھاپی مارتے رہے ہیں مگر یہ خصوصاً مسلمانوں پر لکھو یہی ثابت  
کا بھی ہمیشہ سے خیال قائم رہا اور ان کو سخت ترین دشمنی کی آگ میں ڈال دیا گیا جس کی بنا پر مسلمانوں  
کے برباد کرنے اور ہتکامت کے لئے کسب سے زیادہ عرصہ آباد چلائی گیا۔ یہ خصوصاً اس  
وقت سے جبکہ ان کو بادشاہی سے دہراؤں کا سیرور بارہ جنگل و کھمبہ بہا اور تیرہ سے دیا  
گیا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنے ذلیلت کو بھولتے اور اس کے ساتھ وفاداری اور کٹ

حکومتوں میں گئے مگر انہوں نے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی عملی حالت سے

گھولی ڈاہن کرنا چاہا۔ سب سے پہلے یہاں تک مردان

شہنشاہ کو خبر پہنچا کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کتنا انتہائی عمل کیا ہے

خیر خواہ اور نیکوں کو پہنچانے اور ان کے حقوق کی صورت میں ان کے ساتھ

اور ہمارے لوگوں کو نالائق کر دیکھتے اور فرم کرتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ یہاں تک

پہنچا ہے اور یہاں تک کہ ان کے ساتھ ان کی بنا سے اس کی طرح ان کے ساتھ

اور ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

تاک کہ اگرچہ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں وہی ہو گا کہ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

کہ یہ وہی ہے جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

سے ہونے کا سبب ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

مسلمانوں میں ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

یہاں شروع کیا اور جو ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ



صفحہ ۲۲۲ پر لکھتا ہے۔

مخلصانہ انداز میں کہ مسلمانوں کو باغی قوت تھے ان اس حیثیت سے حکومت پر چھٹاٹے ہوئے تھے۔ کبھی کبھی کوئی ہندو ماہر اقتصادیات یا کوئی ہندو جرنیل بھی نمایاں حیثیت اختیار کر لیتا تھا۔ ان مثالوں کی موجودگی ہی اس امر کا بہترین ثبوت ہے کہ یہاں شاہدوں پر جوتا تھا

ڈاکٹر منتر صفحہ ۲۲۱ پر لکھتا ہے۔

دیکھو، میری سوچ سچا ہے کہ جتنے ہندوستانی مول سرویس میں داخل ہوئے یا اپنی کورٹ کنج بنتے ہیں ان میں ایک بھی مسلمان نہیں ملا۔ جب یہ ملک ہمارے قبضہ میں آئے تو اس سے کچھ عرصہ بعد کسی بھی حکومت کے تمام کام مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سرانجام پاتے تھے جو ان تمام کاموں کے ہیں

صفحہ ۲۲۲ پر لکھتا ہے۔

دیکھو تو اس کے مجموعہ قوتوں نے اس اجارہ داری کو فکری قانون میں اس قوت کے ساتھ نہیں توڑا جو اس قوت کے ساتھ اس نے دیوانی حکم میں توڑا تھا۔ یہی پھر کوئی کبھی کے پھر پھر اس ساتھ دہ حکومت میں حکومت کی طاقتوں میں سب سے طاقتور مسلمانوں ہی کا تھا۔ لیکن دوسری نصف صدی میں جو اکثر بدل گیا

صفحہ ۲۲۶ پر لکھتا ہے۔

دیکھو انہوں نے ہندوستانی پر قابض ہونے سے پہلے وہ مسلمانوں کی سیاسی ہی نہیں بلکہ دماغی قوت بھی تسلیم کئے جاتے تھے

اور صفحہ ۲۶۰ پر دوبارہ اسلامی تہذیب کا لکھتا ہے۔

دیکھو یہ قوم جو کسی ہندوستان کے تمام عداوتی عہدوں پر فائز تھی اب اس عہد تک نہیں ہو چکی ہے۔ بہر حال یہ جائز تسلیم نہیں ہے کہ اگر نہیں تو اس طرح انسانی پروردگار ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ حکومت اعلیٰ نے سادہ سادگی اور حکمانہ طور پر اسلامی تہذیب کے چندویں مقرر کر دیئے۔ یقیناً وہ اتنے نہ تھے جتنے مسلمان چاہتے تھے

مسٹر ہنری ہیرنگٹن صاحب نے جنگال محل سرحدوں کو پیشتر پہنچنے سے پہلے بغداد میں ہندو اور  
ہاری آئندہ پابندی کے ضمن میں آٹھ ایشیائی مسلمانوں میں لکھتا ہے۔۔

مذہبِ تطہیم اور مذہبی صلاحیت کے اعتبار سے مسلمان ہندوؤں سے کہیں  
زیادہ فائق ہیں اور نسبتاً ہندوؤں کے ملنے والے مکتبِ معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً  
اس کے مسلمانوں میں اگر گناہی کی اہلیت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے  
سرکاری عہدوں میں زیادہ تر انہیں کو ملتی ہیں۔ اس طرح ان کو سرکاری کاموں اور  
ملی مصالح سے واقفیت حاصل ہے۔ مثلاً انہوں کو ہائے کو وقت حاصل ہو گئی ہے

اگرچہ مسلمانوں کا گناہ گنہیزوں نے غلطی سے شروع کیا تھا اور اس طرح گرتے  
گرتے سو سال کا عرصہ گزر گیا تھا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی مذہبی اور ملی قابلیت کی وجہ سے  
پر فوقیت اس وجہ سے باقی رہی کہ انہیں کو پیشتر ہندوؤں سے امتیاز کیا جا سکتا ہے کہ  
انہوں کی قابلیت، سیاسیات اور حکومت و غیرہ میں پہلے کس وجہ سے فائق ہو گئی جس کی وجہ سے  
بریل ہندوستان کا انگریزوں سے پہلے نہ ہو گئی کے ہر قسم میں بالاتر ہو تا تھا۔ ہندوؤں  
ترقی کرتا ہے جس کو ہم واضح کرنا چاہتے ہیں۔ گنہیزوں نے اپنی خود غرضیوں اور تباہی  
دکھایا اور انہوں کے غلطیوں کی بنا پر کیا گیا اس کی شہادت ملے جو ہندوؤں کو ہندو  
دیے گئے۔

## مسلمانوں کو یاد کرنے کے طریقے

۱۔ دعوتِ مسلمان حکاموں کی برطرفی اور ۱۹۵۷ء میں لکھتا ہے۔۔

۱۔ مسلمان قومیت کی تباہی برتری کو مٹانے سے پہلے پہلے ہندو مسلمان

حکاموں کو برطرف کرنا شروع کر دیا تھا

۲۔ صاحبِ حکومت خود اختیار ہی نہیں لے کر لے لکھتا ہے۔۔

۳۔ ہندوستان میں انگریزی عدالتوں کی ایک خصوصیت یہ رہی ہے

کہ ہندوستانی اہل عدالت سے ہندوؤں سے لگے ہندوؤں سے لگے ہندو مسلمان

فائدہ لیتے، آج کل ہندوؤں کو دیکھئے۔ تو ایسے بنائے ہیں اور ملک کے

لوگوں کے درمیان انصاف کرنے میں اُن کا کوئی اختیار باقی نہیں ہے۔  
 عملداری کی اس تصوریت کے معجزات کا اندازہ اٹلہوگیر انگریزوں کے  
 مسطاس مزو کو بخوبی ہوا جس کا اظہار انہوں نے اپنی مہارت میں مسپٹیل انٹل  
 میں کیا ہے: "وضع قوانین میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے اور انہیں کے عملداری  
 کو بہت کم دخل ہے۔ ہاں انہیں چند نہایت چھوٹے عہدوں کے وہ کسی ڈسے  
 عہدہ مکلف ہوا وہ فری ہوا ہوا نہیں پہنچتے۔ یہ ایک لادنی قوم کے لوگ  
 جاتے ہیں تمام قومی اور دیہاتی عہدے جو کچھ بھی اہمیت رکھ سکتے ہیں اب  
 یورپیوں کے قبضہ میں ہیں جس کیلئے انہیں انہوں نے عہدوں کے ملک کو چلا گیا ہے"

ان ڈسے عہدوں اور ملازمتوں سے ان کا خارج کرنا ناقابلیت کی وجہ سے نہ تھا  
 بلکہ صرف ان کے چند استثنائی رقیب اور مسلمان ہونے کی وجہ سے تھا۔ ہم پہلے لکھا ہے  
 ہیں کہ خود مشرور انگریزوں کا اصرار ہے کہ چند استثنائی مسلمان قوتیں حاصل ہونی چاہئیں  
 انگریزوں سے فائق تر ہوتے۔

سرازمین پیری کہتا ہے۔

ہندوستانی یورپین قوتیں کیشی کے کون عہدوں سے جو اپیل سنتے تھے بچھا  
 بہتر تھی (حکومت خود اختیاری صفحہ ۳۰)

جان سیلور (مدلس گورنمنٹ کامبر) کہتا ہے۔

وہ لوگ (رائٹنگ ہند) ٹیکسوں کے ٹھانے میں جن کی ادائیگی کے لئے وہ  
 مجبور کئے جاتے ہیں کوئی اختیار نہیں رکھتے قوانین کو تو یہی کی قبیل ان پر فرض ہوتی  
 ہے۔ مرتبہ کرنے میں ان کی کوئی آزاد نہیں ہوتی اپنے ملک کے انتظام میں ان  
 کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اور ان کے حقوق دیکھنے سے اس شرمناک  
 عہد سے انکار کیا جاتا ہے کہ ان میں اس قسم کے فوائد (ہام) دیکھنے کیلئے ہوتی  
 اور انہی اوصاف کی کمی ہے۔ (ریپورٹ سلیکٹ کیشی صفحہ ۲۶۲ دتہ جلد ۲)

اور پھر اس پر مزید یہ طرہ تھا کہ ہندوستانی بچوں کو باوجود اس اعلیٰ قابلیت  
 کے یورپیوں کی نظر کا صرف بچوں کو دیکھنا تھا۔ سررازمین پیری  
 لکھتا ہے۔







چھاپنے سے پہلے اس کے کمال مرقع حاصل ہو، وہ نیک رہے گا  
 اور اس کے بچے کے علاوہ میں اس لئے کہیں نہ کر سکتا ہوں۔ وہ  
 وہ وہی قرآن کے ساتھ ہی لکھیں گے چھاپتے ہیں۔ اگر آپ اس پر کچھ  
 ہاں ایک دن سے غور سے اس کے لئے کہیں میں قرآن اور ایک  
 تم غور سے اس کے علم سے بے غلطی اس کے لئے کہیں اس لئے کہیں  
 دیکھتے دیکھتے ہی کہیں۔ یہ ایک غلطی ہے اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اگر اس خاص شکل کی صورت ہو تو اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 یہ پہلی آج گویا اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 غلطیوں سے بچیں کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں

کتابیں شریعہ والی سے ہیں، آئی ہیں،  
 کتابوں کے حکم سے اس کے لئے کہیں اس لئے کہیں  
 سہم کی ہے، اور وہ اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 ہیں۔ وسیع و عریض اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اب اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں  
 اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں اس لئے کہیں





اور بچہ مرگ پر مسلمانوں کی تعمیر و ترقی اور ان کا حکم دے کر اپنی روح کو  
 تکیہ دیتا ہے اس کے بعد وہ اس کے وجود پر عقل و ہوش کی تصویر کھینچے گا  
 وہ انہی جگہوں میں جب انگریز حکمرانوں کی آمد تک خیر سستا ہے تو اپنے خدایاں کو چاہتا  
 ہے اور اگر اس کے ظلم و ستم سے گریز کرے گا انہیوں کی عزت افزائی کرنے ضروری  
 ہے کہ وہ ان سے طاقتور و بیشتر ایک ہی ہمت و ہر ایک ہر ایک اور وہ یہ کہ انہوں  
 کا ہر نفسہ بھی ابھی اس کے اہل کو چند سو سو سووں کے ہونے قریبی کیا ہے۔

میں نے بنگال کے مسلمان نوابوں اور کاشتکاروں کے حالات و احوال سے  
 سے بیان کئے ہیں تاکہ انگریزوں کے ساتھ انہوں کو کاشتکاروں کے لئے ان کے  
 ۱۸۵۷ء کا یہ نیا اس باب میں کیا جائے گا میں یہ بھی بتاؤں کہ یہ نوابوں کے  
 تعلق جنوبی بنگال سے ہے کہ یہ نگر یہ وہ سو ہے ہے میں اپنی طرح بتاتا ہوں اہ  
 ہمیں ایک لمحہ سے مسلمانوں نے برطانوی حکومت کے تحت سب سے زیادہ  
 میں انھیں حاصل کیا ہے۔ پھر اگر میں دوسرے کو یہ تقابلی ملاحظہ اور خود میرا بھی  
 خیال ہو کر یہ بات تمام مسلمانوں پر ہندوستان سے ہے تو مجھے اس پر مصمت  
 فرمایا ہوتے۔ میری رائے میں اگر کسی قوم کی حالت کو دیکھ کر نہ کہ منہ و  
 کہیں سو سو ہوئی تو وہ جنوبی بنگال کے مسلمان نواب ہیں ان کے دولت و ثروت کے  
 پر ان کے دلالت ہے کہ میں اہل ۱۸۵۷ء تا ۱۸۵۸ء کے ہندوستان مسلمان

## مسلمانوں کی آمدنی کے ذرائع

- (۱) بنگال میں آمدل کا سب سے بڑا ذریعہ زمین کی آمدنی ہے۔ جس پر مسلمانوں کی  
 آبادی بڑھتی قائم تھی۔
- (۲) حکمرانوں کی آمدنی کا دوسرا ذریعہ ہے انہوں کے تمام افسر  
 بھی مسلمان تھے۔
- (۳) آمدنی کا تیسرا ذریعہ قانونی حالت میں ہیں انہوں میں بھی مسلمان چھوٹے  
 ہوتے تھے۔

(۳) اور ان میں سے بڑھ کر فرج۔ اس کے عہدہ داروں میں دو لوگ نہیں آسکتے تھے جو اپنے فرائض کو معمولی سطح پر سمجھ لائے۔ بلکہ فرائض کی ایک جماعت بخوبی تھی جو اپنے کاشت کاروں کے نام لکھا میں دیکھا کرتے اور ان کی نظروں میں شاہی خزانے سے خود اپنے لئے وصول کرتے۔ گویا آج سے ڈیڑھ سال پہلے بنگال کے خاندانی مسلمانوں کے لئے ناممکن تھا کہ وہ غیر مسلمان لیکن آجکل ناممکن ہے کہ وہ ہستورہ میں منتقل ہو سکیں۔ یہ مسلمانوں کو اس طرح تھے اور اسی حیثیت سے حکومت پر چھانٹے ہوئے تھے۔ ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء کو اس کے خزانے میں ہر سال تین ذرائع سے دولت جمع ہوا کرتی تھی۔ فرج کی، گھری، مالگھاری جمع کرنے کی خدمت، اور سیاسی و قانونی خدمات کی سرانجام دہی۔ یہ اس کی عظمت کے جائز ذرائع تھے۔ لیکن اسکے علاوہ صدیقی خدمات اور سیکڑوں اور ذرائع بھی تھے جو فراہمی دولت میں کام آتے۔ ۱۸۳۳ء

## مسلمانوں کی ذرائع آمدنی میں سے برطانوی حکومت کے ماتحت کیا باقی رہ گیا

(۱) سب سے پہلے جنگی خدمات کو لینے والے کا دروازہ ان پر تمام و کمال بند ہے۔ لیکن گھری نے کافی مسلمان فوجیوں میں داخل نہیں ہو سکتا اور اگر جو بھی ہوئے تو وہ اس کے لئے دولت پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ ۱۸۳۳ء

(۲) لوٹ (بہت ہی کم مسلمانوں کے پاس گورنر جنرل کی پیشکش ہے اور وہاں تک لگے۔ ہم سب مل کر کیشن کسی کے پاس ملے ہیں۔ چند و ستان صرف سی سواری کی حیثیت سے فرج میں بھرتی ہو سکتے ہیں، ورنہ وہ دھور اگر کوئی غیر ملک پہنچ ہی گیا ہے تو اس لئے ہی وہ جہاں بھی ترقی کی ہے اور اس کا ہند سے کوئی بھی منتقل نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان امر پری کپتان کے درجے کو پہنچا ہے اور وہ کپتان حیثیت میں ہے جس کی سفارش کرنی اور ٹری لئے خدمت کے زمانہ میں کی تھی۔ یہ مسلمان ملک کے کیشن لینے کا ہر طرح حق دہ ہے۔ کیوں کہ

میں نہائی صورت پر اس سے اور اس کے کارناموں سے واقف ہوں گے

ماہنامہ ستمبر ۱۹۲۲ء

## مسلمانوں کی سفارشیں برائے فوجی خدمات

• ذاتی طور پر میرا عقیدہ ہے کہ ہندوستانی امریکو چھ یا دہریہ جیسے شرابوں کے لذت  
انگیزی فرج میں کیشن ایسیر کی حیثیت سے داخل کرنا چاہیے۔ آج کل کول کیشن ایسیر  
ملک کی فوج میں ملازمت سے مل دومت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس بات کو مسلمان بھی  
اپنی طرح سمجھتے ہیں مگر وہ ایسی ہی فوجی زندگی کے عہدہ ذات اور مستحق تیار ہونے کے  
خواہش میں ہیں اور اس بات کو سستی سے سمجھتے ہیں کہ وہ اس کا بانی پتہ پیشہ کے  
ملنے ان سے چھین گیا۔ (۲۱۰)

## مسلمانوں کا دوسرا ذریعہ آمدنی

مسلمان امریکو چھ یا دہریہ زندگی سے ناگوار سمجھ کر اس کا دوری کی بنیاد  
ہندو تو زمین پر کام کی گئی تھی۔ ٹیکس کی ادائیگی مفروضیت کی نشان ہے۔ قانع صرف  
ٹیکس ہی نہیں دیتا۔ بلکہ ٹیکس وصول کرنے کا پتہ بھی کام ہی نہیں دیتا۔ اس  
بات کو بار بار دہرہ سمجھتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں کہ ہندوستان میں تاریخ اور مفتوح کے  
تعلقات ہندو تو زمین کے اس قدر ماتحت تھے۔ جتنے سیاسی اعتراض کہہ آئے  
پڑاوش اور غیر فوجی فوجوں کو دیوانی کی تفصیلات میں لکھنا پسند تھا۔ وہ کاشتکاروں  
سے بار بار استعاضا کرنے کی ذمہ داری اپنے ہندو بیادوں پر چھوڑتے۔ یہ طریقہ  
اس قدر صحیح تھا کہ اگرچہ جب ایک ہندو کو دریا لیا تے کے عہدہ پر فائز کیا اور اس  
عہدہ کے ماتحت نوڈر مل نے حیات کا قطعان ہاتھ میں لیا تو مسلمان شہزادوں نے  
تہاج کے طور پر ایک وفد و رارشاہ میں بھیجا لیکن شہنشاہ نے جواب دیا۔ تمہاری  
جامدادوں اور صفائی کی زمینوں کا انتظام کرنے کے لئے ہے۔ انہوں نے جواب دیا  
جہاں سے ہندو لالوں کے بہت اچھا تو لگے ہیں اپنی راست کے انتظام پر ایک چھ  
کو متحرک کرنے کی بہت اہمیت ہے۔

بیات کے برصہ نہ سے جہ سے تو مسلمانوں کے پاس رہ چھ بیگ کا سنگیوں کے ساتھ اور استداد کو نے کہ ستور چند بیاتوں کے واقع میں ہوا۔ حقیقت میں یہ چند غازیوں کی بیات کے ماتحت تھے جو بخاری کو مسلمانوں کے بیچ تھے مگر اس سے چھ سال کی رقم سے وہ اپنا ہتھ دھو بیچ کر بیات شہشاہ اکبر کے سامنے جہ سے قیام رسوا لکام بیات کی ایک بہت سی ام کرانہ بلکہ بیگ کے قوانین سے باہر کرتا بیگ یہ عداوتوں کے نہ سے نہیں بلکہ کوہ کے رہنے سے ہوتا۔ اگر ایسے دوسروں نے جو ہاتھ سما اسوں کو کم دیا ہوتا کہ وہ اپنی عداوت لڑی سے دیکھتے تو ان کی کو اس وقت تک نہیں ہوتا۔ لیکن جب تک کہ اس سے آخری باقی کچھ حصوں کو چھوہنے کا شکار اور چند بیاتوں کے دروں کا دستہ دیکھتے رہے کہ کسی کسی طرح مقررہ رپے چھوہنے کا حاصل کر دیا ہوتے اس کے برعکس ان مسلمان جہ سے دوسروں کی کوشش سے ہی کہ جہاں تک ممکن ہو مقررہ رقم سے زیادہ وصول ہو۔

بیگوں کو انگریزوں نے حاصل کیا تو شہشاہ اپنی کے دیوان چھوہنے کی حیثیت سے چھوہنے جہ سے کئی بہت بڑی رشوت سے نہیں بلکہ کوہ کے زور سے بیگیا۔ تو انہیں مرن شہشاہ اپنی کے دیوان تھے۔ یعنی بیگ راجہ جو فرما اس بیاتوں مسلمانوں کا بڑی حد تک ہم کو ہی اسلانی طریقہ کے ہندوہنا چاہتے تھے ان کے انتظام کام نے اس وقت قدر بہتہ جہ سے تک میرا خیال ہے کہ وہی طریقہ کا اپنی بھرتی ہوا تھے ہی قدر سے

انگریزوں کا حضور ہوتے ہی مسلمانوں کو پر باد کرنا اور معاہدوں کو توڑنا انگریزوں نے ہندو ایک سال تو مسلمان جہ سے دوسروں کو بھل رکھا لیکن بہت ہی جلد

دو ضلع مسٹر ایچ سی کہ ستونہ استی ۱۱ اگست ۱۹۵۷ء کو فرسٹ ری ایسٹ انڈیا کمپنی کی ساری زمینوں کو بیچنے سے متعلقہ ہے۔

۱۱ اگست ۱۹۵۷ء کو انڈیا کے انڈیا کے سب سے بڑے زمینداروں نے اس معاہدے کے ساتھ ہی کریم مسلمانوں کو چھوہنے کے اس وقت تک چھوہنے قرار دیا لیکن ان کے ہم نے یہی کو تھا

وقت آیا تو اس تکد اختیار سے تمام اٹھانے کو اس پر بڑوں کا گمان ہونے لگا۔ یہی سبب کاری تھی کہ وہ ہم نے اس طرح کی گائی کہ اس قدر فریب چاہی کہ اس کی پیش از وقت تمام مسلمانوں کو اس کے خاندانوں کو۔ میرا مطلب ہے ان تہذیب سے کہ وہ ان کا رونا ایسی نے رانگی گئی اور میں سے سب سے زیادہ الی بندوبست کرتا تھا اس بندوبست سے ان مسلمانوں کے کاروبار جاری رہے اور میں ان کو اس وقت اور نہیں بھیج کر کہ وہ ان کے درمیان واسطہ کام دیتے تھے اور میں نے کیا میں کو بھڑکایا کہ اس کا ہنر کا ہنر ہی پہنچتا تھا۔ مسلمانوں کے درمیان ان کے سپاہیوں اور مشیروں کے بھلنے میں ہم نے ہر ایک میں ایک ٹرخ مکر متفرک کر دیا ہے اور اس کے ساتھ غیر مسیح اور دوسری جیسا کہ اس سے پہلے عام طور پر عدالتوں کے ریوے سے کام کرتے تھے مسلمان ہر وہ کاروبار گھدی ہے کوئی حق نہیں رہا یا نہ محض زینداروں کو زینہ کی اولیٰ سے ایک طرف جتنی ہوتا ہے۔ پھر حال میں تہذیبوں کو وہ بھی بندوبست سے مانگی نہیں گیا اس نے صرف ان کی تہذیب کی حق اپنے اس نے مسلمانوں کو ان کو سخت نقصان پہنچایا۔ مگر ایک دوسرے رنگ میں یہی بندوبست کا کام دھان اس طرف تھا کہ ان کو سخت بند اور ان کو زینہ کا ملک قرار دیا گیا اور ان کے لیے ہر وہ بندوبست کا راستہ کاشتکاروں سے ان کی داری وصول کرنے تھے۔

### زینداروں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی تباہی کی دوسری وجہ

میں نے پہلے بیان کیا کہ بندوبست کے سلسلہ کا مطالعہ بڑی اہمیت سے کیا ہے اور میں نے یہی لکھا تھا کہ ان دہشت کے بعد وہ سب سے زیادہ کے خاندانوں میں دلاؤں کے اس سے میں دیکھتا ہوں اس وقت کے فرسوال کی نظروں میں کچھ نظام انگریزی کی طرف توجہ دینی کرنا ضروری ہے۔ مثلاً متالی جیٹ پارہ بندوبست کا خد کا بند سے بجا اور است، انگریزی میں کہتے تھے۔ اور کاشتکاروں کو زمین میں بڑی پیدائش تھے۔ اور انہیں زمین کرنا کہ وہ اس کے نظام میں داخل کیا۔ مسلمانوں کے نظام دیوانی کی دوسری کرنا کہ وہ اس کے ہر ایک نظر انداز کر دیا یا وہ خود اس کے سلسلہ میں۔ مثلاً خود ان کے سلسلہ کی پیدائش ہی سے بہت سے مسلمان خاندانوں کی حکمت حاکم میں مل گئی۔ یہ خاندان

اپنا راستہ کے کچھ حصے کی کاشت کا دعویٰ پھر دوسروں کے ہم گھر ویسے کے باوجود اپنے ماتحت زمینداروں پر ایک قسم کا قانونی حق رکھتے تھے اور پھر جب موخرہ جوتیان سے نذرانہ کے طور پر نقدی یا جنس اکتھیا پیتے۔ ایک امر میں نے مسلمانوں کی موجودہ سہ سچیں اور دعویٰ بند روایت سے اس کے تعلق کا مطالعہ بڑی دقیق نظر سے کیا ہے لکھتا ہے: "اس بند روایت نے ہندو لکھنؤ کو اس سے پہلے دعویٰ مہدوں پر مامور تھے ترقی دے کر زمیندار بنا دیا ہے۔ ان کو زمین کی ملکیت کا حق حاصل ہو گیا ہے اور اب وہ اس دولت کو میٹھ رہے ہیں جو مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت مسلمانوں کا حق تھا۔" ۲۶۷

## مسلمانوں اور مسلمان بادشاہوں کی خداری

سو یہ سب سے بڑی نا انصافی ہے جس کا مسلمان امراء انگریزی حکومت کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم نے مسلمان شہنشاہ سے ننگوں کی دیوانی اس شہرہ پڑی تھی کہ ہم اسلامی نظام کو برقرار رکھیں گے۔ لیکن انگریزی ہم نے اپنے آپ کو طاقتور بنا یا اس وعدے کو فراموش کر دیا۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ جب ہم نے ننگل میں مسلمانوں کے نظام پر دعویٰ کا مطالعہ کیا تو اس کو اس قدر یک طرفہ اس قدر تاکہ اور اصولوں انسانیت کے خلاف پایا کہ اگر ہم اس کو برقرار رکھتے تو تہذیب کے لئے باعث تنگ ہوتے۔ اس کے بعد وہ لکھتا ہے۔

ہم اضلاع کے امراء سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا مقصد جس رُو سے جمع کرنا تھا۔

سے اس نظام کے تحت تو ہندوستان دن دو دنہ سات چوتھنے ترقی کے دروازے کو کھلے دولت کام کو زمین گیا۔ جیسا کہ لارڈ کلاؤ ممبر پارلیمنٹ کے متعلق باغ ہم اور ڈاکٹر وال دولت کا مرکز رکھتا ہے۔ اور برطانوی نظام حکومت کے متعلق سر جان شوکر بٹنہ ہے، برطانیہ نے جو عوام حکومت قائم کیا ہے اس کے تحت ملک لارڈ شہرگان ملک رختہ رفتہ محتاج ہوتے جانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ ان پانے تاجروں پر ہندی تباہی آگئی۔

سے مگر انگریزوں کا مقصد لارڈ لندن بیچنا تھا جس سے ملک باطل تباہ کر دیا گیا۔



شہد حقوق کی پیش بہا آرائی کے برعکس حکایت زمین کو سرحدی کر دیا اب مستحق  
 اس کے مالک تھے۔ مگر جو کم صدیوں سے قادیان طرقت ٹوٹ مار کی عادی ہو چکی تھی  
 جہاں کے کھدو پھدو سے اپنی جائیدادوں کے انتظام کا پورا ہی مشغلہ اختیار نہیں کر سکتی۔  
 دریاؤں پر مسلمانوں کے طرز عمل جو کچھ ہزاروں سالوں سے جاری ہے اس کے قانون نے ان کی  
 قسمتوں پر ترقی پزیر نگاہی کو مشتمل پندرہ سال سے جنگل کے مسلمانوں کے گھرانے  
 یا تو صوبہ ہستی سے بالکل ناپاک کر کے دیے ہیں اور ان کے مقادیر میں حقیر اور پست  
 ہیں جی کہ ہماری حکومت نے سرحد کی جہت میں پھر بھی ان کی سرکشی گستانی اور کابھی  
 کوئی فرق نہیں اور ایسا کیوں نہ ہو۔ آخر وہ تو ایسے لوگوں کی اولاد ہیں۔

مسلمانوں کی دولت کے دوہانے اور ان کے حق سے دھوکہ دینا ان کے متعلق ہم  
 نے جو زائل اختیار کیا ہے اس کے جو اسی مست سے دلائل موجود ہیں گو اس میں کوئی  
 شک نہیں کہ اس طرز عمل سے جنگل کے مسلمانوں کے مالک تباہ و برباد ہو گئے۔ ہم نے  
 مسلمانوں اور ان کو توڑنے والی نہیں کیا کہ جو ان کو زمین سے ہماری حالت میں ان کو بے دخل  
 کر دیتے ہیں۔ ہم نے ان کو روکنے کے منطقت پیش کر کے اس لئے اس کا  
 گورنر کا ایسا کرنا حکومت اور لوگوں کی بہتری کے لئے اور ضروری تھا۔ مگر یہ دلائل کتنے  
 ہی درنی کیوں نہ ہوں ان پر اسے تو ایسے لوگوں کو مٹانے نہیں کر سکتے اور ترقی و ترقی کے  
 پہلے ماہ روئی کی وجہ سے بڑی بڑی ٹیکسٹائل آٹھ ہے ہیں۔ تو اس سے بے دخل مسلمانوں  
 کے نزدیک سب سے بڑی ترقی نا انصافی ہے اور ان کے بچانے نظام نظام ہدایت  
 کے ہندو احراف و عریضوں سے بڑی ہے۔ صفر ۱۳۱۱ء۔

اس لئے یہ متاثر نہیں ہندو۔ مگر ان کے ہندو میں میرٹھ اور کولہا پور میں کتنے ہی گھنٹے  
 کا دور حکومت جمہوری اور مقبول بنا دیا ہے۔ مگر اس جمہوری حکم میں عادت کو بیخ کن ہے  
 اگر اس کا مقابلہ وہی طرزوں کے جہت سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت لوگ خوشحال  
 تھے۔ یہ ملک عاقبت کی انتہا نہیں سمجھا گیا ہے۔







کل دو مسلمان تھے اور انہی کی کل تعداد اٹھائیس تھی لیکن اب ان میں ایک سی مسلمانی نہیں۔

میر حلال غیر مشہور حکموں میں جہاں بنگال کی سیاسی جماعتیں کا سب کا بہت زیادہ خیال

نہیں کریں مسلمانوں کی حالت اور یہی بدتر ہے۔ یہ سب کچھ میں ان حکموں کا مناسب یہ تھا۔

اس سبب گورنمنٹ نے تجویز کے تحت زمین و زمینوں میں۔ بہت زیادہ انگریز مسلمان (۱)

اکاؤنٹ آفس میں۔ چند (۵۰) مسلمان صرف ۳

حکمرانوں کے درمیان کے سب سے زیادہ۔ ہندو (۲۲) مسلمان (۱) اور سیر ہندو (۲۲)

اور سیر مسلمان (۲)

تو امور طیفقہ۔ ہندو (۲) انگریز (۲) انگریز مسلمان (۲)

یہ سب ڈیپارٹمنٹ حکمران۔ ہندو (۲) مسلمان (۲) غیر (۲)

ان گزٹڈ ملازموں کی فہرست جن پر چند مسلمان، انگریز سب فائز ہو سکتے ہیں۔

نام عہدہ

بنگال میں سرکاری ملازمتوں کی فہرست میں ۱۸۷۱ء میں

گورنمنٹ سول سروسوں میں انگریز مسلمانوں کی فہرست سے ہوتا ہے۔

۲۶۰ x x ۲۶۰

عدالتوں کے درانی کے انگریز (غیر منظور شدہ) اضلاع میں ۴۷ x x ۴۷

اکسٹرنل اسسٹنٹ کمشنر

ڈپٹی کمشنر ڈپٹی کلرک

انکم ٹیکس انسپیکٹر

ڈپٹی کمشنر ڈپارٹمنٹ

عدالت خفیہ کے جج اور سب جج

منصف

حکمرانوں میں تمام گزٹڈ افسر

پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ انجینئر

پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کا ماتمی عملہ

پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ، اکاؤنٹنٹ



مسلمانوں کو فٹا کر نیکے بعد اچھارے اور ہندوؤں کی خلاف آٹھ بھر گانا

کیا ہندو ہمیشہ مسلمانوں سے بہتر رہتے ہوئے ہیں۔ کیا ان کو صرف ایک ایسے غیر جانبدار عمل کی تلاش تھی جس میں وہ کہ مسلمانوں کو اس حد میں بھیجے پھر پرائس کی مسلمانوں کے پاس سرکاری ملازمتوں کے علاوہ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے اور سب ذرائع بکثرت موجود ہیں اس لئے وہ سرکاری ملازمتوں سے بے اعتنائی برتتے اور جلدوں کے لئے اس میدان کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی برتری کا اقرار اور ان کو عہدوں تک لگانے کی مذمت

جیسے ہندو مسلمانوں سے زیادہ آہیں ہیں مگر ابھی تک انہوں نے اس عہد اور مایاں نوعیت کا کوئی ثبوت نہیں دیا اور گورنمنٹ کی ملازمتوں میں اپنا ہمداری کے لئے ضروری حصہ لیا ہے اور ان کے گذشتہ تاریخ کے بالکل خلاف ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب یہ حکم دیا گیا تو مسلمانوں نے سب سے اعلیٰ قوم بنی۔ وہ وہی کی جھوٹی اور بارہوں کی تو جانی ہی میں رہتے تھے بلکہ سیاست اور حکومت عمل کے علم میں سب سے افضل تھے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں پر حکومت کی ملازمتوں کا علاوہ بالکل بند ہے۔ غیر سرکاری و مدنی زندگی میں ہی انہیں کوئی نمایاں جگہ حاصل نہیں۔

## قانون اور وکالت کے مسلمانوں کا اخراج

اجلی نادمان کے مسلمانوں کے لئے صرف ایک ہی پیشہ آتی رہ گیا ہے اور وہ پیشہ وکالت ہے۔ ظاہر ہے کہ پیشہ جیسا کہ میں اعلیٰ سائنسوں کا باطن ایک حقیقت رہتا ہے۔ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ سرکاری ملازمتوں سے کسی زیادہ سستی کے ساتھ مسلمانوں پر قانون کا دھارہ بند کر دیا گیا ہے۔ ہنگامی لینا ہر قسم کی آئی کورٹ آف ایڈووکیٹس میں وہ ہندو ہی ہیں اور مسلمان ایک ہی نہیں ہے۔ اسی زمانہ میں انیکو امریں اور ہندو اس بات کا گمان ہی نہیں کر سکتے کہ ان کورٹ کے کسی ایسے قوم میں سے مقررے باہمی کے تمام حقائق کو اس میں ہی بھیل دلوں جب میں نے شہرہ میں اعداد و شمار



رجسٹر ہونی گوارا کے لئے جو میں نے (۱) ملازمین کے حلیہ و حیثیت تھی کہ ان کے نام شکر کے  
 دینے جائیں تو ان میں بھی اکثر ننگو انداز ہوں گے۔ گیوارہ ہندو اور مسلمان صفر۔  
 ریسپور کے دفتر سے ہارم بھیجیں میں دعا کرتا ہوں کہ ہندو اور مسلمان کوئی نہیں۔  
 لو کہ ات دی کہ ان اور ان کے ختم میں اکثر بڑوں کی تصاویر ہندی ہندوؤں کی  
 پانچ ایک مسلمان معذور۔ محکمہ ہندیوں کے لئے کوئی سے کوئی نہیں، شرف اور روزانہ ہر  
 کے وقت سے میں نام بھیجے گئے۔ ان میں سے اکثر ننگو انداز ہندو اور صرف ایک مسلمان  
 میں نہیں ہر ایک ہی نام کی فائسنگ کرنا تھا لیکن یہ مجھ سے ایک خاصا بے ہوشی میں  
 پھر شکست گزارہ ملتی تھی۔ تقریباً پھر روپروا اتنا ہشت

## مسلمانوں کی طبابت

ابو طبابت کی باری آتی ہے۔ بد قسمتی سے ہر شہر میں کہ ہندوستانی اہلادبھی  
 آج ہے اہل خانہ ان کے مسلمانوں کے نزدیک پیشہ کی حیثیت نہیں رکھتے ایک معزز  
 مسلمان کے ہمیشہ اعلیٰ مشر ہوں گے۔ ایک تو وہ جسے اکثر ہی میں عام طور پر معالج  
 کہتے ہیں اور جسے اپنے آقا کی نظر میں بڑی عزت اور وقت حاصل ہوتی ہے، دوسرا  
 جراح میں کو حرفت عام میں قائم ہوتے ہیں۔ ڈر می کوڈ نے سے لے کر حضور کاشفہ تک  
 تمام اہل تہمتی ہی کرتا ہے۔ پھر طب و جراحیت کے درمیان اس قدر تفاوت ہے کہ  
 میں طبیب کی حالت ذرا بھی اچھی ہے وہ انہوں کی ہر قسم کی خدمت سے صاف، نکار کر  
 دیتا ہے۔ البتہ ہم جراح اسی نام کی حدود کا بند نہیں لگاتی خود ہر قسم کی صحت اس کی  
 صحت میں داخل ہے۔ حقیقی مسلمان اہلادبھی ہوتی کہ ان اور دور بردہ کم ہوتے ہیں  
 رہتے ہیں۔ شمال ہندوستان میں گواہی تک ان کا پورا ہے مگر بنگال کے اختراع میں  
 وہ بالکل معدوم ہیں۔ طبابت کا پیشہ اب ان پر چھٹا ہوں گے اور میں سچا ہندو  
 قاکروں کے ساتھ صفر ۱۳۱۰۔

## مسلمانوں کی شکایات

مسلمان بنگال کے پرنسپل غلط اور اخباری صناعت سے زیادہ کوئی شے

قابلی رقم میری نظر سے نہیں گزری کچھ مدت ہوئی گلگت کے ایک قادیانی اخبار نے لکھا تھا اخبار دو روز قبل جوڑائی ۱۹۸۹ء آہستہ آہستہ مسلمانوں سے ہرقم کی ملازمت خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی یعنی جاڑی ہے درود سری قوموں کو دی جا رہی ہے۔ خصوصاً ہندوؤں کو۔ حکومت ہی تمام درجہ کو برابر سمجھنے پر مجبور ہے لیکن وقت ایسا آگیا ہے کہ وہ اپنے گزشتہ میں اس بات کا خاص طور پر اعلان کرتی ہے کہ مسلمانوں کو سرکاری نوکری نہیں دی جائے گی۔ اہلی اعلیٰ مندرجہ کے کسٹرز کے دفتر میں چند آسامیاں خالی ہوئی تھیں اُس انسر نے سرکاری گزشتہ میں اشتہار دیتے ہوئے صاف صاف لکھ دیا تھا کہ یہ ملازمتیں سوائے ہندوؤں کے اور کسی کو نہیں دیں گی۔

انقرض مسلمان اہل بیہوشی تک تفریق نہیں کر چکے ہیں کہ وہ سرکاری ملازمتوں کے قابل ہوں تب ہی نوکری کی اطلاع کے ذریعہ ملازمت سے باز رکھا جاسکے اُن کی قابل رقم حالت پر کوئی توجیہ نہیں کرتا۔ اعلیٰ حکام تو ان کی ہستی تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں۔

## مسلمانانِ اڈیسیر کی شکایات

ذیل کے خواتین اُس درخواست سے منہ گئے ہیں جو کچھ عرصہ پہلے مسلمانانِ اڈیسیر نے کسٹرز کے سامنے پیش کی ان پر تکلف خوروں پر لیکن سے یعنی لوگوں کو ہنسی آجائے مگر اس صوبہ کے سابق خاتجین کی حالت زار جس سے عجوبہ ہو کر آجوں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں نفس روٹی کے لئے التجا کی ہے بڑی ہی انصوس ناک ہے اور ہمیشہ نسل کو تازہ کرتی رہے گی۔

ہر جیسی مگر منظر کی وقفا درجہ ہونے کی حیثیت سے ہم یقین رکھتے ہیں کہ ملک کی سرکاری ملازمتوں میں برابری مساوی نہ ہوتی ہے گینچ پوچھنے

سہ قادیانی اخبار کے اس بیان کی تصدیق کرنے کے لئے اس وقت میرے پاس سرکاری درجہ موجود نہیں۔ اس سبب پر اُس وقت سروری کچھ توجیہ کی گئی تھی اور اب تک اُس کی تردید نہیں کی گئی۔











یہ کہہ دو کہ میری تاریخ جو لڑائی مرنے سے اس دن کے بعدوں کر سے کہ  
 آئندہ آؤ کہ کئی برس ہو کر سے کہ چند روز میں جس طرح ہے نہ  
 تہو ہوں کہ حکم کرتے ہیں ہونے کے متعلق ہے تاکہ جہاد اتہ کے  
 ہیں۔ چند سال کے مت سے ہوتے ہیں یہ ہدایت کہ احرام کیا گیا ہے  
 کچھ عرصہ سے مولا نے ان کے مسلمانوں کو کہ احرام سے کچھ نظر ہزار  
 کر دیا ہے۔ ہم نے اہل و عیال کو بھی صوبہ۔ بات سے تہو بہا کا کافی  
 کیا ہے کہ مکی غلوایا لودا لڑا کہ ان سے نفسی طور پر گئے پچھلے سال  
 لگا آئیوں کے مسلمانوں کے ساتھ میں احرام میں مدد صدا شہید ہو گئی تھی۔  
 انہوں نے اس اسن طرف اشارہ کیا تاکہ بہت سیوں کو سلا میں  
 دلائے نہیں انہوں نے اور ہزاروں کو انہوں تو ہم مسلمانوں کو اور انہوں  
 تھی ہیں۔ اس سے پہلے مسلمانوں کے لئے مسکو شہر چھاپیں انہیں میں  
 اس کے اوپر دم میں گواروں کی انہا طرف ہوتی کہ ان تھوہوں کی کہ ہے  
 کم آؤ ہوں وہاں گیا تاکہ ہمیں ہی ہے اور ہم کہ ہاٹنے لگا۔۔۔ حضرت  
 یہ کہ ان ملک سے ان کے بھی بیوا ہوں کہ ساتھ ہونا ہے۔ یہ حالت  
 اس حالت کی ستر سالہ آیات کے مطابق ہے اور ہزاروں اور  
 چھانڈوں کو ان کے نہ بہت کے مطابق چھاپیاں ہی ہا سکتی ہیں تو  
 آپ کے سانی حرم میں ہوا ہے مسلمانوں کو ہی مذہبی اراضی کی چھانڈی  
 اور بیوا ہوں کو ساتھ کی تھی کیوں نہیں ان سے لگا وہ قوم کو بھی ہونے  
 کے نام ہر اپنی جہوں پہاڑی نہیں ہا سکتے ذیل ہر گنا ہے۔۔۔  
 حکومت اپنی کے حالت کی انہا کا۔ ہر وہ اسلامی حکومت کے  
 چھانڈوں مل کر ہونے۔ قیام انہا کے لئے ہے چند مسلمان ہاتھ تھے :  
 انہوں نے ہر وہ صورت میں کھا ہے۔

مسلمانوں کو شک ہے کہ ہم نے ان کو فائدہ پہنچی سے ہر گنا اس  
 کہ انہوں نے جس قانون کے ایک ہی بحث کی نہ ہے ان کے مابقی اور  
 نفسی قزاقی کو ہر کہنے وہ سے غزوی مسجد انہوں سے ہی ہر وہ کہ



پڑانے کا معنی بھی تو بوجھتے اور قانون دیکھا، اطلاق صرف اس وقت ہو  
 سکتا ہے کہ کوئی کامیاب یا یا دشمن دیکھتا اور پھر اس کی رائے سے قانون ہی  
 نہیں کی یا سکتی تو سزاؤں اور مجرموں اور سزاؤں سے اس معاشرہ پر غور کر  
 کر انشورج کیا تھا کہ کوئی فعلی جیسو کئے ہر پھر سنہ ۱۸۷۱ء میں اس ایجنٹ  
 سے اس مسئلہ پر بحث کی اور اس کا فیصلہ کر دیا، سنہ ۱۸۷۱ء میں کوئٹہ کے  
 فیصلہ کے بعد شک و شبہ کی کوئی گمانش دانی نہیں رہتی کہ صرف حکومت  
 ہی صاحبوں کو سزا کر سکتی ہے۔ مگر قاضی کا تقرر نہ ہو تو مسلمان اس بات  
 کے بارے میں کوئی شک کسی وقت بھی صلب کر سکتا۔

اصل مقدمہ ۱۸۷۱ء میں لکھنؤ میں حکام صحن ۱۸۷۱ء اور

گورنمنٹ کے ایجنٹ نے اس وقت سے ان کے قوانین و ایک ایجم  
 چھوڑا اور پھر لیاس کے خزانوں کے متعلق ہانوں کی توجہ توجہ  
 مقدمہ کج اور دوسرے میں نہیں ہر ایک کی کیا اوری۔ اب صورت  
 حالت یہ ہے کہ کوئی نگان میں سب سے بڑی صاحبیت ایک ایجنٹ  
 بنا سکتی ہے اور جس سے چھوٹے پالے کا کوئی اور ہے نہیں تو مسلمانوں  
 کے لئے ہی سزات میں بھی ماحول دیکھا کی باہر مسلمانوں کے  
 اور دینی شخصیت کے حصے سے ہی ایک ہو گئے ہیں۔ راجا گارنی  
 اور اٹھ کے مفادات اور آواز اور اجت ہر کے ماتحت آجاتا ہے  
 انصاف و دانگی صاحبوں میں اور اور ہے کہ ہیں۔ یہ اس مقدمہ  
 میں ہے اور ایسے جوتے ہیں کہ ان کو خالوں اور پناہ تہہ میں کیا  
 سکتا مشرقی نگان کے دو مسخوں میں مستند کے اور ہی جب  
 حکومت سے قاضیوں کا تقرر بند کر دیا ہے اس سے ہوساں چھوٹے کل  
 مفادات کی تہ اور ہے، مگر قاضیوں میں قاضیوں کا تقرر نہ ہو جانے  
 کے دو سال پہلے تہ اور تہہ تہہ (۱۹۰۴ء) ایک ہی ہوئی ہے اس  
 وقت سے تو ہمداری اور اور شمار میں ان کی تعداد کم ہوئی ہے، تاہم  
 میں بلکہ اس لئے کہ انہیں ہر تہہ ہے کہ ایسے مفادات کو دینا الی صورت

ہی مشن کر رہا تھا ہے۔۔۔ دوسرا پہلو اس سے جو زیادہ خطرناک ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اتحاد قادیان خیر خواہ کی یہی مسلمانوں کے لئے ناکھن ہے کہ وہ اپنی زندگی بھر ہی اتحاد کے مطابق رہ کر سکیں گے کی جاتی رہے اس م کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ مسلمانوں کی اور ترہ رہی اس میں ہی ایک ہونے چاہئے تھی یہ ایسے ہیہ انہوں نے رہتے ہیں ہی کیا صحیح حل صرف مابھی ہی کر سکتا ہے۔ اس قوم کے مصیب کی میر ہوگی میں ہی اس شخص کو حکومت و قیادہ نہیں مسلمانوں پر یہ اعلیٰ کرنے کا بہت کواں کوئے بل بابت کہ سوچو حکومت اس قانونی نہیں کہ ہم اس کے تحت ہی رہی سر کر سکیں رکھیں اس کے حکومت کے مقرر کردہ قادیانوں کو، سا اور ان سے کام لینی ہی حقیقت اس طرح کہا اختیار اور جائز ہوئے گا، جہاں کرنا ہے؟

ہونے اس بگ زیادہ تر نشانی اور خود بخود مسلمانوں کے مسئلہ رسالہ رسالہ سے مشورہ مسلمانوں کے نقل کو ہی اس لئے کہ وہ مسلمانوں سے پہلے واقعات پر زیادہ ہونے کے ساتھ دشمنی نہ تھی بلکہ خود بخود ہی عرصہ تک کام رہا تھا اس لئے اس کو اور اور شدہ پیش کرنے اور ان کے مختلف مسلموں کے اندر بہت سے حاصل سے ملنے اور ان میں سے ان کے جہوں جہت کے ہیں سکتے ہو کہ تمام مسلمانوں کے ہی ان تھے۔ چنانچہ اس کا یہ قول ہم پہلے نقل کرتے ہیں۔

دوسرے بیانات کہ تھو جنوری سال سے جب کہ کو یہ وہ ہو ہے ہے میں ہی طرح چلتا ہوں اور جہاں تک مجھے لگا ہے مسلمانوں نے رعایتی طور سے کے تحت سب سے ساتھ ہیں انفرادی طور سے۔ پھر اگر میں نہ تو کو یہ نہیں۔ ہاں اور اور میری ہی حال یہ کہ یہ بیانات ہم مسلمانوں ہنہی راست آئے ہیں تو لجنہ ہی پر صاف لہ رہا ہے؟

تقریبی ہے کہ ان کے اور عمل یہاں ہی اختیار کیا قادیان طریقہ ہر صورت ہی جاری کیا گیا۔ لجنہ عزراں سیکر یوڈا میں سفر کی کتاب رجاعت فرما، یہاں سے وہی لیا گیا ہے۔



ہر ملک کے لوگوں کی کثیر تعداد ہمارے تحت میں فتوحات سے یا بہرہ افاق سے آئی تھی مگر اس سائنس کی ترقی سے آثار سے گئے یا پھل دیکھ گئے۔ بننے ظاہر ہی نہیں گئے گئے۔ لوگوں کے اقتیارات اور مناصب اور جاہ و ادب میں شک و شبہ ہونے سے مصیبتیں ہارن ہوئیں۔ الامارات میں اس بارہ میں شک کرنا خلاف عقل تھا کہ ہمارے دشمنوں کی ایک جماعت تیار اور مرتب ہو گئی تھی۔

بادشاہ ہونے سے مستشرق کے معاہدہ کے معنی دفتروں اور عدالتوں کی زیادتی ناری تھی جس میں مسلمانوں کو پوری مہارت تھی مگر ۱۹۳۰ء میں خلاف معاہدہ تمام دفاتر کو لہاں انگریزی کی کر دی گئی۔ میں میونسٹر اظہار ہوتے تھے۔

۱۔ ایک چھوٹا سا بیج بڑھ گیا اور اس کے پھل سے ہم اب متمتع ہو رہے ہیں یہ صاف ترقی کی زبان کی تہرہ تھی جو ناری سے انگریزی کی کر دی گئی چند وقت کی نسیم کو منبریت کا رنگ دینے کا یہ لائق تہجرت تھا۔ یہ تہجرتی معمولی مسلم ہوتی تھی اور اس کے سائے میں معمولی تھے۔ اس کی مثال ایسی تھی جیسی کہ کھاری سے ایک صرب لگائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ مسلمانوں نے اس تہجرت پر سخت احتجاجات کئے اور فی الواقع ان کے لئے سخت بردباری تھی؟

رد و اندازہ صفحہ ۲۰۹ از حکومت خود اختیاری صفحہ ۹

۲۔ یہ کہنا کہ فتوحات سے انگریزوں نے ہندوستان کو حاصل کیا ہے بالکل غلط ہے۔ اگرچہ وہ ہندوستان کو فتح کیا ہے مگر وہ اس کو حاصل کیا گیا تھا۔ یہ نہیں ہے۔

۳۔ مگر ہندوستان ہی متحدہ آرمیت کا مرکز و جذبہ ہی ہے اور ہمارے اور اس میں انگریزوں کے ناکہ پھرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس قدر اس میں عام ہونے کے نتیجے میں حکومت سے اتحاد و عمل ہم ہندوستان میں گئے تھے۔ شرمناک ہے کہ اس وقت سے ہماری ہندوستانیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیے حکوم در حقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور ہمیں پر خاتمہ مگرانی کر سکتے ہیں۔ مگر اس طرح ہم حکومت کسٹائی ہیں۔ جسے تو اقتصادوی طور پر تسلیم کرنا ہوتا ہے۔









اُن کے تعلقات تھے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کس طرح دونوں کو انگریزوں نے مٹا دیا ہے جس سے خصوصی طور پر لاکھوں تجارت پیشہ افراد دست کار خانہ انوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ سب انگریزی حکومت اور اُس کے نوخر مددگار نے عام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں اور بالخصوص بڑے مسلمان رؤسا اور امراء کو اتہاجی درجہ میں بحیثیت و نابود کر دیا۔

ذکورہ بالا امور جن کو ہم نے کافی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہی وہ امور تھے جنہوں نے مسلمانوں میں ایک تڑپ پیدا کر دی۔ یہ تڑپ کیا تھی۔ ایک درد تھا۔ بڑی قہمت کا ایک درد تھا۔ جو اس کو گلو غلامی پر مجبور کر رہا تھا۔ یہ ایک سنگین ہمیل قوم کی انتظارانی حرکت تھی۔ جس کا نشانہ یہ تھا کہ ملک اور ملت اُن مصائب سے نجات پائے جن کے شر شیب و روزِ حسدِ بخت کے ہر رنگ و سبب میں پیوست ہو رہے تھے۔ اس مضر و جانہ انتظارِ اب نے مسلمانوں کو کس طرح آمادہ انقلاب کیا۔ اُن کے رہنماؤں یا خصوصاً حضراتِ علماء نے اپنی اجمالی فراست اور دانش مندانہ بصیرت سے کس طرح انقلاب کا لائحہ عمل پیش کیا اور حضرت شیخ اہندہ قدس اللہ سرہ العزیز اور آپ کے متوسلین سے کس طرح باتیا زائز اور سرخوشانہ کوششوں میں اپنی زندگی صرف کی اس کی تفصیلی دوسری جلد میں پیش کی جائے گی۔

و اللہ الموفق دھن المعین

زننگ اسلاف، حسین احمد غفرلہ

حم شد

# چند مطبوعات دارالاشاعت

<p>قیمت</p>	<p>مطابق علمدین ترمذی و سید احمد الدین کسی تعلک میں          نہیں کیا سکوں۔ دواوردیہ میں قبول حاصل ہوا ہے۔          اس کی طباعت بہت ناقص ہے۔ یہ بھی دارالاشاعت          ذیلی عروا میں۔ ضاروں کے قتل و آفت میں کسی ہے۔          مقصورہ دہلی میں ہے۔</p> <p>جلدوں صفحات ۵۲۸</p> <p>جلد دوم ۵۳۶</p> <p>جلد سوم ۵۲۰</p> <p>جلد چہارم ۵۵۲</p> <p>کامل چار جلد ۲۳۵۶</p>	<p>احیاء العلوم</p> <p>مصنف: امام عزلی          ترجمہ: مولانا ابوبکر          مولانا محمد رفیع صاحب          سائزہ ۳۰ × ۳۰</p> <p>کسی عہدہ طباعت          سفید کاغذ</p> <p>مقبوضہ حسین جدید          مع تذکرہ امام عزلی</p> <p>از علماء شیبی عروا</p>
	<p>قرآن پاک کی تاریخی آیت کی تفسیر سرزمین قرآن کا حنفی          و تاریخی قرآن میں مذکور تماموں کے حالات پر یکے بعد دیگرے          دونوں جلدوں میں لکھی گئی۔ طباعت سید کاغذ میں ہے۔</p>	<p>ارض القرآن</p> <p>مؤلف: سید سید محمد رفیع</p>
<p>۲۳/</p>	<p>حضرت تھانوی کی ایک بہترین کتاب ہے۔ یہ عقیدہ ہے کہ          ثابت ہے۔ اب فہرست مصاحف کے ساتھ ہے۔</p> <p>ملکی طباعت سعید کاغذ، مع حسین ڈھلے کو</p>	<p>احکام اسلام</p> <p>عقل کی نظر میں</p> <p>مولانا شرف علی تھانوی</p>
	<p>محمد لکھنوی مشہور عربی لغت کا مکمل اور دورترین معیار ہے۔          جس میں سب پر سوزیدہ ترمذی و سید علی الدین کی مدد سے          عربی، اردو لغت          باقویہ و مصاحف          تصانیف اور جدید انالکلا صاحب لکھی جلد عہدہ طباعت</p>	<p>المعجم جامع</p>

<p>قیامت</p> <p>۵۷۲</p> <p>۱۹۹۲</p> <p>۵۷۰</p> <p>کامرس سٹیٹ</p>	<p>تراتی قصص اور انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات اور ان کی ولادت اور حیات مستند تاریخ و تفسیر پر بہارت فقہاء دکن کا پروفانسل مصنف کے تدریجی کاشف چکا بکڑ میں جس میں انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات کے مستند واقعات اور ان واقعات سے حاصل ہونے والی غیر معمولی احوال اور تھریز دین اور ملکہ پرستی کا اقتساب جو یازدہری تصنیف ہے</p> <p>تفسیر حدیث اور علم کلام کے نادر مباحث طرز</p> <p>متداول مسائیل فقہیہ اور دلنشین کتاب عوام جلد اول صحاح</p> <p>کا اور خاص میں بیحد مقبول ہے اور ہمارا شائع کردہ</p> <p>نسخہ، فلاسفے پاک اور صحیح ترین نسخہ ہے۔</p> <p>عکس طبعیت، سفید کاغذ اور جلد میں منبسط</p> <p>نور پر جلد پر حسین پلاٹنگ کو</p>	<p>قصص القیامت</p> <p>چار جلد کاغذ</p> <p>مولانا محمد حنفی صاحب</p> <p>سیویا روڈ</p> <p>کل صفحات ۱۷۸</p> <p>سائز ۲۰ x ۲۴</p> <p>صحیح ترین نسخے کا</p> <p>نور ٹو بیکر چھاپا گیا ہے۔</p>
<p>فتاویٰ دارالعلوم دیوبند</p> <p>۲۰ x ۳۰</p> <p>۹۰۰</p> <p>کامل و مفید</p>	<p>دارالعلوم دیوبند کے حناد و شہرت اور اس کے فتاویٰ پر تمام علماء اسلامیہ مسلمانوں کی پوری توجہ اور ہمدردی کا اظہار و بیان نہیں ہو سکا۔ یہ وہ فتاویٰ ہیں جو کامیاب اور نیک اور دیکھے جوتے ہیں اور جنکو مسلمانوں کے ہر طبقہ میں مستند و معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ فتاویٰ متعدد بار شائع ہوئے ہیں اور مقبول ہیں اس لئے ترمیم و تجدید بالکل بدر کرنا تمام مسائل کو فقہی امور ہر اصول کے تحت کر دیا گیا ہے۔ حضرت عتی محمد شفیع صاحب کے کتب میں لکھے ہوئے فتاویٰ جو اب تک شائع نہیں ہوئے تھے ان میں سے آج کل کی ضرورت کے پیشکار فتاویٰ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کتابت و جلد اور تصحیح دوبارہ کرائی گئی ہے۔ عکس طبعیت جلد دوم</p> <p>سفید کاغذ اور جلد میں</p>	<p>فتاویٰ دارالعلوم دیوبند</p> <p>۲۰ x ۳۰</p> <p>کل صفحات ۹۰۰</p> <p>مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب</p> <p>مفتی محمد شفیع صاحب</p>

عکس طبعیت دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ گورچین





# نفسِ حیات

خود نوشت سوانح حیات

حضرت مولانا تیسہ حسین احمد صاحب فی ظلیہ العالی

جلد ۴

وہ قابل قدر پیش بہا مستند تاریخی مجموعہ جس میں اسلامی ریاستوں پر دول پرہیز کی مسلسل پورش۔ اختلاف وطن کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ حضرت سید احمد صاحب شہید کا جہادِ حریت ۱۹۰۷ء کی سنگ آزادی میں علماء اور مشائخ اسلام کا جملہ۔ ریشمی خطوط کی تحریک یعنی شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب خدوس اللہ صراط و سیرت کی انقلابی تحریک، اس کے رتقاء۔ چند داستان اور افغانستان میں اُس کے اثرات و نتائج۔ اسارت، مالٹا۔ تقدیر کرچی وغیرہ وغیرہ یعنی افسوس اور بیسویں صدی میں اسلامی سیاسیات۔ اُس کے تقاضوں و دلائل اور پس منظر پر سیرت و بحث کی گئی ہے

ناشر

## مولانا حسین احمد مدنیؒ

۱۰۰ سالہ اعلیٰ نظام

ہدائے قوم و ملت ہے یہ عالمؔ تو ہے!  
 بہادر بہت لڑے ہیں، پتہ تو ہے  
 یہاں گنجینہ علم و فضل سے تیرے جتنے ہیں،  
 دیا ہے درس مالِ اقدار تک مدرسہ میں  
 حسین احمد میرا بیاد عالمِ اظہار سے  
 ستم کاروں کا دشمن، یکسوں کا تو سہارا ہے  
 بچے چوپا میرے استقلال کا ہفت آسمانوں میں  
 برائے قوم تکلیفیں اٹھائیں قیدتالوں میں  
 مقدس تیری ہستی ہے، اعلیٰ تیری شخصیت  
 ہاں اندھنوں کا صبر و تحمل ہمت و جرات  
 حسانہ قوم سیدائے وطنِ اہمیت کا دلیرانہ  
 چمکے کہتی ہے، تو سبیا ضلع آرزوئی کا پردہ خ  
 مبارک ہو گئے اسے قومِ اہلِ سیرِ کامل  
 دکھائے کا یہی رہیں بنائے گا تہیٰ منزل

# فہرست مضامین نقش حیات جلد دوم

نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ	نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ
۱	تحریک استقلال وطن کا ابتداء	۱۶	۳۹	اپنے سامراج کو لاغیاں جانے کے لئے	۴۸۴
۲	جمہوریت یا قضاویت	۱۶	۴۰	انگریزی چاہیں	
۳	زدال حکومت کے بعد ملکہ کا نصب یا نہیں	۱۶	۴۱	دوسرے ملک میں انگریزوں کا کیا حال	
۴	حضرت نیدامر صاحب شہید اور	۱۶	۴۲	انڈیا اور توپوں کی گولہ کے عنوان پر	۴۸۵
	آن کی تحریک			کی کئی ہوئی مناسبت۔	
۵	تجربہ کار مفقود	۱۸	۴۳	انگریزوں کا انگلستان کے بحری ماہیوں کو	۴۸۸
۶	نید صاحب کے مختصر حالات	۱۸	۴۴	اپنے لئے صاف کرنا۔	
۷	نید صاحب ان کے واقعات کیے اور	۱۹	۴۵	انگریزوں کا ملک کا حکم پر قبضہ کرنا اور	
۸	کا اظہار انگریزی پر دیکھو	۱۹	۴۶	اور شیانی حافلی قوسوں میں اور ہوشیوں کے	۴۹۲
۹	مشرع سے واپسی	۱۹	۴۷	بریا کرنے کی باتوں میں جس وقت۔	
۱۰	حضرت نید صاحب کے طرز میں تغیر	۲۰	۴۸	فرضی صحابہ سے۔	۴۹۵
۱۱	جہاد و تربیت	۲۰	۴۹	عبد ناصر میر کی خلافت صندی۔	۴۹۵
۱۲	جمہوریت کا ایک اور شکلیں	۲۱	۵۰	مقدمہ میں کی تقسیم دیوٹی اور نوٹسوں کا	۵۰۰
	میں جھینٹا۔			اصلاحات اور لوگوں کے انقلاب پر	
۱۳	پانچ ماہ مسلمانوں کے جہاد میں کامیابی	۲۱	۵۱	دوسرے یورپ کا پانچ ماہ ہوتا۔	۲۳
۱۴	مولانا فضل حق صاحب کا ماملہ۔	۲۳	۵۲	انقلاب سے پہلے توں یورپ کا پانچ ماہ	
۱۵	حضرت حاجی امجد اللہ صاحب مولانا	۲۳	۵۳	انگریزوں کا ہونا اور ان کی سرپرستی پر مدلل	۵۴۶
	گنگوہی اور مولانا تانقوی رحمہم اللہ			ان کے مسائل پر۔	
	کے واقعات۔			ان کے اور اس پر اٹھائی جملہ۔	۵۴۸
۱۶	انگریزوں کے خلاف اور ان کے خلاف	۲۴	۵۴	صوبہ نامہ توں	۵۴۴
	اور ان کے خلاف اور ان کے خلاف				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۳۱	سیاح حیدرآباد	۲۷	مقتل دیا ستور کا انوار اور جنگ
۵۳۲	جدید ترکیب	۲۸	بظن
۵۳۳	سلمانا پر ڈراما	۲۸	ایسا ایک بجا و تاملاتی شوق کا اعلان جنگ
۵۳۴	مولانا عید اللہ صاحب راج کے	۲۹	ترانہ اعلان جنگ بظن میں لکھی گئی تھی
۵۳۵	افغانی سنی پتھان اور جہاد کی	۳۰	مہارت اور پتھان کا اعلان جنگ
۵۳۶	انگلی اور انگریزوں کے ہندوستان	۳۰	جنگ بظن
۵۳۷	سے نکلنے کے کارنامے	۳۱	عسقلی شکست کے اسباب
۵۳۸	سر دارا شہ عالمی کی خدمت کے	۳۲	یورپ کا عہد ناموں کا پابند ہونا
۵۳۹	اعلیٰ حضرت امیر عیوب اللہ خاں	۳۳	عاری صلیح
۵۴۰	حضور میں بارہابی	۳۳	صغ کا فرس لند
۵۴۱	ہندوستانی لاش سے ملاقات	۳۵	انقلاب وزارت
۵۴۲	مشن کے چند مشیروں سے تبادلہ	۳۶	الپانیہ کی آزادی
۵۴۳	اس ضروری مسکے شکرکات	۳۷	جنگ تقسیم بنگال
۵۴۴	تعمیری مقامات کی لاش	۳۸	عاری صلیح
۵۴۵	ہندو مسلم اتحاد	۳۹	صغ ہر ہر گارٹ
۵۴۶	ہندوؤں کی بائیک غلہ فہمی	۴۰	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود حسن
۵۴۷	کانگریس کے ایسے ہندو	۴۱	صاحب قدس اللہ سرور العزیز
۵۴۸	راجہ جیو رام پرتاپ	۴۱	تحریر انقلاب عرفی لکھی خطوط
۵۴۹	راجہ صاحب کا حملہ	۴۲	کی تحریک
۵۵۰	الانجامت لکھی کی ملاقات استیوں میں	۴۳	مولانا عید اللہ صاحب کی
۵۵۱	برہمن صبروں کی شکایت	۴۴	سیاست میں اہمیت
۵۵۲	ہندوستانی مشن کا مقصد	۴۵	معاہدات و بیعت
۵۵۳	جنور اللہ شاہ کا بیٹا	۴۶	انقلاب کا اعلان دہلی
۵۵۴	حکومت متوقف ہونے کا معنی حکومت	۴۷	اجرت کا لیل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۳	حضرت شیخ ابوبکر صغیر رضی اللہ عنہما	۵۸۶	ہندی ہندوستانی مشن۔
۴۲۴	سابقہ مہدیہ صاحب ہندی کے ساتھ	۵۸۷	ہندی ہندوستانی مشن کا مسلمان ممبر۔
۴۲۵	مولانا شیخ ابوبکر صغیر رضی اللہ عنہما	۵۸۸	مرا لاہوری کے لئے سفر خرچ۔
۴۲۶	گورنر جنرل صاحب ہندوستانی مشن کے ملاقات۔	۵۸۹	حکومت ہندوستان ہندی ہندی ہندی حکومت۔
۴۲۷	میر سیاست میں داخل ہونا۔	۵۹۰	ہندوستانی مشن کی ہندو کو روٹنگی۔
۴۲۸	انور پاشا اور جلال پاشا کی ہندی ہندی ہندی	۵۹۱	ہندوستانی حکومت کا ایک اصلاحی عملہ۔
۴۲۹	میں آمد ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۲	اسٹیویشن مشن اور جاپانی مشن۔
۴۳۰	محبوب علی صاحب ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۳	میرپور کی گرفتاری۔
۴۳۱	جسٹس اور حضرت شیخ ابوبکر صغیر رضی اللہ عنہما	۵۹۴	تشیخہ۔
۴۳۲	انور پاشا اور جلال پاشا کی ہندی ہندی ہندی	۵۹۵	ہندوستانی مشن۔
۴۳۳	شام کے تحریکات ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۶	انور پاشا کا خط۔
۴۳۴	تحریک ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۷	مولانا صاحب ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۳۵	تحریکات کا ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۸	افغانستان میں حکم انگریزی حکومت۔
۴۳۶	انور پاشا کی تعینات سے ہندی ہندی ہندی ہندی	۵۹۹	انور پاشا کی گرفتاری اور نظر بندی۔
۴۳۷	اصدوقی خان ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۰	امیر عیوب اللہ خان کے قہر پورہ۔
۴۳۸	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۱	امیران اللہ خان کے بادشاہ ہندی ہندی
۴۳۹	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۲	امیر عیوب اللہ خان کے قہر پورہ۔
۴۴۰	حاجی احمد رضا اور گورنر ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۳	امیران اللہ خان کے ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۱	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۴	مولانا بیگم صاحب ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۲	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۵	ایک مشیور اور اس کا خط۔
۴۴۳	حضرت شیخ ابوبکر صغیر رضی اللہ عنہما	۶۰۶	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۴	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۷	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۵	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۸	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۶	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۰۹	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۷	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۱۰	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۸	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۱۱	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی
۴۴۹	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی ہندی	۶۱۲	انور پاشا کی ہندی ہندی ہندی ہندی

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۷۷۲	حضرت رشاد علی گڑھ اور شیادی مددگیرہ	۱۱۷	۷۷۳	حضرت شیخ الہند کے ایک عزیز مولانا محمد ابراہیم صاحب کارانہ پور سے ایک خط	۱۰۲
۷۷۳	میرا علی گڑھ اور میر علی بیگ	۱۱۸	۷۷۴	روپیہ چھوٹا۔	۱۰۳
۷۷۴	حضرت شیخ الہند کا اجلاس میں صدارت فرمانا۔	۱۱۹	۷۷۵	عزیز موصوف کی واپسی۔	۱۰۴
۷۷۵	جلسہ علی گڑھ کی صدارت اور جامعہ علی گڑھ کے نیک بنیاد سے فریفت	۱۲۰	۷۷۶	آتش دہلا۔	۱۰۵
۷۷۶	بکھار دی واپسی اور اجلاس مجیزہ علماء۔	۱۲۱	۷۷۷	راج کے بعد حضرت شیخ الہند کا نیک مقصدیہ قیام اور گرفتاری۔	۱۰۶
۷۷۷	میر کلکتہ کو سفر کرنا اور شیخ الہند کی خدمت میں رہنے سے بدچلنا۔	۱۲۲	۷۷۸	بیماری پیشینہ اور ملاقات کیشی کے استقبال کرنے کی کیفیت۔	۱۰۷
۷۷۸	میرا دیلی سے رخصت ہو کر پورنا اور امر و سہن پنا۔	۱۲۳	۷۷۹	جلسہ عام اور سپانا مہ۔	۱۰۸
۷۷۹	امروہہ ہر آنے کا سبب۔	۱۲۴	۷۸۰	دینی لکھنؤ اور پورنا وغیرہ سے استقبال کے لئے آنے والے حضرات۔	۱۰۹
۷۸۰	حضرت شیخ الہند کی بیماری اور صحت میرا دیلی و سہن پنا۔	۱۲۵	۷۸۱	مولانا عبدالہی صاحب الزام فرنگی اعلیٰ اور ہاتھ گانگی۔	۱۱۰
۷۸۱	خانہ۔	۱۲۶	۷۸۲	دینی گوروا لگی۔	۱۱۱
۷۸۲	قصیدہ ص ۲۱۷	۱۲۷	۷۸۳	حضرت شیخ الہند کی مقبولیت اور دستہ میں ایشیوں پر استقبال۔	۱۱۲
۷۸۳	مولانا مرحوم کا عجاز روانہ ہونا۔	۱۲۸	۷۸۴	رولٹ سرپریش کے اظہار۔	۱۱۳
۷۸۴	مولانا کے رفقہ سفر۔	۱۲۹	۷۸۵	حضرت شیخ الہند کا گورہ جہان آباد، آندیا اور غازی پور وغیرہ کا سفر۔	۱۱۴
۷۸۵	مولانا کے سفر کی نسبت افواہ۔	۱۳۰	۷۸۶	شیخ الہند کا صاحب اولاد قدم ہانگ کی برکات۔	۱۱۵
۷۸۶	بیماری سے مولانا کی روانگی۔	۱۳۱	۷۸۷	حضرت شیخ الہند کی بیماری۔	۱۱۶
۷۸۷	انتیخیر پولیس کی افواہ۔	۱۳۲	۷۸۸	میرا نام بیماری میں غیر حاضر ہونا۔	
۷۸۸	دوسری افواہ۔	۱۳۳			

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر
۱۹۹	سورہ بقرہ کی تفسیر	۱۳۷	سورہ بقرہ کی تفسیر	۱۳۳
۲۰۰	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۸	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۴
	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۹	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۵
	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۰	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۶

چند مطبوعات و تراجم

۲۰	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۷	تفسیر سورہ بقرہ
۲۱	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۸	تفسیر سورہ بقرہ
۲۲	تفسیر سورہ بقرہ	۱۳۹	تفسیر سورہ بقرہ
۲۳	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۰	تفسیر سورہ بقرہ
۲۴	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۱	تفسیر سورہ بقرہ
۲۵	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۲	تفسیر سورہ بقرہ
۲۶	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۳	تفسیر سورہ بقرہ
۲۷	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۴	تفسیر سورہ بقرہ
۲۸	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۵	تفسیر سورہ بقرہ
۲۹	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۶	تفسیر سورہ بقرہ
۳۰	تفسیر سورہ بقرہ	۱۴۷	تفسیر سورہ بقرہ



## تو تھا ملت کا بلا شک ایک سچا رہنما

اسے حسین احمد سرایا با صفا و با دل سحر  
 تو تھا ملت کا بلا شک ایک سچا رہنما  
 خدمتِ دین کے لئے تھی وقف تیری زندگی  
 دینِ دولت کے لئے تجھ سے مصائب بار بار  
 کیوں نہ بنتا کو تری ضحکہ ستہ ہر لمحہ و ناز  
 تو نے پھیلا با جہاں میں علم دینِ مصطفیٰ  
 تیرے لڑتے کارناموں کی نہیں رہتی مثال  
 حق کی خاطر تو رہا برسوں اسیرِ مالٹا  
 چار سو چھ چار سو سے علمِ دین کا کیوں تہہ  
 تھا توئی علمِ دین کا ایک موتی سیہ بہا  
 وہ گہ تو جید کا ملت کو تو ایسا سیتق  
 اسوۂ اللہ کے کوئی نہیں مشکل کشا  
 تیرے حق میں انجمن، توڑ کی ہے نہیں دنہار  
 تیری ریت پر سدا جو بادشاہی اور سدا

(حافظ نور محمد انور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ  
 لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

الحاصل ملکہ و سلا مرعی عبادتہ کا انداز میں اصطناعاً

جلد دوم

## نفسِ حیات

# تحریکِ امتحلاصِ وطن کی ابتدا

حصولِ اقتدار۔ استقلالِ دولت، مقصدی برتری کے لئے یورپین اقوام یا مخصوص انگریزوں سے جو نفرت، انجیر، ماننا نیت سوز مظالم کئے اور جن کا طویل سلسلہ وحشت و بربریت کی تقریبی سرگرمیوں کے ساتھ برابر جاری تھا انہیں مدعا کا نہ مظالم کے عام مسلمانوں یا خصوصاً علیٰ بقیہ میں آزادی کی عام تڑپ پیدا کی۔ پہلے پہلے تو یہ خیال تھا کہ بادشاہ اور صوبہ جات کے وواب و ملامت وغیرہ اس ہنس مہنسی یورپین ظالم قوم کا قلع قمع کر دیں گے۔ مگر پلاستی اور پھر کاسٹریچر روہ جیکٹڈ ویسٹور، ہارسٹس، وکن، بیسی وغیرہ کی لڑائیوں میں ناکامیوں نے انتہائی مایوسی پیدا کر لی اور مصائب کے روز افزوں تدریجوں نے محنت پر مشابہ کر دیا۔ ۱۸۵۷ء میں جب کہ



واقعات نے تیار دیا تھا کہ چند برسوں کے موجودہ حکام کا سروہ میں اب کسی میں حالات  
 اس پہلی جرم سے ہی قوم کے مقابلہ اور وضع کرنے کی ایسی نہیں تھی جس پر اطمینان کیا  
 جائے۔ جتنا مسلمانوں کو احوال پر نظر کیا اور آزادی کے مطالبے آپ کو تیار کیا تاہم  
 فروری سے جو کہ ہر سال فریب کے باشندوں پر لگتا ہے چنانچہ اس کے بعد سے بعد  
 شروع ہوئی۔ جو کہ سکھوں کے مقابلہ کے نام سے مشہور کی گئی تھی اس زمانہ میں مغربی پنجاب  
 میں سکھوں کی حکومت تھی جو کہ مغربوں کے حلیف تھے اور ان میں راہنماؤں اور  
 راجہ جیت سنگھ میں (نندارا صاحب سے لگے ہوئے تھے۔ مگر حقیقت میں سکھوں سے  
 ہونے کا تصور اصلی ان پر مشوں راہنماؤں کے معاہدے سے ڈر کر سکھوں کو اس صحبت  
 سے بچا تھا اور مطالبہ سے ان کے دشمنوں کا مشورہ بھی جنہوں نے انہیں  
 برہمنی عقیدہ اور مشورہ حیرت کر اس قریب کے سرکار ہائی میں ان کے خلاف جو کہ  
 ضرر گویا اور کے نام مدعا کرنے کے لئے کھائی تھی جس کو ہم اپنے ہائے ڈاکو کہیں گے  
 صحت طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ جلد اقتدار ہندوستان کو اس میں قوم راہنماؤں کے مقام  
 سے پاک کرنا ہے اس کے بعد ہندو اور مسلمانوں کو باہم صحبت کے مطالبے کو مناسب

دو تیسری صورت ۱۹۰۶ء میں نہیں کی ہے۔ یہی حالت آگت سے لگتی ہے۔ چند قصبہ میں سے ملو کہ مسلمان  
 سرلی بہت سے ہوئے انہیں کی سب سے پہلے کی کہ کو لڑنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور یہاں شہری قاضیوں  
 کو لڑنے پر آمادگی کی جاتی۔ جس کے لئے یہاں سے یہاں سے ملو کہ ہے۔ یہاں سے آج شہر ہنگام  
 یہاں سے لڑنے کا باعث ہو گا کہ بہت کراختیہ اس باہر تعلق میں کہ لگتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ  
 یہاں سے فرسوں سے ملنے لگا ہے بھی مرتب ہو گئے۔ وہ ہیں سنہ یہاں سے ان کے علم کی نسبت  
 بہت زیادہ ہے اس اصول سے کہ ہندوستان کا علم ہے۔ ہاں تو انہیں کہ اس کے سکھوں کے  
 خلاف جہاد کی فرس ہے۔

سنہ بہت ہی مختصر نہیں ہوگی۔ یہاں سے تا کہ شہر ترقی میں انہیں کو بہت زیادہ لگے۔  
 سے مختصر ہے کہ جب فرس لگتا ہے۔ ہندوستان میں لگا ہوا ہے۔ فرسوں کی پیروی  
 ملیاں نہیں لگتا۔ ہندوستان میں فرسوں نے فرسوں کو بہت لگتا ہے۔ ہاں تو انہیں لگتا ہے۔  
 نہاں ملتا ہوا ہے۔ فرسوں کا گورنر ناہاں





اور غیر منصفانہ ہوں اور ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد و یکجہتی کا ستون بنے۔ اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان سے مذاہب کے لیے باہمی نفرت کے خاتمے کے لیے باہمی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ (۲) اگر برطانوی حکومت کو مضبوط اور دیر پا بنانے کے لیے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی اختلافات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا۔ اس بند پر انہوں نے کانگریس کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی قرار دیا تھا کہ ہندوستان کی سب سے زیادہ ایک ہندوستانی قوم بنایا جائے۔ (۳) کانگریس کے قیام کا مقصد اگرچہ اصل سے ملک کا ہمیں یہ نہیں تھا بلکہ سماجی اور مذہبی دونوں کے باہمی اختلافات کو ختم کرنا تھا۔

بہر حال یہ ظاہر ہے کہ کانگریس کے عام دعوے میں آنے کے بہت پہلے حضرت شاہ عبدالحق صاحب (مروا) اور آپ کے ہم خیال دوسرے علماء کی درجانی میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو ہندوستان کو انگریزوں کے اقتدار سے نجات دہانے اور ہندوستان کو اپنی حق سبھی حقوں کے لیے کرم بنانے کے لیے اس جماعت میں مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کی شریک تھے لیکن قرارداد اور سیدات، بہر حال مسلمانوں کو حاصل تھی۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب (مروا) کے علاوہ آپ کے شاگرد مولانا مہدی صاحب بھی مراد مستقیم ہیں۔

د سلطنت شاہجہاں، آج کل کی آگے حقیقت اس کا معنی ہے سلطنت برصغیر

اس موہر پر آگے بڑھنے سے قبل یہ معنی اگرچہ موضوع گفتگو

جمہوریت یا قیصرانیت

کی مراد و معنی کا سبب ہو گا۔ علماء کا سلطنت کے معاملات میں کیا رویہ رہا ہے۔ سبھی یہ کہ انہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کو چھوڑی تھا۔ برطانویوں نے اس کی کوشش کی یا وہ اسے تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ سبھی نے ہندوستان کو اس کی شاہیہ ہے کہ علماء نے حکومت کو ہمیشہ جمہوریت کے اصول پر چلنے کی تلقین کی۔ وہ حکومت کو خدائی مخلوقات میں نہیں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہیں بلکہ حکومت کا ذریعہ کہتے تھے کہ کسی قسم کے تناسب اور جواز نہ ہو۔ قرآن کی اساسیت، عامہ کی نصیم کے پیش نظر ان کا اصل مقصد تھا انسانیت کو اس کی نشوونما میں مدد دینا۔ خدا کی پاک زمین سے ظلم و فساد کی گندگی کو دھونڈنا۔ اصل واقعات کا سبب قائم کرنا جو اس کے ختم کو پہنچا۔ ان کے ختم کو پہنچانے کے لیے انہوں نے جمہوریت اور سبھی حق سبھی حقوں کی تلاش کی اور اپنے

اور مقاصد کے لئے استعمال کرتے تھے جب تک جہدِ ستائیس میں مغلیہ حکومت قائم رہی اور  
 وہاں پر ہمارا ناکارہ اقتدار سلطنتِ انڈیا کی سلطنت میں اس حد و اضعاف کے حصول  
 پر عمل نہ کیا اس بنا پر تختِ حکومت پر اگرچہ ہندو مسلمان عطا تھا لیکن وہ اصل حکومت کا  
 نظم و نسق مجبوری تھا۔ آج کل جمہوریتوں میں حرام کی برائے انکشاف اور انتخابات سے معلوم  
 ہوتی ہے اور اس نظام میں جبکہ یہ صورتِ موجودہ ہے تو یہ نہیں تھا۔ یہ بدلیوں، اعمال حکومت،  
 کاموں اور عہدہ نگار کے تمام معاملات و طریقہ کے لئے یہ حرام کر کے اور ان کی خواہشوں  
 کا ایشیہ کو ہم حاصل ہوتا رہتا تھا اور وہ ان کی روشنی میں اپنی پالیسی متعین کرتا اور جمہوریتوں  
 کے لئے اس کا اہتمام کرتا تھا۔ چنانچہ انگریزوں کے ظہور و حرارتِ ایشیہ تک پہنچا کر  
 میں ایک مرتبہ تیار کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے حکومت کے حقوق صرف اور واضح  
 تفصیلاً میں کہا تھا۔

۱۰۔ عیسائی بادشاہوں کے اقتدار میں مسلمانوں کے قانون میں بددعا یا اور  
 مشیبتیاں ہیں ان کا پتہ قانون کی نسبت ہے غیب ہے کہ وہ خالص لفظ سے  
 ہے اس سے بادشاہ سے لے کر عوام تک سب کے سب کیا ایک کے ساتھ  
 قانون اور مذہب کے پاس ہیں۔ قرآن کے قانون کا پورا پورا معنی قانونی کے  
 لحاظ سے ہے۔ اس قانون کی شرح کرنے والے علماء یا قاضی کا ہند  
 اور ہے جو اس کا اہتمام فرمایا ہے اور جو بادشاہوں کی نافرمانی سے محفوظ  
 ہے اور جسے بادشاہ بھی ہاتھ نہیں دے سکتا۔ فقہ کے بادشاہوں تک کو جسکی  
 اول طاقت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ وہاں کی حکومت ایک عہدہ نگار ہی ہے۔  
 (تعمیر ایشیہ تک اور گریجی جینٹل مین ص ۱۰۰)

فقہ کے زیرِ نظر حکومت میں جہدِ مسلم کا کوئی امتیاز نہیں تھا اور ان کو یکساں  
 حقوق حاصل تھے۔ اور ان کے ساتھ یکساں معاہدے کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ہمارے ملک کے  
 مشہور مصنف پشتِ مستند راجہ راجہ بادی لکھتے ہیں:-

۱۱۔ اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور ان کے بعد آئندہ مذہب کے تمام عقیدوں کے  
 تمام میں جہدِ مسلم یکساں مشیبت رکھتے تھے اور ان کو مذہب کی توکل کی  
 ہوتی تھی۔ اور ہندو کی طرف سے یہ شہر ہند و ہندو کو مانگتا رہا اور



مناہیں دینی تہذیبیں اور کلمہ سلفی کے دشمن مستقبل میں ظہور میں آئیں گے  
 گونا گونا گونے ہوں گے۔ لیکن یہ سب کلمہ کے وہ ایک خاص قسم سے ہمہ جہت آئیں  
 گے جو کلمہ کے خلاف ترقی یافتہ ممالک میں گند مٹا دیں گے۔ سوچو کہ ہندوستان میں کلمہ کے اس  
 کے بارے میں کلمہ کے مخالفوں کا کیا حال تھا۔ خصوصاً پنجاب میں کلمہ کے خلاف اپنا  
 چشمہ یہ قدر نکلتا ہے۔

لیکن یہ سب کلمہ کے خلاف ایک نئے نئے ممالک میں متناظر ایک بڑا بڑا  
 نفاذ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ کلمہ کے بڑا بڑا کلمہ سب کی شریعت ہے  
 اور اس میں طلب کیا اور خود مکی سے متعلق ہے۔ لیکن یہ کلمہ کے بڑا بڑا بڑا بڑا  
 ہے اور اس سے ہندوستان کے سب کلمہ کے خلاف نئے نئے ممالک میں کلمہ کے خلاف  
 کے لئے کلمہ کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں اور کلمہ کے ساتھ ہے۔

• میں نے کلمہ کے بڑا بڑا کلمہ کے لئے کلمہ کے خلاف نئے نئے ممالک میں کلمہ کے خلاف  
 میں نے کلمہ کے بڑا بڑا کلمہ کے لئے کلمہ کے خلاف نئے نئے ممالک میں کلمہ کے خلاف  
 • یہ کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے

(پندرہویں باب ۱۰ ص ۱۰)

دنیا میں جس وقت بھی ایک نئی چیز ہے جس کے ساتھ یہ کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 پر کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 اس بار پر جو اختلاف مذہب و ملت دعویٰ کوئی پناہ دیتا ہے اور کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 واقعات ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ وہ مذہب کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 اور کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے  
 کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے کلمہ کے لئے

یاد رہے میرا مقصد کسی سے نہ ہے بلکہ ہرگز نہیں ہے کہ میں نے اس میں کسی کو مدد کی ہے کسی نے  
 میری رائے کے خلاف نہیں ہے کہ میں نے اپنے ہمتی عزیز شامیوں کو اس سے قطع نظر اور ان کو نہیں سمجھے  
 حال ہی ٹھیکسٹریٹ کے لئے ہمارے ہاں کے ہر حکومت میں باہر سے مدد کی گئی ہے  
 کہ کھانا میں آئے۔ جو ہر جگہ سے ہوا ہے، قانون تھا اور جب کسی نے اس پر اعتراض کیا  
 تو اس نے کہا۔ رعایا کا یہاں حکومت کے ساتھ ساتھ یہاں حکومت کی حیثیت سے بیانات پر  
 لگا ہے اس میں غائب کو دل بگڑا دینا چاہیے۔

زوال حکومت کے بعد علماء کا اہمیت بعین ایسا کہ آپ نے فرمیشن زیاد  
 حاصل ہے جبکہ ہر شے سے

میں نظریہ ملت کے ساتھ ہر سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے  
 ہر اس میں اصول آئیوں کے ساتھ ساتھ ہر جگہ سے مدد پر ہونے سے کہ کھانا  
 ان کے اصول کی کوٹیشن کی اور اس کوٹیشن سے کہ کھانا ہر جگہ سے مدد پر ہونے سے  
 سکھنے والوں میں ہر جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے  
 کوٹیشن کی اور اس کوٹیشن سے کہ کھانا ہر جگہ سے مدد پر ہونے سے  
 حکومت پر ہر جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے  
 اس کوٹیشن کی اور اس کوٹیشن سے کہ کھانا ہر جگہ سے مدد پر ہونے سے  
 جا چکا ہے کہ اس میں مدد ہوتی ہے اس کوٹیشن سے کہ کھانا ہر جگہ سے مدد پر ہونے سے

- (۱) حکومت نے ہر جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے  
 مسلمانوں کے ساتھ ہر جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے
- (۲) شہر میں کسی جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے  
 کافی نہیں کہتے ہمارے لئے وہ ہر جگہ سے مدد پر لگتا ہے۔ ہر جگہ وہ گزیرے ہائیگی کی طاقت کے

بہاول پور، اقلند میں شریک ہیں۔ انھوں نے فنی دوی شہزادہ اکرم کی جہاں بوقت  
 ملک معزز شاہ صاحب کے نزدیک پہنچا اور اس کا حال سنا اور اس کے  
 کفر سے بگاڑا اور اس ملک کو اپنا ملک کر کے اس کے لئے ہر نفع کی خبر فرمائی اور  
 خود زینبی کا سا نظریہ۔

**حضرت شہزادہ شہید اور ان کی شہرہ**

چاندیہ سے جس انتہائی اسلکی داغ یعنی لؤلؤ جی ان کے اس نفا میں سے جی جی کے  
 آقا میں شہزادہ صاحب ایسا انسان کی مہارت کے نہ پائی اور یہاں سے صاحب  
 اور آپ کے ساتھ کے سزا کے سزا یعنی لؤلؤ کے آغوش سے کام لیا میں اب تک ایک  
 ایسی جوانی ہے جس پر ایک شہرہ کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 اور مسلمانوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 کے قابل ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر شہزادوں کی شہزادوں کی شہزادوں کی شہزادوں کی  
 کو اس کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 اور ان کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 آپ نے اپنے لئے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 آریب انہوں نے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 آپ نے بہت کچھ کیا۔

**شہزادہ کا مقصد**

انہوں نے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 پہل میں شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 ایک شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 گاہیں کہ شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 بلکہ شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 اور ان کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے شہزادوں کے  
 کی خدمت میں ہیں۔ (روایع احمدی ص ۱۰۰)

جس وقت کسی نے بہت دینی بہترین سنی کہتے تھے صاحب کو مسلمانوں کی پیروی کی حدود سے باہر دلو  
 زہوں سے اسی کے اصرار سے ہمارے نظریات کے خلاف ایسی حد تک لڑائی ہوئی کہ اس کے باوجود ہم  
 ہمارے شہداء و شہداء کو اپنا ہر وہ اہل ہے کہ سید صاحب کا عقیدہ جنتوں کے وجود  
 اور مسلمانوں کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط و اقتدار سے بہت زیادہ اتفاقاً انگریزوں کے غرضوں  
 کرنے کے لئے اور اس تحریک سے بڑے خوفزدہ تھے اسی بنا پر جب سید صاحب کا ارادہ  
 سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے انہیں لاکھ لاکھ روپے کی جگہ جلی جھڑیوں کے مینا  
 کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

سید صاحب کا اس عقیدے پر کہ جنتوں سے انگریزوں کی تسلط و اقتدار کا حق قیام تھا جس  
 کے باعث جنتوں میں مسلمانوں کی پریشانی تھی اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ جنتوں  
 کو فرک کر کے جنتوں میں ان کے حق میں جنتوں میں پریشانی تھی اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ جنتوں  
 لوگوں کا عقیدہ ختم کر دیا ہے اس کے بعد حکومت کی جنگی اس سے آپ کو غرض نہیں ہے  
 جہاں حکومت کے اہل جہاد تھے جنتوں میں مسلمانوں کو لڑنے کا غرض تھی گے چنانچہ  
 اس مسئلے میں سرحد سے ریاست گولکنڈ کے دارالہم میں ہمارے ارادے کے پندرہ ماہ کے  
 فیروز پور جنتی رہا جہاں سید صاحب نے جو خط لکھ کر فرمایا ہے وہ جس سے جنتوں کے عقائد  
 ہے اس سے آپ کے اہل جہاد اور غرضی حکومت کے متعلق ایک نکتہ نظر یہ ہے کہ جنتوں  
 ہم اس خط کو جس کی بہت سی وجہ سے زمین پر نقل کرتے ہیں۔

دیکھئے مسلمانوں کے تزلزل سے وہ کیا کیا نقصان پہنچا ہے جنتوں میں مسلمانوں کے عقائد

۱۔ رائے والی بادشاہ کو یہ بھی است	جنتوں کو یہ معلوم ہے کہ یہ دینی
۲۔ گولکنڈ میں ہمارے لوگ	سندھ پارک کے سب سے و اسے
۳۔ نہیں دیکھا گزیرہ وقت مسلمان	دنیہ جہاں کے سب سے اسے سب سے
۴۔ قلع فروری میں پانچ سال سے رہیدہ	سب سے دہلی کے سب سے اسے
۵۔ امدت امرائے کباب سے است	جنگی تھے ہیں۔ جے جے
۶۔ دہلی کے قلعہ پر پورے	امیدوں کی امدت اور شہ سے
۷۔ اور عرصت و اظہار ایسٹ	اہل حکومت کی حکومت و اہل عزت
۸۔ انکل مسلمان۔ جہاں ملی ریاست	کا جوئے لکھی اور اسے جہاں حکومت

و یہاں ہے اور نادر خوں نشہ مستہ  
 اندھا چاچا چند سے لڑائی فقر و مکنت  
 کمر بستہ آہستہ آہستہ ہفتادہ محض  
 پرتاب نور مستہ دین و بیباک مہین برگر گزرتے  
 از دنیا پارلمان ہا و فلسفہ نیستند محض  
 بر تار خود مدت دین رب قدا اجلال پر مانتہ  
 اے حہ چہ نامہ طرح مل و منالی و تختہ کہ  
 میدان ہندوستان از بیگانگان شمشیر  
 غالی گردیدہ و تیر سی ایشان  
 بر ہند سزا رسیدہ آندہ مناصب  
 ریاست و بیباست بھالین آن مسلم  
 پادشہ بیچ شکرست و سطوت ایشان کیم  
 شود وہاں ہفتادہ از زمرہ کہ ترو  
 حکماء عالی مقام ہیں ہند و مملوک  
 است کہ خود متاسفہ سہ ماہان ہند آتہ  
 و ہر سہ ملک متکون شومرہ

و یہاں ہے کہ مریدانہ تھوہا قرپا  
 دھرتے بیچے پوریاں لکھنؤ ہند فریب  
 بے سوزاں کرہت با تھوہا کہ ہر گناہ  
 محض لکھنؤ کی حکومت کیسے پیشگو رہے  
 گل آئے بر لکھنؤ ہند سب گزریاں ہند  
 طلب نہیں ہیں محض ہائے کیسے پکارتا شہین  
 مال دور واصل لاکھ کورتہ ہارین نہیں میں  
 وقت ہندوستان ہاں غیر کی دشمنی کے  
 ہر جا ہے لاکھ ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 نشانوں کیسے بیچ ہند لاکھ ہاں  
 اور منصب ان لوگوں کو نہیں گئے ہاں  
 کی طلب ہوگی انہاں لاکھ حکام ہاں  
 کی شکرست و قوت کیسے ہاں ہاں ہاں  
 کہ ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 سے صرف انہاں ہاں کی خواہش ہاں ہاں  
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 حکومت پر برقرار رہے

یہاں ہے کہ ایک سلطان ہندو دارنظام حیدرآباد کو گریہ فرماتے ہیں۔۔۔  
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 کے یہ مضمون ذہن نشین  
 کہیں کہ ملک ہندوستان  
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 میں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 جگہ ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں

رہنما ہندوستان برہادرشہ کے  
 تابہ و مقابلیت میں ہی مادہ کے  
 کس بلاتوں رائاتے کروی طلبہ  
 رگسا کبر اور قبا بلاتوں اشہند  
 اپجیہ کس اور قبا کے بے قبا کر  
 بیت۔ پس دیں صورت رگسا  
 عالی مقدار بلاتہ کبر و مقابلیت  
 سالہا سالہ ممکن مانہ اندر بالخل  
 امانت مضافہ کورین مساعی بلاتہ  
 ائمہ و ان ما با عبت اشکلام بلاتہ  
 رہاست محمد شہانہ

ہے۔ ہندوستان کے ماسکوں کی حکومت  
 برہادرشہ کس کو ہندوستان کی  
 بلاتہ کبر و مقابلیت کے بلاتہ  
 ڈرے ڈرے ای حکومتوں کا بلاتہ  
 کانپوں ترک کر کے بلاتہ  
 ہندوستان کے بلاتہ  
 کام کا بلاتہ ای حکومتوں  
 سرادوں کے بلاتہ  
 سالہا سالہ ممکن مانہ اندر  
 امانت مضافہ کورین مساعی  
 ائمہ و ان ما با عبت اشکلام  
 رہاست محمد شہانہ

کے استقامت کا باعث بنیں۔

و محمود و علو و قلی صفحہ ۳۲

حضرت تیسرا صاحب (مجموع) کے ان خطوط کو خود سے پڑھنے کے بعد تجزیہ کیجئے کہ یہ کون کون سے  
 امور پر مشتمل ہے۔

(۱) آپ انگریزوں کو تیرہ لاکھ روپے بلاتہ  
 سے تنگ کر کے لڑنے کا عزم رکھتے تھے۔

(۲) آپ ہندوستان کو اپنا ملک اور وطن سمجھتے تھے۔

(۳) عہدہ سے تھک کر آپ کا مقصد خود اپنی حکومت قائم کرنا اور ہندوستان کے بلاتہ  
 کی خدمت تھا۔

(۴) ہندوستان سے اختلاف مذہبی بنا کر آپ کو پرغش کرنا کہ جی آپ کبھی کے بلاتہ  
 مظلومیت اور پابلی میں ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں شریک جانتے تھے اور عہدہ  
 سے آپ کی غرض دونوں کو ہی اپنی اقتدار کی مصیبت سے بہات  
 دلانا تھا۔

(۵) کامیاب ہونے کے بعد ہندوستان میں کئی حکومت کا قیام کیا جو گلاسکو کے بلاتہ

بہت سے بہت پریشانی کے ساتھ کہ وہ نہایت ہی کم عمر  
 ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی باتیں سن کر اس کا دل بے چین رہتا ہے  
 اور یہ سب کچھ سنا کر وہ اس کا دل بے چین کر دیتا ہے اور اس کے  
 آپ کو یاد ہے کہ اس نے اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے  
 کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔

بہت سے بہت پریشانی کے ساتھ کہ وہ نہایت ہی کم عمر  
 ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی باتیں سن کر اس کا دل بے چین رہتا ہے  
 اور یہ سب کچھ سنا کر وہ اس کا دل بے چین کر دیتا ہے اور اس کے  
 آپ کو یاد ہے کہ اس نے اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے  
 کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔

بہت سے بہت پریشانی کے ساتھ کہ وہ نہایت ہی کم عمر

ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی باتیں سن کر اس کا دل بے چین رہتا ہے

اور یہ سب کچھ سنا کر وہ اس کا دل بے چین کر دیتا ہے اور اس کے  
 آپ کو یاد ہے کہ اس نے اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے  
 کو بے چین کر دیا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔  
 اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اس کے دل کو بے چین کر دیا ہے۔

(۱۱) اس حرکتوں اور قہریتوں سے اسلامی حکومت کا نام نہ تھا بلکہ نام اہل بیت سے تھا اس کے  
 باشندوں کو برائی سے روکتا تھا کہ وہ برائی نہ کرے۔ نئے جہت سے۔

(۱۲) اس حرکتوں میں غیر مسلموں کو بھی شریک کیا گیا تھا۔ اور ان کو بڑا پایا گیا تھا۔

(۱۳) حکومتوں سے جنگ اور قہریت کی باتیں نہیں تھی بلکہ اس سے مراد یہ تھی کہ وہ اگر نیکوں  
 کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے۔ اگر نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 کا قلع قمع کرنا لازم تھا اس کے لیے وہ اپنے اپنے حکام کو بھی مقرر کرتے تھے جو ان کا انتہائی  
 پرہیزگار کے ساتھ ساتھ کام کر رہے تھے۔

(۱۴) اس حرکتوں کا مقصد دنیاوی مفاد کی تکمیل ہی نہیں تھی بلکہ اس کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 کرنا کسی قوم کو لازم تھا اس کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 اور ان کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 پھر یہ کہ نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 اور ان کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے

(۱۵) یہ حرکتوں کسی ایک ملک کی حکومت کی نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 بلکہ یہی سب سے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے

الحاصل ہوا اور یہی ہے حال کے خونی مذکورہ کے بعد اس کے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 دنیا میں خود کو فروغ شروع کیا۔ حکومت شاہ صاحب مرحوم اور ان کے خلفانی  
 حضرات اور ان کے خاندان سے یہی ہوا اور ان کے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 یعنی شریعت تھی۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں کو ساتھ لیتے اور ان کے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 انجام دہی کے عمل میں نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 تمام مسلمانوں کو فریضہ مذکورہ کی دعوت دی جائے مگر جب تک کہ ان کے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 کیے گئے اور ان کے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے نیک اور نیکوں کے لیے  
 وغیرہ جیسے نئے ترقی کے مواقع پیدا ہوں تو خود حاصل نہیں ہو سکتا  
 اور اگر بغیر ان کے اقدام کیا گیا تو ہماری نفع ضرر کا حکم











پروردگار کے جس وقت یہ صاحب کے ساتھ نمودار آئیں گے تو ان کے لیے آئیں باقی ہم  
 کی ہیں (حق) اپنے حق و عقل کو تسلیم نہ کریں۔ ہر شخص جو سمجھتا ہے کہ آیت تیری و قری  
 حضرت علیؑ سے اس میں صاحب کے ساتھ کہاں صاحب کے کچھ نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو  
 علم حاصل کیا ہے وہ تمام ان کیوں ضرورت ہے ان کے وقت کی ہر شخص کو سمجھنا  
 اور اتباع کرنے پر اس میں صاحب کے ساتھ عقل و حکمت نہیں ہے اگر وہ ہے  
 تھا وہ چاہتا ہو وہی ہے بجز اس کے۔ اس میں عقل و ہوش ہے ہر شخص کو سمجھنا  
 ضرورت ہے۔ حکم و ہوش ہر شخص کی زندگی میں ہے۔ اس میں صاحب  
 کی زندگی، مصلحتی بیان و مصلحتی سے ہر صاحب کو کس کس وقت عقل و حکمت کی  
 بہت سے حکمت پر کچھوں کے نہایت واضح اور کلمے کے ساتھ حکمت و مصلحت  
 تجربہ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو سمجھنا  
 اور کرنے اور سمجھنے کے ساتھ حکمت و عقل کو سمجھنا اور اتباع کرنے  
 کام رہے گی۔ صاحب حکمت اور علم اور ہر شخص کے ساتھ حکمت و مصلحت  
 اور اس میں کہہ چکا ہے کہ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے  
 حکمت اور حکمت اور ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو  
 ایک شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو سمجھنا  
 صاحب کے ساتھ حکمت ہے۔ اللہ جل شانہ بہ الامان۔

یہ صاحب نے کہا تھا کہ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو  
 چند مسئلے میں ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ دنیا کو نے نہایت مصلحتی سے اسے شہادت کو لیا کے مطابق  
 ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو سمجھنا اور  
 قرآن کے ساتھ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو  
 قرآن کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو سمجھنا اور  
 کے ساتھ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو  
 حکمت کے ساتھ ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو  
 ہر شخص کو سمجھنا اور اتباع کرنے کی ضرورت ہے ہر شخص کو سمجھنا اور





سید صاحب اور ان کے رفقاء کیلئے | مندرجہ بالا وہابیوں سے نفرتی  
 دہائی کا لفظ انگریزی پر وپینڈ ہے | اسکا کہ قاعدہ اور ستر

یہ ۱۹۷۹ء کے آخر میں پہلو میں ابتداء ۱۹۷۹ء میں۔ یہ وہ نیا ہے کہ وہابی  
 حکومت اعلان کے اجتماعات کا نام و نشان درجہ میں پالی رہا تھا لہذا ان کے کس  
 شہر اور قصبہ میں۔ جگہ سے کافی برس پہلے صرف مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بلکہ  
 تمام ہزاروں لوگوں کے مشہور مقامات سے لے کر کلین قلع مصری فوجوں نے کر کہا  
 اور انہیں ہاتھیوں کی پاشخویہ مصر حکم سلطان عبدالعزیز نے کیا تھا ان کے ہاتھ  
 لوگ یہاں سے اور جگہوں میں کھانکے ہنگ کر دہش ہو گئے تھے چنانچہ شاہی حاشیہ  
 درخشاہ جہاں میں حاشیہ طہ سے اس کو ذکر کیا گیا ہے کہ کھانکے میں مصری فوجوں نے  
 اس جہاں سے کھانکے کا نام رکھا۔

ذہبی نامیہ جو ۱۹۷۹ء میں وہابیوں کے کہ مستقل مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ  
 پر قابض ہو جانے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

دعا کی تھی پاشخویہ مسرتیں دھری عباد اور اب وہ اس کی جماعت  
 کو تیار کر دیا کہ لڑیں کہ یہاں ہو گیا۔ جگہ میں قوس کشیہ نے جو کہ  
 اسکا لڑنے کا ارادہ تھا پاشخویہ کے کھانکے کے کھانکے مدینہ منورہ اور مکہ کے  
 اس کو فتح کر لیا تھا۔ یہی کو مسرتیں ہی تھے جو گیا اور اس کے پانچ سال بعد  
 یہ جگہ مشہور مقامات میں جو وہابیوں نے شہرہ پائی تھی اس جو وہابیوں نے  
 کے صحابیوں کی کھانکے کا نام ہو گیا۔

تو یہ عباد اور اب کی اس جماعت کے لیے جو کہ اپنی مدینہ اور مکہ کے  
 عام باشندوں کو اس سے تعلق رکھنے میں بہت زیادہ تیار تھا۔ لوگوں کو  
 نقل کرتا، لہذا یہ شہرہ کو تیار کر لیا اور وہابیوں میں لہجے رہتے تھے جیسا کہ  
 وہابیوں کے مشہور و معروف ہے اور صاحب دعا لکھتا ہے کہ یہ لوگ صرف  
 اپنی جماعت کو تسلیم کرتے تھے اور دوسری جماعتوں کو مشرک اور غیر مسلم  
 کہتے تھے اور ان کے اعمال اور جانوں کو تو تیار اور ضائع کرنا حاصل جانتے





اس شخص ڈال دیا کہ اگر مسلمانوں کی گردہ گی اس شخص اور اس کی بھارت کی طرف اس  
 طرف سے تو جہاد بصرہ سے ہی ہوتی رہنا شکل ہوگا اس سلسلے میں جو کچھ ہو چکا ہے وہ نام کہہ  
 ہر دو گون کو پر جس اور وہ عقیدہ بنانے کے لئے جاری کیا گیا۔ اگر چوں کہ اصول یہ ہے  
 تھے کہ کوئی مارو تو بنام کر کے مارو اس کے لئے کہ نہیں سوسلے کھوئے گئے  
 انہوں نے اس شکل میں کئے گئے۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ حضرت ہر طرف مقرر کی گئی جو کہ  
 اس مقام پر کوشش کرتے تھے جہاں سید صاحب کے تعلق کا کوئی اثر محسوس ہوتا تھا  
 جب تک انہوں نے جہاد میں کیا تھا جب تک وہ سکھوں سے برسرِ پیکار رہتے تھے  
 کہیں اظہارِ رسالت میں وہ ان کا نام کی با ان کی بھارت کے متعلق نہیں آئے تھے۔  
 جنوں کا نام خود کہ دیا خود کا خود ہا۔ انہوں سے نہیں سوسلے کیا گیا  
 اس سلسلے میں پینٹے کی فلمی مرزا حیرت نے حدودِ بیتھ میں خوب کھول ہے  
 کو کہ وہ ان کے جہاد میں صاحب نے شاندار کامیابی کی ہے۔ ۲۰۰۰ میں صاحب نے یہ بیان  
 فرمایا ہے۔

اس طرح سے دلپسندی حضرت سید صاحب سے ابتدا اور بعد میں یہ بھی  
 ہو کر ان میں چند روز ٹھہرتے ہوئے یعنی چند روز کے لئے کہتا ہے کہ وہ اس کے مقدر  
 میں ان کے سال ماہ اکتوبر میں ہوئی اور ان کے یہاں ہو گیا آپ کی تیسری کوششوں کو دیکھ کر  
 حاصل ہوئی یہ حالت میں ہوئی تھی۔ اور یہ بھی ہی تمام کر کے جہاد کے لئے  
 اور ان دنوں تمام کر کے بعد میں ہونے کو اور یہ ہوئے اور ۲۰۰۰ میں  
 کو ایک سال و ماہ کے بعد وہی ہو گیا۔

حضرت سید صاحب کے طرز میں تقریباً احمد علی صاحب کے خوبی ہندوستان  
 اور عرب ہو گیا ہے۔ ان کے وہ تمام مسلمانوں اور ان کے علماء کے مابین میں  
 پیدا ہو گئی تھی اور اس کے لئے بھارت دیکھیں گے۔ بعد پر وہ کہہ بنا گیا تھا جس کی  
 ان کا ناموں سے ہی ہر کھلی ہے کہ کہ بعد میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان کے شہر میں  
 دھلا اور تقریباً نہایت دور دور اور ان کے نامی حضرت شاہ محمد انیس صاحب اور  
 محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء وغیرہ کی کئی ہیں۔ ان کے اصولی اور





کچھ ہی طرف، چند مستشرقین نے اس بارے میں کچھ بہت بڑی  
 حیرت ظاہر کی تھی؟

یہ تیار رہی، چند مستشرقین نے

۱۰۔ یہاں چند ایسی ہی عجیب سی باتیں سامنے آئیں، انکو زیادہ کی حیرت و حیرت  
 افواج و ممالک دوسری کو اس تیسری کو چار کی اطلاع سے دی گئی تھی جس  
 کے لیے وہاں کسی نے کبھی کبھی کہا تھا کہ اگر یہی تیسری ہی کسی صورت  
 خدا کا نام ہے، تو یہ تو تاریخی حقائق ہیں، لیکن یہ کون سا خدا ہے  
 اور اس کے علاوہ دوسری ایسی عقیدتیں بھی تھیں جو یہاں گروہوں  
 کے اس وقت سے سامنے آئی ہیں جو یہاں اس کی پوری پہچانی  
 نکلوانے میں کی اور سنہ ۱۸۷۰ء کے بعد سب سے پہلے یہاں۔ حضرت سید صاحب  
 نے ان کے بارے میں اس شانِ شہانہ میں لکھی اور یہ سب حقائق بھی  
 بیسبب نام قرار دیے گئے تھے۔ یہی وہاں کے سب سے پہلے اس کا  
 نام لیا گیا اور اس کے بعد دوسری اور تیسری اور چارویں اور پانچویں اور چھ  
 چھوٹی اور آٹھویں اور نوٹی اور دسویں اور اسی اور سترہویں اور  
 کے واقعات تاریخ کی تصدیق و تصدیق سے صاحب کی سوانح اور سوانح  
 اور شاہانہ اور شاہانہ میں نقل ہوئی ہیں؟

۱۱۔ صاحب نے انہیں بتا دیے تھے کہ سب سے پہلے وہاں اس میں  
 نظر پڑی، جنوں کی حیرتوں، انکو دیکھنے کی مسلسل سببوں و غیرہ سے  
 کامیابیوں سنستے تھے، انکو قصصی کاوشوں و روشنیوں سے بہت زیادہ  
 میں اقامت یا کثرت طلب و زیادہ کرنے کے لیے سب سے پہلے اس کے  
 حوالہ کی اس میں سامنے آئے تھے، انکو دیکھنے سے انکو انہی کے  
 سب سے پہلے انہی کے اس کے تھوڑے تھوڑے حوالوں سے  
 انوں میں منتہی ہو گئے ہیں۔

۱۲۔ یہ کہیں کہیں تیسری اور چارویں کے بارے میں اس کے بارے میں  
 کے ساتھ شروع کی تھی جس سے تمام لوگوں میں اس کے بارے میں اور پوری  
 اور پوری ہو گئی ہے۔



نے بہت جلد اپنی حالت کو ملحوظ کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو ایک کے  
 ابتدائی لیلوں کے ماتحت ہی اس کی کمزوری کے اظہار ہو چکے تھے  
 اور لفظ کی جگہ اپنے سامعین کے دل میں کراہی کے لہجے کی طرف توجہ  
 اور اشتغال کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ چنانچہ یہ وہ جگہ تھی جہاں  
 اس کو صاف طور پر عیب لیا تھا۔ اس وقت کی ٹی ضروریات کے ساتھ  
 اپنی نظیر میں ملاحظہ فرمادیا کرتے تھے۔ ۱۰۔ انہوں نے بیدار شدہ ضمیر  
 کی قوت کی دہشت انگیزیوں پر اکتفا کرنے کے بجائے اس سخت حد  
 تک لگتے دقت کو اچھا سے اچھا جہت سالی سالی کے انگریزوں  
 کے لیے اس طرح انہوں نے لسانی تعلیم کی یہ دو مسائل کو سامنے رکھا  
 تھا۔ (۱) ترقی یافتہ ممالک کے ممالک کے ترقی یافتہ ممالک پر انگریزوں  
 کیوں دقت گنت کیا ان کو بہتر وقت محسوس ہوتی تھی کہ اپنی تعلیم میں  
 حذر کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر انگریزوں کا یہ کہنا ہے۔

ہر ایک جنس کے سفیدی متسبب لوگوں کے رخصتوں اور اشاعت میں بیچتے  
 انہوں نے ایک نئے نئے لوگوں کے جوش کو پھیلنے کے لئے اور بھی توجہ دینے تھے  
 جہاں سے ہونے لگا تھا ان کی صورت میں سرحد کی گھاس کی طرف توجہ  
 دیا تھا۔ انہوں نے زیادہ تر شہزادوں کو توجہ دیا اور ان کے ترقی  
 رکھنے کے لئے منگول کر لیا تھا، تاہم وہ جب وہ اختیار اصولوں سے  
 اپنی طرح ملاحظہ کیا تھے تھے تو ان کو ان کے صوبہ کی طرف توجہ  
 دیا تھا۔ اس بات کے نتیجے میں انہوں نے ان کے تعلیموں کی اصلاح کا  
 کوئی شہ نہیں ہے اس کو بھی سطر عامیہ لیا جاتا ہے۔ بہترین اصلاحی نظام  
 سے شروع کرتے جہاں سے انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی تعلیم کے اصلاحی  
 پہلوؤں کو اپنی نظر انداز کی یا اور مایہ نواں ہندو تھریک کو انسانی دل  
 کے بہتری ہندو کو اچھا کر لیا گیا۔ ان کی اصلاحی مصلحتوں کو انہوں نے  
 آزادی دہی کے لحاظ سے انہوں نے متفقہ طور پر متفقہ طور پر متفقہ طور پر

دہلے ہاتھوں)

ذکر الکریمہ اور صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے :-

- باغیادہ مزید پروردگار کے درپیکڑا سفر کے علاوہ دنیویوں کا دیرپائی ملاوٹوں میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ایک اکادمی اور مستقل نظام تقاضا کرتی ہے جس میں دروغ پر اُن تمل بیان آتے ہوتے لیکن میرے لئے ناممکن ہے کہ میں اُن کا کام ادا ہوں۔ اُن میں سے اکثر خدائی طور پر ان کی حیثیت سے زندگی شروع کرتے ہیں۔ اکثر اپنے اس مذہبی جوش کو اُن تک بہتر اور رکھتے ہیں۔ جس میں ان کو نہر پچھے اموروں کا جن کے ماتحت دین کے داعیوں نے ان کو تربیت دی تھی شائبہ تک نہیں ہوتا پختہ کا جسٹریٹس پر کوری دستاویزات متعلقہ سائنس میں لکھتا ہے :-

- ان لوگوں نے ہمارے گناہی آباد خطوں کے ہر گانہ میں خود حکومت کے افسروں کی زیرِ حفاظت اور بڑے ساہیہ علاقہ بنانے کی تبلیغ کی۔ مسلمان آبادی کے دلوں کو بے قرار کیا اور قتل و فساد کے لئے ایسا حیرت انگیز انقلاب حاصل کیو جیسا کہ لاکھ ہے۔

اس پختہ ذکر مہر لکھتا ہے :-

جہر محل اس حیرت انگیز انقلاب کے سرچشمہ کی نیو و فٹنڈ و فساداتی۔ سیرت حیات کے اپنی پیچیدہ زندگی کی جہاز انہیں دو اصولوں کی نشر و اشاعت میں مدد ملی جس کو تمام مہلکین کام میں ہاتھ آئے ہیں۔ یعنی دھانسیٹ اور مسوات انہوں نے الہامی نہیں کے ساتھ علم کی مہی حیرت سے خصاف چاہا۔ ان کے کل بھائیوں کے دونوں میں مذہبی حیرت مردہ ہو گئی تھی اور صرف ایک جگہ چند قدم کے بل بال سے ان کے اسلام میں بہت سی بدعات پیدا ہو گئی تھیں۔ ان پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ اسلام کی حقیقی تعمیرت پرستی کے مراسم کے نیچے اسی ہے۔ اور اس سے خود ستانی مسلمان ملک انڈیا میں ہنر (صفحہ ۲۶۷) لکھتا ہے :-

اسی بنانے کے لئے لیاں پہنچی اور مقدمہ کے دوران میں لاکھوں کے



۱۵۔ یہی پہلی وصیت، اخیر قیامت میں سے خود سازگاری کی علامت ہے کہ  
 کوئی شکر کی گپ نہ کہے نہ مادری میں کہ ساتھ گفتن چھپو کا سہارا لے  
 عمل میں نہ لگے۔ تیسرے دکھ دہری کا کہہ نا ہے یہاں سے کہ ہر وقت کے ایک  
 دوسرے کے ساتھ رہا کہہ ان کی کاسہلی کا لانا ہی کے حصہ لڑھی ہوتی  
 کی ترکیب اور طریقہ نہ پائی ہوا تھا۔

موسم ۱۶ ان دنوں سے رہا کہ ایک شہر انہی اترنے کے پوائنت آتھ سات میں نے  
 اس پھر میں بہت ترس رہی تھی۔ اسی وقت سے انوکھا لہو ساتھ لیا ہے، ظاہر ہے  
 چھک کے ترکیب مسلمانوں کے اٹھانے ہوئی نہایت محکم اور پرا اور خوشی اور اس کے  
 تمام حکسوں اور اور رہا یہی بڑی چلی یہی کہہ دی کہ یہاں پہاڑ پر زندہ ہوا عام ہو گئے  
 اس قدر چل اور قربانی کے جذبات تیرا کر دینے کو جس کی نظیر اس حکس کی ڈانسی  
 گئی اس میں لسانات اور چہ غریبوں اور عکس لہو کو ستا، اس میں وہاں کو تہا کہ جیسا  
 کہ کہہ تو ہم عکس نظیر شکل رہی ہاڑیشی کے زمانہ میں نہ ہوتی تھا اس میں تھا۔ ان  
 صاحب دستہ کی طرف سے ان کے مصلحتوں کے ساتھ ملنے اقتصاد وقت قابل  
 میں لایا گیا۔

۱۷۔ اس کو کہہ سکی اگرچہ غیر مسلموں میں ہندوؤں کو بھی دعوت دی گئی مگر اس کے  
 نام تو پہلی کے اور کی ہندو کی شرکت میں جس میں مسلمانوں کو قیام نام ماحولت  
 تھے اور آسان نہی کی جس میں انہیں نے ہی کو بہار کے لئے انہیں اپنے دئے ہیں۔  
 ۱۸۔ یہ ترکیب ازاد کی بہت مشہور ہے شروع ہوئی وہ مشہور کی آبادی ہے  
 حکم پائی ہے۔ اس کی شکل کا روادی صوبہ ہر جس میں مشہور ہے شروع ہوئی ہے۔ وہی ہے  
 ہر کی گزشتہ لہے تیار کرنے اور تمام لوازمات کہنے سے کہنے میں فرج ہوتے ہیں۔  
 پھر ہی متواتر جنگ رہے اور بجز فتح مند ہونے اور انہوں کی خرابی کی چاہے  
 ہر گزشتہ میں حضرت تیرا صاحب اور ہوا کا کھانا جیل صاحب اور بہت سے  
 ہاڑی شہید ہو گئے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں میں سے بہت سے عسکرات اپنے  
 اپنے انداز کو دیکھتے ہیں تیرا ہی ایک ہی عسکرت مسلمان ہاڑیوں کی وہاں باقی  
 رہتی ہے اور سچی تمام پہلو بہلو کی کارروائیوں کو سرنگی کے ساتھ لڑتی ہیں۔

ہے۔ وہ ایسی نہیں تھی اس پر عمر دی اور عمر دی کا ہم عمر انور نہیں تھا اس کی جماعت جڑا دل سے بڑھتے بڑھتے اصل ۱۸۵۸ء تک لکھنؤ پہنچ چکی ہے۔ عام سن ۱۸۵۱ء ہند میں وہی بد پر اور پوٹش آندوی اور جہاں کا اس قدر دوروں پر قائم اور موثر ہے کہ رنڈوٹ مہیا کرتے ہیں۔ اہلی اماند نہایت فنی طریقوں پر ساہا سہل سے چاری کئے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ استہانی سنی سے اسی سب کو اپنی نگہ گیر کرتے ہے۔ دیا پاتی ہے مگر باوجود شدید مظالم اور نماندی دراری کے کہ سب نہیں بچتی ہے۔ ڈاکٹر ہنر ۱۸۵۵ء کے متعلق لکھتا ہے :-

دو ہیادوں کی عادت سے متعلق ایک سب کو تترہا رہے تھے اس سلسلے میں حکومت خراب لے چاری فرج کے ساتھ سازشی ہو گئی تھی۔ یعنی انہوں نے (۱۸۴۹ء) اٹن جھاری کے ساتھ چاری ملک و سب سے ہوا۔ فرج کے ساتھ سازش تھی جو اس وقت ماہ پندی میں مقیم تھی اور تحصیل نوادی کے ہیبت ہی تریب تھی مگر وہ عادت سے یہ پڑھا لی کہ تھی راجست تھی جو سب کے لئے ان کے متاثر کے لئے بھی جاتی۔ ان لوگوں سے استہانہ شہرت کو بیخ کوئی کہیں سے اہلی کیپ تک روپیہ اور نہ ہی پہلے کے لئے ایک باقاعدہ نظام موجود ہے۔ (ہما سے ہندوستانی سلسلہ ص ۱۱۱)

۱۸۵۵ء میں ہمارے بہت سے سپاہی حائلوں کے ساتھ ملو اور کتابت کرنے کے لئے بھی سزایاب ہوئے۔ (ص ۱۱۱)

۱۸۵۵ء میں ان کے عزیزوں بھائی اور بھائی کے متعلق میں ماہ نہیں جاتا۔ ہندو شہنشاہی مہدی جنگ کا ہوا۔ اس دور میں وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ عمر دی تھانی کو انگریزی حکومت کے خلاف تھوڑے تھوڑے رکھنے کی یہ وہ تمام بات کو، حج کر کے گئے یعنی شہنشاہ سے شہنشاہ تک ہم جیسے ملو (۱۸۵۱ء) وہی ہمیں لکھنے پر مجبور ہوئے۔ جس سے باقاعدہ لڑی کی تھوڑے ہر عمر دی تھی شہنشاہ سے شہنشاہ تک ان بہت کی گئی ہیں۔ تک جو گئی تھی اور باقاعدہ لڑی کی جوئی تھوڑے ہر تک جو گئی تھی بہت

نوجوانوں میں اس کے علاوہ تھی (مصلحتاً چند ستانی مسلمان)

ان جہالت کے علاوہ ایشیائی مسلمانوں اور مسلمانوں میں بڑی فوجوں کے ساتھ  
جہاد یہ ہے جو ان کی گئی اور ان کے سبب مارت اپنے کامیابی اور کامیابی کی سوت کے  
سنگ ٹھکانے کو خود اکر ہنتر ہنتر کرتا ہے۔

جہالت کی لڑائی ہم نے کافی تصانیف اٹھانے کے بعد یہ سبق حاصل کیا  
تھا کہ جہاد یہ ہے کہ کسی کے خلاف جہاد اذکار دینا کے (سہوہ جہاد)  
جہاد اور انسانوں کی مجموعی طاقت کے ساتھ ہلک کرنا ہے۔ (مصلحتاً)  
جہالت میں ایک سو قریب جہاد سے ظنون میں بگڑنے کی تعداد ساٹھ چوبیس  
ہو گئی تھی۔ (مصلحتاً)

آخری گورنمنٹ نے ان جہاد کی کیفیت و نالیہ کو دیکھنے کی انتہائی کوشش  
کی اور یہی صحیح ٹیک زور لگایا اور یہ طاقت اپنی حق مندی کے ثبوت کے لیے  
جہاد ہے۔ (مصلحتاً) کی طرح جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
نہیں کہہ کر اور اس کے لئے جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
جہاد گورنمنٹ جہاد کی مصلحت فرمائی۔

• پنجاب گورنمنٹ نے ہم کو بتایا کہ یہاں کوئی کوئی جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
کہ ہم جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
نکلنا جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
ہیں اور جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد

جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد

ڈاکٹر ہنتر ہی کتاب کے باب آئی کے ساتھ کو مندرجہ ذیل جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
• اس میں نے اپنے سرحدی اس جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
کی ابتدا جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
یوں کر دی ہے جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
سرحدی جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد  
تائیں اس نے تمام سرحد میں جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد جہاد

تین مرتبہ لڑائی کو کیا اکتا گیا۔ جی کہ وہ ہر بار ہار ہی ہار کر رہ گیا۔ ایک مرتبہ  
 یہ بہت ہی بڑی لڑائی لڑی۔ ایک ہزار گیسٹے ہو کر فٹسٹ نے اسے  
 کیا کہ یہ ہر سے لے ایک سنہرے لڑے کیوں اس کے ہار ہو گیا۔ اس کے تباہ  
 کرنے کی کام کو ششیش، کام ہمت نہ تھی، آپ کسی کے ہار ہی ہار ہار  
 لہا لہا سے ہر ہار کے ہاروں کی ہمدوں کا ہار کو ہار ہو گیا  
 تیس ہانتے کہ کسی وقت رقتا لڑی ہار لہا کی ہیشیش آجانی کے  
 ہر وسط ہیشیش ہی ہر وقت ہار رہتی ہی ہر وقت ہر وقت ہر وقت  
 کہ اس سلسلے کے ختم نہ کیے سے پہلے ایک ہار لڑی لڑی لڑی لڑی۔  
 یہ جنگ جب کھی گئی تو اسے ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 کو ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 چھو کہ ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 کے ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 سکتے ہر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ایسے ہی ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 لے اکتا کر سکتا ہر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار

دستار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار

ذکر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار

ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار  
 ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار

ذکر ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار ہار

بہت مدت تک مجاہدین سرحد کی اس حیرت انگیز قوت کا سہرا ایک بار  
 بنا رہا اس ہندوستانی حکومت نے جو ہم سے پہلے پنجاب پر مگر اس قوت  
 کی طرح منتشر کیا اور ان دنوں انگریزی لوٹ کے انہوں نے تباہ و برباد  
 کیا اور اس کے بعد بھی تک زندہ ہیں اور دیندار مسلمان ان کے  
 مجرمانہ طور پر زندہ رہنے کو ہی آخر کار غالب جو سفاک دلیل بگھتے ہیں۔  
 حقیقت یہ ہے کہ جس وقت اس سرحدی نوآبادی کو ہم قوی قوت کے  
 بل پر تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس وقت ہماری مس  
 رعایا کے متصیب عوام ان کو اتھارنا دیکھنا اور روپیوں سے مدد کر  
 گویا ان جنگیوں کو جو دیکھے رہتے ہیں جن میں ہم نے خاک بکھ کر چھوڑ  
 دیا تھا مگر یہی کی بھی ہوئی تاکہ ہم سے ایک دوسرے پھر شے اٹھنے لگتے ہیں۔

مقتدا بہت سے پلانے لگے اور لوگوں کو سڑائی نہایت سے دوری اور  
 بربریت سے دی گئی۔ بالخصوص پانچ مقدمے بڑے زیادہ پر مشتمل سے مشتمل  
 سارٹوں کے پلانے لگنے کی کاسٹی ای مجاہدین کے کہہ اور اس کی امداد سے  
 ڈاکٹر ہنر صلو ۱۷۲ میں لکھتا ہے۔

لے اس زمانہ میں مسلمانوں کی اس قدر تسلیم ہی کہ ایک سو بیس و دویسوں کی عراقی کے لئے لکھی  
 اور حادقی اثرات میں جو سے ایک ضلع کی آمد اور صرف بمقام قی اور تب ہی سرکاری کو  
 دہشتے قے اس لئے کہ وہ مجرموں کے خلاف گواہی دینے پر موت کو ترجیح دیتے تھے جنہاں کہ  
 حکومت نے مسلمانوں کے بارہ میں اپنی پالیسی کو عمل میں لایا اور ان کے ساتھ ہمارے حکم نے تسلیم  
 کیا کہ مسلمانوں پر زیادتیوں ہوئی تھیں جنہوں نے مشتمل میں اپنی حکمت عملی بدل کر  
 کیا کہ مسلمانوں کو بھارہ کر دیا جائے اس طرح مشتمل میں ۱۹۱۵ سال کا دن دار ختم ہو رہی  
 مشتمل سے مشتمل تک جس میں خاص مسلمان حکومت رہا ہے کہ مقدمات میں اس کے خلاف دین  
 کرتے رہے جو کی تفصیل کے لئے ہرگز کہہ کر رہی اور اس زمانہ میں چند ذمہ دار  
 کہتے ہیں جو حکومت کی برکات سے مستفید ہوتے رہے۔

روح روشن مستقبل ص ۱۸

گزشتہ سات سال کے دوران میں ان خدقوں کو یکے بعد دیگرے جرم  
 ثابت کر کے قید یا سزا دیا، شوہر کی سزا دی گئی؟  
 مجاہدین ان سے متعلق لکھے والوں یا مشتہروں پر مقدمات میں نہیں  
 مداخلت کیا، تو یہی دہریوں میں سب سے زیادہ خلاف مساہت اور خلاف کسب  
 کارہ اور انہیں کی جاتی تھی، ان کو کئی کر دیکھتے تھے کہ کسے جو جاتے ہیں، برطانیہ کی کاروبار  
 میں دشمنانہ افعال کی وجہ سے نہایت گندھی اور سیاہ سپر پوزیشن کی قیدیوں کے  
 ساتھ ہیں اور ان کے توجی شعری محنتوں میں جاننا شمار کیا جاتا ہے، ان پر علحدہ اندازے  
 میں انگریزوں نے ان شریف، انفس انساؤں کے لئے ٹھکانے نہیں کرتے تھے اور  
 بیٹے ایسے صوبوں اور محسوس مسلمات میں شرفاء کے ساتھ مل کر لایا کرتے تھے جو کہ  
 بہترین اصلاحی قیدی کے ساتھ بھی گوارا نہیں کئے جاسکتے تھے، یہ تصدیقات بن احمد  
 کی طرف سے ملنے والی صاحب نے شامدار ماہی کی جلد ملنے میں نقل فرمائی ہیں۔ عوامت  
 کی وجہ سے ہم ان کو چھوڑتے ہیں۔

الحاصل یہ مجاہدین اور ان کے مددگار مسلمان وہ شریف، انفس اور شریف  
 اطلاق والے لوگ تھے، ان کو کئی کر دیکھتے تھے، ہر بار یا جوں تو کہ انتہائی توجی مسلمات  
 سے یاد کرنا ہے، مگر ان کو ہر طرف سے تیار کیا گیا۔ ان کو کسٹ سے سخت مزاج نہیں لکھا، ان سے  
 وہ بارشوں کو قیدیاں تو ہیں اور مل دینے کی دی گئیں۔ تاہم تجربہ کیا جوا، خود کو کڑا ہنر سے پونچھ  
 صفر ۱۲۱۶ء لکھا ہے۔

لیکن ۱۲۱۶ء کا سیاسی مقررہ دوروں کے عرش کو ٹھنڈا کرنے میں وہ  
 ہی کا کام ثابت ہوا، ایسا کہ ۱۲۱۶ء کی آج بھی ہم ان کے اندر ہی انتہا  
 نے کہ سالوں کے لئے انہیں سرحد پر خاموش رکھی مگر اس کے باوجود  
 علاقہ میں ۱۲۱۶ء کی پہلی دستور عرش و خروش کے ساتھ ہوتی رہی، مشرقی نکال  
 کے ہر مہلکی انتہا کی بہرہ ور گئی تھی۔ اور وہ نے گنگو کی دہلی میں پندرہ  
 یکر سمد تک کے مسلمان کسان مجاہدین کے گیسپ کے لئے جلتے جاری  
 امداد کے نذرانے خصوصی کرنے کے جاری ہو چکے تھے۔

صفر ۱۲۱۶ء لکھا ہے۔

مرد پر تباہ کی بھیجیں اور انھیں کبھی حاجتی نہ لہیں اس جملہ سے  
ہاشمی کے گاہری کے اھل کو توڑ لیں۔

معدومہ ہا۔ اپنی قہامتی سے کہ خود ہی پہلا کلام ہی شائری نہیں ہے  
بلکہ دقت سے بہت کم ہی نظری طور پر نہیں لکھیں گے اس لئے کہ خود وعدہ  
فرمایا کہ آپ نے اپنی ہماری اور ہر شے کی کھڑے کلیم لکھیں اور کس قدر ہی پہلی  
ہوئی اور کس قدر عالی ہے کیا کوئی دوسری قہامت اس کے مقابلے پر اپنی احتساب سے  
لکھنا اپنی قہامت کا ہمیشہ کر سکتی ہے۔

(۱) یہ قہامت مستشرق سے لکھی ہے، آپ اس قہامت نے کھسے اور وہی آواز  
کی قہامت کی اور لوگوں کو بہت کے لئے تباہ کیا۔ اس میں اس قہامت کا تصور (مردودہ) نہ  
آندہ ہی نہ تھا، اس میں قہامت کا تصور خود قہامت کہ وہ قہامت، اس قہامت نہ تک  
کے لئے ہے۔ یہی وہ ہے کہ آنند کی عیون اور روشی ہے (۱۰) اس قہامت نے پہلا  
تکلم کی ہر مصلح، سوہ اور قہامت وغیرہ میں ہر مصلح سے اور وعدہ اور مصلح کے نام  
یہ قہامت ہر مصلح کی (مصلح) کے لئے ہے، صوفی نما اور زبانی دقتیں ہر قسم کی  
تکالیف جیسی تھی ہر مصلح کا قہامت کو غلط کرنے پہاڑوں، دشمن اور وہی  
ریختوں کو چھوڑتے ہوئے براہ سہو کھنڈ کی دنیا خیر ہو، ہر مصلح کی ہوتی ہے  
رکھ کر، اگرچہ نہ گو، وہ مصلح سے کھانے نہیں داتا، وہ آنند کی ہر مصلح  
کی طور پر شروع کرتی ہے۔ (۱۱) یہ قہامت جہوں کی ہے اس لئے اس وقت مصلح کا  
پہلا سا ادب نہیں ہے، ناقوں پر ان کے پیٹ کا سفر ہو گئے ہوئے کھنڈ کی ہوتی  
کر کے جہاں ہر مصلح کی ہوتی ہے (۱۲) اس قہامت کی ہر مصلح کی قہامت (۱۳) مصلح  
کے دلے مصلحی امداد کر لیں۔ راستہ میں نظر کر لیتے ہیں سر نہیں دیتے ہیں اور  
تکلم ہدی ہے (۱۴) یہ قہامت اگرچہ مصلح کی ہوتی ہے ہر مصلح کی ہوتی ہے اور یہاں  
کا کٹا رہتی ہے اور کٹ کر لے ہے مصلح کی ہوتی ہے اور اگر مصلح سے ہر مصلح  
تھی، اگرچہ یہ مصلح نہیں لکھتے۔ مصلح کے مصلح ہی ہوتی ہے (۱۵) اس  
قہامت کو ہر مصلح کی ہوتی ہے، اگرچہ کس مصلح کی ہوتی ہے، اگر مصلح کا ہوتی ہے، اس کلام  
کو ہر مصلح کی ہوتی ہے، مصلح کے مصلح ہی ہوتی ہے، اس قہامت کے مصلحوں کو

کو جہاں پایا قتل اور شہید کیا۔ دشمنوں سے بڑی گنتی ہو گئی تھی۔ جہاں جماعت آزادی کی متوالی آج تک بڑی بھرپور جہاد کی طرف سے ہوئی ہے۔ (۱۷) انگریزوں نے بار بار اس پر چڑھاؤ کی اور اس کے گھر دار کو بڑھ کر خود ہلا کر اور ننا کر کے چلے آئے پھر بھی وہ باقی ہے اور ڈانٹوں میں وہ پچاس ہزار سالہ ہزار تھی کہ ایک لاکھ تک مردان میدان انگریزوں کے مقابلے میں کھڑے کر دیتی ہے (۱۸) گاؤں کی جنگ میں ایک ہزار مردان میدان کو انگریزوں کے خلاف اٹھانے کی مدد میں پیش کر دیتی ہے۔ (۱۹) اس میں ہر ایک صدی سے زیادہ اس پر لگتا ہے۔ ہندوستان کے آرا اور جو نے تک یہ اسی طرح ہی رہتی ہے (۲۰) اس جماعت کا مقصد غیر وطنیوں کو نکالنا اور ہندوستان میں جمہوری حکومت قائم کرنا۔

میں اپنی اہمیت و عقل سے پروردگار اپیل کرتا ہوں کہ وہ سوچیں اور مدد فرمائیں  
پیش قدمی دربارہ جہاد و جہاد آزادی کی غلطیوں اور مسلمانوں کی انسانی اور جملہ آزاد و سرکردہ  
خدمتوں کو طشت ابراہم کریں۔

## جہادِ حریت ۱۸۵۷ء

اب ہم ۱۸۵۷ء کی جہادِ آزادی کے متعلق کچھ عرض کریں گے مگر اس کے بارے میں بہت سی تحریرات تھیں اور طویل علمی جہاد ہیں اس لئے ہم غیر ضروری تفصیلات اور غیر مناسب واقعات کو دور کر کے تاریخ کا وقت ضائع نہ کریں گے۔ انگریزوں کے خلاف سے اس زمانہ میں بلکہ بعد تک پورے اور صحیح واقعات کا لکھنا اور شائع کرنا ممکن نہ تھا اس لئے عام طور پر لوگوں کے علم میں سب واقعات نہیں آئے ہیں اس زمانہ کے مورخوں کو ان سے واقف نہیں تھے جن کو کسی کتاب میں دستیاب کے ساتھ ہی ہونا میرے علم میں نہیں آیا۔ انگریزوں نے اپنی دشمنانہ زندگیوں کو چھپانے اور اپنی ہندو ہند اور مسلمانوں کو شیطان اور وحشی و غیر ثابت کرنے کے لئے سوئے زیادہ تصانیف لکھی مگر سب کی سب تقریباً چھوٹے اتھارٹ سے پڑ اور تحقیقت سے متالی ہیں صرف ریڈورڈ ٹامسن کی تصنیف انقلابِ ہند کی تصویر کا دوسرا نسخہ کسی قدر بڑے درجے تک قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے۔



جہاں تک واقعات اور احوال غیر دقیقہ ہیں وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو انگریزی ہی  
 کہی جاتی ہے اور دوسری طرف تو اس کے نشروں میں تصدیق اور بدست ہو گئے تھے کہ کسی  
 جہد سے کا طبعی راجحانہ کسی راجحہ ہمارا اور کراب بدشاہ کو جہاں میں لیتے تھے تمام  
 بد دستاویزوں کو خواہ مخواہ ہو یا مسلمان اہل حق کی نظر سے دیکھتے تھے اور ہر  
 بات پر تنقید تو یہی ہے جو کہ ہونے لگتا ہے اور ان میں تبدیلی کرتے تھے یہاں کہ  
 وہ ان ہستیوں کو مستادم جیسے نقل کر آئے ہیں تاہم بد دستاویز میں تو ایک جہاد  
 بن جاتا ہے جو جو عالم کو انھیں تسلیم نہیں میں نہ کہ اس کا ان کے کوئی نہ کے  
 لئے یہاں صرف پناہ کو دیکھنا ہے کہ اس طرح وہ نہ نہ ختم ہی اس کے ترمیم  
 ترمیم کرتا ہے۔

انگریزی میں قدر ہی نہ دیکھنے پر ہوتا ہے تاہم انگریزی ہندوئیاں اور نئے نئے  
 مذاہب طرح طرح کے مدد میں ظاہر ہوتے جیسے دوسری طرف بد دستاویزوں کا  
 ہر قسم کی مدد ملی ہے ایسی لوگوں اور مصیبتوں کے گڑبگڑ میں لکھی جاتی تھیں  
 کا پتہ ہو گیا کہ وہ ان میں دیوتا تھا یہاں نہیں ہوتا تھا وہ ہندی تھے اور ان کو  
 اپنے خاص مذاہب میں شامل کر لیا تھا، تاہم انہیں کو طہن طرح کے ہوں تھے یہ طرف  
 اور غم کر رہا تھا، خاصاً معمولی معمولی بکریوں اور بھوسوں پر دیکھتے تھے جن کے  
 اور وہی وہی ہوتا اور انہیں قوم خصوصاً ہندی میں ایمان رہا سستا ہر ملک ان کو معرود  
 عمل تائی رہتی تھی وغیرہ وغیرہ۔

میں توں شہور سنگ اور جنگ نہ ہو کر آزادی کے لئے کوشش کرتا رہا  
 تھا۔ انہوں نے انہوں کو سزا دینے کا سبب کی تحریک میں داخل ہو کر سزا پہنچتے تھے اور ان  
 کی لڑائیوں اور جہادوں کا رونا تھا ان میں شریک ہوتے تھے اور ان کو شہدائی سیدھا  
 کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوقات کو وہاں چلے گئے تھے اور وہ لوگ جو کہ حضرت  
 سید صاحب کے شہداء تھے ان کی تحریکوں میں کسی درجہ تک شریک تھے ان لوگوں کے گلوں  
 ہمیشہ آزادی کی ترمیم تھی جو کہ رہتے تھے اس لئے تمام بد دستاویزوں کے  
 ہونا اور مسلمانوں سے خصوصاً اس انقلاب خلافت کو معرود کی کجا اور مقرر کیا گیا اور انہیں  
 کو تمام ہندوستان میں انقلابی کارروائی میں لائی جانے اور جہاد کو ہندو کرنا ہوا

عراقی اس پر عمل نہیں پڑا۔ اگرچہ اس طرح کو مردم و صوبہ بنگالی میں شکل دینے کے اعلان  
 (تقریباً ۱۹۰۷ء) سے آئینیں صادر ہو کر آئندہ امریکی تجربے میں نہیں ہوئی تھیں۔  
 تجربہ نئے اردو میں ایک اور عہدہ کے شروع ہونے تک بنگالی کی تحریک تقریباً ختم ہو گئی تھی  
 اور پھر نیا ہند کی تحریک اس وقت شروع ہوئی جب ہندو لسانا بنو کے مطالبات پر انگریز  
 حکام نے ہٹے تھے۔ اس میں، ایسی عہدہ آج بھی ہوئی ہے۔ اس وقت تک کہ کام نہ ہو سکا  
 تھا۔ ان صورتوں میں نصیحت صحیفہ سا شروع ہوئی ہے۔ آسانی کا نیا نثر شامل ہند کی اصلاح  
 کے سلسلے میں، واد کی نہیں۔ بہر حال وقت تقریباً شروع ہو گیا، ان کی کارروائی بہت  
 دلی اور نئی ہے۔ ۴۴۹

سے امریکی وہ سکھوں کی مخالفت تھی۔ ایسی ہی سلسلے میں ہٹے تھے کہ انگریزوں نے سکھوں کی  
 آزادی میں سب سے پہلے ان کی طاقت کو ٹھیک کر لیا۔ اس آزادی میں سکھوں کو سب سے زیادہ مشغول  
 ہوا۔ پہلے یہ ایک صحیح طرح میں کی بنا پر عہدہ اور سلسلے میں سکھوں سے سخت مخالفت  
 اور بہت زیادہ تھی۔ سکھوں کے پیش نظر تھی انہوں نے انگریزوں کی نظارہ میں آئی۔ انہوں  
 نے اس کا نام نہ تو لیا سکھوں کے اسی درجہ کا اثر تھا کہ یہ بھی تحریک کو سب سے بہتر  
 سے صرف نصیحت و امر ہی اور مستحق کے ساتھ ہی تھا۔ انہوں نے اس کا نام نہ تو لیا۔  
 نظام عہدہ اور ہندوں اور سرورین انہوں سے متعلق کے سلسلے میں انہوں سے انگریزوں کا  
 حامی تھا اس سلسلے میں وہ سلسلے میں سکھوں کے خلاف انگریزوں کے ساتھ اس وقت مرچھ اور  
 ہندوں اور ہندو ہی نظام عہدہ اور انگریزوں کے ساتھ، انگریزوں کے ساتھ تھی اور اس بناء  
 پر ہندو تھا کہ نظام عہدہ اور انگریزوں کی مخالفت کوئی دن نہیں دے سکے تھے اس کا بڑا نتیجہ تھا  
 کہ پھر انگریز ہند انگریزوں کے لیے پناہ کوئی گہرا نہ تھی۔ انگریزوں کی نظر میں تھی۔  
 اسی بنا پر انگریزوں کے نظریے تک سے ہندو ہی نہیں آئی تھیں۔ اس کا نتیجہ پھر انگریزوں  
 کو اس اور انگریزوں کو اس کا راستہ ہی بند ہو گیا۔ اور ہندو ہی انگریزوں کو کوئی نہ تھا  
 نہ تھیں۔ جس کا نتیجہ ہندوستان کی مخالفت تھا۔ انگریزوں کو نتیجہ پھر انگریزوں کے ساتھ  
 رہیں کہ بہتری تمام سے نجات نہ تھی۔ پھر یہ بھی عہدہ میں ہم سے ملے تھے۔ ہندو ہی انگریزوں  
 پانچ لاکھ ساواشی اور ہندو اور ہندو کہ اس وقت میں ہندو سے ہندو ہی کے لیے کی











دہلی میں بسلا از جوہان مہدی شاہ کے ساتھ تقریر کی تھی اور اس وقت اس کی کیا تھا۔

عاشقِ تعلق ۱۹۳۰ء۔ شاہ ۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۰ء تک اور لوش بیان نے سندھ میں مسلمانوں کو  
 اسلام سے تعلق رکھنے والوں کی تقریروں میں جو کہ آگے ایل آئے، حضور و محمد میں ہونے لگی تھی کہی کی زبان  
 بعد اور مسلمان جمع ہو جاتے تھے۔ انہیں کھٹو تھے اور شاہ عظیم حضرت علی کھٹو پانچویں  
 ہو گئے تھے۔ جبکہ کھٹو میں ۱۹۲۵ء ملاقاتی ہوا اور ۱۹۳۰ء تک شہر کا مشیر بنا دیا  
 علی عرف بریس تھا اور شاہ احمد علی شاہ کو حضرت علی کی نظموں سے سوزاں کا سرگرداں میں ہونے لگا  
 نے آقا صاحب تخت نشین کرانے اور شاہ صاحب بہادر اسی (اور دیگر) کو کہتے تھے کہ  
 جو کہ شہر کا بندوبست کر چکے تھے۔ پتھک جا رہا تھیں ہونے۔ شاہ کی حالت سست کہ  
 کہہ سکتے تھے بلکہ اور پانچویں سے چھ لاکھ لاکھ تھے۔ ۱۰ لاکھ کی نام جس کے  
 دن پہلا اور لوش آئے۔

(۲۱) ہندوستان ۱۹۳۰ء اور تقریباً ۱۹۳۵ء تک

شاہ حضرت صاحب اور شاہ شہزاد شہزادہ کے ہونے اگست ۱۹۳۵ء میں دہلی  
 پہنچے یہاں لوچ نے ۱۹۳۵ء کو ملک کو دیا تھا، شاہ دہلی سرگرمیوں کا مرکز بنے ہوئے  
 تھے۔ شاہ بھی شریک شہزادہ ہوتے رہے۔ علی بیویوں لال، چھ بھائیوں کھٹو  
 ۱۹۳۵ء اگست ۱۹۳۵ء کو لوش علی شاہ کے ساتھ ہونے۔ انہوں نے شہر کی آمد  
 میں پائی کی اور صورت حالات کے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی، ۱۹۳۵ء ستمبر ۱۹۳۵ء  
 ۱۹۳۵ء میں شہر فرما ہوئے لوش علی شاہ، میر سید علی علی اور علی شاہ صاحب  
 ۱۹۳۵ء ستمبر ۱۹۳۵ء کو لوش علی شاہ کے ساتھ ہونے، ۱۹۳۵ء ستمبر ۱۹۳۵ء  
 کو شہر دیکھنے کے بعد شہر چلا گئے (۱۹۳۵ء ستمبر ۱۹۳۵ء) بادشاہ صاحب اور  
 علی شاہ صاحب میر سید علی علی لوش علی شاہ اور علی شاہ صاحب اور شاہ  
 شریک اور رہے۔

دہلی ہندوستان ۱۹۳۵ء



ہفتی صد اربعین طاق صاحب آرزو صد لاکھ روپی بکھڑی جہد ظاہر و باطن  
 قاضی بھٹ صاحب روپی کرپنا لیل احمد صاحب ہالیوڈ ڈاکٹر روپی ڈریسٹاں  
 کبیر آبادی سید سید ملک شاہ نام پوری نے اس پر دستخط کر کے اپنے ہاتھ سے روپی  
 کے کشتی کے ساتھ ہی حکمرانی تمام شورش زدہ گونگی تھی۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں ہونے لگی تھی  
 (انشادۃ الہندیہ ص ۱۱۳ تا ۱۱۴) (۱۱۵)

الحاصل اس عہد کے آخر وقت تک اپنے ترقی کے مطابق عمل کیا۔ جہز بہت حاصل  
 ہوئی کہ لڑے اور باہری نے پوری دولت شہادت دی مگر انہیں کے ہاتھوں سے وہیں کے  
 سرحد مرزا انہی جتن اور مرزا اسلخ شہزادہ تھے، ہر قوم کی اجتری پیچیدگی ہوتی تھی

عہد ۱۱۷۵ ہجری کے شہزادوں کی لڑائی کھوٹ اور تخت کی تعلق  
 کے پہلی ناکہ پت کا یہودی گمراہ کی قدر شہر میں مل گئے تھے۔ یک ہوشی کا ہر ہندو سرا  
 کیسی اور اور لڑائی فتح اپنے سے کم کر پاتے۔ وہاں جتنوں سے مقصد ان کے مقصد کے لئے  
 ایک بہت ہی رہی کہ اپنی دوسری طاقتوں کی بجز ان کے ہاتھوں کی سرحد ہی میں وہ طاقت  
 سے رہی تھی۔ جہز بہت غائی کی، لیکھو میں مرزا اسلخ صاحبزادہ پادشاہ آتے آتے تھے۔ سب  
 انہی جتن اور سرحد ہند کے بادشاہ سے سگاری کی گئی تھی، اس کی کاغذی مجموعی قلم کو  
 مشہور تھی۔ اسلخ اور اسلخ کے ہاتھ سے لگاتار جھڑپ لگتی تھی۔ بہت ماں سے لوگ جھڑپ  
 کھنڈ کی لڑنے سے، سیر کو شہر ہندی پہلا کر دیا اور وہ خبر کو اگر اسلخ کو پتا چلا تو کئے اور شاہ  
 جو اس دوران میں تھے، کل کر مقبرہ بنایا۔ گزری کے لگنے سے سرحد میں گزری کے  
 تھری نظر بند کر دیے گئے تھے۔ یہی شہزادوں کو غریبوں میں سے ہی گزری کے ہاتھ سے لگا  
 اور ان کے ہون کو لوٹل پڑی سے، جس کے ہاتھوں میں لگا اور شاہ کے سامنے بطور قلم  
 پائی کیا گیا۔ یہی ہی مرزا اسلخ تھے۔ جہز بہت ماں اپنی لڑائی اور شاہ کو ٹال سے لگے۔  
 بادشاہ سے کہا کہ، یہی ہی سے ساتھ ہی گزری بہت عمل اور مرزا انہی لڑائی کے اتھی  
 کھنڈی لگے تھے۔ (انشادۃ الہندیہ ص ۱۱۳ تا ۱۱۴)

۱۸۸۸ء میں آئین کے تحت ایک نیا دستور پیش کیا گیا جو کہ برطانوی راج کے لیے ایک نیا دور کا آغاز تھا۔  
 آئین کے تحت ایک نیا قومی اسمبلی کا قیام ہوا۔

۱۸۸۸ء میں آئین کے تحت ایک نیا دستور پیش کیا گیا جو کہ برطانوی راج کے لیے ایک نیا دور کا آغاز تھا۔  
 آئین کے تحت ایک نیا قومی اسمبلی کا قیام ہوا۔

۱۸۸۸ء میں آئین کے تحت ایک نیا دستور پیش کیا گیا جو کہ برطانوی راج کے لیے ایک نیا دور کا آغاز تھا۔  
 آئین کے تحت ایک نیا قومی اسمبلی کا قیام ہوا۔

۱۸۸۸ء میں آئین کے تحت ایک نیا دستور پیش کیا گیا جو کہ برطانوی راج کے لیے ایک نیا دور کا آغاز تھا۔  
 آئین کے تحت ایک نیا قومی اسمبلی کا قیام ہوا۔



کار تو سوں کا مسافر کرنے کے بعد بچے سپاہیوں کے اعتراضات پر  
مطلقاً کوئی ہمت نہیں ہوئی۔ بچے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ کار تو سوں میں  
ایسی بچی جیر کا استعمال کیا جائے گا جو بالکل چربی ہے۔ گوئی کے رانے  
کے بعد یہ وقت کے مسلک جانی اسی چربی سے ڈھکے ہوئے ہوتا ہے۔

اس کے بعد اپنی رائے کو زویل کے الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔  
"میری رائے میں ان کار تو سوں کے استعمال سے سپاہیوں کے سبب  
بندوبست کو ناقابلِ ترمیمی طریقے سے ٹھکرایا گیا ہے۔ جب اس ناقابلِ سلا  
چیز کے استعمال پر اصرار کیا گیا تو سپاہی آپس میں ہار ہو گئے اور دوسرے  
لوق کی باتوں کے (۱) جہاں ان کے اس کے استعمال سے صاف  
الکازہ دیا گیا اور دوسرا آٹھ (۱۸۷۲ء)

ظاہر ہے کہ ان چربی والے کار تو سوں پر بندوبستوں کو اعتراضی بہ نسبت مسافر  
کے بہت زیادہ ہو سکتے ہیں۔ گوئی ان کے مذہبی جذبات کو مسلمانوں سے زیادہ  
فہمیں ملتی ہے۔ چنانچہ ہم ہم حکمت میں نکل پڑنے کے ہاتھوں سب سے پہلے  
۱۸۷۲ء میں گوئی آئیں، مادہ بزرگ، اٹھارہ صاحب حکومت خود اختیار کی سطر ۱۰۰ پر لکھا  
۱۸۷۲ء

یہاں تک میں علم سے کہتا ہوں کہ اختلاف کا دور دورہ تھا۔ جب لوگوں  
میں بغاوت فرما کر ہوئی تو یہ مقام کے سپاہی اپنی چھانڈی میں آگ لگا کر  
اور برباد کر کے دہلی کے معزول اور سلطان بادشاہ کی طرف دوڑ پڑے  
یہ سپاہی ہزاروں کے آئے تھے ان میں سے ایک مذہب و ملت کے  
بندوبست تھے۔ چند سپاہی بادشاہ کے پاس بکارتے تھے مگر موجودہ  
نہ ہونے کے بعد کھسرت اس وقت ہوئے کہ سلطان سپاہی مسلمان  
بادشاہ یا لوہے کے پاس جاتے اور چند سپاہی کسی راجہ کے پاس جاتے  
مگر سب کے سب تفریق مذہب و ملت۔ معزول اور بے جا  
مسلمان بادشاہ کے گرد جمع ہو گئے۔ حکومت خود اختیار کی (۱۸۷۲ء)

مگر اسوں کہ انگریزوں کے تیرہ سو برس کا تاریخی جنس جو سائیکھ انا سلام

کا پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس قدر علم اور دست کا پتا دیا جس کی نظیر  
 کبھی نہ دیکھی ہو۔ جتنی میری عقلمند سوسوں کو کہتا ہے کہ  
 تھا اپنے رسالہ (چند ستاروں کی شش ماہی اور جاری آئندہ پس)  
 میں اعلان واجت کستا ہے۔

میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ خود مشورہ کے بازو حاصل عمر کے چند  
 نہ تھے اور اب بھی یہ دکھانے کی کوشش کروں گا کہ یہ خود مشوروں  
 کی سازش کا نتیجہ تھا۔ چند اگر وہ اپنی مرضی اور اناج تک محدود ہوں  
 تو وہ کسی بھی سازش میں شرکت نہ کرتے تھے۔ لیکن آج تھے۔ وہ  
 (مستحق فیض اول کے وقت سے جو وہ نہ دیکھ سکتا تھا کہ اس  
 طرف غیر بد احوال اور نام نہاد رہے ہیں۔ ہمیشہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی  
 اور جیسے بچی جو اسلامی عیادت قائم ہو اور جیسا شیوں کے ساتھ صورت  
 کے صیانت کی شودنا جو مسلمان کسی ایسی گورنٹ کے جس کا مذہب  
 ہرگز بھی ملنا نہیں سکتے اس لئے کہ کام آتی کی کر سکتی ہے۔ لیکن  
 نہیں ملتا ہی نہیں ہے اگر یہ نہیں دیکھ کے یہ مسلمانوں کو چاہتا  
 ہے بیضانی کی پناہوں سے ہٹانے اور ہر طرح ایسی ہر ایک سے کوئی  
 دقیقہ نہ رکھو۔ حکومت اور مہتری مؤسسے)

پھر مل مسلمان علماء میں سے لڑنے والے صاحب شہادہ صاحبہ اور جنگ نما کی  
 اور مولانا علی قلی صاحب غیر آبادی اور مولوی امام بخش صاحب سہیلی ملحقہ صاحبہ  
 صاحبہ آرزو صاحبہ صاحبہ۔ قاری فیض مقدمہ لڑی۔ مولوی فیض احمد صاحبہ برج علی  
 مولوی احمد صاحبہ صاحبہ مولوی وزیر علی۔ گیارہ آبدی۔ تیرہ صاحبہ شادہ صاحبہ صاحبہ  
 ملحقہ صاحبہ احمد صاحبہ گاؤں کی کوئی۔ تیرہ صاحبہ میر تکرہ آبدی۔ ملحقہ نظیر  
 کریم صاحبہ اور آبدی اور لیاقت علی صاحبہ آرزو آبدی۔ مولانا بشیر احمد صاحبہ  
 ملحقہ مولانا صاحبہ مولوی صاحبہ حضرت علی احمد صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ  
 صاحبہ صاحبہ صاحبہ مولوی احمد صاحبہ حضرت کے تیرہ خیرہ نے چھ مرتبہ مشورہ  
 مولانا صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ صاحبہ

**بایقمانہ مسلمان علماء اور مجاہدین کا معاملہ**

جنس احمد صاحب سے اپنے مانتوں اور ذمیوں کے حالت غم تک دیکھ کر دل سے  
 گل کر گھٹھ چلنے لگے تھے اور بوری احمد اللہ شاہ صاحب دلاور جنگ کے مجتہد سے  
 کے نیچے بیٹھ ہو گئے اور وہاں انگریزوں کی فرج سے خوب مقابلے کئے مگر انہوں ہی  
 کی خدایوں سے شکست کھانی پڑی اسی لئے جب سلطنت غم تک دیکھی تو شاہجہاں  
 کو ہار کر گھٹھ چلے دیں مسلمان حکومت قائم کر لی گئی۔ نانا صاحب پیشوا بوری عظیم اللہ  
 صاحب کا پوری شہزادہ اور شاہ وغیر ہم سب یہاں بیٹھ ہو گئے۔ آخری جنگ  
 انگریزوں سے شاہجہاں پور میں ہوئی۔ یہاں بھی مختلف جہاز سے شکست کا منہ  
 دیکھنا پڑا اور یہ سب لوگ بیچارے تھے۔ بوری احمد اللہ شاہ صاحب دلاور جنگ  
 کو اجالہ میں پانچ لاکھ لے دوات کے ہاتھ ہار کر دھوکے سے مارا گیا۔ ۱۸۵۷ء  
 مطابق روزیقتہ ۱۲۷۵ھ میں شہید کر دیا۔ یہ شخص انگریزوں سے بلا ہوا تھا انہیں کے  
 اشاروں پر اس نے یہ ٹر تنگ مارا کیا۔

**مولانا افضل حق صاحب کا معاملہ**

۱۸۷۱ء بمطابق ۱۲۸۸ھ میں انگریزوں کا تسلط  
 ہوا تو مولانا افضل حق صاحب نے انگریزوں کے  
 ہاتھ کے بعد پانچ دن تک جھگڑا کر کے انہیں ہار دیا اور انہیں ہار دیا اور  
 حیاں کو لے کر مسافر دی ساری شب میں چپ کر نکلے۔ وہ یہ ہوا گیا۔ میدان قطع کئے  
 اور جیکسن پر مطلع کی لاکھ تشریف لائے وہاں حاکم و قیام فرمایا۔ صاحب مولانا افضل حق  
 صاحب بھی ساتھ تھے۔ ۱۸۷۱ء کے بعد نواب محمد شکر خان صاحب ریشیہ میں  
 کے ساتھ گھاٹ سے جاکے جیکسن پر رستے میں چھا اور نواب صاحب اور  
 اللہ کے عزیزوں کی مدد میں واقع تھا اپنے انتظام سے ورج میں اور پہلی کی طرف  
 آ رہا رہا۔ پھر وہاں بیت وطن ملوہ میں گئے ۱۲۸۵ھ میں مولانا کو انگریزوں نے ہائی  
 کر دیا۔ خود ہو کر ہوتا ہوا رستے گھنٹوں لگائے اور داتا صاحب ہار دیا گیا۔

صاحب سیر اللہ لکھتا ہے۔  
 ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کے ہاتھوں کی دغا بازی یا فتویٰ اسباب کی یاد میں باجمہ  
 علماء میں ہونا ناگوار ہو رہا تھا اور وہ مسلمانوں کے لئے مفید تھا۔ مولانا

صوفی کے بعد کے لئے جو یہی جیسی ایک اسپر نے واقعات سن کر بالکل چھوڑنے کا بعد کیا سرکاری وکیل کے مقابل خود کو ۱۹۱۱ء بھٹ گئے تھے بلکہ نطفہ یہ تھا کہ چند ملازم اپنے وہ خود تمام لئے اور پھر خودی میں تار حکمت حق و قانونی اول سے توڑ بیٹھے تھے۔ نگہ رکھ کر پریشان نظر اور ان سے جمہوری حق ہی بیخ نے صدمہ صدمہ کی کے بعد میں برائے اس سے کچھ مر سکا بھی لیکھا تھا وہ مولانا کی عظمت و تہمت سے بھی واقف تھا وہ دل سے ہوتا تھا کہ مولانا بڑی بڑی جگہ نہیں کہتے تو کیا کہتے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس کا مولانا بڑا جو نہیں گئے سرکاری وکیل اس کو اپنے تھے۔

دوسرا دن آخری دن تھا مولانا نے اپنے آپ کو جس قدر الزام لٹھتے تھے ایک ایک کے سبب رو کر بیٹھے جس خبر نے فتویٰ کی خبر کی تھی اس کے بدلے کی تصدیق و توثیق کی فرمایا کہ

”پچھلے اس کو اس طرح کہا تھا اور رپورٹ انگلینڈ لکھوائی تھی اب وہاں میں میری صورت دیکھ کر مر خوب ہو گیا اور بھوٹ بولا وہ فتویٰ سچ ہے۔“

میرا لکھا خوب ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔“

نتیجہ ہمارا جو سرگورڈن تھا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ مجھ نے عدالت کا سچا مددگار کی بار عجب وہ نہ دیکھ کر شکل دیکھ کر شامت کرنے سے گریز کرتے ہوئے کہہ ہی دیا تھا کہ یہ وہ مولانا فضل حق نہیں وہ دوسرے تھے۔ گواہ حسن صورت اور پاکیزہ سیرت سے بے انتہا متاثر ہو چکا تھا۔ مگر علامہ کی شان استغفار کے قراہاں ہائے۔ خدا کا شیر گھ کر کہتا ہے۔

وہ وہ فتویٰ سچ ہے۔ میرا لکھا خوب ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔“

نادر بہرہ رانی لکھنؤ مرزا اسپر

خود را بسوں نہانے لکھنؤ رنجو را

شیر موسیٰ سلطان شہو کے زور کا شہادت کا یہ خبر کہہ میں بھلا یا جا سکتا شیر کی ایک دائرہ زندگی کی زندگی صدمہ از زندگی سے بہتر ہے۔ علامہ کے اثر اور توثیق کے بعد گنہائیں ہی کیا نہ گئی تھی۔ پھر وہ ان کے ساتھ عدالت سے جس دوام ابد وہ اپنے شو کا حکم سنا آپ کے کمال سترت

اور چند ہفتیاں بعد سنا۔ علامہ کے استاد بھی اور رفیق خاص مفتی  
 عبداللہ صاحب آزرہ مدنا اللہ نے بھی علامہ کی خاطر سے تھوڑے  
 پر مشورہ سے باغی ہو کر خط کر کے لکھے مگر ہماری کسے ہوسکتی تھی  
 نے نیا کریں نے تو پچھری کھدیا تھا کہ جزا و سزا کا بار ہے ہیں۔ پھر  
 پر قلعے نہ لگائے تھے۔ علامہ نے وقت نے اسے باغی رکھا اور مفتی  
 صاحب نے باغی بنا کر جان چھڑائی۔ البتہ جائداد و املاک کا کوئی حصہ  
 ضبط کر لیا گیا۔ آخری جویرہ اہلخانہ دعا دیکھنے گئے۔

والثورة البندیہ الامت ۱۱۱۱

صاحبزادگان مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شمس الحق صاحب نے اپنی  
 لٹریچر میں یاد کر دی تھی۔ خواجہ غلام غوث صاحب میرٹھی لکھنؤ و شمالی  
 صوبہ اور سرگرم سنی تھے۔ مولانا ابیت سے رانی کا حکم آیا اس کو لے کر مولوی  
 شمس الحق صاحب جویرہ انڈمان روانہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ۱۱۱  
 صفر ۱۳۱۲ مطابق ۱۳۱۲ کو مولانا اللہ علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جنازہ  
 حاضر ہوا۔ حضرت ویس شریک دفن ہوئے اور بچے علی مرام و امین پرستے۔  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ درصحنہ دلورسا۔

حضرت حاجی ادا اللہ صاحب اور  
 مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی رحمہم  
 اللہ تعالیٰ کے واقعات

حضرت گنگوہی رحمہما اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بیادوت کا انہم لکھا گیا۔ حضرت حاجی  
 صاحب چند دستاویز سے قصہ کو منظر روانہ ہو گئے۔ راستہ میں مختلف مکانات  
 پر یہاں پچھلے سے تعلقات تھے ٹھہرتے ہاتھ تھے مگر جاسوس بھیجے گئے ہونے سے  
 راستہ میں مختلف واقعات ہر تاک پیش آئے یہ بظاہر (مخبر) میں مقیم تھے۔ کونے  
 حکومت کے یہاں مجری کدی اس زمانہ میں باغیوں کی تفتیش اور روانہ تھیں بہت سختی  
 سے ہو رہی تھی، کہ حضرت حاجی صاحب نفل شخص کے اسمیں میں مقیم ہیں۔ لکھنؤ میں  
 ہو گا لیکن نفاذ ہو کر آدمی مات کے قریب اصلیل کے دیوارہ پر پہنچ گیا اور



کہ اڑھائی گنا ہے، جسے جانے کہ ایک مکان ہے، اگر یہ ہے کہ انہیں ہنسنے  
 اس وقت کیوں تکلیف لڑائی لکھنے کہ رگھوناتہ، ایک کھٹے، انہوں کو اڑ  
 کھ لڑھائی کو اڑ کھٹے لگے، لیا ہنسنے کیوں کہ سب مساوی ہونے کا راستہ ہے  
 بلکہ صورت ہی صاحب روح و نفس ہوا، ہم دیکھا گئیں تھے کہ ایک مکان سے  
 رہا گیا کہ ہنسنے کی وجہ سے اس نے کہا کہ یہ ہے ہنسنے کی وجہ سے، اگر اڑ کھٹے  
 پیشہ سے جو گیت تھے، لیکن اڑ گیت، اور کھٹے کی وجہ سے اور کھٹوں کو کھٹے ہنسنے کی وجہ سے  
 جو گیا، رفتا صورت کو کھٹے سے بہت زیادہ اڑ گیت کا سہم ہو گیا جو گیا، پیچھے ہنسنے کی  
 کھٹے اور گیت ہنسنے کی وجہ سے اس وقت تک داری تشریف لگتے ہیں اور انہوں نے  
 نے جیسا کہ ہے، تیرا لہذا ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے

نہیں، لہذا ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے

ہائی ہو سکتا ہے، تیرے ہی تہوں حضرات (حضرت علی صاحبہ علیہ السلام) جو کہ  
 ہم اڑھائی، کے ہم صاف نہ ہنسنے کی وجہ سے اور اگر انہوں نے کھٹے  
 صاف ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہیں اور صورت علی صاحبہ اڑھائی میں ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 کی ایک ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہی ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے  
 ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے ہنسنے کی وجہ سے







پوش و خروش میں آیا اور ۱۳۴۳ھ میں راجہ بھوپا نے راجہ جی سنگھ اور راجہ  
 راجہ میں ایک ٹیپہ دیوینا پر مسعد خیرا صاحب میں کیا تاکہ وہ ایک جنگ  
 لڑے جس سے شرف اور فیض و برکات سے اہل ہوتے ہوئے نکلیں پتہ چلے  
 وہاں سے جہانگیر صاحب نے اسے اپنے راجہ کی توجیہ و تہنیتی سے  
 مشام و فرمائے گئے اور پہلے جہانگیر صاحب کے ساتھ پہلے اور انہوں نے  
 اس مقام خیرک سے فریباب ہونے اور اس مقام سے اس کا سفر طوری ہوا  
 اہل صلیب کی اور یہی قابل مصلحت ہے اور اس طوری سفر میں جہانگیر

رو کا غریبی سے لعل گئے۔

حضرت مرزا محمد قاسم صاحب جو خانہ علیہ وارثت کے بعد علیہ دیوں کی توجیہ  
 وہاب و اعزہ و عیال سے اس کے بعد مکان سے باہر نکل آئے تو گولہ لے کر  
 کیا تو فرمایا کہ تاجہ اصل سے مل پڑے وہم صرف تین دن تک خبر میں زور میں  
 رہے ہیں وہ توجیہ پوری ہو گئی صاحب کوش ہو چکے تھے ہنگام کی دانی ہو  
 کر بہرہ کے مواقع میں بھی ہنوت میں بھی رہے ہیں کسی مایا میں بھی دیکھنا  
 میں کسی آبادی کی پیش میں ہوتے رہے ہنگام میں تھے اور دستگی۔ تو اس کی  
 کوششیں بدو تھیں مگر نہ تھی ماضی ساتھ ہی کوئی کامیاب نہ تھا پتہ کی سہ میں  
 دیر بد میں اکثر ہار گئے تھے یہ سہرہ سہ میں تھے کہ وہ اہل کوشش میں تھے  
 ہت گئے۔ اور سہ میں داخل تھیں پتہ ہار گوی کا سہاں ہی۔ آپ تک جسک ہت  
 اشد کر کے سے کسی نہیں تھے دیکھ لو کہیں سہ میں ہی ہوں گے وہ اور نہ لے  
 وہ سہی طرف گیا آپ سہ کے واسطے وہ سہ سے نکل کر جھل کہ چلے گئے اس نے  
 اور پہاڑ سے سہ میں چلے وہ طرف کرنے کہتے کہ وہ بھروسہ کو اب دیکھا کرتے  
 اس طرف ہتے پانچویں ہتے ہی اور وہ میں آل سہی مگر سہ ۱۶۲۵ء و ۱۶۲۶ء  
 سہ ۱۶۲۷ء میں سہ صاحب راجہ علیہ آپ کے سہ میں گزرا کہ تھے  
 سہ ۱۶۲۸ء میں سہ صاحب سہ میں اڑیہ فریباب میں تھے پہلے ہی سے وہاں  
 حرام تھے جس وقت جہانگیر اس کی کہہ سنا ہوں تو سہ میں سہ وہاں ہی تھے  
 اس ہونے کے بعد پتہ میں ہنوت میں پہلے ہی کہ بہت ہی سہاں حضرت کی توجیہ

کے قریب فتنہ اور آستینوں سے زخمی ہو کر اس کے اسے ٹھکانے کی بہت تعظیم کا حکم کرتے تھے۔ لیکن یہ سب فکری رد و نظر کے ساتھ ساتھ اس کا کام سہاگرتا کر کے لے گئے۔ اس پر مولانا نے کتابت صاحب کو بہت حقارت سے لکھنا شروع کیا کہ وہ لوگ ان تمام مسلمانوں میں شریک تھے۔ انھوں نے یہ کیا کیا فتنہ تو اٹھایا ہے۔ میرا وہ میں نے کہ یہیں بتا ہی نہیں دیا ہے اس میں کوئی حد نہ ہو کہ اگر لڑا گیا تو اسے وہ کو تہیج ہے کہ تو نے کبھی مجھ سے شرکت نہ کی۔ یہ وہاں تک نہیں لے گیا کہ وہاں کو لڑا گیا۔

حضرت مولانا صاحب نے اس کے ساتھ ہی ایک اور فقرہ خیریت سے نہیں لے بلکہ فرمادے تھے کہ مولانا صاحب نے اس سے منع فرما لیا ہے آپ پر مولانا صاحب کی یہی بات تھی کہ آپ کی سائنٹس کے پاس ہے آپ نے دونوں سے بظاہر نہیں لکھا کیا حکم لے پرچہ کارم نے اس وقت گورنمنٹ سے بھی مطالبہ آپ نے فرنا جیب سے کسی نکل اٹھایا کہ میرا جیب ہے اس سے کیا کسے بند دلی کہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جو کہ بندوق سے کیا سروکار نہ فرمائیے اس کے تمام مظلوم کاموں سے ہی ملتا ہے۔ جب اس کی قطعہ ہوتی نہیں ہوتی تو اس نے کامیوں کو حکم کیا کہ نقل ٹھکانے کے سب سے کلا سے بڑھالو۔ آپ کے اس مولانا صاحب نے سب غلطیوں کو کہنا ہے میں مولانا صاحب سے اس میں قطعہ نہ لکھتے بلکہ میں مولانا صاحب سے مل کر اس کی سختیوں اور دشمنیوں کو دیکھ کر پہلے ہی سے سزا دینے سے جسے اس کی کوشش کرتے ہی نہیں ہوتے۔ آپ کو مجھ سے بگاڑنے کے وقت بگاڑ کے کہہ بند دلی نہیں ہے۔ بندوق کے مل جانے پر حکم تو کہ چھوڑ دے گا۔ وہ بندوق اب کیا کام آسکتی ہوگی نقل ٹھکانے کا لکھ پڑھو بھلا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں مولانا صاحب کی نہیں ایک قطعہ نہیں لکھوں تو اس میں لکھی اگر چہ اس کام کو دیا جائے تو کیا فتنہ ہے۔ بندوق کو اتنا اور کو دیا ہے اس کو سن کہ وہاں تک لے گئے۔ بندوق سے آپ کی تمام توقعات اور دشمنیوں سے ڈر نہیں ہو سکتا نہ بد استیصال سے ہی ہوتا ہے۔ چھوڑ دے گا یہی نقل ٹھکانے سے لکھ پڑھتے ہیں تو آپ کو نظر نہ آئے۔ یہ لکھ گیا اور شہرہ تو ان کے حصول کے لئے لکھنا ہوتا ہے۔ شہرہ لکھنے کی شہرت ہم

































اپنے سامراج کو لازوال بنانے کیلئے انگریزوں کی چالیں

دوسرے ممالک میں انگریزوں کا جارحانہ اقدام

کوئٹہ و کٹوریہ کے اعلانِ مشرکیت کی کئی جموںی مخالفت

باوجود یہ مشرکیت میں کوئٹہ و کٹوریہ اور دارالعوام اور دارالخواص اور اٹھتے  
کی مذہبی جماعت کے سر پر آوردہ لوگوں کے اتفاق سے بلوچوں و وادیوں کے یہ وفد  
بجرتہ طور پر کیا گیا تھا کہ ہم آئندہ کسی دوسرے ملک پر قبضہ اور دست درازی نہ کریں  
گے۔ ترجمہ کے الفاظ سبب دلیل تھے جو ملک یا فعل بتا رہے تھے۔ جس سے اچھے  
زیادہ کرنا نہیں چاہتے اور جب یہ کہہ کر یہ گواہ نہیں ہے کہ کوئی شخص ہماری مملکت  
یا حقوق میں دست اندازی کرے تو ہم بھی پیشقدمی کی اپنی طرف سے بہ نسبت جیت  
یا حقوق اور بدل کے جہازت نہ کریں گے۔ ورنہ ایان ہند کے حقوق و عزت اور عزت  
مثل اپنے حقوق و منزلت اور عزت کے عزیز نہیں گئے۔ اور کیا اس پر عمل کیا گیا۔  
واقعات مندوبِ نویں اسمبلی پر روشنی ڈالیں گے۔

اس کی کسر نہیں ہے کہ مشرکیت کے اسباب انقلابِ ہندو و ہندو ماوی میں ہے ایک امر یہ  
ہی تھا کہ کئی سے صنفِ ریاستوں پر لندن معاہدہ لیکر کیا تھا اور ہمیشہ تو یہی نکتہ اعلانِ ریاست  
اس کے زیر نظر رہتی تھی جس کے تحت جنگ بھری اور لاق نامک ہندو شرمناک طریقوں اور  
سے جاری رہتا تھا بارہ و بہت سے دریاں ریاست کے امکانی و لادنی اعداد و احاطت  
کے برابری الحاق کی پالیسی میں لائی جاتی تھی جیسا کہ لادہ اور اس کے دونوں اہل و عیال پر  
اور کانسٹیبل کی رانی وغیرہ کے ساتھ کیا گیا تھا اس سلسلے میں ہندوستان کی سب سے پہلی و  
آئندہ کے خطرات کو منانے کی طرح سے یہ اعلانِ ہندو کی بھائی تھا جس کی بنا پر تمام  
ریاست ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو  
ہی تھیں جو گویا کہ انگریز آئندہ اس کے اعلان سے وہیں گئے اور ہماری نکتہستہ محفوظ  
ہی تھیں جو گویا کہ انگریز آئندہ اس کے اعلان سے وہیں گئے اور ہماری نکتہستہ محفوظ  
ہی تھیں جو گویا کہ انگریز آئندہ اس کے اعلان سے وہیں گئے اور ہماری نکتہستہ محفوظ

- (۱) ششتر میں دو اور آٹھ بھونان پر قبضہ کر کے برطانوی ہند سے الحاق کیا گیا۔
- (۲) ششتر میں دو بھونان کا شمالی حصہ فتح کر کے سلطنت میں شامل کیا گیا۔
- (۳) ششتر میں نئی پورا غریبی انتظام میں لیا گیا لیکن کچھ حصے کے بعد پھر ہندوستانی ریاست زیریں میں برطانوی بنا رہا۔
- (۴) ششتر میں پترال پچھڑھانی کی لگی اور تمام علاقہ سلطنت میں شامل کیا گیا۔
- (۵) تیرہ کی سرحد کی ہم لگی اسی سال میں واقع ہوئی۔
- (۶) ششتر میں کابل کی دوسری لڑائی کی لگی جس میں چارویں لاکھ پندرہ خرچ ہوا۔
- (۷) ششتر میں پھر سنگ سرحد کی لگی جس میں بیالیس لاکھ پندرہ خرچ ہوا۔
- (۸) ششتر میں تبت اور چین پر لڑائی لیا جس میں ایک لاکھ بیس پندرہ خرچ ہوا۔
- (۹) ششتر اور ششتر کے سستہاتہ دوران مقامات پر حملوں کا ذکر کر کے پندرہ سال آڑی ہند کے سولے حضرت سید محمد صاحب شہید پندرہ اقدار علی کے صاحبزادوں کا قیام رچنا تھا۔
- غرض کہ ہندوستانی کی بیرونی حدود بہتہ دہلے قبائلی اور مالک جو کہ ششتر اور

ذاتیہ حاشیہ ۴۴ میں طرف سے ڈھونڈ گئی ہے اور چار وقت اور گرفتاری عمل ہو گئی ہے اسی وقت سے آج بھی ہند میں اور اس جہد نامہ کو روکی کی نوکری میں ڈان اور کامورڈ پالیسی کو زندہ رکھنا ضروری معلوم ہوئے گا۔ سرکار تو غیر اور ان کی پارٹی نے کامورڈ پالیسی کے خلاف پارلیمنٹ میں آواز برپا کر دیا تھا اور پندرہ پندرہ سالوں کے لئے ششتر کے لئے کمرشیت بنا کر دیکھ لیتے ہند پر حملہ ماحکا زور نہ دیا اس وقت میں ڈھونڈ کر بروک حاشیہ تھے ایسوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کے خطرہ اور محضات کو ظاہر کیا۔ مگر ایک نہ سنی گئی اور برطانوی زور پڑا۔ پھر کچھ دن اس پالیسی کو ہندوستان اور انگلستان کے لئے بہت خطرہ سمجھتے تھے ایسے وقت میں دستاویز انگلستان واپس چھ گئے اور ان کی جگہ پر کامورڈ پالیسی کے لئے دہلی پالیسی کے خلاف تھے چنانچہ انہوں نے آتے ہی کابل کو مشن بھیجا اور آفر ششتر کی کابل کی چھوٹی عملیاتی جہتوں میں برطانوی زور کو روکنا ہندوستان کو بہت زیادہ مافی اور مال نقصان برداشت کرنا پڑا۔ دیکھو کہ پندرہ اس جہد میں چھ بھونان میں سے برطانوی نے اچھا نظریہ کے خواہ سے صرف پچاس لاکھ پندرہ لاکھ روپے خرچ کر کے پندرہ ہندوستان کے ششتر لیا۔ پھر کابل کی کابل کا سب سے زیادہ نصیب دیا۔







ان حالتوں کے سنبھالنے پر ہی میں کہ میرا مدد اسی خاندان پر ہے جسے تیرا گناہ ہے  
تھے بہر حال انگریزوں نے اپنے ان وعدوں سے ہرگز ہٹنے سے نہیں ہرگز ہٹ گئے وہ  
گروہوں کے ہتھیاروں کو غلاموں کے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور کھڑکے آنا جگہ  
پہلے صرف انہیں ہی دیا گیا کہ وہ خود سے پوری کا پورا ڈیکو کر سکیں اس کو  
چند سالوں کی تمام وہ دو طرف سے ایمان ہو گیا۔

### انگریزوں کا انگلستان کے بحری راستے کو اپنے لئے صاف کرنا

اس لئے کہ اپنے اس راستے میں بحری راستے کے اور کوئی راستہ نہیں تھا اور کوئی راستہ  
سزا تو طریقہ کا بہت دور ہے اس لئے بحری راستوں کے ہر گوشے میں تک کے لئے  
اپنے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا۔ ان کے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا اور ان کے ہتھیاروں  
میں کشت لیں جو اپنے ہتھیاروں سے اپنے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
پر تیار ہوئے تھے۔ ان کے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا اور ان کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
اس لئے کہ ان کے لئے سمیت ملت و کھوں کا ساتھ تھا انگریزوں اور ان کے ہتھیاروں  
کی اور اس سے ان کو کھانا اور کھانا اور کھانا اور کھانا اور کھانا اور کھانا اور کھانا  
سے ان کے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا اور ان کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
اپنے ہتھیاروں کے لئے تھے اور ان کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
تمام جنگی کارخانوں تک زنجیریں لگائی تھیں۔ انگریزوں نے اس وقت سے بہت  
سے علم اسی لئے ان کو حاصل کرنے کے لئے ان کے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا اور ان کے ہتھیاروں  
کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
اور دولت کے لئے ان کے ہتھیاروں کو پیش کیا گیا اور ان کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں  
بہت ضروری تھی ان جہازوں کے ساتھ وقت اور اس طرح جاتے وقت جہازوں میں  
کو ڈھونڈنے کا یہی کام تھا۔ نیز وہ ایک ہی مرکزی مقام ہے جہاں سے ہر طرف  
کی آمد و رفت اور تجارتی تعلقات اور کاروبار ہو سکتے ہیں اس کے سلسلے میں  
ایسے قوتوں کے لئے تھے اور انہیں دیکھنے پر ان کی فرمائشیں ہو گئی تھیں اور ان  
کے ہتھیاروں کے لئے تھے اور ان کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں

وہ ایک عظیم الشان اور گاہ بگاہی مرکز ہوگا۔ اس کے بعد وہ اب لکھنؤ پر ہی نظر  
 رکھے گا جس کے لئے وہ ملے ہوئے وسائل اور سزاویں اور سرنگھالی اور شمشیر گنگا اور جھنڈا  
 میں اس وارانہ کا فائدہ اس کی تفسیر نسبت زیادہ طور پر ضرور کہہ سکتا ہے۔ اس کی  
 تاویلی مدح ہے۔ عزم نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کر سکتی ہیں کہ پتہ چل  
 اگرچہ اس زمین کے واسطے ہے جو کہ جوئی طریقہ کا پتہ لگانے کا شکر ہے۔ یہ سب  
 جتنے دولت رکھتے تھے اس واسطے کہ مسابقت طویل ہے اس لئے اس کے  
 مشورے میں نہر سوڑا کو مہا مل پانچ سو روپے صرف نے کہہ دیا کہ اس کا افتتاح کیا تو طریقہ  
 کی بھیجیں کیوں کہ اس طرح اس کی تعمیر کا امکان نہیں کہتے تھے اس لئے اس وقت  
 ابتدا سے اس میں کسی قسم کی پائی نہیں کرنا چاہیے تیار ہوگئی تھی اس کا اجتناب کیا  
 گئی اور اس پر لکھنے کے لئے کہ اس شمشیر طرہ طرہ سے ملے میں آئی شروع ہوئی۔  
 اگرچہ اس کے واسطے پیشہ وضع مہاراجہ کے واسطے کے تمام تھے وہ تیس لاکھ  
 پندرہ سو روپے چھ سو روپے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۱ء میں فروغ تھے اس کے بعد مختلف طریقوں سے  
 مصلحتی مسابقت کھیلنے کے میں کہ تھیل اور پانچ دولت مہاراجہ سے شروع ہو کر  
 صاحب ایم۔ ایس۔ جی۔ نے ۱۹۰۱ء میں شروع کیا اور ۱۹۰۲ء میں ۱۰ لاکھ روپے اور پانچ  
 سو روپے بنتے ہیں اس کے بعد یہ پیر کی اور انسانی مصلحت اور وہ یہاں شروع ہوئے  
 کس طرح اس ملک کو روپے تک ۲۰ لاکھ کے ۱۰ لاکھ کو قید اور آج پانچ لاکھ روپے  
 لکھ روپے طرح کے کدوئی کے اور پانچ لاکھ کو قید اور آج پانچ لاکھ روپے  
 پانچ لاکھ اس ملک کے تمام کے متعلق صور ۱۹۰۱ء کے ہیں۔  
 اور پانچ لاکھ روپے کے ساتھ ہی اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء کے ہیں۔

---

یہ اس میں مسابقت کے لئے کہ جتنا سا ملے شمشیر کے ساتھ کہ یہ شروع  
 کہ کتب پتہ ۱۹۰۱ء اور اس کو ختم کرتا اور اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء میں  
 ۱۰ لاکھ روپے اور پانچ لاکھ کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء میں ۱۰ لاکھ روپے  
 اور پانچ لاکھ کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء میں ۱۰ لاکھ روپے اور پانچ لاکھ  
 کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء میں ۱۰ لاکھ روپے اور پانچ لاکھ کے ساتھ ساتھ  
 ۱۹۰۱ء میں ۱۰ لاکھ روپے اور پانچ لاکھ کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۱ء میں ۱۰ لاکھ روپے



انہی کے درباری ماستکے تھنکا اور یہ قاسی ہے وہ سپہ جہت میں کے  
سوزنہ لیکر بیچ ایک کروڑ پچاس لاکھ لڑ جہتوں کے اندر میں بیٹھیں  
انہی کے آئی قرض میں ڈاکو جس کا سود بیٹھ جہت میں اور ایک روپے میں ایک  
میں بیٹھ سال نو کا کے پشور ہوتی کہ اتل کھٹنے پانڈی ڈوسٹے اور جہت بلہ شمار  
سایہ۔ مدد جہت اور جہت پانڈی وہ سپہ جہت میں کے مدد جہت۔

اور جہت جہت میں جہت کے لاکھڑ مسال دفعہ میں جہت میں اور انہی کے  
راستی میں واقع میں جہت راستہ اس میں ایک سپہ جہت میں اور جہت میں  
راستہ میں جہت میں آئے تھے جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
کھوں پر جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
لائی جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں

یہ آئی قرضہ راشری پیشہ نہیں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں  
جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں جہت میں

انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں  
انہی کے سپاہ میں مشرف میں انہی کے سپاہ میں

- ۲۰۰۰۰ روپے
- ۱۰۰۰ روپے
- ۵۰۰ روپے
- ۲۰۰ روپے
- ۱۰۰ روپے
- ۵۰ روپے
- ۲۰ روپے
- ۱۰ روپے
- ۵ روپے
- ۲ روپے
- ۱ روپے

۱۸۵۷ء میں جنگ خیبر میں

۱۸۵۷ء کو

۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں سردار مسعود صاحب کی فتح ہو کر مسعود صاحب نے  
 یا سب اسی طرح میں شامل کئے تھے اور ہندوستان کے سر پر کھڑے تھے۔ چند برس  
 بعد مسعود صاحب نے مسعود صاحب کی تعداد ۱۸۵۷ء میں ہندوستان پر چڑھ  
 اور یہ چڑھ کر اور تھی۔ ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کا بڑا حکم آکر چڑھوں سے اٹھینڈ تھی  
 پھر کراچی سے ہند کو گیا اور سال ۱۸۵۷ء ہندوستان سے واپس لے کر گئے اور اٹھینڈ کو دیا  
 یا تا بہر حال چڑھ کر اور ہندوستان سے ناپس لے کر صرف ایک سال ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء  
 ہندوستان نے انگلستان کو جس پہلو سو طرحی مسعود صاحب کی فتح۔ علم الہیہ مسعود صاحب  
 نیز وہ کہتا ہے۔

۱۸۵۷ء میں مسعود صاحب نے ہندوستان سے چڑھ کر  
 اور ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کی فتح ہو کر  
 یا سب اسی طرح میں شامل کئے تھے اور ہندوستان کے سر پر کھڑے تھے۔ چند برس  
 بعد مسعود صاحب نے مسعود صاحب کی تعداد ۱۸۵۷ء میں ہندوستان پر چڑھ  
 اور یہ چڑھ کر اور تھی۔ ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کا بڑا حکم آکر چڑھوں سے اٹھینڈ تھی  
 پھر کراچی سے ہند کو گیا اور سال ۱۸۵۷ء ہندوستان سے واپس لے کر گئے اور اٹھینڈ کو دیا  
 یا تا بہر حال چڑھ کر اور ہندوستان سے ناپس لے کر صرف ایک سال ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء  
 ہندوستان نے انگلستان کو جس پہلو سو طرحی مسعود صاحب کی فتح۔ علم الہیہ مسعود صاحب  
 نیز وہ کہتا ہے۔

۱۸۵۷ء میں مسعود صاحب نے ہندوستان سے چڑھ کر  
 اور ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کی فتح ہو کر  
 یا سب اسی طرح میں شامل کئے تھے اور ہندوستان کے سر پر کھڑے تھے۔ چند برس  
 بعد مسعود صاحب نے مسعود صاحب کی تعداد ۱۸۵۷ء میں ہندوستان پر چڑھ  
 اور یہ چڑھ کر اور تھی۔ ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کا بڑا حکم آکر چڑھوں سے اٹھینڈ تھی  
 پھر کراچی سے ہند کو گیا اور سال ۱۸۵۷ء ہندوستان سے واپس لے کر گئے اور اٹھینڈ کو دیا  
 یا تا بہر حال چڑھ کر اور ہندوستان سے ناپس لے کر صرف ایک سال ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء  
 ہندوستان نے انگلستان کو جس پہلو سو طرحی مسعود صاحب کی فتح۔ علم الہیہ مسعود صاحب  
 نیز وہ کہتا ہے۔

۱۸۵۷ء میں مسعود صاحب نے ہندوستان سے چڑھ کر  
 اور ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کی فتح ہو کر  
 یا سب اسی طرح میں شامل کئے تھے اور ہندوستان کے سر پر کھڑے تھے۔ چند برس  
 بعد مسعود صاحب نے مسعود صاحب کی تعداد ۱۸۵۷ء میں ہندوستان پر چڑھ  
 اور یہ چڑھ کر اور تھی۔ ہندوستان کے قریب مسعود صاحب کا بڑا حکم آکر چڑھوں سے اٹھینڈ تھی  
 پھر کراچی سے ہند کو گیا اور سال ۱۸۵۷ء ہندوستان سے واپس لے کر گئے اور اٹھینڈ کو دیا  
 یا تا بہر حال چڑھ کر اور ہندوستان سے ناپس لے کر صرف ایک سال ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء  
 ہندوستان نے انگلستان کو جس پہلو سو طرحی مسعود صاحب کی فتح۔ علم الہیہ مسعود صاحب  
 نیز وہ کہتا ہے۔





(۱۷) جنرل بسراہیا کا علاقہ جس پر روس نے قبضہ کر لیا تھا مولڈویا میں شامل کر دیا گیا مولڈویا اور دلاچیا کی ریاستوں پر اہد عانی کی ضمانت دینی پر دستور کی گئی۔ روس لان ریاستوں کے قتل سے جس کا وہ بلا شکرست غیر سے دعو سے دار تھا دستبرد ور ہو گیا۔ اور آئی کے حقوق کا تحفظ مذکورہ ریاستوں نے مجموعی طور پر اپنے پورے سے کیا۔ ان ریاستوں کو حکومت خود اختیاری کے حقوق عطا کئے گئے۔ یہیں مذہب قانون سازی اور نجات کی پوری آزادی اور ایک قومی مسلح فوج رکھنے کی اجازت دی گئی۔

(۱۸) سروا کو بھی یہی حقوق دہئے گئے۔ اہلہ قومی فوج رکھنے کی اجازت آسے نہ کی۔ اس کے اندر ول معالمت میں باہ مالی کی فوجی مداخلت دول پر چہ کی اجازت کے بغیر شروع قرار دی گئی۔

**ضمنی معاہدے** اصل میں اس کے حکم کے بعد ہی روز در معاہدے اور مرتب ہوئے۔ ایک کی رو سے ۱۸۷۸ء کے معاہدہ کی تجدید کی گئی اور در انبیان اور آبنائے یا سنور کئی غیر حکومتوں کے جنگی جہازوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ دوسرے طرف آزاد اور سلطان کے درمیان نواجہ کی بنا پر ہر فریق کو پچھ چھوٹے اسلحہ اور ہتھیار کشتیاں بجز اسور کی ساحلی ضروریات کے سٹھ رکھنے کی اجازت دی گئی۔

۱۸۷۵ء میں کو ایک عہد نامہ اور نوڈس میں برطانیہ، آسٹریا، فرانس سے مجموعی اور انفرادی طور پر دولت عثمانیہ کی آزادی اور سالمیت کو قائم رکھنے کی ضمانت لی اور عہد کیا کہ صلح نامہ پیرس کے کسی جرم کی خلاف ورزی کا جنگ کا سبب قرار نہ دیا جائے گی۔ (دولت عثمانیہ جلد دوم ص ۱۲۱)

### عہد نامہ پیرس کی خلاف ورزی

عہد نامہ پیرس ۱۸۷۵ء میں روس نے صلح نامہ پیرس کی خلاف ورزی کی اور اعلان کرتے ہوئے بجز اسور میں جنگی جہازوں کے زلیہ اپنی تسلحہ پھر قائم کر لیا۔ ۱۸۷۷ء میں بسراہیا کا وہ علاقہ جو ۱۸۷۸ء میں اس سے لے کر مولڈویا



میں تامل کر رہا تھا۔ یہی ہے۔ اس وقت حالِ غلامی سے کسی بھی  
صفت سے بچ کر وہ نکل گیا۔ اس کے بعد سے جس طرح وہ رہا، انہوں نے عظمت  
حق پر کی مہارت کی ضمانت کی تھی۔

حکومت نے باوجود اس کے باوجود اس کی تعداد و دستوں کی ترقی پر پیمانہ لگایا  
۱۰۔ مستثنیٰ ہے۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کو بڑھانے کے لیے اسے یہ سزا  
کا پھانسیا پہنچایا گیا۔

۱۱۔ اس کے بعد اس کے سر پر لگائی گئی اور اس کے سر پر لگائی گئی۔ یہاں سے یہاں سے  
تاریخیں ہو کر نئی تھیں۔ یہاں سے یہاں سے لے کر اس کے پاس سے اس سے  
کسی ایک کو کی مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس طرح کے نتیجے کے طور پر

کا جس میں خود اس کے ساتھ لگائی گئی۔ جب یہ یہاں سے لے کر اس کے  
پہلے تھا۔ اس میں یہاں سے لگائی گئی۔ اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے  
کو مستثنیٰ ہے۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے

کے پاس سے لگائی گئی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۱۲۔ مستثنیٰ ہے۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
یہاں سے لگائی گئی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے

۱۳۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۱۴۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۱۵۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے

۱۶۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۱۷۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۱۸۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے

۱۹۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۲۰۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۲۱۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے

۲۲۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۲۳۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے  
۲۴۔ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے مہارت کی ضمانت کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے



یہ حالتوں میں شکریہ کے برکات سے مددنا خواہیے جو ہر پل میں  
 گنتوں کی طرح رکانوں میں فیضان کے آنکھ کے لیے آج سے ہیں۔ پھر  
 گناہوں سے کہہ دو اور ہر شے میں رہا پستانا لڑیے پیچھے بہیم صحت  
 صحت سے یہی صحت کی بگڑا لہو اسے سائنڈ کرنا بڑے صحتوں نام  
 حلیں خواتین کے جوہر صحتوں اور صحت کے لیے جوں کی ہیں بے شک  
 بے درد و بے درد و ہمتی ہیں صحتوں کی حلیں سے صحتوں کے چہا پلہانے  
 لڑنا ہے نیز، ان صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی

۱۰۱) صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی  
 صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی صحتوں کی

دولت میں کہ اس بات کی تفریح کرتی تھی کہ وہ اس باب میں تفریح سے کیا حاصل کرے  
اس کے لیے اس نے اس کے لیے ایک فریڈم فونڈ بنایا جس میں اس نے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا  
جس کا نام اس وقت سے ہے آج تک وہ اس سے اس وقت تک اس کے لیے فریڈم  
فونڈ میں اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم  
فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔

(۹) اس کے لیے ایک فریڈم فونڈ میں اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔  
اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ  
کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔  
اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ  
کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔

(۱۰) اس کے لیے ایک فریڈم فونڈ میں اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔  
اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ  
کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔  
اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ  
کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو کھرب روپے جمع کر لیے  
اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔ اس کے لیے ایک سو  
کھرب روپے جمع کر لیے اور اسے ایک فریڈم فونڈ کے نام سے منسوب کیا۔







































بی کاغذی کاغذ کے پتوں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 وہاں سے کئی کئی تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 ایک ہی کئی کئی تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے

(۱) تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 تاروں کے ساتھ ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے  
 سے لیا گیا ہے ایک ہی کاغذ سے لیا گیا ہے



مطابق پوری سرگرمی دکھائی۔ قاسم پہلے دردی کے ساتھ گولباری کر کے لوٹ گیا۔ حکامت صاحبہ شہری کے جنازہ دیکھ گئے۔ قتل و غارتگری کا ہونا انہیں پرکھ گیا اور یہ کہ اس سے قبل الجواہریوں کو چھوڑنا مناسب تو نہیں ہے۔ جہاں جہاں جہاں لگے کہ دونوں بھرتیوں کے حالات اور اصلاح جو لے سکے۔ خصوصاً صاحب دوستی والی سے وہ نہیں بڑیا گیا تو اس میں من تمام کہ نہیں نسبتاً زیادہ آسانی ہوتی تھی۔ فرانس نے تو اس کے ساتھ کام کیا اس کے متعلق میں پول نے ایک فرانسیسی فاضل جنرل ڈی روشفورٹ کا مفہوم ذیل قول کر کے اصل حقیقت خارج کر دی ہے۔ روشفورٹ لکھتا ہے۔

ہم نے تو اس کی جہم کو ایک معمولی فریب سے تیسویں ہی تھی۔ پھر نہ تو اس کا ساتھ دیا۔ اس کے ساتھ جس کی شدت قتل کی وجہ سے اور یہی زیادہ ہو گئی ہے۔

(فرانسیسی قزاق ص ۲۹۱ اور ص ۲۹۲)

۲۵۔ برطانیہ نے صحت علی سے دوستی کے با حقوق وصول کئے وہ محض ساہجری اور تو اس پر قبضہ کرنے سے انہیں پورے بکر ضروری کہا گیا کہ اس سے اور بہت زیادہ وصول کیا جائے۔ پھر مصر کا نظردورانی تھی جس کی کچھ قطعیں ہم پچھلے ذکر کر چکے ہیں۔

۲۶۔ روس، برطانیہ، فرانس کے درمیان ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۹ء تک متعدد عہد نامے ہوئے ہیں۔ پھر ۱۹۱۹ء میں ایک نئی اتحاد نامہ ہو جس کی بنیاد حقیقتاً یہ قرار پائی کہ جہاں تک ممکن ہو اسلامی حکومتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جو معاہدہ فرانس اور انگلستان کے درمیان ہوا اس میں فرانس کو اجازت دی گئی کہ وہ جس طرح چاہے مصر کو پر قبضہ کرے۔ اس کے معاہدہ میں فرانس ان تمام حقوق سے دست بردار ہو گیا جو وہ فرانس سے حکومت مصر کی طرف سے حاصل تھے اور مصر کی برادری تمام تر انگلستان کے سپرد کر دی۔

۲۷۔ اس کے بعد فرانس کی وساطت سے انگلستان اور روس کا وہ معاہدہ ہوا جو کہ







تقدیر ہی جیسے ظہیر ایچا۔ جیسے شروع کرنے اور پھر دیکھ کر کہانی تبدیل  
 کیا۔ کئی مہینے نہیں گزریں تھے کہ وہ دیکھنے سے تھکوں تھکوں سے سو رہی  
 ایک تیسرا سفر بردار کر دی تھی۔ وہاں کا انداز کم ہو گیا۔ گھڑوں کے گونجے جاسے  
 محنت گروں کے جیسوں اور تڑکوں کی سر جی اٹھادی تھی۔ حد اچھا حد  
 ۱۰ سو سے گزروں کے ساتھ جہاں نظام کرتے تھے چہ چہ ہی شلفٹریسی ایک  
 جھڑی تھکے سے ایک پورے کی پورے کوڑھ جھڑیا۔ مسٹر انٹ گھنے ہیں۔  
 - اسی وقت پر کسی سے کہہ سکتا کہ گھڑی پیر مسلمانوں نے کی کہانی  
 تو کیسا اور چاہتا؟

اصل دور ہے سچا ہے ریاستیں ایک دو سو سے کے ساتھ ہی شدید صاف  
 رکھنے تھیں تھیں کے گھنے میں قدرتوں کو نقصان پہنچا تھے تھے اسی قدر آپس  
 جیوگی تھک لگائی کرتے رہتے تھے۔ یہاں ہی تھے تقدیر کی عطا دی اور سردی  
 آبادہ کو مٹا کر لاپا چھ تھے۔ تاکہ تقدیر کا کریمہ سے۔ یادہ جتہ جو ہمیں  
 میں شامل کیا جاسکے یہی جلد ہمارے اور سردی تھوں کا تقدیر عطا دی تھوں  
 کی سرگرمیاں سب بھر رہی تھیں ان جگہوں سے عطا دیا کہ اصل تقدیر  
 یہ تھا کہ وہی تھی کو تقدیر کی جانب تھوڑے سے اور ان کی طاقت سے  
 پیش از میں لٹھہ اٹھانے کی کوشش کہ سب جیل جلی کو اسی وارن کے ہتھ  
 تقدیروں سے آپس میں مشورہ کیا اور تمام پورے جیل فریڈ سے کسی اور مشورہ  
 کو نہ تھا کہ تقدیر کے لئے ایک نظام اصلاح مقبول کرنے کی ضرورت  
 تھی۔ اس کام کے لئے اس سے بیس تھوڑے تھیں رہتا تھا چہ شلفٹریسی  
 وہاں عطا سزا کی تھوڑے کہہ ایلم پورے تھوڑے ہر گم کے نام سے مشورہ سب  
 شلفٹریسی مقبول گئی اور تقدیر نے اصلاح کا کام شروع ہوا اصلاح مقبول  
 کوئی ہر سب کی تھوڑے آئے سے وہ کر رہا اصلاح تسلیم کر لی پڑی۔ عثمانی  
 نہیں ہی کشت لگائی اور مشورہ کر کے اہتمام لائی کا کام بہت  
 ہوئی تھیں اسے کم کرنے کا بیڑہ انہی وقتوں سے اٹھایا جس کی سزا کہ یہاں  
 ہر ایک کی تقدیر کا صورتیے طاقتوں ملکوں مسلمانوں کا ہوا ستر ہر ملک



بلائی کی گئی۔ اس سے پہلے ہی ہی کہ یہ سچے لڑکی کو چھوٹے بچے کے لئے کی  
 جو آگے بڑھائی ہے۔ وہ نٹ ملے۔ وہ ت مہاجرت  
 سنیوں کے بعد انگلستان میں اس لئے مرید پڑائی کے ہاں  
 کے تھے۔ بڑے کرنے کا عمل فیروز پور اور دہلی کے بھروسے اور  
 نائین کے زیر قیادت بدل عمل کے تھے۔ جی جیوں کا مظاہرہ ایک ایسا کھو  
 ہوا اشارہ تھا جسے برترک کر سکتا تھا۔ مسٹر جی جیوں کی تھی۔ ٹکسٹ  
 کے باشندے تھے۔ اس میں کہہ رہے ہیں کہ ترک حکومت کے دشمن خواہ وہ اپنی اہل  
 کو پتہ پر بلوچ، اسانگہ، پورہ کی کے خیال سے ملتا اور وہ چھوٹے۔  
 منظوری ملی کہ مفروضہ کو تسلیم کر لیا جاسکے۔

۱۷۷  
 لڑکی صاحبہ انتہا ہی اہم ہے جس میں سنگی (صحت و تندرستی)  
 جون سنسٹر میں شاہ ایڈورڈ اور مارٹن نے رہا اور وہی وقایع کی  
 اور مفروضہ میں اسے تسلیم کرنے کا ایک سہرا ہے۔ اگر تمہیں کیا ترک برترنگ  
 پورہ گرام کا تصور دلچسپ ہے تو میں یہ کہیں نہیں کہہ سکتا کہ یہ اشت کی طاقت  
 واقعی اس میں شہر نہیں کہ انگلستان اور روس کی، خود سرگرمی سلطنت  
 شاید کے اور بھی صورتوں کے لئے بہت ثابت ہوئی اگر لوگوں میں ترکوں کے  
 طاقت کے کام سے کریم انقلاب سے دیگر دیکھو تو میں سے صرف اس لئے  
 ہمارے ایک انتہائی حکومت کا نئی ہو گیا بلکہ دونوں عملی کے ساتھ ساتھ  
 ہی دہلی تک میں ہی گئے۔ (دولت شاہ ۱۷۷۱)

۱۷۸۔ اصلاحات اور ترکوں کے انقلاب پر  
 دول اور سب کا چراغ پا ہوتا۔

۱۷۹۔ کتوں کو اس وقت سے انہوں اور کسی کو تسلیم کیے گا۔ خود  
 نظام کو اپنا تھا۔ ہاں سوی کا اس کے دور دورہ اور اثر تھا۔ کسی ترک کو اپنی ہاں کے  
 تعلق اپنی رہتا اور کوئی طاقت میں کا اپنی تعلق ہے کی اور اتنے ہی ساتھ  
 ہو سکتا تھا جسے نہ سکتی تھی۔ رشوت ستانی اور نظام کا پانچوں طرف چمکا تھا۔

ایں دن ملکوں اور اہل مغرب کی مداخلتوں کے جال میں گرفتار ہو گئے تھے جب  
کہ ہر کسب کی ترقی اور اس کی تعلیمی اہلیں اور تہذیب کی آئینوں میں ایک کھرب کھتی  
تھیں جو کہ ایسٹ کی تہذیب کے ساتھ ساتھ اس کی تہذیب اور تہذیب کے درمیان  
تھے اس لئے تو یہ بھی رنگہ تھیں جو کہ تہذیب کے ساتھ ساتھ اور ملک کے  
ترقی یافتہ تہذیبوں کی تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
یہ تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے  
تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے ساتھ ساتھ اور تہذیب کے

کوڑھ سے مار دینے اور اپنے ملک کی اس کثیر تعداد خطرات سے  
 حفاظت کرنے میں بھی سے ہی ماہرین کی ہونے آنکھوں پر ہاتھ کی بند  
 میں تھی، ایسی فاشیوں کی ہونے سے ہی ایسا دہریہ ہوا ہے کہ وہ  
 پانچویں دکان کی گریڈ کی شرح میں اس کا مشاہدہ کر کے حیرت زدہ  
 رہ گئے ہیں۔ اسے اسے دکانوں کو بہتیت سے بھی دیکھ کر  
 اور اس پھر میں خود قوم کے ساتھ ارضیات نفس اور سب وطن سے  
 انجیر دی جاتی ہے۔ اگر ہندو قوم اور اس کے ساتھ ہزاروں اور ہزاروں  
 انسانی کے کاسریوں کے ساتھ اس قدرت گری کا شکر و  
 چنگے پھر بھی ان کی جن سے حکام کا کوئی بندہ نہیں تھا  
 انہوں نے صرف ان لوگوں کو سزا دی ہے کہ جو ان سے بہت  
 سخت تھے انہی لوگوں کو ہر دوں کیا جنہوں نے اپنے اہل سے  
 ظاہر کر دیا تھا کہ وہ دستور انسانی کے ساتھ طرز کا ہوا ہے۔ ہاں  
 سب کو حساب کر دیا ہے۔ ہر دوں کا حق ہے۔ ترک کے سخت ترین  
 شاہی اور ہر دوں سے ہاں کے ساتھ قائم رکھے گئے ہیں۔

ظہر سولی طور پر کم ہونے۔ (بیداری ترک) ۱۴۴۴ھ

پارلیمنٹ کے افتتاح پر پھر اس کے جلس کی کارروائیوں اور اپنی تقریر  
 میں ہی کابینہ کا ثبوت اور وہ لگتے ہی کے مہدوں کے ساتھ خلاف  
 توقع ثابت ہوئی۔ سلطنت شاہی کے ہاتھ سے ان کے خیال میں آنسو  
 طاعت کے ہیں۔ دیکھ کر کابینہ سے اس خطا ہی کو زور کر دیا۔ ان  
 دنوں کے طاعت کے لگتے ہی اس خطا کا کام شروع کر دیا  
 اور اب سولہ ایک نئی مہدوں کی جائے ہیں۔ عوامات کا نتیجہ یہ  
 کہ چند ہی دنوں میں طاعت اور ہندو کے ان میں قائم ہو گیا۔ انہی انجیر  
 کر کے کیا گیا ہے۔ بہت کم لوگ ایسے تھے جو انہوں سے اس طاعت کے  
 پناہ سے اس کا تجربہ ہوا۔ وہ اپنی اس کے ساتھ ساتھ ہی اس پر نظر

رکتے جیسے انہوں نے حکومت کے سابق اہل جہدہ مددوں کو اپنی عمری  
 برقرار رکھا اور ان کی لیاقت اور تجربہ سے قائمہ نظام اور آئینہ جہدہ  
 کی جو دشوت تواری میں مشہور تھی بظرف کر دیا جو لوگ برادر رکھے گئے  
 کی ہی ملت عثمانی کی ہلاکتی مدد اگر وہ دستور اساسی کے قیود پر کہتے تو  
 فوراً جیلیدہ کر بیٹھ پاتے تھے جو محرم جہدہ دار تھی سلطانیت کے کھڑا  
 تھے اس لئے انہی کو ان سے کہہ دیا جی کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔  
 دستور اساسی کے اعلان و درپورینٹ کے افتتاح کے بعد یہاں  
 ہینوں میں انہی اپنے دکھوں کی ایک ہمت کہ انتہائی امور کی تعلیم و حکومت  
 کے خلاف حکموں کے لئے تیار کی گئی تھی اس طرح تو ان ترکوں نے بغیر  
 لیاقت کا سزا دینی کاموں پر ہی بخار دیا۔ انہوں نے عدول علی کو کھنکھرتا  
 میں ملنے کی غرل کی اس مطلق ضرورت ہیں۔ چنانچہ یوں ہی انسر وہیں جو پیش گئے  
 اور میں الا قرانی کیشیہ ہماست کر دیا گیا۔

<p>انہوں میں ترکوں کی صلح ہوئی ہیں                  طاقتوں کی حرمی دار کو کم کر                  سکی جو کہ دولت خراسان کی مدد                  سے قائمہ اٹھانے کے لئے</p>	<p>مقتضاب کے بعد ترکوں پر یورپ کا بھلا دار                  اور لہ سنیا۔ ہرزہ گینیا اور کر میٹھ                  دہل لہر سپ کا مستقل قبضہ۔</p>
---	--

ہر موقع پر تیار رہتی تھیں۔ دستور اساسی کے اعلان کے بعد سلطنت کی تمام رعایا کو  
 دستوری۔ تادی حاصل ہو گئی تھی مگر اس کے اوصاف سے یوں پہلا اندر ہو گیا جو  
 نہیں اس سے آسٹریا کی غرل میں تھے استبداد کی زنجیروں سے اس سے اب بھی را  
 دیوئے حکومت آسٹریا ان اموروں کو دستوری آرا دیوئے سے پرمانی ہوئی  
 چنانچہ جب تک کہ پرمانی ہوئی تھی کہ گنی کہ دستور کا لفظ اور سبب سے  
 ہرزہ گینیا میں گنی کہ لہا جہدہ آسٹریا کی غرل کے باوجود سلطنت عثمانیہ  
 کی دریا مدنی میں داخل ہیں تو آسٹریا کو تخت تشویش ہوئی اور اس نے  
 دیکھ کر کہ ترک اس وقت مکار کی قوت نہیں رکھتا اور انہی اتھا اور ترقی ایک



طاقت و سلطنت سے آج کر اپنے اقتدار کو خطرہ میں ڈالنا پسند کیے  
 گی۔ ۱۹۰۵ء کو فرسٹ لیز کو دفتر ان صوبوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔  
 واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر جاسٹس لکھتا ہے۔

”یہ وہی پڑا آؤتہ تھا یعنی ایک رفعت پسند جیسا کہ حکومت  
 اس خوف سے کہ ایک اصلاح شدہ ترک کہیں ایک  
 طاقت ور ترک نہیں جاسے فریب کے ذریعہ سے اس کی  
 ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی۔ اسٹریڈ کے اس  
 فعل نے رجعت پسندوں کو قدیم نظام حکومت کے  
 از میر نو قائم کرنے کا اتنی قوت و جہم پہنچایا اور انہوں نے  
 اس موقع سے بڑا فائدہ اٹھایا۔“

(میراوی ترکی ص ۲۶۱)

بلوچستان اور ہری پور کے اہل حق سے دعویٰ روز قبل مشرقی روئینیا  
 کے والی نے جو بلخاریا کا کران روایتاً دار بنار یا کا قدیم لقب اختیار کر لیا  
 پھر ۱۱۲ اکتوبر کو کریٹ نے کی حکومت برتان سے اپنے اہل حق کا اظہار  
 کر دیا۔

۳۰۔ طرابلس اور اس پر اطالوی حملہ | ان دست درازوں کا سلسلہ  
 کی ساحلی حکومتیں جو پہلے سلطنت عثمانیہ میں شامل تھیں لیکن بعد میں سلطنت  
 کی کمزوری سے رفتہ رفتہ خود مختار ہوتی گئی تھیں تو آبادیات اور تجارتی  
 منڈی بنانے کی غرض سے مغربی حکومتوں کے لئے مرکز تو جبرین گئی تھیں  
 چنانچہ فرانس نے الجزائر اور تونس پر قبضہ کر لیا اور انگلستان نے مصر میں  
 اپنا تسلط قائم کیا۔ ۱۹۰۵ء میں فرانس اور انگلستان کے درمیان  
 ایک معاہدہ ہوا جس میں یہ طے پایا تھا کہ انگلستان مصر پر بلا شرکت  
 ظہیر سے قابض رہے گا اور اس کے معاہدہ میں فرانس ہر اگلی



کی رہ لکھائی اور حور مقرر۔

تو حور و حاجت و ملاقات و اور مشوریت

سند کی لکھائی اور حور مقرر۔  
 ۱۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۳۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۴۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۵۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۶۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۷۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۸۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۹۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۰۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۱۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۲۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۳۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۴۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۵۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۶۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۷۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۸۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۱۹۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۰۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۱۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۲۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۳۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۴۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت  
 ۲۵۔ و حور مقرر و حاجت و ملاقات و اور مشوریت





اس بل قیمت میں فروسے زیادہ نہ تھیں تھیں اور تمام کی اشیاء  
 اس کے خلاف وہ چند توڑوں کی روٹ سے غریبہ بیت غلامی و سفاکی  
 عدل و محکم کیسپ ہی بیت کی تھی غلبہ پہلے حکومت کے نام سے  
 اور کافرانیہ اگر یہ عدل و عدل مشن گنی فرودت کردی تھیں پس نہ  
 کے صدر میں نام کی آئندے دل کے مطابق ہو گا جس میں ہم آہ کو مٹا کر گیا  
 اس کے بعد تو ہمیں اس ہم کے آگے ناکہ اور غلامی رہے جاکت  
 میں کر گئے تھے ہر قبیلہ کی کوشش و حق کدوسوں سے نہایت  
 دشمنوں کو قتل کر گیا اور سب کے زیادہ بل قیمت انہوں کے ساتھ  
 کر سکیں مگر فحاشی و غلامی کی کالے صلے کی تھیں کہ صرف  
 ہیں کو حاصل ہو۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان کی  
 میں پندہ اور سے نہیں گئے اور جو ان کی بندہ نہیں تھے وہ تھیں۔

وہ اصل ہر وقت مشتمل رات مشام و صبح

۳۔ فصلیہ اور توڑانی اشاعت اور جواب و عمل سے یہ خبر دیکھی جاتی ہے  
 حکام کے کٹرے تھے ہر گھوڑے پر ایک اور کے ساتھ طرز میں تھے  
 اور کے ہر وقت کے اتنا ہی ہنسکی۔ بیگم وہ اس سے ہی کام دیکھتے تھے  
 نہ بکری جس کے ہونے کے چنانچہ عملی مشن میں ہر اس اور جس سے  
 لکھیے یا کبہ کر گیا۔ انہوں نے قلعہ کی کہ ایک ہر اس کے ساتھ صلے کے  
 کو جانے کے۔ لیکن انہوں نے صلے کے سے قلعہ میں ہر اس کے  
 وقت تک جنگ کو ہدیہ رکھنے کا عزم کر چکے تھے جب کہ انہوں کو شک  
 سے کہ جانتی تھیں لیکن دوستی سے اس میں ہر اس میں ہر اس کی  
 اور ہر اس کے قتل سے یہی خود ماروں کو ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے  
 دینے کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے  
 اور ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے  
 کہہ کر گیا۔ انہوں نے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے ہر اس کے







سے نہ اعلیٰ کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ عیسوی ۱۸۵۸ء میں اس کے بعد اس کے بدلے میں اس کی طرف سے ایک استعماری نوٹ لکھا گیا جس کے پاس میرا۔ جوہر چک اور دیگر ایک سلاخیں کے بدلے اس کے پاس کھڑکیا جاسکتا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے (جوہر) کو لے کر رہی۔ پچھلے مئی کو اس نے پھر دوسری ریاستوں کے ساتھ جھگڑا کیا۔ ترک کے پاس ایک فکے کوچ تھی جس سے اس نے اپنے اپنے نئے ریکارڈوں کی کاپیوں کی فوج ایک لاکھ آسمی بربر تھی۔ سو ایک شخص کو اس کے پاس لے کر آئے۔

دکن میں مشرقی مغربی کی تشکیل صحت، دولت اور ترقی

ان ریاستوں نے سلطنت عثمانیہ سے صلہ۔ وہ اس کے بدلے اپنی تسلیم پر ہی حکومتی کے طرز پر کر لی تھی اور ان کی فوجیں اس کے فوجی لاکھ کے ساتھ تھیں تربیت یافتہ تھیں۔

یہ خلاف اس کے نوجوان ترک ملک کی اصلاحی کمال طور پر ترک کے لئے جس میں کایا سبب تو یہ تھا کہ انہیں جان حکومت اچھی لگے اور صرف پارسی سلاخوں سے تھوڑا سا لڑائی و جہاد سے پسندیدگی حاصل تھی۔ نئے قانون کے مطابق ترک فوج میں بیسویں حصہ ہندی بھی بھرتی کیے گئے۔ اس کو فوجی خدمت میں سے صاحب ملک یا کل بری نئے نہایت شائق تھی چنانچہ وہاں شروع ہوئی تو انہیں اس کے ساتھ ہندی سپاہیوں نے دھوکہ دیا اور سب سے پہلے میدان سے باہر کھڑے ہوئے۔ ایک سال قبل انہوں نے ان کے ساتھ ہندیوں کے ساتھ میں انہیں کم مٹی دوسرے سال انہوں اور سپاہیوں کی خدمت سے اور انہوں نے انہیں بچا۔

۱۱ اتحادیوں نے جب کہ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ کی وصالی صورتوں

**چنگیز بلخان** کی اصلاحی سلاخوں کا اثر تھا مگر حقیقتاً ان کے پیش نظر ان کی اغراض تھیں۔ یہ تو ان کے یہاں اور بربروں کے ساتھ ہرگز پر عمل پورے کرنے کے لئے اور خود براہم پر بھی اپنی فوجوں کی توسیع کا خواہش متعلق۔ چنانچہ اس کے بعد بلخان کی طرف سے بھی کائنات میں سلاخوں کے ساتھ میں اس کے ساتھ گیا تھا۔ سربوں اور تباہی علاقوں کا اپنے اندر شامل کرنا چاہتا تھا جو کہ شیخو نشو کے ساتھ میں اس کی قدم سلطنت کے لئے وہ بھی چاہتا تھا کہ اس کی نکت کے لئے بجز اس میں اور بجز ایڈریاٹک کے ساحلوں تک پہنچ جائیں۔ موافق کر کے انہوں نے اس کے ایک بڑے

پارٹنر۔ (۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۹ء) دولت عثمانیہ میں

۸. آکتوبر کو جنگی عملوں سے سونے چسک کر دیا۔ تہیہ یافتہ فوجوں سے ملنا آگے کر  
اجرا کر کے ان بھائی فوجیں حائل تھیونے کی طرف مدد کریں۔ جس کے نتیجے میں  
لد۔ بلگر۔ یک لڑتے سے تھا جس کا مقصد ٹرانسلفینیہ پر کنٹرول کرنا تھا۔ چنانچہ مدعا تھا کہ  
بھارتی فوجیں ہٹریس میں داخل ہوئیں اور ۲۲ آکتوبر کو عراق کیسا اور اسکندریہ کی  
کے سرحدوں میں آگے بڑھ گئیں۔ عثمانی فوج نے شکر کے صدر میں  
پناہ لے لی اور قسطنطنیہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بلگر میں نے شکر پر  
کلی تھکے گئے مگر نقصان اٹھا کر پاپا ہو گیا۔ وسط زمین جنگ اگے کے سوا فوجوں کے لئے  
تھا جنھوں پر ایک کالج تھا جو گیا اس مدیا میں سربیا اور علی محمد علیوں نے بھی  
حصہ لیا تو ساتھ ساتھ مل کر ملی تھیں۔ ۱۸ روپائی فوجیں اس وقت تک کے تھیں سربیا میں داخل  
ہوئیں۔ سکا کھد کے میدان میں ۲۲ آکتوبر کو ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ نصف جنگ  
بھی رہی۔ اگر میں ترکوں کو شکست ملے۔ سو ہی فوجوں نے اس کو بھی قبضہ کیا۔ جو  
آٹھ کئی فوجوں کو اس کی شکست کا پاپا تھتہ تھا اس کے بعد حصہ خدیوہ میں لڑتی ہوئی ہتار  
جس کے نتیجے میں۔ دوسری طرف موقوف گردن فوجوں نے ستوری کے زبردست  
قصد کا سامنا کر لیا۔ یوٹانیوں کی فوجات کا بھی علی تھا۔ لیکن قریباً گریب ہرگز  
میں کا یہ سب سے ہے۔ ۸ نومبر کو یوٹانی فوجوں نے سالونیکا پر قبضہ کیا۔ سرانہ کی بھری  
فوجات زیادہ ام تھیں۔ بلگر نو بریک بھرا گیا جس کے قریب تمام شاہی اور الیورٹ کا  
قبضہ کیا گیا تھا۔ ترک بھرے کی کڑھی تھی۔ لیکن اس حالت سے بھی زیادہ سنگ  
شدت ہوئی۔

**عثمانی شکست کے اسباب** | اس وقت کی جڑی تھی کہ مسلمانوں نے جو کچھ

اگر اس کے اسباب کے ایک خاص سبب یہ بھی تھا کہ سالونیکا کے انتظام  
معلق تھا۔ تو تھوہ ہر پہلے جنگ فوجوں کا نینر تھا کہ وہاں کوئی مستقل طاقت  
و تھا بلکہ وہ سبھی ہی نجات تھ۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ یوٹانی کی اس جنگ میں  
عثمانی فوجوں کی ڈی کھد دیہاتی جگہوں کی تمی اور بلگر پر چھری طور سے حملہ  
کئے گئے تھے۔ اس کی کھد دی تمام دشمنوں کے ساتھ تھی اور اس میں کھد نہیں

کرتی سطوں کے ٹوٹنے کے وقت طرح طرح کے تصادم فرمادے۔ ہر امن کے جانگس  
 وہ ہے جو باقاعدہ لوگ آتی مچاتے تھے، وہ اپنے گھروں کو ہلکے جاتے تھے۔  
 (ایڈیٹڈ مکتبہ، دولت عثمانیہ ص ۳۳۳)

فرد مغرب عالم اپنی سوانح میں کہتی ہیں۔ ہمیں کے لوگ سے جنگ۔ بٹان  
 سے لڑ کر کوئی جنگ نہیں ہوئی ہے۔ جنگیں محنت کا کوئی نیا ہیام تھے۔ عثمان  
 کے یہ پیرائے تھیں، جبری نہایت افسوس تکھی۔ جھڑپوں کا لڑیوں میں بھونک رہی  
 تھیں، وہ ان کا خاص میں مڑا تھا لیکن اہل میں سے کہی ماحول پر لوگ ناقص  
 جان سے رہتے تھے۔ جب تک پناہ گزین لکل نام سے ہنگر سراسیر تھے  
 پہنچ جب ہمارے آنے والوں اور فرانس میں جینے پھینچے۔ جب آبادی کی تہدی بڑھنے  
 کے گوں میں سردی کی شدت سے لڑتوں کی ہوئی لکل سے رہی تھی تو قسطنطینک  
 اسٹوٹ گارڈنک، فاکر مانی مسلم ہوا تھا۔

دولت عثمانیہ ص ۳۳۳، دولت عثمانیہ ص ۳۳۳

یورپ کا عہد ناموں کا پابند ہونا اگر فاکر نما کوئی فریق میں کامیاب  
 ہو جاتا تو موجود حالت پر قسطنطنیہ کے ماس اٹھوں کا سبب ہے قسطنطنیہ  
 تک کی کامیابی کا قوی اندیشہ تھا اور میں طرح مختلف میں انھوں ایک ایسے  
 لگا لگا سے لڑتوں کی پشت پائی کی تھی اور ترکوں کو بے ثباتی تو حالت سے مست ہل  
 ہو کر آتا ہی طرح۔ راست اُسے جتنا کا تھوڑی سی پہلے سے کر لیا گیا لیکن  
 جب خوف ترقی یعنی وجود کو تقریباً جرموں میں نکلت ہوئی اور اس صورت اگیر  
 پہ کامیاب ہو لے تھے تو نہیں رہا ہوں نے یہ کیا ہوں کر تھیں اب اس کے خوف  
 آورد آٹھائی اور یہاں ہانے گا کہ جتنا نہیں کہ لکل تو حالت سے تھوڑا کر دیا گیا تو قریح  
 انصاف نہیں۔ ستریکوچ وزیر اہم بھائی نے دل تھی کی ترجمانی کرتے ہوئے  
 فرمایا۔ "مشرق اوسط کے نقشہ راز میں تو تمہیں کا ضروری ہے اور اس کا  
 صورت سے سزا نہیں گنا پہاڑیے جہاں تھی لکل قیمت پائیں حاصل ہوئے ہیں"  
 (دولت عثمانیہ ص ۳۳۳)





میں بزرگی ماحول کے لیے ایک نیا راستہ ملے گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔

اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔

اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا اور اس کے لیے سب سے پہلے اپنے لیے ایک نیا راستہ تلاش کروں گا۔

پڑیں اور ان کے لئے صرف اپنی سرحد کی رہنمائی رہ گئی۔ بھارتیوں کی اس ناکام حالت کو دیکھ کر  
 ترکوں نے بھی قائد اعظم اور ہندوؤں کو انہوں نے دکھایا مقررہ سرحدوں میں داخل ہونے اور ہندوؤں کو  
 اور سرحد قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ڈیویٹیا اور قرقی کلیسا بھی۔ جسوں نے دوبارہ سرحدیں۔

**علاقہ قرقی ضلع** | جگہ تقسیم صرف ایک ماہ تک جاری رہی لیکن اس طویل مدت میں بلتھیا  
 کی حالت نہایت نڈک ہو گئی۔ اس کی فوجوں کو ہر جگہ میں شکست ہوئی۔  
 دشمن کی فوجیں ہر طرف سے چڑھتی ہوئی آ رہی تھیں۔ بالآخر اسے مجبور ہو کر دوں ضلع سے صلح  
 کی تلقین کرنی پڑی۔ اور جلال کو فریقین ایک عارضی صلح پر راضی ہوئے اور اسے ایک  
 ایک صلح کا فرس منتہا کر دئے جس میں ریاست ہائے بلتھیا کے نمائندے شریک ہوئے  
 اور ضلع کے نمائندے شرکت کریں۔

**صلح سرحدی ریاست** | انتہا صلح کا فرس کا اجلاس فوراً شروع کر دیا گیا اور اس صلح  
 کے ساتھ معاملات فیصل ہوئے کہ ۱۹۱۴ء کو  
 صلح میں نے صلح نامہ دستخط کر دینے سے زیادہ نقصان بلتھیا کو برداشت کرنا  
 پڑا۔ مقدمے جس کے لئے اس نے جنگ تقسیم چھری تھی اب وہی صلح سے تقسیم کر دیا گیا  
 اور اس کو تقریباً کلینڈر کر دیا گیا۔

دولت متنازعہ کے ساتھ کوئی صلح نہ ہو سکا۔ ۱۹۰۹ء ستمبر تک صلح نہ ہو سکا۔ ۱۹۰۹ء ستمبر کو بالآخر  
 باب ظانی اور بلتھیا کے درمیان صلح ہو گئی۔ تقریباً کا پورا حصہ ترکوں کو واپس مل گیا۔  
 اس میں اور ڈیویٹیا اور قرقی کلیسا کے اہم شہر شامل تھے۔ یورپ میں دولت ظہیر  
 کی کائنات صرف اسی تھا اور وہ تھی۔ بالآخر علاقہ ریاست ہائے بلتھیا  
 میں تقسیم ہو گیا۔

بلتھیا کی دونوں جگہوں میں ترکوں کے حقتوں اور ہندوؤں کا شمار ایک لاکھ نفوس کا  
 کیا گیا ہے اور مصروف ۸ کروڑ ہندوؤں کا ہے۔ علاقہ پور آبادی کے لحاظ سے اس کی  
 آبادی میں سے بیالیس لاکھ آبادی ہیں ہر روز دو لاکھ نفوس اس کی حکومت سے نکلنے اور صرف  
 دس چھوٹے سو پانچ سو سال اس کی حکومت میں رہ گئے۔

خانہ اور صلح نامہ جنگ بلتھیا کے نتائج اور اثرات میں شامل دیا اور منہ جو ذیل سے  
 بھی تحریر فرمائی ہیں۔

وہاں اہلسنت کی صحبت تو تھی ہی اس پر طوطا ہوا کہ بتائیں نے مسلمانوں کی آبادی کو جو  
جنگ میں شریک نہ تھی اور میں نے زیادہ تر اور میں نے اپنے اور ہنسے تھے قتل کرنا شروع  
کر دیا۔ اور یہ لوگ جہاں جہاں کو ترک میں پتہ پھنکے۔ میرا وہ جنگ کو قتل کیا وہاں  
کو فتنوں پرستان کے ہتھیار کا نام اہلسنتوں کو اذیت پہنچانا اور ان کا خون  
پہناتا۔ سب عورتوں کی اہل ذمہ زاد سال میں بتائیں نے مسلمانوں کے  
قتل میں کی۔

(دب) مغرب ان جو ایک مقام کچھ پچاس دیکھتا ہوں۔ مغرب بتائیں کی مسلمانوں نے  
ایک ہزار سے کی جیلوں میں ایک کے ساتھ ہی ہی کرتیں شروع کییں تو مغرب سے مخالفت  
کی اور خالی۔ مغرب جنگ بتائیں کے بعد کہہ گئے نے ایک میں لانا تو انی کیش  
تجربات کے لئے پیچا۔

(ج) جب تک مسلمانوں سے استعمال کے پر تیز ٹی ہاں میں ہی ہو کر ہو سکی بادشاہ  
ہیں سے اس کی تھی کہ مسلمانوں کے خاطر ہلکان کی سہا ادا کی تھی کہ تھی  
تو وہ اب جنگ نہیں لافتا۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی منہ یار سے یہ جانتی  
اور جیلوں کو اس حال میں دیکھ کر یہ خوش و خوش تو ان پر بہت تڑا اور  
اور مسلمانوں سے ہزار مسلمان بیگ کرنا ہو گیا میں آئے تھے اور اپنی مخلوق  
کی داسبتاں کرتے تھے اس کی وجہ سے ان لوگوں میں مسلمانوں اور مسلمانوں  
کے تعلقات جو اب کچھ بہتر چلے تھے بہت خوب ہو گئے۔

(د) کہ میں مشرق و مغرب کی کشمکش (۱۹۰۹ء)

منہ سے باوجود ان واقعات سے بہت اکثر مسلمانوں میں سے اس لئے  
گئے ہیں کہ وہ ان شخص سے جہد میں تعلق نہ لگائے بلکہ اور۔

(۱) انگریز اور یہ دونوں تو میں بادشاہ اور فرق کے باوجود کو نشانہ ہی سمجھی ہیں اور نہ  
انہی کی طرف دیکھی ہیں۔ ان کا دھولے ہاتھوں کی جہد کا بلکل جہت ہے۔

(۲) انگریزوں اور یہ دونوں الوام کا فرقہ خود مسلمانوں کی طرف سے اپنی اپنی جنگ میں  
مردم میں ہر طرف تک نہ ہے۔ جو لوگ یہ دونوں میں اور سو بیگ  
اور کوز میں ہر طرف کے ہاتھ سے نہیں ہیں وہ ہر اس میں سے سخت



ہیں جو ملک جیٹا کے ساتھ کئے جا سکتے ہیں بلکہ وہ مثل حیوانات یورپ والوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲۲) ان کا اعتماد اور نظریہ یہ ہے کہ نوآبادیات برٹش یا امریکی وغیرہ کے باشندوں کا مال جیٹا، عزت، ان میں دست کاری، تہمت وغیرہ سب دنگریزوں اور تسمانیوں کا ملک ہے جس طرح چاہیں ان کے لئے قانون بنائیں اور جس طرح چاہیں ان میں تصرف کریں۔ یہ رنگین قومیں اگر ان میں کریں تو باہمی ہیں۔ تسمانیوں میں متعلق ہار دئے ہیں۔

(۲۳) ان کے نزدیک اپنی شہنشاہت اور قوم کا اپنے لوگوں کے لئے تمام رنگین قوموں اور ان کے منافع معاش اور رائج اس واسطے اور سکون و طبع کو قربان کرنا ہی اصل اہم رحمت اور تہنیر سب ہے۔

(۲۴) ان کا عقائد ہے کہ ہر قوم کا جوٹ، جذبہ فریب و کراہت، قوم پرستی، جیٹا، اور ہر ایک شرف و ملک معاشرا اپنے اور اپنی قوم و ملک کے مفاد کے لئے واجب اور فرض ہے اور اس میں کوئی قباحت اور عیب نہیں۔

(۲۵) ہندوستانیوں کا دنیا میں سب سے بڑا دشمن انگریز ہے اس لئے جس قدر ہندوستانیوں کی دولت، کساح دولت، تہمت صنعت، زراعت، ترقیہ اور ان کے اخلاق، تعلیم، عورت، مائتد، اعلیٰ تہذیب وغیرہ کو تعلقہ بننا یا کسی قوم نے نہ ماننا ہے گزشتہ میں نہیں بننا یا اور کسی دوسری قوم نے سب تک کسی دوسری قوم کو بننا یا۔

(۲۶) انگریزوں اور ہندیوں کے عہد و موافقہ اور مشق و اشتیاقوں اور فرقیوں کیے صلہ و صلہ اور کوئی دفع الوقتی کے لئے عمل میں آئے ہیں اور جب جاتے ہیں توڑ جیتے ہیں کوئی معاہدہ رنگینوں قوموں اور اشتیاقوں اور فرقیوں کو سبکیا معاشروں میں نہیں ہے۔

(۲۷) انگریزوں ہندوستان میں کہ ہمیشہ اذن مالت اور غلامی کی اختوں میں جیٹا کے کھنڈا ہوتا ہے۔ کسی صورت میں کہ ہندوستانیوں کا اپنا گوارا نہیں ہے۔

(۲۸) ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہیں ہے جس کے دشمن ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو حق و حق سے مٹانے کی نیت ہے ہر حال میں ان کو نہ صرف ہندوستان کے لئے ہے۔

دینی اقتصاد اسلام کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچا رہا ہے اور ان خصوصاً انگریزوں نے پنہا لیا ہے کسی نے نہیں پہنچایا۔  
 (۱۲) انگریز دوستوں کی زمینی قوتوں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور ہندو  
 دشمنی کر رہی۔ ان کی دلائی اور دشمنی ایشیا میں اور ما فریقیوں کے ساتھ  
 برادری کی برادری ہے۔

(۱۳) انگریزوں کا ہندوستان میں آتی رہتا ہندوستان کا بڑا بھگتا ہے۔ جتنی ہی اس  
 میں دیر ہوگی وہ ہندوستان کی پرنٹ برادری پر جتنی تک جاسکے گی۔ جیسا کہ  
 مذکورہ ہے۔ ایسی پرنٹ وغیرہ کا قول نقل کرنا سکتے ہیں۔

(۱۴) انگریزوں کے ہندوستان میں پھوٹ اور تفرقہ اس قدر بڑھا گیا کہ اس  
 کے پھوٹے ہوئے اس دنیا میں صدیوں تک گل نہیں ہو سکتا۔

(۱۵) انگریزوں نے ہندوستان کو کئی کئی بار اور دہائی تک تباہ کن ہتھیار  
 اور بے رحمی حکم بنا دیا ہے۔ نہایت اور تفرقہ کو تفریق بنا دیا ہے  
 سنی و اہل حق کو فریبہ بھوٹ اور ظالمانہ اور پستی اور تباہی  
 طلاق و اسانیت افعال کو شائع کر دیا ہے۔

ہندوستان کے حالات اور دنیا جبر کے واقعات کے مطالعہ اور  
 گوہر خورد گوشتہ انگریزی اور لوری، اقوام کے تعلق یہ عناصر و طاقت حضرت  
 شیخ الحدیث سیدنا ابو العزیز کے ذہن میں پختہ کر دیئے تھے تیز دنیا کی ساتھ انہیں  
 اور آسمانی تعلیمات ان کے دل نظر تھیں۔ پھر میں غیرت اور عدل اور بیاد و عافیت  
 سمجھتی۔ بتیری آئے داسلہ کرات و سانچے کا لہجہ بازی تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی

ماسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریر پر دانش دانانہ سے پہلے حضرت علامہ  
 صاحب نے مختصر آئینی حالات، نظریہ کی خدمت میں پیش کر دی تھی حضرت مولانا محمود حسن  
 صاحب نے شیخ الحدیث کی سرور العزیز کے دل راہد مولانا داد اللہ صاحب مدظلہ العالی

کتبہ در طبع سہارن پور کے قریب شہرہ میں ایک عورت نے لکھی جو ہندو  
 ہے۔ یہ عورت نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے کی رقم جمع کی  
 ہے۔ اس رقم سے اس نے ایک کتاب خریدی اور اس کتاب کے نام سے اس نے  
 ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا اور  
 لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد سے  
 ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ  
 میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔  
 یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے  
 اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو  
 لکھنا سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے  
 جس نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم  
 سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا  
 سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس  
 نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے  
 ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا  
 اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے  
 شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ  
 کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا اور لکھنے  
 اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد  
 سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔  
 اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے  
 کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو  
 تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں  
 اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔  
 یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع  
 کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی  
 کو لکھنا سکھایا اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت  
 ہے جس نے اپنے شوہر کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم  
 سے ایک مدرسہ کھولا۔ اس مدرسہ میں اس نے اپنی بیٹی کو لکھنا سکھایا  
 اور لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ یہ ایک عورت ہے جس نے اپنے شوہر  
 کی مدد سے ایک سو تیس روپے جمع کیے اور اس رقم سے ایک مدرسہ کھولا۔

تقدیری مشائیر علماء و علماء شریک سے تعلق بہت اشد اور نہایت گرم بنیادی  
 اہل صاحبہا، مصلوٰۃ و استقام کے شوق میں بغداد بسنے اور حضرت قطب  
 عالم عالمی، اجداد اشد صاحب تقدیر، اشد سر ناصر بن سے پارشا اور اولاد کا نام و  
 مرام بہت کا شرف حاصل کیا۔ اسی مقامات مغرب کے حکامات و فیوض سے بہرہ  
 ہوا کہ پھر وہ کے بعد یہ حالت ایسی بسنے۔ اور اس کے بعد تھیں علم میں بھلائی  
 گئے اور اس میں اپنی مشہور کتاب ایضاح اللہ کے اجتہاد کی اور ۱۱۰۰ تقریباً  
 طبع ہوئی جو حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے لکھے  
 تو اس کی مطابقت کے علم و علم میں تمام تعلقات اور مشاغل ہمہ جہت ترک کر کے  
 حیات کو اپنی اختیار فرما کر حضرت مولانا کو پہلے کابل آنا، پھر انونوی مرام سے  
 اتھارن عشق و عاطفہ میں تمام مغرب سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے  
 ایک ماہ بعد تھیں مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 پھر تھیں شریک فرما کر ان کے بعد باسوک مطبقت ایسی زمانہ میں غالب آیا اور حضرت  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 بعد جہد فریاد کی حکامات تھیں مرام مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 تھیں اور کد تھیں مشمول تھیں تھیں۔ طبیعت نہایت لہلہا جی تھیں  
 تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا  
 مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا

ہا کیے، اما علوم صدر میں جو نہ کہلے اور اکتسل پائیں اس تک شروع  
 علوم پرانے سے تمام علوم سے اس سے دور مداف و ائمہ مشہور میں دست گاہ  
 کاں رکھتے تھے اور سب علوم و فنون کو کہیں نہ کہیں ان تحقیقات کے ساتھ  
 پڑھا کرتے تھے لیکن علم حدیث میں قصوری شہت اور بے مثل تجربہ و تحقیق رکھتے تھے  
 جس کی وجہ سے ان کا ہر دور مستوں اور مالک بیحد سے ہر علم سنان کثاں  
 آتے تھے جو سزا دینے سے خوفناک اور جل جبرہ سے بچا ہوا ہر بات، انھماں کا  
 ترکستان ہر جگہ کے علم آپ کے علم کی روشنی میں مٹا دیتے تھے اور تحقیقات مجہم  
 کے لیے اس سے، اس کے لیے کہتے تھے۔ منہ سے جی صراحت مختلف اساتذہ کرام  
 سے استفادہ کرنے کے ہر حضرت کی درستگی میں حاضر ہوتے تھے۔ پہلے اپنے  
 شکوک و شبہات کے کاں اور تشریحی جواب پانے کے ہر حضرت کو ہر  
 کی بات سے آیات قرآنیہ اور حدیث نبویہ کے ساری مضامین جاری کو سنی کہ  
 سربراہم کے سزا ہر جگہ سے کہ ہر علم کسی کو ہیں۔ دیکھا کہ تو اس وقت  
 دنیا میں ہے۔ اذہماں وجہ تقرر نہایت ہیں اور وہاں تھی۔ کام میں خاص  
 تر تھا جو کہ حنون کو اس سے کہوں نہیں کہتا تھا۔ بول اور قوت کے رہا میں  
 دی وقت کے اکثر اوقات اس وقت میں کہ تشریحی گوئی تھے لیکن اہل  
 میں صرف حدیثی کثرت سے لادھا میں تھی اور یہی بھاری کا اسی دیکھتے تھے  
 انھماں سے شیخ محمدی حضرت شیخ احمد ندوی اللہ مراد العزیز اور مولانا سید  
 احمد علی صاحب مہاراجہ کے احکامات سے استفادہ کرتے تھے  
 تھیں تمام اہل انھماں، شیخ اسلام پڑھوئی تھی۔ اساتذہ مشہور سنی کے  
 اور مداف و ائمہ مشہور کے کلام بہت زیادہ سمجھتے تھے کہ کسی کو ہر دور  
 ہر جگہ سے، خود کو سنی کو سنی تھی اساتذہ کرام میں رہا ہے  
 بہت زیادہ سمجھتے تھے۔ حیثیت بہت زیادہ سمجھتے تھے۔ لکھنؤ کے ہر کام  
 وقت کے ہر پان اہل وقت میں زیادہ سمجھتے تھے اور پڑھنے کا علم بھی ہر  
 علم شیخ احمد علی صاحب کے علم سے لیا تھا۔





جاننا نہیں۔ خصوصاً جنگ عظیم اول اور جنگ دوم کے بعد دنیا بھر میں  
 نئی نئی چیزیں اُسے جنم دے رہی تھیں۔ اس کی بے گونی عام غریبوں میں بھی آگئی۔ حضرت شیخ محمد  
 مولانا صاحب نے اس کو محسوس کیا اور فرمایا: اللہ عزوجل نے تم کو کبریٰ نظر واقعات عالم اللہ  
 کا مخصوص ہندوستان اور دنیا کی پر بار بار رکھ رہی تھی ان واقعات سے اس کو مدد ملتا  
 رہے گا۔ ان کے لئے آواز ملے گی۔ تقریباً ۱۹۰۱ء میں ان کی اولاد نے پہلے اشتیاق سے شیخ  
 محمد صاحب کو مدعو کیا اور کئی شہرہ دار واقعات ہندو ملک سے اس کو بیان کئے اور فرزند  
 یحییٰ وغیرہ پر جاننا۔ مگر شیخ محمد صاحب ان کو بھروسہ نہ کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بروک  
 مستعد ۱۳۰۰ء میں آکر کھٹے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم ہمیشہ ان سے رہیں اور ان  
 سے جاننا کو سنتا کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد صاحب نے اللہ علیہ کی مقررہ تاریخ میں ہی جم کر کہا تھا ہے کہ مولانا صاحب  
 کو تعلیم و تربیت کا شرف حضرت مولانا صاحب نے حاصل کیا اور یہی حضرت مولانا صاحب  
 کا صاحب ہے۔ اللہ عزوجل نے ان کو اور حضرت حاجی امجد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے  
 جاہل تھا سالہا سالہ ان کی خدمت میں رہا۔ ان کی تعلیم اور شرف بیکار تھا  
 ہندوستان کے ساتھ رہتا تھا۔ ان کے ساتھ ان کے دوستوں کی خدمت میں تھے جنہوں نے  
 حضرت شیخ محمد صاحب کی خدمت میں ملا تھا اور وہی وہی ہے۔ ان کی ہی اقتدار  
 کا آثار دریافت ان کے ساتھیوں میں ہمیشہ آ رہی اور جہاد کے ہاں ایک ایک شخص کو رہتا  
 تھی اس لئے حضرت شیخ محمد صاحب علیہ السلام کے اقتدار کے آثار کو دیکھا  
 ہندوستان میں ہوا کسی اور کو تو تھا۔ مولانا صاحب نے حضرت محمد صاحب علیہ السلام کو  
 خدمت کی فہمیوں سے ایسا غیب عطا کیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ غیرت و وحی اور توفیق  
 عینت و اطمینان اور طبیعت و اسلامی مصلحتیں وغیرہ کو کٹ کر جوڑی تھی مگر شیخ  
 ایسا تو ہی اللہ تعالیٰ عطا کیا تھا جس میں نہ صرف علم تھا بلکہ غیب کے ساتھ ساتھ  
 حضور پر ہوتے تھے جو واقعات تاریخ سے اس سے اس سے آگے تھے کہ وہی ہے شہر  
 فرسٹنگ کے رہتے تھے۔ نکاح اور بھوک اسی تھی جس کی عطا ہوئی تھی کہ شکل سے  
 مشکل مسائل کو حل کر دیتے تھے۔ اس لئے یہ وہی ہے کہ وہی بال  
 واقعات خصوصاً عقاب اور مہر ایس کے دن گھبراہٹ میں ان کے عالم اور اللہ











اللہ کی طرف سے امانت و بقا کے لئے جو عظیم نعمتوں سے ہمیں آسماں سے نازل کیا گیا ہے انہیں ہم اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو عظیم نعمتوں سے ہمیں آسماں سے نازل کیا گیا ہے انہیں ہم اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو عظیم نعمتوں سے ہمیں آسماں سے نازل کیا گیا ہے انہیں ہم اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو عظیم نعمتوں سے ہمیں آسماں سے نازل کیا گیا ہے انہیں ہم اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو عظیم نعمتوں سے ہمیں آسماں سے نازل کیا گیا ہے انہیں ہم اپنے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں۔

اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔ اس وقت کہ ایک شخص کو اپنی اس طرف سے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف سے طلب کیا ہے وہی اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے۔

ملا کر مولوی عبید اللہ کو تعلیمی پتہ دیکھ میں نہنگ اور مشغول تھے میں نے ان کو ادھر سے  
پہنچ کر سیاسیات اور برطانویہ کے خلاف جنگ میں ڈال دیا۔

الارض حضرت رکتہ اللہ علیہ نے ان کو بلا لیا اپنا ہم خیال مولانا محمد علی بن علی جو نیک  
ان کے بہت سے اصحاب اور جان بھائیوں کے ساتھ برطانیہ، امریکہ وغیرہ میں تھے  
انہوں نے اپنے مستند علیہ حضرات کو بار بار دفتر کر کے استوار کیا اور اس تحریر کا نمبر  
بنایا نیز ان میں بھی دفتر دفتر بنیایں لوگ ہوتے گئے۔ ڈاکٹر انصاری مرحوم، مولانا محمد علی  
مرحوم، مولانا شوکت علی مرحوم مولانا ابو الکلام وغیرہ حضرات کے نظریاتی مولانا عبید اللہ  
صاحب مدبر رہے۔ حضرت رکتہ اللہ علیہ نے بار بار مولانا عبید اللہ صاحب کو فریڈ  
یا فٹنٹا کا سفر وغیرہ میں بھیجا اور وہاں کے لوگوں سے تعلقات قائم کر کے اس اسکیم کو  
چاری کیا۔

مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم کی ڈائری کا ترتیب دینے والا ریاضی صفحہ ۲ پر لکھتا

ہے۔

۲۵ نومبر ۱۹۵۴ عبید اللہ صاحب مرحوم کا سفر نامہ کابل ایک تاریخی دستاویز ہے اور

(صفحہ ۵۵۴ تا ۵۵۵) خدمت میں گیا۔ پھر بخاری اور جامع ترمذی میں دو سو تالیفات لکھیں۔ ۱۹۰۰  
بخاری، الشانہ مشکوٰۃ، کرمی سے سیدھا پھر چوڑی فتح سکھو پنہا (اس تمام سفر میں ایسا  
ڈاکٹر لاہور نہیں اور ترا اور سیدھیان نہیں گیا۔ میرے فرزند میرے آسنے سے دس دن پہلے  
وفا پے گئے۔ وجہ سسٹم میں حضرت شیخ ابو اللہ کے اجازت نامہ تحریر کرنا کہ عبید اللہ  
اور مولوی کمال الدین صاحب نے مجھ سے سنن ابی داؤد پر علمی شواہد مشکوٰۃ سے  
سیدھا لکھیں (ما ظاہر صدر لکھنا صاحب مرحوم) کے دوسرے خلیفہ مولانا ابو الحسنی فتح مولانا  
صاحب کے پاس ہر وقت فتح سکھو میں ہلا گیا۔ انہوں نے اپنے فرزند کا وعدہ پورا کر دکھایا  
میرے ساتھ بننے والے کے تھے۔ میرا نکاح سکھ کے سید میرا سکھوں کے مسٹر مولوی محمد  
عظیم خان کو سفارشی کی لاکھ سے کر لیا۔ میری داد کو بولا۔ وہ میرے پاس اخیر وقت تک سید  
فرزید میں میرے مطالعہ کے لئے بہت بڑا کتب خانہ بھیجے گیا۔ میں ان کے نقل حافظت میں  
مطالعہ تک اطمینان سے مطالعہ کرتا رہا (ذاتی ڈائری از صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۴)







مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم کی سیاست میں ابتدا۔  
 مولانا صاحب مرحوم کی سیاست میں ابتدا۔  
 قاضی میں صفحہ ۱۹۰۰ تک ہے۔

میرا سیاسی بیانیہ ۱۹۰۰ء میں مولانا صاحب مرحوم سے ملا تھا۔ اس میں شہید کی سوانح  
 قریب ایک اسلامی مصلحت کی ابتدا ہے۔ میرا قلمی تعلق مولانا صاحب مرحوم سے  
 مولانا صاحب مرحوم سے ہو رہا تھا۔ مولانا صاحب مرحوم نے بہت سے  
 واقعات اور حکایات سے آشنائے کیا تھا۔ مولانا صاحب مرحوم نے بہت سے  
 نئے ستونوں کی تاریخ آنکھوں میں جاری تھی۔ میرا تاریخ پیچھے سے  
 خاندانی صورتوں کی صحبت میں انقلاب پنجاب کے تکلیف دہ حالات  
 سے مراد تھا۔ اس میں ایک نم کا انقلاب آیا۔ پہلے وہ  
 مولانا صاحب مرحوم سے آج سوانح کے مکتوبات میں سے ایک  
 مضمون سے کہ جس نے اپنا حق سیاسی پر درگرم بنا لیا۔  
 وہ اس کی اور انقلابی تھی۔ مگر ہند کے باہر مسلمانوں  
 کی تحریک سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے مجتہد اثر  
 پڑھنے والی جماعت کو اس میں شامی کر لیا اور اس طرح اپنے  
 خیال کے موافق آہستہ آہستہ کام کرنا شروع کر دیا۔

۱۹۰۰ء میں دیوبند پہنچا۔ اپنے  
 معاودت دیوبند۔

معاودت دیوبند۔ مولانا صاحب مرحوم سے ملا تھا۔ اس سے  
 کے کیا ایک جماعت میں ہندو دوسرا حق حتمی تھی۔ حضرت  
 مولانا صاحب مرحوم نے ہندو دوسرا سے پہلے فرمائے۔ اس  
 دس ہندو دوسرا کی مشہور کتابوں کے اطراف سنا کر وہ بارہ

نشاہت و اجہزت حاصل کی، بعض مسائل جملہ کے ضمن میں جملی اس رسالت کا بھی  
 لکھا گیا، حضرت مولانا نے اسے بیحد پسند فرمایا، چنانچہ اس وقت کا مشورہ دیا  
 اسے اتنا سونپ کر لیا کہ اسے لکھی ہوئی اس کا کوئی جلدی نہ لکھی کہ وہ جسے تنگ  
 کے بعد میرے نظمیں لکھی ہیں تمام مشائخ حضرت شیخ الحدیث مولانا صاحب  
 سے ثابت ہے۔ و اقل غازی مستحکم

بعیت اقدسہ میں بندگی کا کہہ کر میرے حضور کے آئینہ فرماتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت شیخ الحدیث مولانا صاحب نے جو بندگی فرمایا اسے بطور  
 حق کو یہ بندگی کا کرنے کے لئے علم دیا، اور فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ  
 بھی قائم ہوگا، چنانچہ بیعت اقدسہ میں کام لے کر اس بیعت کی فریاد  
 قاسم میں مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے مولانا صاحب سے مولانا صاحب سے  
 فریاد کی مولانا صاحب سے ساتھ فرمایا ہے۔

نظارۃ العبادت و عبادت مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 فریاد سے فریاد ہے۔

و اکثر ہے کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ بیعت اقدسہ میں مولانا صاحب نے فرمایا  
 نظریہ سے فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 حق انہوں نے مولانا صاحب سے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 کہ تھے ہی مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 مرکز سے فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 اس فریاد نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 بہت زیادہ فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 نے فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا  
 فریاد ہے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب نے فرمایا



مجلس پہنچا نہیں تو ایک ہفتہ اس کے لئے ہی نسبت میں پہنچ کر پندرہ روز آتی  
 تھی بیسویں عمر کے ۱۶۰۶ ہجری قمری، نصف پانچ فصل سے آگے کہ  
 ماہ کو مکرر ماہ میں مختلف ہوتی ہے، اس کے وقت ہی کیا ہوگا  
 ہجرت کوئی نے جو ماہ کو ۱۶۰۱ء کے پہلے پہنچا ہے انہوں نے کہا کہ  
 پانچ ماہ بتایا کر کوئی فقیر ہو کر ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا اور  
 کچھ سو یا صد فیصد بیع ہندسوں میں ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 کہ اس سال کی فقیروں کا حال یہ ہے کہ ہجرت سے ہی نہ ہو سکے  
 ہے تاہم ہجرت کو ہرگز بھی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے  
 کچھ سو یا صد فیصد بیع ہندسوں میں ہجرت سے ہی نہ ہو سکے  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا

(ذوالکبریٰ صفحہ ۲۶۰-۲۶۱)

ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا

اور ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 اگرچہ ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا  
 ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا ہجرت سے ہی نہ ہو سکے گا

کارتھینس اس وقت ایسا جلد تھا کہ پہلے قومی اور دستوں کو بھی نہیں  
 پہچان سکتا تھا۔ یہ ہے اس مصلحتاً تیرہ کہ میں اپنی ذہنی قریب کہ تمام  
 دلدادہ ہی کے فلسفے ایک شروع ہے اس لئے کہ وہ جی جلد سے مخلوق  
 کہ جسکا ہماری سوچنے میں کہ یہ اب ہمیں اس کا جی جلد سے مخلوق  
 تمام اپنی جلد سے مخلوق ہمیں ہندوئی قائل ہیں اور سوانہ ہی  
 مرفیٹس کی جلد سے مخلوق ہی۔ ہم سوچنے سے اس کا جی جلد سے مخلوق  
 ہوں گا اگر میں مخلوق کی جلد سے مخلوق تو میں اس جس جلد سے مخلوق  
 جلد سے مخلوق

جدید ترکیب | سنگھن میں منظور (گھانا) پنچا میر سے ملے سیر کر گیا تھیں  
 ہا کو اور وہ اس جلد سے مخلوق کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ  
 برعکس کہ جس میں کہتے تھے کہ جلد سے مخلوق ہے کہ میں سیر میں نہیں  
 پنچا میر کہ جلد سے مخلوق میں ہے کہ جس جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں کہ جس میں  
 میں نے ترکیب تمام اس کا آری مصلحتاً کہ جس میں قریب میں اس کا  
 کہ جس کو نظر نہیں آیا اس جلد سے مخلوق کے لئے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 کہ جس میں قریب میں اس جلد سے مخلوق کی جلد سے مخلوق میں اپنا مصلحتاً  
 کہ ایک اس کی جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 انتہا ہے کہ جس میں اس جلد سے مخلوق ہے۔

پہلا پروگرام | آپ کو اس طرح اس کا جلد سے مخلوق کرنے میں سیر میں ہے  
 کہ جس میں قریب میں اس جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 فکر کو جلد سے مخلوق کی جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 قریب میں اس جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 بعض جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 نے اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا  
 سے جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا جلد سے مخلوق ہے کہ جس میں قریب میں اس کا









سب سے پہلے خوش آمدی کھانے کے لیے آیا وہ تو جہاں سردار عبدالہادی شاہ تھا۔

شیخ صاحب ابیم کے مکان کے قریب ایک کمرے کے مکان میں آئے اور ان کے کھانے سے ان سب لوگوں سے دل گئے جن کے لیے بعد سے پاس لکھنؤ کے سردار پیدا ہونے میں ہر طرح احادیات کا یقین دیا اور جو اسے قیام کا نام میں جو سرکاری شکایت پہنچا ہو سکتی تھی ان کے خالی کرنے پر اپنی تمام ٹھکانے مہلک رکھی۔ اسی وقت لکھنؤ کا یہی تھا کہ ہم بظاہر سپہ سالار سے اجنبی رہیں اور اس پر ہم نے غصے کی سلسلہ سپہ سالار کے فائدہ کا جو اسے مشائخ سے لاس رہا ہے آنا چاہا اس نے ان کا ہر قول اور اس خاص وقت پر مٹی کا تار کے شریک جنگ جو ہے کا اثر سردار محمد علی نے پر نشا بہت زیادہ تھا اس نے ہمارا بدلہ ان کے زیادہ ہوا گیا۔ انہوں نے ہمیں سردار حسین سلطنت (سردار عسکرت اللہ خاں) سپہ سردار جو بیٹا تھا ان سے لیا اور اس سے لیا اور ایک سال سردار کی حیثیت میں کھانے پر تلے۔ اس سے بعد ان کے سلطنت کے تمام سرداروں کو کھینچ گیا اس کھانے کے بعد ہم نے ایک سالہ تجربہ کائنات کے استعمال کو لے کر شوق میں صرف کیا۔ اس کے بعد ان کے شریک ہوتے ہیں سلطنت اسی میں شریک یوں لگاؤ کا ایک حکم ہے جو کہ ان کے شریک کہتے ہیں۔ اس حکم کا زمین قاضی عبدالرزاق خاں جو اس وقت دارالعلوم مدریہ شاہ کا تھیں پڑھتے ہیں۔ حضرت حضرت امیر شہید صاحب گنگوہی (دکنی لفظ سوزا صوفی سے لے گئی تھی۔ سردار نائب سلطنت (سردار نصر اللہ خاں) کے خاص صوفی صاحب تھے اور جیسے سردار مرزا حسین سلطنت سے لے کر سردار سپہ سالار اعلیٰ حضرت سے قاضی عبدالرزاق خاں صاحب سے ہم چند خطبے لے کر اپنے ملی ملائمتوں کو یاد تازہ ہوا کرتے۔ ایک عجیب بات وہاں سے نظر آئی کہ جہاں سے اس سفر کے شوق خاص طور پر آنے کے لیے ان مقامات کو چلا گئے۔ انہیں جب بھی طرح الیٹیاں ہو گیا کہ میرا ہی نام ہے جیسا ہے تو بہت سرد ہوئے۔

سردار نائب سلطنت کے حضور میں پارہ پالی عالی عبدالرزاق خاں

کا ہاتھ لگے کہ میں سردار نائب سلطنت (سردار نصر اللہ خاں) سے مل گیا۔ معلوم ہوا کہ اس قسم کے فیروزگی پر لکھنؤ حالات سردار نائب سلطنت

سے متفرق رکھتے تھے۔ ان کی سادگیت اور عظمت کے سلسلے میں ہوتے ہیں۔  
 مگر اہل ہند میں کہ عورت کے متعلق انہیں شہوہ دیا گیا وہی عورت میں شہادت  
 اور اولاد کی شہادت ہے۔ کتہہ سلا سے ہوا یا بچو۔ اے انہوں نے پڑھ لیا ہے۔  
 ایک نظر میں کھلیا۔ جس میں ہم نے اپنے مقاصد کا اہم اور ذکر کیا جس کے  
 ایک حصہ کے سرور میں اس وقت اپنے ساتھ لے گئے۔ سرور میں اس وقت  
 ہم دونوں سے ظہیر میں لے اور گنڈہ جگ مشعل عورت تھے۔ عورت کے بولبات  
 مشعل میں کہہ کر ایک طرح کا ہوا تھا۔ جس میں ہم مشعل عورت تھے۔ یہ کہہ کر  
 رہے۔ میں اس میں ہوا کہ یہ شہادت عورت کے عورت ہونے کے بعد کی لڑائی  
 تھی کہ اس بلکہ کا عورت اس میں کہہ کر ہم انہوں کے سامنے پیش کریں۔

میں تہذیب کوئی کامیاب نہ ہو سکتا۔ انہوں نے عورت کو تہذیب سے دور رکھ دیا۔  
 اس کے بعد عورت کو عورتوں سے۔ کہہ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے عورتوں کے لئے عورتوں کی  
 عورتوں کی عورتوں میں سے شروع ہوئی ہیں۔ لیکن ہمیں عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 کو لڑنا پڑا۔ اور عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 تھی ہیں۔ اس لئے ایک عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 آری عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 کہہ کر پہلے تہذیب کوئی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 نے عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 انہوں نے عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 کے کہہ کر عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 گئے کہ اسے کل لڑائی میں کہتے ہیں۔ انہوں نے عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی

انہوں نے عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی  
 عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی عورتوں کی

وائے اسے حضرت ابو سہل بن عبد مناف کے سواں کرے اور اسے کوئی اور نہ کہے  
 میں کہ فرما رہا ہوں اسے اس میں سے کہ وہ سب سے پہلے ایک کہی ہوئی ہے کہ ایک  
 پانچ سو تین سو ہزار تھوڑے دنوں میں پہلے کا م زبردستی داشت و سنت سے دینا ہوا  
 اسی حالت میں میرا ہوا اسی حضرت کے حضور میں کہی گیا کہ ایک گھوڑا ہوا حضرت نے  
 فرمایا وہ گھوڑا تھے وہ تھیں وہاں یہاں سے یہ وہاں سے یہ وہاں سے یہ وہاں سے یہ وہاں سے  
 کاتبہ فرمایا کہ اس کے لئے رہا ایک حکم ہوا فرمایا۔ کہ اس میں سے پہلے اس کو پھر  
 کہ ہوا کہ میں صرف اس وقت اس کو ہوا اس کی خصوصیت ہے کہ اسے خود چاہے وہ چاہے  
 کا یہ اس وقت کہ یہ وقت تو میری بات اس کے روز ہوا اس میں یہاں کہ اس وقت ایک  
 چند سال پہلے کے روز میں پیش کیے۔ مگر ایک سبب کی حالت میں اسے یہاں سے  
 دینا ہوا کہ اس کے بندہ سخت بنا لے کہ قیام ہوا وہاں اس میں پہلے سے  
 بہت کہ یہاں سے اس کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 فرمایا کہ اس میں سے اس کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 بکرہ میں سے تھا! حضرت نے اس سے بھی گھوڑے کا اس میں سے بھی گھوڑے کا اس میں سے  
 پھر بکرہ کا اسے حضرت کو میں سے کہ وہاں سے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 قریب قریب سو۔ ایک حکم ہے کہ اس میں ایک حوض ہے کہ وہاں سے اس میں سے  
 ہاں میں سے حضرت کے لئے اس کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 اسے حضرت کے لئے اس کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 نماز اور نماز کی ہے۔ میں اسے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 ہوں میں سے حضرت نے اس کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے اس وقت کے لئے  
 بہت کہ اس سے۔

احبابِ رسول کے کہوں جو نے ہیں وہ  
 چند دستاویزوں سے ملاقات  
 چند طفل آندہ حیرت سے میرا  
 ہے اس میں کوئی چیز جو نہ تھی  
 قائم کی گئی ہوئی اور نہ ہی برکت  
 کے لئے چاہے اس میں سے اس میں سے



کہ چکے تھے مگر ان کی عزت کا صحیح احساس میں نہیں آتا۔ استاد میں سے کسی نے انھیں نصیحت کا  
 جتنی طہاں بھی اس مندر میں ہندوہ اہلکات کے ہیں انگریزوں کی کائنات کے ہے یہی  
 قہرگے شہنشاہت کا ذکر کرتے ہیں۔

میری طلبہ میں کا یہ پورا پورا ایسا ہے کہ اس وقت میں سنا سنا ہے ہندوستان کے  
 کہ کسی بڑی مٹی نہیں دیکھتا۔ لیکن جب ہم نے جو وہاں لکھے ہندو تہذیب سے چند مسلم  
 اقلہ کا نہیں اچھا سب کی ضرورت نے اسے غور سے سمجھنے لگی۔ وہاں میں اسے اپنے  
 لئے کچھ اس بات میں کوئی اور نہیں ہے جس کے بعد وہ ہندوستان کو مراد کر لای جا چکی  
 ہے یہ تہذیب ہندو اتوں کے حسب حال ہوا ہے ہندوستان کے ہندوستان کو اس صورت  
 تو وہ نقل شروع کی کہ میری مندرتکا ہندوستان میں کچھ ایسے علم یا کچھ ایسے بزرگی۔

اس ضروری منکر فکر کات | میں سے دلکش نام میں کچھ ایسا ہے جو ایک  
ایسا سے کچھ ایسا ہے جو ایک سے کچھ ایسا ہے جو ایک

دو روزہ شروع ہونے سے وہ وہاں معلوم دیکھنا پڑتا ہے۔ ایک ہفتے تک میرے ہندو  
 سے یہ باتوں سے نہ نکلے گی سے معلوم کی سیر کر لے۔ آخر میں وہ وہاں سے کچھ  
 قرینہ کرتے تھے کہ ہندو کے مستقبل میں وہ جیسی کتنا بڑھ سکتی ہے وہاں سے کچھ ایسا ہے  
 وہاں سے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 ہماری ضرورت ہے انہیں اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 انہیں سے ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 حالہ کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 یہی ہے انہیں سے ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 اتنا ہے انہیں سے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 بہت تو ہے کچھ ایسا ہے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 اتنا ہے انہیں سے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 بہت تو ہے کچھ ایسا ہے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 اتنا ہے انہیں سے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 بہت تو ہے کچھ ایسا ہے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے  
 ہندوہ کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے کچھ ایسا ہے  
 اتنا ہے انہیں سے انہیں کے لئے انہیں کے لئے اس کا جواب دینا ہے انہیں کچھ ایسا ہے





کی عزت تمام بھائیوں سے بڑھتی ہے۔ ایک ہندوستان اسلام قبول کرنے کے بعد پورے  
کندھارہ بہاؤ دیکھ کر حیران آسکرے گا۔

کانگریس کے ایک لیڈر کی رائے | مسٹر ایک کال اپریشن جب شروع کیا تو  
مسٹر ایک کے ۲۰ سالہ بچے کو لے کر

ایک نئی زندگی بنائی۔ ایک آڑھیں کہا تھا میں نے اس کا تجربہ پہلے ہی سے میرے دل  
میں ہوتا تھا ایک طرح کے ہیروئی کی کہانی تھی۔ کئی عرصے میں میں نے اس کی زندگی پر  
کئی بار سوچا ہے۔ میں نے اس کی زندگی پر کئی بار سوچا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں  
میں نے اس کا ذکر کیا کہ میں نے اس میں مسلم آبادی زیادہ ہے۔ وہاں کوئی کھانسی  
مسلمانوں کے فیصلے کے طور پر ہونا چاہیے۔ اس طرح یہ مسئلہ ہر دوئی لوگوں کے سامنے  
نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس سے باہر اس کو کافی مان کر یہاں کے فیصلے کو دیکھ کر ہندوستان  
لیجسٹری ہوتے ہیں۔ انہوں نے جلدی بدل بات میں انہوں نے اشارے میں خود کی کتاب  
کہا کہ اس سے متعلق کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کا بدلہ کیونٹ ہے۔ ایک اور غلطی  
ہے۔ دوسری دفعہ نہیں کرے گی۔

راجہ محمد علی صاحب | اس کا نام ہے شیخ NUMA VI-TARIQ  
ہیں انہوں نے ایک نیا کتاب لکھی۔ نیکو اور منصفیت کا سبب

ان کے دل میں ایک کڑواہٹ ہے۔ انہوں نے ہندوستان  
میں میرے سے اجتماعی مطالعہ کے دوران اس شخص کی کوئی ہمتی نہیں تھی۔ کابل میں  
مہموں نے یاد دلائی ایک مرض کے دوران میں نے اس کو کئی بار دیکھا تھا  
لکھا ہے۔ ہے، مگر اس شخص کو کابل میں کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی ہمتی نہیں تھی۔  
ہیں۔ انہوں نے اس کی زندگی کے کئی شاعروں کے حوالے پیش کیوں گے۔ اس  
سے پہلے کہ اس کے میرے پروردگار کے کاغذ پر جو اس نے لکھا ہے۔ وہ صاحب  
میں اس وقت میں کوئی نیا کتاب لکھا ہے۔ ہے کہ اس نے لکھی ہے کہ میرے  
تہا در حالات نے صاحب کو مجبور کیا کہ چند ہندوستان مسالمت میں  
صح طرز مسلمانوں کو شریک کریں۔ اور میں ان کے ساتھ ایسا نرم اور بیٹھا  
ثابت نہیں تھا۔ جیسے مولوی بکت اللہ مرحوم اس کے بعد چاہے اس کا صاحب



کے اکثر معاملات محبت سے طے ہو گئے رہے اور میں نے ان کے معاملہ کو پرو فیکر کرانے کی طرح معمولی تصور کیا (یعنی ایک تعلقہ نبی) اور اولہ کی روشنی میں اس کی مددتی کر دی گئی مگر واقعہ ایسا نہیں تھا۔

راجر صاحب کا حصلہ | شیوں نے ہندو مہا سبھا کا نظریہ اس وقت سے قبول کر لیا۔ یا صحیح طور پر کہا جائے تو انہوں نے اپنے قلبی فیصلہ کو عملی صورت دینا شروع کیا۔ یعنی آدیہ سماج کو ہر اول بنانا کہ لالہ برہیل کے نام سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا (یعنی شدھی تنظیم کی تحریک) انہوں نے کافی محنت کے بعد اپنے بھائی سے سوٹرز لینڈ میں ملاقات کی صورت لگا رکھا انہیں تشیب و غم لگتا سمجھا کہ وہیں کر دیا۔ ماچ کمار شاندرا کا لچ لاہور میں جلوس اور پنڈت مالوی لالہ لاجپت رائے اور سماجی شروہانہ سے جعلی میں مل کر انہیں معافی کے لئے تیار کرنا معمولی واقعہ نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس کی کچھ جھڑکا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی ملاقات استنبول میں | راجہ صاحب فرماتے ہیں کہ حکومت موقتہ ہند (مادری حکومت) کی کتاب سوٹرز لینڈ کے سفر میں چرائی گئی ہے ہمارا خیال ہے کہ وہ بھی پنڈت جی پنڈت ملو موہن مالوی تک پہنچ گئی ہے یا پھر نیچا دی گئی ہے۔ اس سے جس قدر معلومات حاصل ہوئیں ان کا کام پروفیکٹنا آسان نہیں۔ فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے گھبرے واقعات کیسے معلوم ہو گئے۔ ہمارا خیال ہے کہ راجہ صاحب کی عزت محفوظا کرتے کے لالہ لاجپت رائے جہ سے طے۔ اس کے بعد ہر ایک بات ہمارے نام سے کہی جا سکتی ہے۔ ہمدی ملاقات سے لاسر جی نے اور بھی ٹانہ حاصل کرنا چاہیں ہیں اسوں کہ انہیں زیادہ نقصان اٹھانا پڑے۔ یہ لالہ پر یہ ایک مسئلہ متاثر ہے۔

جز من مہر اسی کی شکایت | متصل ہاتھوں سے منہ سے مہر اسی کے  
 جو ایسی سہمی سہمت کے لئے جہد ہے چند سالوں سے مہر اسی کے  
 قہر نے قہر سے مہر اسی پر شکایت کرتے کرتے مہر اسی کے ہاتھوں سے  
 گئے ان کا مہر حیرت انگیز ہے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 کہ مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 کہ مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے

بند رستانی مثنیٰ کا مقصد | بعد شکایت کے مہر اسی کے ہاتھوں سے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے

۱۷۱۰ اہرکت | اہرکت مہر اسی کی شہادت کو مہر اسی کے ہاتھوں سے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے  
 مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے ہاتھوں سے مہر اسی کے

یہ کہتے ہیں (ذوقِ انبیاء ص ۱۰۵)

۱۔ **مجموعہ برہان** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۲۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۳۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۴۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۵۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۶۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۷۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۸۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۹۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۰۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۱۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۲۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۳۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۴۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۵۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۶۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۷۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۸۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۱۹۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے  
 ۲۰۔ **مجموعہ انوار** اس وقت درجہ اول میں شامل ہے

ہم حضرت شیخ ابن ہدیہ و شرفیہ کے مشورے سے انہوں نے ہلاکتوں کی طرف  
 ہجرت کی تو حاجی زرنگ ارن صاحب کی بیستہری کے حرم پر پاداشی شریک ہوجا  
 کون تشریحہ سے کسی کے کوئی برا اور بشریہ ہجرت اہل حدیث لاہور کے حوزہ کھلی  
 تھے ہجرت کر کے ہجرت مہاجر ہی رہنے کے لواظوں کی ہجرتوں میں کاموں  
 کام قعود ہی اپنی ہجرت کے لئے اہتمام دینے کے لئے کافی پہنچے۔ ان لوگوں کے  
 مشورے سے ہم نے کام کرنے والوں کی ایک ہجرت بنوانی جسے جنوں نے کہا جاتا ہے  
 اس میں حکومت کی تو اسی قدر تین سالوں میں آئی ہی ہو رہا ہے۔ اس نظام سے ہم  
 لواظوں کی ہجرتوں کو فائدہ کر کے اسی میں مغرب طلبہ عربوں کے لئے ہم سے  
 نجات دلائی کہ کامیاب بننے کے لئے ہجرت کر کے زرنگ کے آگے پر انصاف ہو گیا  
 کہ ایک ہجرت ہو جائے اور حاجی زرنگ لائی اور حضرت شیخ ابن ہدیہ کے اس دوستوں  
 میں سے تھے ان کے ساتھیوں میں سے ہجرت سے لوگ ولیند کر پائے ہونے  
 تھے اس لئے ہم ان کے مکتوب کو ابی آئے تو وہ دیکھا تھا اور شری شامی اور لکھے۔

**حکومت بوقت ہند (عارضی حکومت) | اکیسیویں دور۔ اسی حضرت اپنے**

نے سوری پھر ان کی ایک ہجرت کی جس کا تعلق سرحد اور ۱۸۱۲ء سے ہے صاحب علی ہند  
 سے ہے ہجرت ہم ہی ہجرت تہا عمر کا تعلق یہاں کے لئے یہاں ہی ہجرت تہا ہجرت  
 حاجت ہی صاحب علی ہند ہجرت اور ۱۸۱۲ء اور انہیں ہجرت کے نام میں ہجرت سے تھے  
 ہجرت تہا صاحب علی ہند ہجرت کی ہجرت ہجرت اور ۱۸۱۲ء اور اس کے اور  
 اور ہجرت تہا صاحب علی ہند ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 کام کرتے رہے ہجرت صاحب کا شہادت کے ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 نام کر ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 اور ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت  
 ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت ہجرت

حکام کو جس کی حکیمانہ نہیں مانتے تھے اور انگریزوں سے انہیں بہت کچھ ہوا تھا کہ توحیح تھی۔ اس کے مقابلے میں کون سا کسی پروردگار کا حکم اور عربوں کا عقوبت سونپ رہا کے کام سے کیا ہوا نہیں ہے کہ مستقبلاً ہند کے حصے ہند سے نظر دست و بخشش کے جہوں سے ہوا سے دہنے تھے اس لئے کہ نہیں ہوا میں ہادی برٹش کے انگریزوں کی حالت کے مشن کے جہوں کو نئی برابری سے پھر میں ان کے لئے کے ساتھ ہم پہنچا دینے جس سے ان کے خواب کو مختلف تعبیرات سے برٹش کہہ کی کوشش کی تھی۔ مشن کی لنگہ اول حضرت سے ہوئی وہ صرف برٹش برٹش توصل کے درجہ واٹسرنے کو بھیجی مانتی اس کے ساتھ ضروری کانی روپیہ انگریزوں سے اسی حضرت کے لئے ہوا وہ ان کے ساتھ نہ برٹش میں مستقل اتحاد ہو گیا۔ بہت سے ہندو نائب اسطنت کی صدارت سے ہو رہی ہوتی وہ مخصوص کرتی اور ان سے افغانستان گردنش ہی ترقی کے لئے راستے ہوتی۔ اس قسم کے کاموں سے ایک کام حکومت موقتہ ہند کہ ہے۔

روپیہ ہندوستانی مشن | موقتہ ہند کی مہارت کی پیروی میں اس زمین اور ترک ملی شرفی ہونے۔ اس حکومت سے ایک وفد برٹش گورنمنٹ کے پاس بھیجے گا ہندو کیا ہندو نائب اسطنت سے ملو کر یا اس پر گرام پر کام کرنے کے لئے ان کے پاس ہندو سال ہی سے وہ چاہتے تھے کہ یہ لوہا ان کے ساتھ کام کریں۔ بڑے لوگ ہماری تنظیم میں شرفی ہونے تھے اس لئے ہم سے بہت راستہ آیا شرفی نائب ہند کی ابتدا ہوئی ایک اصناف انگریزی رجسٹر فائبر ہند سے ہوا ہندوستان سے وہ بہت ہی ایسی ہیں کہ کچھ نکلے پھولے سے اس کی نہ ہر جنب نہیں کر سکتی تھیں۔ ہندوستان کے ان لوگوں کے ساتھ وہ لکھنؤ تھے اور ہندوستان کے لئے ہندوستان سے ہانگ کر ہلا پہلو ہندوستان میں حاصل ہوئے تھے۔ وہ بھی پیسے پر نہیں کی علاقے تھے پھر آئے اور ہندوستان سے ہانگ ہونے لگے تھے۔ ناہ صاحب کی جہوں کی جہوں کی انہیں سے ٹائز ہندوستان کو اس روپیہ میں بھیجا ہندوستان کے نئے اش صاحب ہند کی تاخیر کے ہندوستان سے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے



چینا پر سکتی ہے مگر ان کو لڑائی پر آمادہ کرنے کی فرصت کہاں جائیں گے یہ دیکھنے سے  
 عروسیت کے لئے نہیں اس کام کا نہیں چھٹا لٹا کھو ڈنکا اہیہ راجوں کالی سے سر کرنے  
 کے چند دن پہلے مرزا محمد علی بدایوں کی انتہائی اشتراکی جماعت آسمیوں گیس کے بعد  
 ودا ان کارسی شکر اک ہائی نہیں رہا تھا وہ تھی اور مجھ سے۔

**مرزا محمد علی کے لئے سفر فروری** | اہم صاحب نے نالو متروا سنگا سفر فروری میں  
 ہم جیتے تھے کہ مرزا صاحب نے اسے ملے گا یہ

ہیں گے یا شاید حکومت ہفت روزہ نکال کر دے گی مگر یہ نہیں تھا یہ وہی سہی زندگی  
 اسی طرح گوارا نہ ہو یہ سید کا کوئی خاص اہتمام نہیں جب منور حبیبیوں کی اس طرح  
 رہیں لگیں اس طرح ہمارے عمل میں پہلے سے ہنگامہ بازی نہ ہوا تھا مرزا صاحب کی یہی  
 کہ اور اپنی زندگی کا وہ خوش بود شکر تھوڑے۔ کالیں کا سفر ہی وہی تھا۔ جب  
 ہم کو ہر پہنچے تو جاسے پاس تھا کہ وہ تھا اور ہم چاروں ہی کے صاحب حکومت نے  
 ہیں سفر فروری سے پہلے گمراہے سنگھ فکری علی واقع ہیں۔ جب ہم کالی پہنچے تو ایک عینہ  
 میں پہلے اس طرح ہو گیا ہے اس نے میں تھوڑے سے اس میں راحت فرمایا تھا سہی لگا  
 اس وقت ہندوستان کے ایک دوست نے کسی قصبہ پہلے گیسوا لوگوں سے ملنے  
 لینے کے قابل لکھئے۔ فنا تھے پھر سو سالہ سلطنت نے بعد وہاں شاید پانچوں  
 دہانے پہنچے تو ہمارے اس میں ماسٹر صاحب نے ہندوستان سے ملنے جو کہ تھوڑے سے  
 میں مرد ہو گیا ہے کچھ سالہ ایم کے ساتھ کہنے میں شروع سے شروع ہو گیا تھا  
 لیم کی حالت اہلی سے نہیں پاتے تھے وہ کہتا تھا کہ میں ہندوستان کے ایک عینہ  
 ساتھ بیٹا یا ہلی اور میں اس کے کن انہوں چاہتا تھا صاحب ملو جو وہ کانچہ میں بیٹے  
 تھا میں نے فریغ کھا ہر نام کے دوسری لگا لگا اس مروج نے اس وقت انگلیوں  
 لکھ رہے ہیں ان کا نام دوسرے اور سب سالہ اس کام میں صرف اٹا اپنے فیصلے سے  
 انہوں نے سب کام کیا۔ سب اس خاص وقت کے اس سے ملنے ہم نے کلاس کے اجلاس  
 مولوی محمد علی قصودی تھے مولوی عبد اللہ قصودی سے مدنی سربراہ طاقت اول تھی۔  
 مولوی محمد علی کا ہدف تھا ان کا کام نے کر دیا تھا ہم نے کلاس کے اجلاس کے اجلاس  
 میں شریک نہیں تھے۔ خاص مشغول میں خلیق کھا ہر نام پر ہمارے ساتھ تمام ساتھ

میں سووی توڑی ہی شریک۔ جوتے تھے۔ اپنی تکلیف کا بھگنا نہیں کہہ سکتے اگر کیا ہو تو  
 اثر یہ ہے کہ انہوں نے جس قدر ہی دعا کی تو وہ بھی وصول کر کے ہماری خوبیاں  
 پھٹی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص مہلت و کھانا اور سووی توڑی کے لئے ہونے  
 چھٹے گھنٹوں شیخ صاحب کا نام لانا ہمیں نہ ہمارے کام میں صرف ہوا۔ اسی طرح  
 سووی توڑی نے جس قدر کابل میں کیا تھا وہ سب ہمارے ہندوستان کا ہونے  
 صرف ہوا۔ اجتناباً ہم اللہ خدیوا، سیاسی کام تھا نظریات یا عملی عمل ہر ایک کا  
 ہونے سے نہیں چلتے۔ اس کی کامیابی کے لئے ایک استاد یا محنت اور ہر ایک کی  
 دیکھتی ہوئی ضرورت ہے۔ جیسے علم و عمل کی۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں قدر  
 اتنے تھے کہ شکر کریں وہ تو اس کا ہونا ہے۔ اس کے لئے ہمیں ہر ایک کی  
 سے کام ضرور ہوتا ہے۔ تو ان کے لئے ہر چیز کا ان کی ثابت ہونے میں اور  
 مدد یہ کہ سووی توڑی اور شیخ صاحب کا نام لانا ہر وقت کا آیا۔ ہمارا خیال ہے کہ ان کا  
 نام تو ان کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیے اور ہمیشہ کہہ لیں کہ ان کو یاد رکھنا چاہیے۔

**حکومت موقتہ ہند میں ہماری شمولیت** | اس مشن کے سلسلہ میں سے پہلے ہم  
 نے بہتر صورتوں سے زیادہ شروع

کر دیا۔ اس میں ہمارے دوست ہمالیائی نے اس کے وقت ہمارے کام کی توجہ  
 میں لیا۔ جوتے تھے کہ وہ (جو میں نہیں دوسرے ہندوستان میں ہماری باتوں کا  
 تعلق دیکھ کر ابھی صاحب نے جو میں حکومت موقتہ ہند میں شمولیت کی دعوت دی تھی  
 خیال تھا کہ شاید اس میں شامل ہونا چاہئے نہ کریں گے کہ ان کو اس کا جس قدر احساس ہے  
 وہ خود حاصل نے جو کیا تھا اس میں ابھی صاحب کے نام و دعا کی کوشش ہوئی  
 تھا مگر میں نہیں سمجھتا تھا اس میں قابل ہو گیا۔ ہندوستان میں ہمیں یہ دیکھنا چاہئے  
 نے شکر کر لیا۔ اس کے بعد ہندوستان کی حالات میں ہماری فکر و عمل کی  
 سے ہر ایک کو اپنی ابتدا میں حکومت موقتہ کے تین ممبروں اور ان کے لئے ان کے  
 کے لئے ان میں جگہ ہندوستان کے خاتمہ اور میرے سامنے لگے اس میں ہمارے  
 ہمارے لئے دیکھیں مولانا محمد رفیع صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ماہر صاحب بے شمار شعبوں کے ماہر ہیں۔ مگر ان کی شخصیت ان کی شہرت کا خیال



ان کے داخلے تکلیف قرار دی گئی تھی۔ وہ تو کئی روزوں میں اتنی کہ بھلائی ہو کر سب کے گھر سے ملتا تھے۔ لیکن بندہ دستاویزی معاہدے میں نہ کہ اصولی شخصیت بنایاں رہے۔ ہم نے اسے دیکھ کر محسوس کیا کہ حکومت کو تقویت بخانا چاہیے اس جہاں سے کہ وہ سے جسے اس میں بیٹھنے سے اس کام کے لئے مہیا کیا ہو۔ وہ اس کے ساتھ مل کر آتے ہیں۔ ہاتھ لگاتے تھے کہ کام پر بڑھ کر ان کے اختیار میں پھونڈ دیا گیا۔ بیٹھنے سے مہیا بیٹھتے تھے۔ اچھی طرح کہہ دیا تو ان سے ضروری ہو چکے تھے۔ جب یہی ہوا تو صاحب نے کابلی چھوڑ کر تو حکومت وقت کے دفتر میں مرکز تجزیہ کے کابلی نئی پانچ سالہ شہزادی شہزادی کابلی کے مرکز میں کام میں تھیں۔ اس کے بعد ہم نے معاہدہ اقتصادی تمام کاموں میں ان کو حکومت کو مرکز کابلی سے متعلق کر دیا۔ میرا معاہدہ میں صاحب جب پورے وقت گزارنے تو انہیں نے ہمیں حکومت وقت بند آنا چاہیے کہ سرکاری مساجد سے صاحب میں شریک کر لیا۔ جب جنگ کا فیصلہ ہونے لگا تو اس خاص میں میں کہہ کر سر فرسٹ فریڈا۔ اس میں جنگ میں بعض کاموں سے جانے گئے تھے۔ جنگ ختم ہونے پر بھی کابلی حاصل کرنے میں ہماری خدمات خاص طور پر تسلیم کی گئیں۔ اس نام نواز میں ہمارے نو جوان رفیقوں کے کہہ کر اسے سنہری مدالوں سے نواز دیا گیا۔ گے گھر پر ایک نواز جنگ میں پورے وقت حاضر رہے۔ جب جنگ ختم ہونے پر صاحب صاحب دوبارہ کابلی تشریف لائے۔ تمام سیریلوں اور نوازوں نے ان کے ساتھ ساتھ اپنے کام کے جیوں کی راہ میں صاحب کو بھی توفیق نہیں رکھتے تھے۔ اس میں میرا صاحب نے ہمارے حضور سے حوالہ دیا تو انہوں نے فریڈا گے۔

آخری سال جب ہم کابلی سے رخصت ہوئے تو میرا صاحب نے ہمیں اپنا ہاتھ لگانا میں رہا کہ حکومت کو کام کرنے سے رکھ دیا۔ آخری شکل سے اس وقت کابلی میں آ رہی تھی۔ یہ سب ایک شہزادی سے منظور کیا گیا۔ صاحب دوبارہ کرنے میں آنا پھر آیا تو ہم نے اپنا ہاتھ لگانا سے رخصت ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ میں اپنا ہاتھ لگانے کے لیے کہہ کر کام شروع سے کابلی میں رہا۔ مگر یہ کہہ کر حکومت کو حوالہ دیا۔ انہوں نے کابلی میں رہا۔ آخری سال کابلی میں رہا۔ آخری سال کابلی میں رہا۔ آخری سال کابلی میں رہا۔

میں سے ہر شخص کو یا اگر کسی کو بھی یہ سزا ہو تو اس کو ہرگز نہیں دیا جائے گا۔  
 وائلہ الواوایع الصبیحہ۔ راولپنڈی ستمبر ۱۹۰۶ء

ہندوستان میں کس کو روکنا ہے؟

میں نے بھی یہ سوچا ہے کہ اگر ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔ ہندوستان میں ہر شخص کو روکنا ہے تو اس کو ہندوستان سے باہر بھیج دینا چاہیے۔

کے اصل اجراء پر لوگ اچھے سا کسی کو نہیں ملتے۔ سندھ میں میں نے جس مال سنگی بسکی چھوڑی ہے جہاں سب اس پر بند کلاسک سے جتے جتے ہیں اگرچہ علماء پر جسے لاء کے ایسا اور استفادہ کا کوئی رابطہ نہیں ہے کے مخالف سندھ میں بیرون لاہور میں کسی نسل کا بی ہے ہندو تفریح کو مستلزم ہے ان میں سے اچھے لوگوں کا انتخاب کیجیے گا تو اسکے ہونے بہت بڑی تعلق تھا۔ آج قدر ہی بڑگوں میں سے ایک ہی کابل تشریف لائے اور سردار نائب سلطنت سے یہاں اس میں تعلق رکھنے والا اگر ہوتا، یہی باعث عروج ہنگامہ کرتا ہے۔ اس کا حصہ جو کہ خزانہ کے لوگوں کا محاسب تمام کی کافتیاتی حکومت کے اس لئے ہے اگر بیرون کو مطلع کہے سردار نائب سلطنت کے سرکاری نے ہم سے ذکر کیا ہے اس کو تو تو اس سے کہا کہ ہمارے تعلق وہ خزانہ ہی آئی تھی کے اس لئے کو فرار کے حکومت کی نے معلوم کریں، اس میں تو نہ ہوا اس سے پہلے ذکر کیا گیا سائنس ہر تو لے تو پ سے لایا گیا ہے۔ دوسری صورت میں جہاں سے میں آج نام چھوڑا ہوں وہیں سے شروع کر دیں اگر تیرے ساتھ ہیاری کی شخصیت میں سب ایک مثال ہے تجزیہ سردار کو پسند آئی اس میں عمل کیا گیا۔ میں قسم اور اس کا مخالف نہیں تو میں نے کہا کہ اس شخصیت کی ہاری سے جس معاملے میں ایک نقطہ ہی سلیو ہیں بلکہ اس کے بعد سردار نائب سلطنت نے جس میں خاص طور سے ایسا ہی ہندو لایا اور ہم اچھے کام میں مصروف ہو گئے۔

استنبول مشن اور خاپانی مشن | پہلے مشن کی کامیابی میں صاحب نے دروش اور بیچہ آفندہ کی ایک جگہ سے نکلنے کے مطابق استنبول میرا گیا اس میں ہمارے رفیق عبد الہدی بی اسے اور اکثر شہر آئے مشرور کے ایمان کے ساتھ استنبول جانے کا بندوبستوں سے ملائی کہ ان کے لئے ایک تقریر لکھی۔ اس میں طبع بہت قابل ہے اسے اور اکثر مشرور ان کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ایک ایک شخصیت کے لئے حکم دیا اور جانے کے وقت تین سو روپے میرے نام کھول گئے۔ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ وصل کر لیں اس میں سے ایک سو روپے ہنگامہ صاحب اور ملائی حرکت لاء لے اپنے لئے پورے تیار کرنے کے لئے جسے وہ اس لئے لکھی



شیخ محمد ابراہیم اللہ موری کوئی لے لیا گیا کہ وہ افغانستان میں ہیں گئے۔ پھر وہاں  
 گیا وہیں میں نے بھی شیخ محمد ابراہیم ماری ازغری کے پاس چلے گئے اور پتہ پتہ کر کے  
 قرآن عربی کی تعلیم دینے سے کچھ عرصہ کے بعد افغانستان سے گذر کر دس پہنچے  
 کی کوشش کی، مگر میں افغانستان کے ایک گاؤں میں (وہ جو گئے شکیا جا  
 رہے کہ گاؤں بلتستان سے تھا) کے ساتھ اس نے شیخ صاحب کو شہید کیا۔ بالی وقت  
 میں شیخ محمد ابراہیم اللہ موری نے حاجی کو یہ یاد دہانی کی تھی کہ وہ اس کے  
 ایک خط سے مطلع ہوا ہے کہ شیخ صاحب سہانہ پتہ ہیں کہ یہت لگو چکے گا کہ  
 وہ بچا لگے ہیں ایک گاؤں میں۔ شیخ محمد ابراہیم نے یہ سہانتہوں کے بعد شروع  
 کیا تھا۔ مولوی محمد علی قصوری کچھ عرصہ تک وہیں میں سے انہوں کو سرحد و ہندوستان  
 کی معرفت معافی لے کر (ہندوستان پہنچ گئے۔ ان کے یہاں سے ہی ہندوستان  
 کو رفت کے عمر میں کچھ اضافہ ہوا۔

ہندوستان کی مشن | جب یہ وہاں حکومت بلتستان جا رہے تھے تو ان کے ساتھ  
 ایک ہندوستانی شریک بھی گیا اور ہم جب کابل پہنچے  
 تو پھر وہاں سے واپس چلے گئے ان کے پاس پھر کاغذات اور ہر قسم کے انہوں سے  
 اختیار اور اسٹیبل سے کام کیا۔ اب وہ ہندوستان پہنچے تھے کہ ان کے شروع کا  
 کے پتہ پتہ لگے اور ان سے غیرت کی خبر آئی اس کے سٹے ہم نے اپنے  
 پیچھے مولوی کو لے کر ان کے ساتھ شیخ محمد ابراہیم کے ساتھ افغانستان گیا اور ان کے ساتھ  
 پہنچے کر لیا پہنچا اور اب وہاں سے کھڑے ہوئے۔ ان کے غیرت پہنچے گیا۔ ان کے ساتھ  
 سے پہلے کابل پہنچے تھے۔ ان کے ساتھ انہیں سرحد و ہندوستان میں پہنچا اور ان کے ساتھ  
 اس سے بہت مسرور و مسرور ہوئے۔ اس کے بعد وہ صاحب ہم سے  
 ہم انہیں کابل تک کرتے رہے۔ اپنے ہاں وہ مسرور و مسرور ہم سے مسرور  
 رہے اور یہاں اتفاق ہوا کہ مولوی نے ان کے ساتھ انہیں سرحد و ہندوستان  
 وہ کاغذات لے گئے وہیں سے اور مولوی انہوں نے حضرت مولوی شیخ احمد کی خدمت میں اپنے  
 بہت رکھے تھے ہم نے انہیں نو ہزاروں میں سے ایک لاکھ شمس شیخ عبدالحق  
 اختیار کیا اس کے لڑے پر لکھ کر کھڑا رکھے کہ مولوی صاحب ہم سے پہلے

احدی شیخ صاحب حج پر جا میں اور حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس اہل کے بندہ سے  
 نے وہ خط لکھا تھا تو انہوں نے کے والد غلامیہ سید ادرق تو انہوں کو دیکھے۔ ان صاحب  
 نے سرحد میں لکھنؤ اور فیروز پور چلائے اس کے بعد کے واقعات مشہور ہیں۔ ہندوستان  
 میں گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ ہم حیران رہ گئے۔ چند روز بعد حضرت شیخ امجد اور  
 ان کے رفقاء مکہ معظمہ سے گرفتار ہوئے۔ ایک مہینہ کے بعد میں حقیقت معلوم ہوئی ہے  
 واقعات ہمارے لئے موت سے زیادہ ناگوار تھے مگر ایک بات کی مسرت سمجھتی نہیں  
 سکتے تھے۔ اگر ہمارا خواستہ راجہ صاحب کا خط ہم جہالت کو دیتے اور یہ معاملہ پیش  
 آتا تو ہمارے لئے ناقصی برداشت مصیبت ہوتی اب ہم خوش ہوتے ہیں  
 کہ راجہ صاحب کا کاٹو ہوگی جو ہمارے لوگ تھی وہ مصیبت میں ہیں۔ اہل غلامیہ ان  
 کے لئے آسانی کرے گا۔

ہماری نظر بندی اور قید | اس کے بعد ہندوستانی حکومت کے افسران نے یہ قید  
 کاٹو ہے جو کہ مولانا منصور انصاری اور مولانا سیف الرحمن  
 کابل سے ریاستہ دار کر دیتے گئے۔ جلال آباد تک دونوں ساتھ ہے۔ مولانا سیف الرحمن کو  
 جلال آباد میں پیش اتھانوں نے اپنی مہینت میں لے لیا اور ہندوستانی معاملات سے  
 علیحدگی کا وعدہ کرایا۔ اس بارہ مستوفی انہاں کے جہالت کو کہتے تھے یہ چیز بات  
 کے آگے حکومت تک وہ مستوفی کے ساتھ ہے اور مستوفی کو یہ کام لگنے والی تاشد  
 کے لئے دیا جاتا اس میں اس کی مدد کرتے۔

انور پاشا کا خط | ہندوستانی حکومت کو اطلاع ملی کہ حضرت مولانا شیخ الہند کے  
 ایک خط انور پاشا سے لے کر ہندوستان بھیجا ہے اور وہ اکابر  
 دیوبند کے پاس کہیں محفوظ ہے۔ اس لئے ہندوستان میں جس قدر کہ شش ہوتی اس میں  
 کامیابی ہوئی۔ اب جب امیر جمیہ: ہندوں کی حکومت سے امداد لینے تو مستوفی انہاں تک  
 نے دیوبند کے ایک پرانے طالب علم کو جو حضرت شیخ الہند سے خصوصیت رکھتا تھا  
 افغانستان میں سے ڈھولڈھ نکالا۔ اسے دیوبند بھیجا گیا کہ اعلیٰ حضرت امیر صاحب وہ  
 کا قدامت گئے ہیں اس میں اگر مولانا سیف الرحمن کی واقفیت مستوفی کی امداد نہ کی تو یہ چیز  
 بننے کے کافی نہا سکتی۔ اس دیوبندی نے لکھنؤ میں مولانا سیف الرحمن دریافت کیا تھا کہ تم میں کون  
 بزرگ کو کہہ سکتا ہے اسے خط لکھو اسے یہاں آتا ہے اس میں آید لکھنؤ اور قید لکھنؤ نے وہ خط لکھا۔







میں کہی جاب ہو گئے اور میں خواب ملا کہ رسول کو ہم سے اڑھ فیہ دولہم نے چھ باروں  
 کیا ہے کہ میں اس کام کو چھوڑ کر غلاموں کے پہاڑی حضرت صلہ رسول و شہدائے عظمت  
 کا تدارک لوٹ گیا اور افغانوں میں ہفتاہائی آنکر کام ہونے لگے اور شہدائے عظمت  
 (امیر نصر اللہ خان) کفر میں ہو گئے کسی تمام کافر لائق سے صاحب میری مدد حاصل ہو گیا  
 کے فیصلہ کا اگر چہ دہلی کی حمایت سے شروع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا اس نے  
 انتظامی امور کو ذرا صاف کر دیا اور ملازمین شروع ہوئے گئے اور میری قیادت میں تمام  
 ہفتہ دن کی طرح الحاکم جو صاحب سے پاک نہیں تھا اب ہر فن بیت ترقی کر گیا اور  
 شہر ملائی ہوئی تھی اور اقتصاد کرنے لگے تھے اس میں بعض رعیتوں نے حد سے  
 حدی کے بعد شہر لاشی کئی۔ سواری میں اور ملازمین انھیں تمام غریبوں سے علاوہ  
 تھے۔ ایک دفعہ وہ عیا حضرت سے ملکیت میں مشہور تھیں۔ میں نے عظمت کا  
 فراموشی سے تھا کہ ابھی وہ ہوتا تھا کہ میری مدد کو امیر صاحب پروردگار نے لکھیا  
 پر ملائی گئی تھی میرا صاحب نے اس کو سب قبول کیا تم نہیں ہوئی تھی۔ مستوفی ملا کہ نہ  
 اس کا تمام سوار میں اور لہ اور اس کے رفیقوں پہ لگا اس سے سولہ غریب عظمت  
 و امیر نصر اللہ خان اور سوار میں اور لہ اور امیر ناصر خان میں اتفاق ہو گیا۔ اس کے  
 ساتھ محمد خان فزنی اور سوار میں اور لہ (محمد نادر خان) بھی مل گئے صاحب بہادری  
 بیت قوی ہو گئی۔ وہ دونوں سوار میں اور لہ کے طرف تار تیار اور چھ عظمت  
 کہ بہت نہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ امیر صاحب اللہ خان کے ملازم میں تھے ہم  
 اور ملائی تمام میں ملازمین اور میں اور لہ کا سہارا اور سوار میں اور لہ عظمت  
 تھا۔ اس طرح میں کا لوگ گرہ کر چکے تھے اس کو دو ہزار پانچ سو لاکھ نہیں رکھتے  
 میری عظمت (امیر حاجت اللہ خان) ایک سو سوار تیار کیا اپنے سیاسی  
 انقلاب میں اس پر حاکم نہیں ہو سکتا تھا اس وقت تو وہ خانہ بابہ کافر تھے  
 اور انہی اللہ خان کی طرف سے قابو ہو گئے تھے میں نے سب سے مل کر ہی حضرت صاحب  
 (دعوت امیر امین اللہ خان) امیر صاحب کی حاجتی نہنگی برہادی میں امیر صاحب کو  
 اس کے ساتھ سے بنایا چلا گیا کہ اگر وہ لاشی جانواری سے بلند آئے تو ابھی تک غیر  
 نہیں تھا اس کا آپ کے مزاج پر مان اثر ہوا۔ اس طرح یہ ٹھکانا سوا گیا کہ امیر صاحب

کراؤں کر دیا جائے کہ وہاں نائب سلطنت کو امیر نام لیں تاکہ میں سلطنت کو مستقیم  
 کا حق ذمہ لے جو چاہے اور میر نائب سلطنت کے مقابل میں امیر نام لائے اور اسے  
 اعلان کر دیا جائے کہ وہ کسی پر ذمہ لے کر دے گا۔ اس کی وجہ سے تمام کام بڑھ کر  
 گیا۔ لیکن یہ کہ منظور تھا اس سے یہ سارا معاملہ غیر ذمہ لے اس طرح انجام پڑا جو  
 طرح سوچا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت امیر نام لائے اور اس سے پہلے یہ مسئلہ کا دعویٰ کیا اور ہم  
 قیود و حدود سے آنا چاہتے تھے۔ انھوں نے دیکھا۔

امیر امان اللہ خاں سے ہمارا تعلق | ہم نے بعض اشد ضرورتوں کی وجہ سے

۱۸۷۱ء میں ایک سال کے مدغم فرض تھے۔ یہ حالت تھی کہ وہاں تو ہم مستولی  
 کے پاس نظر بند تھے۔ یہ کہہ نہیں کر سکتے تھے اور اس مدغم لائے کا  
 ارہار سے مستقبل پر بہت بُرا اثر ہوا۔ اس کا نام خوب لگتا ہے۔ ہم نے جو یہاں  
 میں اللہ کی خدمت میں اپنی ضرورتیں عرض کیں کہ اس کو مکمل ہاں سے وہ یہ ایک  
 سال کے لئے ضرور دیا جائے۔ یہ وہ مدغم لائے نے آقا سید علی نقوی کی خدمت  
 کو لیا کرنے کے لئے تھے۔ یہ ایک مدغم لائے سے وہ بھی پشاور سے ہجرت کر گئے  
 تھے اور امیر صاحب نے ان میں ہم سے علیحدہ نظر بند کر دیا تھا۔ جس وقت میں اللہ  
 مستولی منظور میں رخصت کرنے کے لئے وہی میں نے آقا صاحب کو ہم ان کے  
 پاس تھے۔ اہر فرس مولانا میں اللہ سے مدغم لائے کو ہم مستولی کے گھر پہنچا دیتے۔  
 اس سے پہلے ایک دفتر مولانا سے ہم کو اپنے پاس بلا لیا تھا اور مستقبل کے متعلق اشارہ  
 کیا ہے کہ ہمیں ہوتی رہی۔ یہ ملاقات ہمارے خاص کاموں میں سے تھی۔ جس کے فضل  
 سے ہمیں کوئی اور یہ ہمارے حقیقی مفصل معلومات مولانا میں اللہ کو  
 مولانا محمد طرزی اللہ سے ملنے سے ملتی رہتی تھیں۔ شروع میں ہم شیخ ابوالکلام  
 سے تو اس نے ہمیں وہ لفظ اختیار کیا کہ تمام ملک میں کے حقیقی مفصل معلومات دیں۔  
 جب کہ نائب سلطنت اور مولانا میں سلطنت کے معاملات بتلا چکے۔ آخر  
 میں کہتے ہیں کہ میں یہ وہ ایک اور قوت ہے کہ ہماری سبھی کی ہے تاکہ وہ  
 بلا مدغم لائے سے اور وہ مولانا میں اللہ سے ہے اس کے بعد اول ہمارے ملاقات





اور شہدائی می سنا کر یہ ایم و یمن ن بخت میں ایک دوسرے سے رہن و قرب  
 ہونے کیلئے صاحب سے ہزاروں ناکوں پر مشتمل ہنس تھا جس کے خیالات میں ہم  
 زیادہ یمن سے ہونے ہوں مگر وہ ایک بن گئے تھے۔ اور آنگے میں کران افتراق  
 جو کہ جوہد میں کہ چکاروں کے طبع ہوا یہ ہم کے ساتھ یہ جیسا جزیرا جو پہلے  
 پہنچ چکا تھا سو سے ساتھ قرآن کی آیت کے ای میں سے ایک پر جیسا محمد بن  
 جیب سے تھا اور صاحب کے گھر میں سے محمد کو جیسا تھا اور قند با کے گھلاز  
 پر سردار ہندو کی خدمت میں سے کو جس یا قند سروا۔ اہتا والدوں نے اس  
 کی صحت کے اعتراف میں خاص خلعت سے سر فرار فرما، تاہم یہ دونوں  
 حریر بری خاص لہذا کے لکھنؤ سے گنا ناک پر وہاں کے متعلق جے کسی دوسرے  
 کی ہوا کی صورت مد ولی ہدی کال کی۔ دنگ کے تری یہ میں ہونا محمدی  
 مولانا شوق علی مولانا مبین احمد میں تھے اور ہمسے رفقوں کو ہم سے طبعہ  
 کہے نہ جویر میں جویری خیر۔ ایسے حالات میں آہم سے بیچ کر شاہی مہاں کا  
 لطف اٹھانا ناممکن تھا سو ریٹ ایشیا سے تعلقات کی مذاقی حضرت  
 امراہن اشک کی اجازت اور حکومت سے بروئے کار تان میں راجہ ہندو  
 پر تاپ سے کان صہ کیا۔ صہ کی جویر پر ہمسے فوجوں آتے جلتے رہے  
 جب ہمسوں میں ہندوستانی اشتراکی جماعت قائم ہوئی اور اس مرکزہ تا شہد  
 تر دیگا و س کے ہندو جو ہندو تانہ رائے مقرر ہونے کے لئے کئی سال تک  
 چلائے سے اس لئے ہمسے دوستوں نے باب ہر و ہر لکھنؤ میں پہنچے جو  
 جوہر کے تہ میں سو دینے کہ ہمسوں کے ہمارے ہونے اور دنیا کی امر میٹل سپاٹ  
 کا یہ مشاہدہ کرنا کہ ہم نے پنے حالات کسی قدر ہمسوں سے پنے سیاسی  
 پر درگم کے شروع میں تھے میں ہمارے ہمسوں میں رہتے ہونے بعض واقعات ہدی  
 عربہ دستوں کی کیفیت کے لئے عربوں میں تھے۔ گریہ بات ہمیشہ ہمسوں ہوتی  
 رہی کہ گریہ قدر حالات کو ال کے قیام اور وہاں سے رحمت ہونے کے متعلق  
 مستقل تقریر نہ کریں گے تو اس اعتبار کے ہم بہت مشکل ہوگا۔ الحمد للہ آج جس  
 جس تاریخ ہونے وصل اللہ علی سیدنا رسولنا محمد وآلہ و صحبہ وسلم و آخر عمر انا

و کما شپہ بالبحر - پھر تو جھٹکے لڑم و ہاں ہب جیتہ  
سہ مگ ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی۔

دانی و تازی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

مولا تا جید شپہ صاحبہ لڑمیز و ہاں ساقی | جنکے صاحب سے پکڑ لیجئے

صدا سے اور ان سے ہاں ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

پھر تو جھٹکے لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

صدا سے اور ان سے ہاں ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

پھر تو جھٹکے لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

صدا سے اور ان سے ہاں ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

پھر تو جھٹکے لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

صدا سے اور ان سے ہاں ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

پھر تو جھٹکے لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی

صدا سے اور ان سے ہاں ساقی و لڑمیز و ہاں ساقی، لڑمیز و ہاں ساقی



کہ یہ فتح دولتِ افغانیہ کی نہیں بجز عیدِ شہدائے اس استقلال کے بعد دولتِ الفاسدہ  
 مثلِ مہلک مستعد اور تبلیغ ہوئے گی، ۱۳ جنوری نے ماہِ مستندِ تپاپ کی حرکت اور رفتہ  
 ایسی دولت، افغانیہ پر برہمخواری کہ میں کا دم رنگین بھی ان کو امدادوں کو کہ  
 خصاصاً، انہوں نے میران مودتہ اور دیگر ہندوستانی کو جو توں سے ایسے جیسے کاہٹ  
 کہ دولتِ افغانیہ اور اس کے ارکانِ شہیتِ مسنونہ اور مسکر گزری ہوئی، انہوں نے  
 حضرت شیخ الحدیث احمد علیہ السلام کی فکر یکہ کو اس قدر امداد مقبولہ فرمایا کہ  
 حالِ حاضر کے حضرت شیخ الحدیث احمد علیہ السلام کی وفات پر شہادتِ اعلیٰ سے بے نظیر  
 شہان کے ساتھ مجلسِ عالیہ غازی شہد فرمایا اور اس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ  
 محمود اس جگہ کارہ شروع کر رہے ہیں اور پورے ممالک میں سے نہ صرف حضرت شیخ الحدیث  
 جرحہ احمد علیہ السلام کی خیالی اور محمولی معلوم ہوئی ہے بلکہ ہر اتانہ کہ میران مودتہ  
 امداد اور اس آزادی سے ہر ممالک کے نکالنے کا کہ ہے ہے یا کہنے والے تھے اسی  
 سے آگے ہی قدر شناسا سمیت میں نہ نکلے پیدا ہونے اور میران مودتہ کے خلاف تیرنوا  
 کی نہیں تا کیگزنتِ کامل سے ہاتھ دھو، اپنا مولا ناجید اللہ صاحب کی یہ نہایت جہاد  
 کا بیان تھی جس کے لئے کابل کو مرکز بنایا گیا تھا، مولانا جید اللہ صاحب نے جو کاتبان  
 حبیبہ اور میں بھی تھے اور ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ہر ممالک میں۔

یہ کہ سیاسی معاملات اور ایک ایک کے درجہ تک نہیں پہنچے اس لئے ہم  
 نہیں کہہ سکتے۔

معلوم کی ہو سکتی ہے کہ یہ خود معلوم ہوتا ہے کہ وہ عظیم الشان امور میں بریل  
 میری نظروں کے لئے وہ انسان کا خاکہ بنا کر ضرور کہہ سکتا ہے نیز اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ انقلابِ ہند کے لئے انہوں نے بارہا تحریریں سندوستان ہند کی  
 جن میں سے بعض جن کامیاب ہوئی وہ بعض میں تباہ نہیں ہوئی، جن میں سے وہ  
 نظروں اور تحریریں بھی تھیں جو کہ کپڑوں پر لکھی نہیں جن کو مستند علیہ السلام نے اور مسلم  
 نے ایک طاقتور ہندوئی نواز خاں کہہ پایا اور اس نے اگر یہ حکم سرکاری  
 ایڈٹرز کو دیدیں وہ نہیں معلوم کہ ان میں کہاں سے تھیں، طاقتور ہندوئی  
 سی تحریریں اور کاحداتِ بہت مزید جاری بھی ہونے جن کو وہ سے



انگریزوں کو سمت سے راز دہنے سرپرستہ معلوم ہوئے اور انہیں کی بنا پر دولت پھرت مرتبہ کائناتی حیران کام مقرب ذکر کر رہ گئے یہ سوز حقیقتاً عام سید وستان یہ ملک کے جد ہاتھ کے زبماں ہیں، ماسی قسم کے جذبات کے نام پر انگریز، فرانس اور روس وغیرہ سینہ بوجہ ہیں تو ہم کے ہارہ میں انقلاب کی حمایت اور نائید کرتے رہے ہیں اور یونان، بلگیریا، آسٹریا، گورسویا، کریٹ، رومانیہ، ہسپانیہ اور نیوا، اسپین وغیرہ کو اس کے عشر مشیر پر آزاد کرتے رہے ہیں۔

المسوس کہ مولانا عبدالقادر صاحب قبل از خروج انگریزوں، اگست ۱۸۵۷ء

بمقام دین پور وراثت، اگست ۱۸۵۷ء

۱۰۔ مولانا مرام کے علاوہ جن مشاہیر کو حضرت شیخ الحدیث سید میر نے اپنی تحریک میں سہارا دیا، ان میں سے نہایت سرگرم لبرٹینبہ حاجی ترنگ زئی صاحب بھی ہیں۔

ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں موضع انماں زئی رحیم کے رہنے والے خان بلال عبدالغفار اور گوگڑ خاں صاحب زوں کے قریب ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب موصوف اسی گاؤں کے باشندے تھے۔ ان کا نام حاجی فضل الرحمن تھا۔ گوگڑوں میں اپنے نام کے مشہور تھے۔ حدیث سننی پر پیرکار اور صاحب علم و عمل اور مشہور پیران طریقت و سوت میں سے تھے۔ در حضرت مولانا شاہ نعم الدین صاحب مرحوم معروف بہ بٹے ملا کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب دہلوی نے ملا حضرت مولانا، شاہ عبدالغفور مولانا معروضہ حضرت صورت صاحب دہلوی نے ملا صاحب کے خلیفہ اور جانشین تھے حضرت صورت صاحب اور حضرت بٹے ملا صاحب ان اطراف و صورت پر سجدہ میں بہت زیادہ اثر پور بجاؤ گد سے ہیں۔ ان حضرات سے اپنے اپنے راز میں انگریزی فتنہ کے خلاف سبب سبب علم جماد بلکہ دیکھا اور انگریزی فتنہ کو جلد سے زیادہ نقصان پہنچاتے رہے تھے حریت اور آزادی کے جذبات ان کے دہلوی میں سرپرستہ کیے ہوئے تھے حاجی فضل الرحمن صاحب دہلوی ترنگ زئی صاحب بھی اپنے پیران طریقت کے قدم بلند تھے۔ جذبات حریت و آزادی اور جب رویش کے حصے زیادہ دلدادہ تھے۔ انگریزی طاقتہ ضلع پشاور



بالآخر ہوائی اینڈ سول ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کرو اور ریپارٹی دسونا سائیڈ میں  
 عمل میں لکریا جان چھڑائی تھی جہاں پورے ہندوستان کی ریٹائی کی سہولت کے متعلق ڈیپارٹمنٹ  
 نے نو فرمیوں کو سروسوں سے نکل کر نئے ہونے والے صوبہ میں حکومت سے سہولت کی  
 ریٹائی ہونے کے کالی حصوں انحصار کے بعد یہ سبق حاصل کیا تھا کہ مہاجرین کے  
 کیسٹ کے خلاف سروسوں نہ لگایا گیا ہے تو یہیں ۱۹۳۰ء میں ۱۰۰۰ جینٹلمین اور ۱۰۰۰  
 انسانوں کی مجموعی طاقت کے ساتھ جنگ کرنا سے جس کے دشمنوں کو ہونے  
 کی وجہ سے ہمارے سرحدی افسر قبائل کے مزاج اور ان کے آپس کے تعلقات  
 کے متعلق اکثر حیرت ہوتے ہیں اور جب کسی ان ماحول کو حکومت ہوتی ہے  
 تو وہ صرف مہاجرین کے بعد دشمنوں کو گزرا ہونے میں چلے جاتے ہیں دشمنوں کو  
 ہندوستانی مسلمانوں کو فرسٹ پورہ یہ وہ تھیں واقعات افسرانوں سے نقل کر  
 کے ریٹائی نو فرمیوں کی ناکامی سپاہی مشکلات برہادی و فریو کا قہر کہیٹا  
 سے جا کہ حکومت سروسوں کے بعد مشرقی افسرانوں کی فرم کے ساتھ کے چلے کو  
 تسلیم کرنا ہے دیکھو اس صوبہ میں تا صوبہ ۱۹۳۰ء

۱۹۳۰ء کے واقعے کے قصصات اور مسائل کو کہنے کے بعد افسرانوں میں کہتا ہے کہ  
 ہر ماں سہولت کے سہولت گھائی ہو چھڑا تو اس کے بعد چھڑا ہر ریٹائی سپاہیوں  
 کی فرمیں موجود ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کے اس کے تابع کو بیان کرتے ہوئے  
 اعلان کیا۔ اس کے پہلے اور کسی کو تو یہ بھی کہہ سکتا ہے میں اس قدر شدید اور  
 جنگ نہیں ہوئی اور یہ کہ ان مہاجرین کے قبائل کا ایک خطرناک اتحاد بن گیا تھا  
 اور اس اتحاد میں ان کی ذمگی کو نیت و نیت حاصل تھی۔ ہر مہاجرین ہر مہاجرین  
 طاقت کے وہی صورت میں ہیں بلکہ ہر مہاجرین میں ہماری سلطنت کے لئے  
 ایک مستقل خطرہ ہے۔ اس لئے ہمارے ہندوستانی مسلمان

دوسری جگہ کہتا ہے مہاجرین سے سرحدی قبائل میں جو اتنا  
 کر رہا تھا ہم نے اس کا اظہار کیا لگایا تھا وہ لوگ ہونے کے ساتھ ہر سہولت کے ساتھ  
 قابل ہونے تھے نفع یا خسارت کا سہولت کے ہر مہاجرین کے ہر مہاجرین کے لئے اور  
 وہ تھا اور وہ کم مستحسب تھے انہیں سہولت کے کام میں لاکر کیا گیا تھا کہ ان کے

علاقہ پر دگر بری فوجیں جمع کر لی جیں کا علاقہ میدانی جنگ میں پاک ہے اس طرح  
 شہر و مقامات نے قبائلی لوگوں میں جنگ نگاری نہیں اور وہ تو ثابت یا توجہ کی  
 بہرہ کشی کو تدارک کی طور پر دیکھتے تھے۔ یہ ہندوستان مسلمانوں سے  
 چھراؤ میں گھستا ہے۔ جس کام کو بہاری فوج سرکارام نے وہ سکے کی سے  
 اندو لئی، اختلافات عامہ ڈیڑھ سو سی۔ دو لاکھت عملی نے پورا کر کے شروع کر دیا اس  
 سے پہلے ۵۰۰ نو ممبر کرپٹ اور کانگرس یونیون کے بعض قبائل کے اتحاد کو توڑنے میں  
 کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے ایک اور گروہ کو جس کی تعداد ۲۰۰۰ تھی اپنے گروہوں کو  
 واپس جانے کے لئے بھی آمادہ کر لیا تھا اور سوات کے پیشوا کو بھی اپنے خاص  
 مریدوں کو منتشر کرنے پر مامور کیا تھا۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے سواروں کو  
 کومہا پ کی طرف علیحدہ ہو گئے اور باقی ماندہ لوگوں میں سے ابتدائی تاریخ کو گئے  
 اور وہ ۱۰۰۰ سے ۲۰۰۰ ہندوستان مسلمانوں۔

یہ تمام وہ سہ ماہی کیمپوں کے حالات سننے سے خشک و غیرہ میں واقع ہونے  
 تھے اس سے ہندوستان اس مہم کے لئے میں جمع ہو گئے تھے کیونکہ ۱۹۰۵ء میں اس کے  
 جو مقامی طور پر سرحد میں مدد فراہم کرتے رہنے میں طلسم، بلقان، ٹرکی وغیرہ میں  
 پیش آئے تھے جنگ یسید اور طرس طرف ہندو جنگ ملتان کے فوجیوں کی فوجات  
 حاکم کے فوجت، انہم سوار ہوتے تھے دولت حاکم، ٹرکی کو جنگ میں کبھی جانے کا  
 تھا اس کے جنگی سواروں کے چھین یہ علاقہ وغیرہ کے لاکھ ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ ہندوستان  
 کو حصہ زیادہ منتقل کر دیا تھا اور ہر طرف یہ شہر تھا کہ مسلمانوں کی ہری میں حکومت  
 اسلامی تک کوئی جیسائی اور عربی حاکم نہیں ہو سکتی تھی۔ اس سے پہلے کئی کئی  
 لوگوں میں جنگ عمومی کی جنگا میں ہر طرف جنگ لگی تھی۔ اس سے بعد اور جیشہ  
 جو شش پیدا ہوا تھا جس کو ترک آزیوں کے رکان لای قوت کے ساتھ تمام  
 حاکم اور قبائل میں پیدا ہو گئے تھے اور یہ سب سب نے چن چن کر مادی رنگ اور  
 دوران کے رفقوں سے مستعدی اور جوفروئی کے ساتھ اس کا انتظام کیا۔ یہ علاقہ  
 ایسے امور تھے۔ کہ روز مرستہ میں کر رہ جاتے اگر چہ وہی محکمہ خطی پولیس سے اور کہ  
 سواروں میں بہت مگر یہ ہمیشہ سے رکھتا تھا اور اس زمانہ میں جنگ عمومی کی

وہ جس کی سرگرمیوں میں زیادہ تہمتوں کی طرف سے سرحدوں سے لڑتی تھیں  
 وہ اس کے کارکنوں کا جان پہچانوں طرف سے، ان کا عمل کے گاڑی گاڑی پر پیر  
 پر پیر تو تھا۔ وہ وہ رکھ کر یہ حکام کی یہ کہ پہنچیں چاہتے ہیں۔ ہدیہ کے  
 طور پر انگریزی (جس میں قیدی سرحدوں سے آگے پاکستان میں بیٹوں کی طرف سے  
 اور متعدد مقامات پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ ان کے قبضہ کیلئے ان کے سات  
 برس اور نو مہینے سے پہلے انہوں نے اس کے خلاف سرحدوں کے پشاور کی  
 پشاور کی اور مولا حضرت کاشف ڈین کے سرحدوں سے آگے تہمتوں کی  
 سادہ، رسد اور گزشتہ سال کی سرحدوں میں انہوں نے گاڑی گاڑی کی  
 اور سماں تو کر دیوں کا کٹا جو گیا کہ پہلے ان کے آگے تہمتوں کی  
 عام میں ہمیشہ کا سبب سمجھتے رہے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عدالت میں ان کے  
 تصدیق کے ساتھ انگریزی، ان کا اور میدانوں کے بلنگے کیلئے تہمتوں کے  
 پہلے توئی کے جہاز پر ہی جو گریزیوں میں تو پو، ذہنیوں میں اور ان کے  
 و طبیوں کے تہمتوں کی تہمتوں میں ان کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 کے سرحدوں اور پشاور کی تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 رسد کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 پہلے پر تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 سے طے کرنا تھا، اگر تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 آج کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 جہت میں ان کا تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 کہتے ہیں کہ انہوں نے، میرے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 سرحدوں میں ان کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 سپاہیوں کو رہا ہے، ان کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 سرحدوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے  
 سرحدوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے تہمتوں کے

اسی ۱۰ اوف میں امیر کابل امیر میرزا سرداروں ہیں تو ان کے ہاتھ پر بیعت جلاؤ گے  
 معظم ہوئے جب امیر صاحب انھیں اور ملکہ جہاوردیہ کریں سب اس کے ساتھ  
 ہو کر تدارک سرور آئیں مستطاب میر نصرت خان اس کے انگریزوں سے گئے  
 امد تمام بیعت۔ سب کے کافلات اس کے پاس جمع ہوئے تھے اس پر وہنگڈ سے  
 برہان کی طرح روپہا ہلے گئے پھر یہ نکلا کہ مجاہدین کی قوت گروہ کو نہ چھوڑ  
 لڑائیوں کے بعد جس میں مجاہدین کو کامیابی اور انگریزوں کو ناکامی ہوئی تھی  
 پاس بیٹھی۔ اور تو مجاہدین دسہ اور کاروں کے قہقہے ہو چکے تھے اور جس سے  
 پچھلے احتجاج کو سب سے لے کر تھے اور سردیوں کے کھیا اور سوانہن قابل  
 پوش گئے اور عوام امیر کابل کے بردگی سے کی وجہ سے اپنے جوش و خروش  
 کو قائم رکھنے کے آثار حاجی صاحب اور ان کی ہماہمت کو چند صدیوں کے بعد  
 نکتہ پر نکلتے تھے ان کی ہماہمت میں انتشار ہو گیا۔ ہوا نہ سید امد  
 صاحب مرحوم قاری صوفیہ پر گئے ہیں

انگریزوں نے کان بد پیر کو یہ کیا ہمت میں تقسیم کر کے اور اپنی  
 سلطنت کے باہر تباہی معاہدے سے بیعت اور حاصل کر کے  
 اور پشاور میں اعدائوں کو کھانا کر کے ہر کان ہوا کہ تو اس  
 وقت تمہارے شہر میں شریک ہو کر تو یکس میر بادشاہ کے  
 جہد ماہانہ اس عام نعلی سے پر سب گئے ہی لیتے تھے۔  
 ان اور دوسرے مجاہدین کا ہوا کہ۔ فکر حاشیہ ترنگہ۔ ان  
 کے آدنی کار سرد و سہاں مجاہدین کے کار سے سب ہی علم  
 پر ہوا تو لکھ کر وہ امیر کابل کے ام بیعت نامے حاصل کریں  
 یہ انگریز ہی بد پیر انھیں تو ان کے امد ماہانہ میں تقسیم شود  
 اس کے سہرا جام دینے والے نائب السلطنت امیر نصرت  
 خان تھے اور بہت نامے ان کے دفتر میں محفوظ رہتے تھے۔

پچھلے سے امیر صاحب امد ۱۰ ہوا کہ معاذہ کو چکا تھا اس سے  
 انگریزوں نے کوہ سرگ انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے خورشید کو لگے

میں نے یکسوں کیسوں کا معائنہ کیا، میرا صاحب نے مختلف صورتوں کے بہرہ داروں کے لئے  
 گئے تھے جن میں ان کے پیٹے سرور رعایت شدہ ملک کی فلیڈ عبدی کی بھی تھی جس کا  
 پہلا ذاتی دائرہ تصرفات میں کھولا گیا ہے یا ہستانی مرکز سے پچھلے سے ثابت  
 دائرہ پر کوئی اور تھا کہ حضرت شیخ احمد مرکز میں تھیں تو اظہار و اجازت کے  
 کہا میں اس وقت جمع ہو رہا ہوں کہ یہ تفریق کا مفروضہ نہ رہے گا اور متعدد واقعات  
 میں اپنے دل کو رو نہ دے کہ اس کے خلاف اپنی صلاحیت میں یہ سچا ہے کہ  
 دوسرے اور اس کو کہہ سکتے ہیں معلوم ہے، میں سے وہ سچا ہے اور نہ بڑے  
 کو کہہ سکتے ہیں مگر حضرت شیخ احمد رکنہ اللہ علیہ کو ان اور ان کی وجہ سے  
 اس کی مصیبت معلوم ہوئی کہ وہ مرکز کو اس کی رہائی اعلان کی ضرورت زیادہ  
 تھی اور جہاں موجود تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی رعایت سے ماں امداد  
 نظیر طریقہ سے حاصل کیا جائے، اس لئے توقف فرمایا، میرا جس حکم سے اس کی عمل  
 کھدائی شروع ہوئی تو حضرت شیخ احمد رکنہ اللہ علیہ کو اس کے لئے تیار  
 ہو گئے تھے، پھر مرکز کی دوسرے امداد کاروں کے قلم بوجہ کی رہا یہ عبدی  
 ہے کہ وہی مادہ سے حکومت پشت پناہ ہو جو کہ دوسرے اور خیار پہنچائی سے  
 اس لئے بعضی جہاں کا مادہ فیہ کر، اور یہاں علیہ اللہ صاحب کو اس کے  
 کو اس کو مرکز اور دکن و صاحب کے تیار کر، صرفی سے تاں اللہ کر  
 کے لئے ہی کو منتخب فرمایا، اور مرکز فرمادے کہ اللہ علیہ سے حضرت سے فرمایا،  
 کہ جو طریقہ پر کو کہ معلوم ہوا ہے، تو اس سے سدا پہ کو گرفتار کے طریقہ رہا  
 چاہتی ہے اس لئے شدت ضرورت سے کہہ کہ آپ خود در حکومت رعایت سے ماں و  
 ۴۱ ہیں۔ یہ وہ راہ تھا جس میں چلنے کے لئے لڑ رہا، لیکن صاحب کو ان کو  
 اس صاحب کو، بلا تکلف صاحب، اجیرا، اور کو اظہار و تینے کے لئے لڑ گیا  
 ہے لہذا، حکومت سے کہہ کہ وہاں یہاں نہ رہی ہے کو چلنے سے مرکز سے  
 خود کو کہہ کہ چونکہ آپ سے عام مسلمانوں کے تعلقاً نسبت ہے سے میں  
 ان کوں سا طریقہ اختیار کیا جلتے میں میں عام مسلمانوں کو نہ سہ آئے یہ ماں  
 ہی ہوا اس لئے کہ، اس لئے کہ وہ، جو خاص سے لڑ رہا ہے

سے جہاں سے ملے ہر بھی پر جانیں گے لندن کی حکومت سے لے کر ہر اسٹراوا کا سٹند  
 میں مل جوا بنے ہم پھر وہاں واپس ہو کر یا مستانی مرکز یا پتے عانی گے  
 چنانچہ یکساں کی کا راہ کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے توڑ پھاڑے والے جناز  
 میں خریدتے تارکشوں کا انتظام کر دیا وہ حضرت ابو مندے کو ڈار واد ہو گیا  
 بلکہ پاشا اور جمال پاشا سے ملاقات اور ڈاکٹر اور تقریرت حاصل کرنے  
 کے بعد حضرت نے پورا پیش کی کہ آپ لکھ کو رہا رہی یا خشتان ہی کھاتے  
 ہمہ بخا دیں۔ جمال پاشا سے جو یہ دیا کہ تم سے اس وقت جا رہی  
 رہی ہے میں نے اور اگر چہ وہ نے عراق کے راستے کو کاٹ دیا ہے میں کا  
 اصل مقصد یہ ہے کہ دولت عثمانیہ و افغانستان میں جو صحبت خد میں  
 دیں میں رہی تو میں واصل ہو کر سلطنت اور برکت کریں اور عراق میں  
 انگریزی فوجیں کو تھامنا پر تھک کر ہی میں نے کوئی اطمینان بخش  
 صورت بنانے قصد میں جس ہے آپ کو چند دستوں ہی کے راستے سے  
 یا خشتان میں جانا چاہئے حضرت شیخ المثنیٰ نے فرمایا کہ لکھ کو حایت توی خطہ  
 ہے کہ ماسند ہی میں لکھ کو انگریزوں کو رکھیں گے۔ تو سوں سے فرمایا کہ چھاپ  
 چھاپ ہی میں چھاپا کر قائم کریں خدیوان سے ہی کاد واپس مل میں نہیں۔  
 اگر حضرت شیخ المثنیٰ یا خشتانی مرکز پر اس حافتے تو توی سہ تھی کہ  
 باوجود سپاہ و دستوں کے مرکز، خشتان خشتیہ تو ہے یا، اور کسی  
 کسی صورت میں کسی قدر قائم رہتے نہ قدرت کو سلطوریہ تھا سر مل حاصل نہ  
 توی صاحب اور ان کے ساتھ کے جا رہی حایت، استقلال اور پاروی کے  
 ساتھ مل کر کہتے ہت اور ایک جو چہ جو چہ کہ دو سر سویرے ملنے کو سنے  
 پسہا ہتے رہتے مگر ٹر پر لاک ڈیو سوسو اور ہی پر وہ سٹوڈن کی وجہ  
 سے میں کو کہنے بیٹے ڈر کیا ہے اور ہر دور سامی رہ سوتے اور ہم سوتے سے  
 دانہ کار کس صورت صورت ہو کر خشتیہ ہو گئے۔ وہی صاحب مرجوم کو ان  
 کے خلعین ہت کے علاقہ میں سے گئے وہ وہاں محفوظ ہو کر قاسمت پر رہے جو  
 گئے اور مولانا سیف رئیس صاحب اور دوسرے حضرات کامل و ختم پت



گئے حاجی زرنگ زلی صاحبہ سے دم لہے سے ہمہ علاقہ میں امیرنگ رہے اور وہی  
ان کی وفات ہو گئی۔ رحمت اللہ تعالیٰ ورضی عنہ واطہارہ تہیں۔

۱۳۰۴ء مولانا سیف الرحمن صاحب اصل میں قندھار کی اقداس ہیں۔ ان کے  
آباؤ اجداد پشاور کے پاس رہے لگے تھے۔ انھوں نے حضرت مولانا رشید  
احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث شریف حاصل کیا تھا۔ عرصہ دراز  
تک دیاست ٹونک میں تعلیم و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، جس میں کئی  
تجدیدی لٹریچر بھی لکھے اور اس عرصہ کے فرانسیسی کئی سال تک  
انجام دیتے رہے حضرت شیخ عبدالرحمن رشید علیہ نے ان کو ہم خیال بنا یا اور  
اپنے مشن کا سربراہ کر کے یا خستہ ان کی ہجرت کرنے کا سلسلہ بھی بنا کر  
موصوف ہجرت کرنے یا خستہ اپنے اور لوگوں میں وخط و تبلیغ عرصہ تک کیے  
اور ان کو حصار آزادی پر تیار کر کے کئی مقروضات اعلیٰ و دہسکے اور نجابت  
ذمہ اور صاحب علم و دلس نے ان کے وخط و تحقیق سے بہت زیادہ لگوں میں تاز  
اور خوش پیدا ہو۔ چونکہ وہ حاجی ملازمت چھوڑ کر یا حضرت شیخ عبدالرحمن رشید  
متعلقین یا خستہ گئے تھے اس لئے صاحب تک حضرت شیخ عبدالرحمن رشید  
مند وستان میں رہے ان کے مصروف کے لئے ماہانہ صاحب استطاعت  
متکفل رہے۔ اور صوف حاجی زرنگ زلی صاحب کی معیت میں حصار میں شریک  
رہے شکست ہونے کے بعد کابل چلے گئے، اہل عرب رشید علیہ صاحب کے آخری  
زمانہ میں انگریزی حکومت کے پرنسٹ پر مولانا مسعود علی کاہرنگے کے ساتھ  
مولانا سیف الرحمن صاحب کابل سے یا خستہ و خط کرنے کے لئے جہاں آئے تاکہ  
لوگوں سے تفریق سے۔ مولانا سیف الرحمن صاحب کو مولانا، دہس بیٹش معارف نے  
اپنی معیت میں لیا اور ہندوستانی معارف سے علیحدگی کا وعدہ لے لیا  
وہابی ڈگری صوفیہ ۱۰۰۰ روپے سنوئی لاکھ کے ساتھ رہے لگے اہل عرب رشید علی  
کی آخری حکومت تک وہ سنوئی لاکھ کے ساتھ رہے اور سنوئی کو جو کام انگریزوں  
کا تابع کے تھے رہا اس میں اس کا سارا کرتے سوارا اہل شد علی صاحب  
کے عہد میں آباد بکر کامل پہنچے اور بڑے عرصوں پر نئی ہو گئے۔

(۴) مولانا منصور صاحب، صدیقی مرحوم ان کا امی ام محمد میں تھا۔ موصوف حضرت مولانا محمد تقی صاحب بخاری نے کہ اللہ علیہ باقی دارالعلوم علیہ السلام کے لئے اور بری علیہ اللہ صاحب صدیقی مرحوم، علم و نیاں جینڈہ اور عربی کے پائے صاحب سے تھے۔ حضرت شمس الاسلام، مولانا عبدالصاحب، علم اعلیٰ صاحب علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کا امی وطن اینٹہ ضلع بہاولپور تھا۔ دارالعلوم بیرونہ میں تکیں کرنے کے بعد کائنات کی امت میں طاعت تہذیب سے انجام دیتے رہے۔

صاحبزادہ مینے الہی صیغہ صفا، ربی جہد تک کام کیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ ابنہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طاعت ترمیم قرآن کی طاعت انجام دینے کے لئے حاضر کئے۔ حضرت شیخ ابنہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے مشن کا میر بنا دیا۔ ان کے شریک کرید جیتے ان صاحبزادے مولانا جیہا اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ ہی کے تانبہ کی خدمت تک کام کرتے رہے۔ طاعت مستحق حرمہ کی اکیس روز اور اور تاہم اتحاد تھے۔ انہوں نے مشن کے کاموں کو نہایت زیادہ رانداری سے انجام دیا۔ (۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء) ان کو بہت کوشش کے ساتھ ترمیم باہر مغربہ دوانے اور ہمیشہ حضرت شیخ ابنہ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رہے۔ ان کو اننگا ویجے کا نئے خطرات سے دوچار ہونا پڑا۔ اگر نہایت قدم رہے حضرت شیخ ابنہ کے ساتھ سفر جاری رہا۔ تقاب کی طاعت انجام دیتے رہے۔ جو مغربی گورنر کا مطالبہ کی طاقتوں نے اور طاعت و عبادت فروری حاصل کرنے کے بعد حضرت شیخ ابنہ نے ان کو جہتوں میں کیا۔ وہ اس پر اس کی کہ وہ جہتوں میں ہر سب قیمت طلب دیا۔ کاروانی جہت انجام دی اور مشن کے لیے وہ لکھنؤ لڑا۔ اس کے بعد وہاں وہ لکھنؤ صاحب ہانہ کے اس صاحبزادے صاحب طاعت و عبادت سے پہلے تو نئی طاعتوں کو اس کے ساتھ جہتوں میں اور خطہ ہندی کی وہ لوگوں کے ان کے گندہ کرانہ کی کوشش کی۔ ان کو پہلے گیا اور جیسے وہی کہ انہوں نے انہیں طاعت اہم دیکھا۔ وہ ان کو لکھنؤ اور ان کے ساتھ تھی۔ انہیں کوشش کرنا تو ان کے ساتھ انہیں طاعت اہم دیکھا۔ انہیں طاعت اہم دیکھا۔ انہیں طاعت اہم دیکھا۔ انہیں طاعت اہم دیکھا۔

امیر سید شاہ فرس صاحب کے اخیوتان میں مولانا حسین الدین صاحب کے ساتھ  
گورنٹ ہنر کی دستکش تک بنگلہ لکھی سے افغانستان سے باہر نکل کر دینے گئے۔ انہوں نے  
افغانستان پہنچنے کے پہلے سے جب کہ ہمیں وہاں قابضانہ آگے ہل کر انہیں افغانستان  
کے لیا صاحب سے کسی آئی کو گھسیٹا ہی میں ڈی ڈی ہائی ہوئی۔ یہاں مولانا شاہ فرس  
صاحب کے زمانہ میں ہر کامیابیوں کے بعد ہی میں استغناء و خیر و کرم سے  
جائے میں اور سیاسی مصلحتوں پر قائل ہوئے۔ جو میں افغانستان سے استیصال  
امیر مولانا شاہ صاحب کے سربراہی میں ملت ہوئے کے بعد یہاں گیا تھا اس میں مولانا  
بھی تھے۔ بہت دور وقت میں افغانستان کے ساتھ فرائض عہدہ انجام دیتے رہے۔  
پھر اسکول میں انتظامی خدمات فوری حالت میں یکیشیت مشیر شریک رہے۔ کابل  
میں انہوں نے ملتان سیاسی اسٹیبلشمنٹ میں آئیٹننگ کے جو کہ شائع ہو چکے  
ہیں انہیں بھارتی کے بعد چھ ماہ کے تنظیمی مہاشی تنظیموں میں جتو ہو گئے  
تھے اس کے بعد انہوں نے مولانا صاحب سے مل کر انہوں سے مل کر انہوں سے مل کر انہوں  
تھے افغانستان میں شادی بھی کر لی تھی۔ ان کے بعد مولانا صاحب نے مولانا صاحب  
ہیں جو مولانا صاحب کے عزیز و اقربا ہیں۔ انہوں نے مولانا صاحب کی خدمت میں  
ساتھ انجام دیتے رہے۔ مولانا صاحب نے مولانا صاحب سے مل کر انہوں سے مل کر  
پہلے کے مولانا صاحب سے مل کر انہوں سے مل کر انہوں سے مل کر انہوں سے مل کر  
انہوں نے مولانا صاحب کا انتقال کابل میں ہو گیا۔ مولانا صاحب نے مولانا صاحب  
(۱۳۴۲ھ) میں مولانا صاحب کے صاحب صاحب نے مولانا صاحب کے باقاعدہ انہوں  
دلہا مولانا صاحب کے فاضل اور ملازمین مولانا صاحب کے مولانا صاحب ہیں۔  
مولانا صاحب کے ابتدا سے مولانا صاحب اور مولانا صاحب مولانا صاحب کو انہوں سے مل کر  
رہے۔ مولانا صاحب اور مولانا صاحب (مولانا صاحب) میں مولانا صاحب مولانا صاحب  
نے بہت انجام دی ہیں۔ مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب

مولانا صاحب کے مولانا صاحب (۱۳۴۲ھ) میں مولانا صاحب مولانا صاحب مولانا صاحب  
(۱۳۴۲ھ) میں مولانا صاحب (۱۳۴۲ھ) میں مولانا صاحب مولانا صاحب



۱۹۱۱ء کو لاہور کے صاحبزادے کی تعجب پائی کہ تعجب پائی بہت ضلع کرنا ل کے باشندے اور حضرت مخدوم جلال شاہ کی کچھ اور اولیاء قدس اللہ سرہ اللہ علیہم کی مدد میں سے کچھ صورت لے طوم رفیع عربیہ مختلف مدارس میں حاصل کر کے دورہ حدیث حدیث آفری کرتا ہیں وہ اصنام دیوبند میں پڑھیں پھر مدس جس کو مختلف مشہوروں میں خدمات تصدیق انعام دیتے رہے۔ پھر دیوبند میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمان سزاخان میں میں وہ مددگار بننے اور ساہا سال اس خدمت کو انجام دیتے رہے اب ان کی ریاست اور امانت پر حضرت رحمۃ اللہ کو بہت زیادہ اعتماد تھا۔ شروع تحریک آزادی سے یہ حضرت کے رفیق اور ہم راہ اور مشق کے نفس ہمارا ہانا ہاں بسوچے بسا وقتا حضرت کی ڈاک اب کے سپور جن جن جن جہانوں کی کثرت اور مشاغل کی زیادتی کی بنا پر حضرت رحمۃ اللہ ڈاک کے جوابات نہ دے سکتے تھے اس لئے ان کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ جب حضرت نماز جانے لگے تو فریاد گاہ بہار اور نیچے کی کارخانوں کا قائم انہیں کو ناگھنے نئے لہ کے پاس امیر انجمن کارخیز چنگا دہند گن کارخیز اور دیگر کاغذات متعلقہ پیش رکھ گئے تھے۔ جس کو لے کر یہ پانی پہلے گئے تھے اور وہاں ہی سے یہ تمام کارخانہ مشیناں عمل میں لاتے تھے۔ اور اصولی اور اپنے مرتبہ کی کارخانوں کا قائم حضرت مولانا محمد انیس صاحب ماسٹر پوری کو بنا گئے تھے۔ مشین کے تھامنا انہیں مولانا صاحبوں کے سپرد تھے مولانا کی ہزنیات نہایت متذکرانہ فریق پر یہ انجمن دہیتے تھے اور امور عالیہ میں حسب ضرورت داس کے پورجا کر مولا نا صاحبوں سے مشورہ سے کو عمل میں لاتے تھے۔ جس وقت مولانا شیخ الہدٰی گرفتار ہو گئے اور کاغذات گورنمنٹ کے (حسب قریہ سابق) قبضہ میں آ گئے اور پکڑ چکو تفتیش و تفتیش شروع ہوئی تو ان کے مکان پر بھی پولیس کی دفتہ بھی مگر کسی شبکی ہتھیار نہ گنہہ پہلے تمام رجسٹروں اور مشینہ کاغذات کے پانڈوں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر چکے تھے اس لئے یہ رجسٹروں کاغذات نہ پولیس کے ہاتھ آئے ان سے بہت پوچھا گیا مگر انہوں نے کسی امر کا اقرار نہ کیا اور ہر ایک مسلمان سی آئی ڈی مسئلہ کیا گیا۔ جو نہایت انکس اور عقیدت کا اظہار کرتا ہوا ان سے مرہ ہوا ای خدمت میں رہ رہا۔

آگے لے کر مل میں لے کر آتا تاخیریت میں انتہائی سرگرمی میں ہوا اور اس وقت  
 ملازمین تمام ریسٹ ہاؤس میں پھیلے اور اس کا حال دیکھا۔ اس نے تہمتا تہمتا تمام  
 باتیں یاد ہیں اور اظہار کا سہرا لیا انہوں نے اس کو تمام ملاکی اور چھاپا دیں۔  
 تمام ملازمین حاضر کرنے کے بعد نائب ہو گیا اور ہرگز کوٹھانٹ کو بتا دیں اس  
 کے انہوں کو گولی مار کر لیا گیا۔ مگر یہ خبر کہ وہ اس کا پورے کوٹھانٹ کے پاس دقتا اور  
 نہ انہوں کو گولی مارے گئے اس کے بعد ان کو باجپ سے بعض حلقوں میں نظر بند کر دیا گیا  
 ایک جگہ کے بعد ہی کئی ہی مولانا اور دیگر لوگ مجرموں کے لئے کرائے ہوئے اس سے  
 پہلے صوفی ہائیکر آندا ہوا چلے گئے۔ یہ تو گورنمنٹ کے پاس چند تصویریں ان  
 اور مولانا مفتی، ملازم کے بہت سے تصویق سے پہلے چلے گئے مولانا اور دیگر لوگ مجرم  
 نے ان کو وہ دیکھ کے اور تنہائی میں جب کہیں یہ وہ تصویریں اس کی ذمہ داری دیکھ  
 گئے تھے کہ انہوں نے گورنمنٹ کے ہاؤس میں انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے  
 چاند نہیں رہتا اب انہوں کو صحت میں رکھنا چاہئے یہی انہوں نے پیش کیا۔ آپ  
 بھی انہوں کے وہاں کر بیٹھ کر میں آجہ کوئی حد نہیں اور انہوں کو تمام ہی ہو گیا۔  
 چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہ ایک حکم و بہتہ کا مشورہ تھا کہ انہوں کو گولی  
 اس کے چند دن بعد ہی کو آندا کر دیا گیا اور پالی پت میں وہیں کر دینے لگے۔  
 وہیں انہوں نے انہوں میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے انہوں میں مشغول ہو گئے  
 چند سال کی آزادی کے بعد انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 میں انہوں کو لیا گیا ملازمین۔

۱۰۔ مولانا محمد رفیق صاحب مجرم جو مولانا صاحب نے انہوں کے ہاؤس  
 اور صحبت شیخ الہی اور مولانا محمد کے فضل سے انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں کام کرنے والے لوگوں کو سب سے پہلے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے اور انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے اور انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے اور انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔  
 انہوں نے انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے اور انہوں کے ہاؤس میں رہنے لگے۔







ہے۔ جسے صاحبزادے مولانا مہاراج صاحب گزری نشینی میں علامہ اشد  
تسلطہ در فضی حد فاضلہ۔

دعا مولانا اور اسی نتیجہ میں صاحبزادے مولانا مہاراج صاحب گزری نشینی کے  
پسند اور حضرت بیگلہ میں مانتا کہ مہاراج صاحب گزری نشینی کے پاس  
خیریت تھے مولانا جیہاد صاحب ان سے بہت وابستہ تھے۔ مولانا جیہاد صاحب  
کراچہ میں ان کے ہمراہ تھے اور ان کی صاحبزادی سے انہوں نے کرایا تھا جو پورے  
تک مولانا جیہاد صاحب ان کے یہاں رہے انہوں نے مولانا سے لکھے کہ تمہیں کا  
بہت اظہار و تحسین کرنا تھا۔ موصوف ہمارے سیدہ جنتی اور بی بی نگار تہذیب و تعلیم  
تھے۔ اہل اہل و جانب نگر میں ان کا بہت احترام اور سوخ تھا۔ ہزاروں جگہ لکھی  
مسلطہ ان کے حوصلہ اور یہاں اہل اہل و جانب میں موجود ہیں۔ ان کی کامت کا بہت بڑا  
پرکارا وہاں پایا گیا ہے۔ مولانا جیہاد صاحب نے ان کا تہذیب و تعلیم شیخ اہل  
سے کیا۔ حدود و فروع پر بندگی آئے اور حدیث شیخ اشد ان سے غرض و سلیقہ  
بھی تشریح سے گئے اور مشن آزادی میں شریک کر لیا تھریک موفت میں بھی نہایت  
موش و غروش سے آخر تک شریک رہے۔ ان کا تمام سہہ سکھانہ شروع میں  
حضرت شیخ اہل کے حق میں کر لیا۔ گو وقت نے اشتباہات کی ہتھیریاں کو گرفتار کیا  
پھر چند دنوں کے بعد آکر دیا اور اہل و جانب شریک خلافت کے آخری دنوں میں باقی وقت  
لوگنی۔ علامہ تسلطہ در فضی حد فاضلہ۔

(۱۱) مولانا مہاراج صاحب کراچی نے تسلطہ تھا ہے۔ مولانا کے موصوف  
عملہ کہہ کر کہا جی کے باشندہ ہیں کتب عالیہ درمیں خصوصاً مولانا صاحب حضرت  
شیخ اہل سے صحیحی اہل میں اور مولانا جیہاد صاحب میں بہت گہرے تعلقات  
ہمیشہ رہے اور مشن آزادی میں ہمیشہ سرگرمی کے ساتھ شریک رہا اور کراچی  
عربی میں جب کراچی یوں نے عراق پر حملہ کیا تو انہوں نے اور ان کے  
دعا سے ان میں بیوا و جنوں کے بوجھتانی کیا ان سے ہنودت کراچی۔ کراچی  
سے ہر ہفتہ میں جہازیں ہندی فورس سپاہیوں اور اہل و جانب اور رشتہ  
کا پایا کرتی تھی ان کی وجہ سے مولانا نشانی کا ہزار انہوں نے عراق میں



میں چھ ماہیں اور دلوں لوگوں کو جلا کر دی کے لئے آمادہ کریں اور اس کی تبلیغ میں تیار رہے۔ نیا دار حشر میں یہ کہہ کر آئیں کہ تقریر کی مشق دلائے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہہ لیں کہ معنی میں اس لئے اس کی تبلیغی تقریروں کا وہاں بہت اچھا اثر ہوا اور بہت بڑی تعداد میں ترک جہاد ہاری کے لئے تیار ہو گئے۔ جب حاجی توگڑنی صاحب مرحوم نے ہم جہاد بند کیا تو دلائے فضل، بی صاحب شریک تھا اور ہم پھر شکر کے ہر حال میں چلے گئے۔ اہل حق امتداد اہل حق قابلیت کی بنا پر جسی زیادہ بحث و گفتگو میں غلام ہو گئے اور آج تک لفظ جہاد پر فانی ہیں۔ جیسا ان کے ساتھ ہی۔ جہاد اشریہ اور ہجرت۔

(۱۳) مولانا امیر صاحب سلسلہ تہذیب و تمدن کے مفاصل اور حضرت شیخ الہند رات اللہ علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔ یا ختمائے کے ہی یا مشہور ہیں جن کی تہذیب بہت اچھی ہے۔ ان کی رہنمائی سے فتنوں سے بچنا اور دین اسلام میں داخل ہونے سے اور حضرت شیخ الہند کے ساتھ تہذیب کے پاس ہم سب سے پہلے سے پھر سادہ فتنوں میں جہاد اور امت کے لئے چلے گئے وہاں سے ہندوؤں کے ہندوؤں کو کراہتوں میں تہذیب سے۔ حضرت شیخ الہند کے ساتھ تہذیب نے ان کو کیا یاد دہانیوں میں حاصل ہوئے اور ان لوگوں کو اس کے لئے آمادہ کرنے کا حکم کیا۔ ان کی مساعی جہاد سے ہندوستان خرابی کے آپس کے اختلافات اور یہاں کی مساعی ہو کر ان میں سالہا سال سے چلی آئی تھیں۔ ہندوؤں میں سب میں اتفاق اور اتحاد پیدا کیا گیا اور جہاد آزادی کی صلوات میں کھڑا آیا گیا۔ صلوات نہیں کئے۔ وہیں یا نہیں۔

(۱۴) مولانا فضل کو صاحب فتنوں کا دور کے ہندوؤں میں تہذیب شیخ الہند رات اللہ علیہ السلام کے حکم سے آباد علاقہ میں چلے گئے اور وہاں نہایت جہاد کے لوگوں کو تیار کیا اور بہت کار آمد اقدام کام انجام دیا۔ شکست کے ہندوؤں کو اپنی طرف سے وطن واپس نہ گئے اور غیر مشہور طریقہ پر زندگی بسر کرتے رہے۔ اس صلوات کے سرگرم ہوتے نہایت صلوات کام کرنے والے ہیں۔

(۱۵) غلام بادشاہ عبد اللہ خان صاحب معروف الزمان زلیخا پشاور کے مشہور و معروف توکی حکام اور کارکن ہیں۔ ابتدا میں ان کو تعلق حضرت سید شیح ابراہیم تبرید افغان خدمت میں حاضر ہونے کہا جا رہا ہے کہ یہ جہاں ہوتے انہوں نے اپنے سیاسی تعلقات کو جس طرح میں دارالعلوم میں آفریں کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ میں بادشاہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا ہوں ملاقات کا وقت اور جگہ کی اطلاع کسی شخص کے ذریعہ کر دیتا تھا اور وہ مجھ سے پہلے کسی اور کے اسٹیشن پر آتا لیکن تھا اور وہاں دونوں جمع ہو کر باتیں کریتے تھے پھر اپنے اپنے حصہ کے لئے حساب لگایاں پر یہ نہ ہو جاتے تھے یہی اُن کی شکل کا طبع نہ ہوتی تھی۔ شکست آگے کے کواستے اس طرح بد ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحب ہمت بلا سے بڑے مہتمم و مہتمم تھے ان کے انہام دینے کی کوششیں ان قدر احتیاط کی تھیں کہ انہوں نے ان کی مدد فرمائی۔

۱۶) ڈاکٹر احمدی مرحوم؟ کل صاحب مرحوم قصہ بہت پر طبع فارسی پورے کے باشندے تھے۔ یہیں پہلی تھے بحیم تابتا (بحیم عبدالوہاب صاحب) مرحوم سے بڑے تھے۔ بحیم عبدالوہاب صاحب مرحوم تھے۔ انڈیا ڈاکٹر صاحب مرحوم سے پہلے چھوٹے تھے۔ بحیم عبدالوہاب صاحب مرحوم نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی۔ حدیث حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے لڑی تھی۔ بادشاہ تابتا ہونے کے عقبہ کا انہوں نے لکھا کہ کہتے تھے۔ یہیں جہاں ان کو حضرت عبداللہ علیہ سے شہادت گہرا تعلق تھا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بحیم عبدالوہاب صاحب ہمت ہی تھے۔ انہوں نے وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ میری قبر حضرت عبداللہ علیہ کے مزار کے قریب بنائی جائے جہاں پورے جہاں کا انتقال وہی میں جاتا تھا کہ لاش ایک کلا میں منگورہ شریف لائی گئی اور حضرت کی قبر کے قریب بنائی گئی اور وہیں دونوں ہوئے۔ ڈاکٹر انصاری صاحب مرحوم ہرگز چاہا ہی نہ کہ ان کی وفات دیوبند میں ہوئی کہتے تھے مگر انہیں تعلق حضرت سید شیح ابراہیم علیہ السلام سے

اندھوں کی تحریک سے بہت زیادہ پیش رفت کی گئی۔ سپہ سالار علی گڑھ کے تیار ہونے کے بعد ان کے ساتھ جہانگیر علی صاحب بروہی بھی آئے۔ ان کا مقصد تھا کہ ان کی مدد سے علی گڑھ کی تحریک کو مزید آگے بڑھایا جائے۔ ان کے علاوہ علی صاحب بروہی کی مدد سے علی گڑھ کے کارکنوں کے لیے بہت سے کارکنوں کی تربیت کی گئی۔ ان کے علاوہ علی صاحب بروہی کی مدد سے علی گڑھ کے کارکنوں کی تربیت کی گئی۔ ان کے علاوہ علی صاحب بروہی کی مدد سے علی گڑھ کے کارکنوں کی تربیت کی گئی۔ ان کے علاوہ علی صاحب بروہی کی مدد سے علی گڑھ کے کارکنوں کی تربیت کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ ان کے پاس بہت سی کمزوریاں تھیں مگر ان کے پاس بہت سی طاقتیں بھی تھیں۔ ان کے پاس بہت سی کمزوریاں تھیں مگر ان کے پاس بہت سی طاقتیں بھی تھیں۔ ان کے پاس بہت سی کمزوریاں تھیں مگر ان کے پاس بہت سی طاقتیں بھی تھیں۔

بجا، نگاہ میں بھی اس کے لئے دو دو ہاتھیں لگے گئے تھے اس  
 کی ایک پائی کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس سے ملنا نہ ہوا صاحب  
 نور حضرت گلگلی کی اس پر صوبہ کی ایک سائنس دانہ لیا، لہذا میرے جہوں نے  
 نہایت لمبوں اور سخت سے فرانس میں اس نام دینے کے بعد اس وقت تک  
 آئیے کہ اس پائی کے ٹکڑے میں نہایت زیادہ مقدار منسا نے تھے ماضیہ  
 حضرت فریضہ بنت کے بیٹے آتھا کی کچھ اعلیٰ بلایع کے رو کر دینی میں علوم صدقے  
 بعد بہت زیادہ سے سڑکی کے ساتھ کام کرتے تھے پھر اس وقت شہ  
 صاحب کے بیٹے تھے حضرت مگر کے بعد کی عاری ہوا بہا ایک اور بڑی  
 لاکھ لاکھ کوئی جو کہ سوز چھوڑا صاحب کے سبکی کے بعد اس کی جو بخت  
 میں قوی ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب ان کے بھائی حکیم عبدالغنی صاحب کو ایم  
 فائنل میں علیا کا حصہ سے پہلے کہا ان صاحب کے گئے سو نے اعلیٰ مدرسہ  
 کی طرف سے لیا گیا تھا اس کے پاس ہو کر میں اعلیٰ مدرسہ صاحب اعلیٰ کے بعد صاحب  
 کے اہلہ کہا گیا کہ اس کا ماضیہ اسٹا میں سے نہایت بڑا اور خوش ہے ایم اے  
 کی طرف سے میرا اعلیٰ مدرسہ بہا و حضرت صاحب سے کہاں کو پہلے سے ہے اور  
 گئے ہیں۔ مگر اس کی طرف سے کہا گیا کہ وہی ماضیہ اعلیٰ کے بھائی میں آپ  
 اعلیٰ اعلیٰ کرتے ہیں تو چھوڑا سب سے مگر اسٹا کے اعلیٰ میں ہیں ان کو پہلے سے  
 لہذا میں میں اعلیٰ کی رہیں دیکھوں لیکر تو انہوں نے علیا کر بیٹھ کر وہ قابل  
 تھیں نہیں ہے۔ چھوڑا اسٹا کی طرف سے علیا پر اس کی طاقت پر اس کا کیا  
 انہوں نے صاحب کیا کہ میں نے علیا میں بیٹھنا اور شہ دینے جو سب کے ساتھ اس کی  
 ہے مگر اسٹا ماضیہ ماضیہ کو پہلے کہتی ہے تو میں حاضر ہوں جو سب  
 کہ اور کیا ہوتے ہیں۔ مگر نہایت پہلے کے ساتھ کہہ کر یہاں سے صاحب کے  
 تھیں یہاں سے تھیں تو صاحب کے اس نے حکومت نے ان کو پہلے سے  
 کرنا ہوتی حکومت تھا۔ اس کے بعد ان کو بھی اور حکیم عبدالغنی صاحب  
 کو بھی پہلے آیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ان پر بجا سیاست میں نہیں تھیں  
 سیاست کی کے ساتھ فریضہ سے ہے۔ حکومت لکھنؤ اور کانپور کے

محمد ہے اللہ ہر اہل اس کا گمراہ میں شریک ہوتے تھے علیؑ میں کا گمراہی کے صدر میں ہانکے گئے جب تک زندہ ہے عورتی رنگوں کا خوبنا آفتابی کا لہجہ ان کی ہی کوئی پہچان تھا قریٰ جملہ میں ہی کے یہاں ہی ہوئے بعد حضرت شیخ الحدیث شاد علیہ التری نام میں آگے کے یہاں ہی مانے شیخ حفیم دہلوی اور وہیں وفات ہوئی۔ علامہ تھامس ڈبلیو مرڈی نے ان کا ذکر صاحب کی سیاسی جدوجہد اور کارنامے صورت و نشہ میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں انہی سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر کئی مرتبہ جیل گئے اور عرصہ تک دہلی جیل اور ان کے ساتھ قتل جیل وغیرہ میں رہے۔ علامہ تھامس ڈبلیو مرڈی نے ان کے بارے میں دہلی میں انتقال ہو گیا۔ دہلی ہی ضلع ہونے کے باعث ان کی قبریں ان کے مکان تھامس ڈبلیو مرڈی نے لکھی۔

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب کھلی مرحوم پھر الہ آباد صاحب کے ہاتھ تھے۔ علامہ تھامس ڈبلیو مرڈی کے قاتل غازی علی شاہ صاحب نے ان کے قاتل اور مولانا عبدالرشید صاحب کے قاتل دوست احمد شاہ کے سرگرم سپہ سالار شیخ تھامس ڈبلیو مرڈی کی پانچویں مرتبہ کھلی میں تھی جو صرف اس کے ساتھ نہایت مستعد اور پختہ رہنے کے ساتھ ان کے کھلی میں شریک رہے اور ان کے ساتھ ان کو ساتھ لیا گیا بنا یا دہلی میں ان کی آمد تک باہر ان کے خیام و حاکم میں ان کی گرفتاری کے لئے کر دیا گیا ابتدا میں کوئی اہمیت نہیں ہو سکا اور شاپ نے ان کو کیا خوب کلمات گوئیوں کے ہاتھ آگئے اور ان سے ان کی ان کو دیکھنے کے لئے ان کی باتوں میں آ کر ان کو اپنے ساتھ ساتھ سے علیحدہ رہنے کا وعدہ کو نہیں بھیجا وہ گئے چنانچہ ان کو لے کر لایا گیا اور وہی مولانا شاد صاحب کے اقتدار کا ذریعہ بن گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سیاسیات میں کوئی حجتہ نہیں لیا۔ لاہور میں ایک مائیکس ٹی وی شو میں ان کا انتقال فرما گئے تھے ان کے انتقال کے بعد مولانا ڈاکٹر عبدالقوی صاحب اور مولانا جزیلوی نے وہ مرحوم مولانا ڈاکٹر علی صاحب لاہور میں لکھی ہیں۔ علامہ تھامس ڈبلیو مرڈی نے۔

(۱۸) حضرت شاہ عبدالرشید صاحب رائے پور میں تھے ان کے ساتھ مولانا علی صاحب





حضرت شیخ الہند نے ان کو بائبل ہم ٹیبل ادا ہونا بتایا اور خود حضرت یکباں و دو  
 قالب ہو گئے اور اخیر تک اسی پر قائم رہے۔ جب کما علیٰ جگہ کے بعد حضرت شیخ الہند  
 ہمارے جانے لگے تو انہوں نے کہا کہ تمہارا مقام بتا گئے اور آپ کے کارکنوں کو تاکید کر دی کہ وہاں  
 شاہ عبدالرحیم صاحب کو سزا کا حکم تمام سمجھانا اور تمام بلائیں اسی کو ان سے مشورہ  
 لے کر ادا کر دینا اور خود ہی اس کو سزا کا حکم لے کر ادا کر دینا اور تمام سمجھانا اور تمام  
 لگے چنانچہ اسی طرح عمل ہوا کہ آپ کو سزا کے لئے حضرت راسخ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت مسعودی  
 ادا منتقل اور عالیٰ جہی سے استہانی رازداری کے ساتھ اس کو انہوں کو انہوں دیتے  
 رہے اور ان کے خاص خود ہی لکھی جیتے رہے مگر انہوں کہ ہمارے ہاتھ میں اسیر  
 ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی سزا کا حکم پوری مریضی ہونے اور عرصہ تک بستر مرض پر  
 چاہی اور صحت میں مبتلا رہے ایام حال گری میں سی آئی ڈی کا افسوس کے پاس بھی  
 تفتیش و استفسار کے لئے گیا سزا کا حکم لے کر ادا کیا گیا کہ ترمذی کو دی اور انہوں میں  
 لاطیفی کا اظہار فرمایا جس پر وہ تلامذہ واپس آیا اور کہنے لگا کہ مولانا بھوت  
 ہوتے ہیں۔

ایک شہید اور اس کا حل | ممکن ہے کہ جس ناخبر کو خطبائی ہو کہ اس جگہ  
 اقرار دہ کرنا یا لاطیفی کا اظہار کرنا اس طرح ہمارے  
 سکتا ہے۔ یہ تو کذاب اور بھوٹ ہے جو کہ حجاز ہے تو اس میں عرض یہ ہے  
 کہ تعریفی جواب دینا یعنی ایسے کلمات کو جواب میں استعمال کرنا جن کے طے معنی  
 ہوں شکم ان کے دوسرے معنی لے اور مخاطب کچھ نہ سمجھ کر بھوٹ نہیں ہے  
 اسی سے موقع پر ہاشیہ ہاؤ ہے۔

حضرت تاج الدین علیہ السلام جب کہ اپنی زود بختی حضرت سادہ رضی اللہ عنہا  
 کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے فلسطین آئے تھے لے جا رہے تھے تو ایک کافر چہرہ کا  
 حکم راستہ میں چڑا جس کا طریقہ تھا کہ کوئی مرد کسی عورت کو عورت کے ساتھ اس  
 کی سجد میں سے گزرتا تھا تو عورت کو بھیج دیتا تھا اور اگر وہ مرد عورت کا شوہر ہوتا  
 تھا تو اس کو قتل کر دیتا تھا اور اگر جہاں ہوتا تھا تو چھوڑ دیتا تھا مگر عورت ہر  
 حال میں اپنے قبضہ میں کر لیتا تھا۔ اس کے سی آئی ڈی (جاسوسی) نے



اور اس کے خباہتوں و امور میں سے قہر لاندہ ہے اس لئے سر پر حکومت بھی  
 عالم انگریزوں سے ہوا کے سٹھ کی دینا نوزاد قندیلینہ ۱۸۵۲ء کی صاحبہ نے  
 حضرت شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی صاحب دہلی کو یہ پختہ ہونے سے انگریزوں کو کام و سب سے  
 منہ کر کے تھے گوردہ سا شہر اور فریق آبادی کے متعلق سی۔ قندیلینہ کی راہ زمینی  
 کہ کے کم سے بتا کر انہوں نے پختہ قندیلینہ کو اس صاحبہ کو مشہور کیا کہ جو لوگوں نے  
 پہلے پہل کام کیا تو صورت اتنی تیز تھی کہ وہ اس صاحبہ کے پاس سے اس وقت نہیں  
 سب کچھ کیا تو سب کچھ اس کام سے پختہ اس صاحبہ کے پاس سے وہ کسی چیز  
 کا قرار نہ کیا۔ اسی میں شہید کی کہ اس کے بعد یہ حکومت نہیں چکڑدی جب  
 ای میں ۱۸۵۷ء میں اس صاحبہ نے اشرف علی صاحبہ سے سی۔ قندیلینہ کے متعلق  
 حد حضرت شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی صاحبہ کی مکت کے متعلق نام پہلے اس سرگرموں کے  
 کیا یا اس کی حضرت شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی صاحبہ سے اطلاع اور عقیدت کے لئے  
 میں سے بہت سے امور کی ہونے والے تھے کہ لئے حضرت شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی  
 صاحبہ نے حضرت صاحبہ کو ثابت کیا اور حضرت صاحبہ نے اپنی کونایت جھوٹا ہونا  
 کیے تھے وہ اپنی مرضی تھی۔ قندیلینہ کی تصدیق میں کی اور اس کے مطابق اور اس کے  
 انگریزوں کی طرف سے اپنی حقیمان کو اس سے باری کے بدانت کنے کے لئے  
 اسی کی مثال کے خلاف تھے۔ انہوں نے اپنی اس وقت کے نادانی میں حضرت  
 صاحبہ کی کہہ سنائی گیا جس کی بجز میں ایک تصدیق ہی تھا تاہم اگر آپ کے پاس  
 ہی اور وہ بہت اور چھپ چکا ہے بلکہ تازہ عدالتی حلال ہے۔

۱۸۵۷ء میں صاحبہ نے اشرف علی صاحبہ کو مطلع کیا کہ وہ حضرت  
 کے لئے یہ نام ہے۔ اس کے ناموں میں امامت ہے بلکہ وہ تقریباً سی۔ قندیلینہ کے  
 بہت سے امری امور کا اختیار ہے۔ اس کے لئے اس نے اپنی اس صاحبہ کو اس کا  
 انہوں کے نام پہلے اس صاحبہ نے شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی صاحبہ سے اور  
 اس کا تعلق ہے کہ وہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ اشرف علی صاحبہ کے لئے یہ نام  
 دلچسپ ہے۔ اس کو ثابت رہا کہ اس کے ساتھ اس نے وہاں اس وقت انجام دیا۔ اس کے  
 کا منہ بند کرنے کے لئے اس نے بہت سے امور میں اس کی ہر ایک ہر ایک سے

عرباب ریختے ہوئے اور اور عرب زبورو سے آج تک حضرت علیؑ کے معتقد اور اپنے  
 خصم یعنی شیم ہند کی وجہ سے اس کی معاشی زندگی پر بہت بڑا اثر پڑا بہت قبیح  
 در آئندوں کے بہت زیادہ مفروز ہو گئے ہیں۔ معاشی حالت نہایت گر گئی ہے  
 اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین۔

۱۲) مولانا محمد ابراہیم صاحب داندیری موصوف نامہ پر ضلع سورت کے مشہور  
 معروف عالم ہیں اگرچہ طبیعت نہایت بوسلی رکھتے ہیں مگر سکت و صلاحیت بے گنہگار  
 کام کے حامل ہیں۔ حضرت شیخ ہندو گزرا اللہ علیہ السلام کے بی بیان اور مہندوں میں اس کی  
 تحریک انگریزی کے مؤید ہیں، انہوں نے اپنے دوستوں سے اس شخص کو کہہ کر کہ حضرت  
 بڑی بڑی عالمی اعلیٰ لڑائی ہیں۔ جرارد اللہ علیہ السلام اور انیسویں صدی میں ۱۹۵۵ء میں اس کی  
 وفات ہوئی۔

اس تحریک آزادی میں غیر مسلموں کی شرکت | حضرت شیخ ہند کے ایک متقی  
 مکانی ہندو مکان کے قریب  
 کرنا پرستہ رکھی تھیں کہ انہوں نے ہم سے مشہور کیا ہے اس میں حضرت کے  
 غیر مسلم بیان دوست اور رفیق انقلاب غیر کہتے تھے ان کو نہایت مددگار کے  
 ساتھ تمام خاص غیر ایسے تھے اور ان کے گمانے پینے کے امکانات کرتے تھے  
 تھے اگر ہندی کے اوقات میں یا سات کو اس سے حضرت شیخ ہند کی باتیں ہوتی تھی  
 یہ لوگ کچھ باجگانی ہندو انقلابی رنگ میں پریشانی و ملے آجھنے سے شروع کرنا لہذا  
 کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا اس لئے اس کے ہم ایسے ہی معلوم نہیں ہو سکے اور  
 حضرت سے روچنے کی کوہت آئی۔ علاوہ ان کے اس سحرانہ کے غیر مشہور حضرات اس  
 تحریک کے ہم خیال اور شیخ ہندی کے غیر ہندو قوم کے تفصیل تکون پا گئی ہے  
 اللہ ان کے دل کو کھولنے کی قدرت ہے۔ ہم نے نہایت سرگرم لوگوں کی تفصیل پیش کر

نے بہت ہی عام پر وہ ہندو میں ماسٹر کی ان کی کاتنگہ فرم کے مہم پر آج ہندو قوم  
 صاحب حضرت شیخ ہند و اللہ علیہ السلام کے طور کا تمام ہی عسری بیعت مزاج ہی صورت کے  
 اور سنا ہے یہاں پر ان شریف خطا کیا اور اس کے بعد اس کے مددگاروں کی سب بڑی



حضرت سیدنا عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ اس فریضہ کی ابتدا ہی حروری کے ایک گروہ کو  
 کی ابھرائی کا رکن قرار کی۔ فریقہ شکر و افسانہ، جس میں سے ان کے  
 کو نکالا اور وہی فریقہ کا آرڈر رکھا۔ فریقہ شکر کے مندرجہ ذیل اراکین اور سربراہان  
 رہا ہیں: (۱) فریقہ شکر کے سربراہان اور ان کے اراکین اور سربراہان کی کہ ان  
 اس کو اور چاہتا رہا۔ بیرون کا انتظام چاہئے اس کے علاوہ فریقہ شکر کے  
 اراکین میں ہمیشہ سہارا دیتے ہیں اور ان کی سبکی اور چاہتا رہی ہے اس لئے ان کو  
 منفق اور شکر اور ان کے سربراہان کی رو سے فریقہ شکر کی حروری کے انتظام کی اور انہیں  
 جسے کامیابی کی امید حاصل کی گئی اس میں حروری کے سربراہان اور ان کے  
 ہائے۔

تاہم، ان حالات کے باوجود اس سے آپس کے نزاعات تو پیدا ہوئے اور  
 کئی دشمنیوں کو شایہ ہونے لگی۔ انہوں نے فریقہ شکر اور فریقہ شکر کے سربراہان کے  
 میں جو شکر اور ان کے سربراہان کی کڑھپ پیدا کی جائے۔ (۲) حضرت سیدنا محمد صاحب  
 شہید کے لوگ، مہاراجہ سید محمد کے ساتھ اور فریقہ شکر میں ان کے سربراہان اور  
 قبائل میں شکر اور فریقہ شکر کے سربراہان کے ساتھ ہی ان کو اور فریقہ شکر کے سربراہان  
 کے ساتھ، سیدنا محمد صاحب کو اپنی سے اور فریقہ شکر کے سربراہان اور فریقہ شکر کے  
 کو پشاور کے ساتھ اور فریقہ شکر کے سربراہان کے ساتھ اور فریقہ شکر کے سربراہان کے  
 علیہ نے اس علاقہ قریب بہت سے شکر اور افسانہ اور فریقہ شکر کے سربراہان اور فریقہ شکر کے  
 اور قبیلہ شہید میں پھر کہ یہ جوہر کا ایک فریقہ شکر میں جنہم قبائل پرستہ میں  
 فریقہ شکر کے سربراہان کے ساتھ اور فریقہ شکر کے سربراہان کے ساتھ اور فریقہ شکر کے  
 کی کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑی اور ان کے سربراہان اور فریقہ شکر کے سربراہان کے  
 کوشش کریں اور فریقہ شکر کے سربراہان اور فریقہ شکر کے سربراہان کے سربراہان کے  
 سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے

شے اس وقت، ان میں سے کوئی ایک کو کسی فریقہ شکر کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے  
 فریقہ شکر کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے  
 فریقہ شکر کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے سربراہان کے







## حضرت شیخ البنگا سے حجاز کی خدمت میں پہنچنے کا بیان

مگر وہ یوں ہی کا کہہ کر کہ جو ہم آؤ گے، سدا کا تو میں نے تم کو ہاتھ لے کر  
 سے لے کر، میں جسے تم نے ان دنوں کا انتظام دیا ہے، وہ میری ہے، یہی  
 ہے۔ بھلا تمہارا سے اس پر یہ نہ لے لو، کی نہیں ہے، تمہارا سے لے کر  
 بیڑے میں ہے، دست دراز ہیں، ساتھ کی لائی ہوئی بیڑوں کے تم کو ہاتھ لے کر  
 ہا ہوا، پہلے گاؤں میں آئے، اور وہیں سے علی حودا آئے، اور وہیں کے تم  
 ہو، کھڑے ہو، یہ ہے، جیسا کہ تمہارا ہے، تمہارا تو سدا اور رسد کی مقدار میں ہو  
 تو تو میں اور میں کوئی نیکوں اور حیرت کا کم کوئی سے نہ ہو سکتے ہیں، یہ ہے، اور  
 کسی حالت کو ہماری پشت پائی، اور اس کے لئے تیار کیجئے، چنانچہ اس امر کی  
 بنا، حضرت شیخ البنگا کا ارادہ، اور وہ اس وقت صید اللہ صاحب کو کالی اور لگا کر  
 اتھوں پہاڑوں میں، اور لگا کر لیا، اور اس وقت صید اللہ صاحب کے کالی چلنے کی  
 اور ان کی اولیٰ ازبکی سے، اور یہی کے ساتھ میں رہتے ہیں، اور حضرت شیخ البنگا  
 کے ہاتھ سے کی، اور یہی طیس برسوں سے اس میں لپکتے ہیں، ان کے ساتھ کی  
 حرمت نہیں، ان سب کی کھانوں کو، اور ان کے ساتھ میں میں چلنا، اور ان  
 نہیں کی اور میں میں ہو، اور ان کے ساتھ میں میں چلنا، اور ان کے ساتھ  
 تھا، اب جو کچھ اس وقت میں اس لئے، اور میں کو، اور ان کے ساتھ میں  
 کر کے، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں  
 بند ہو، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں  
 شیخ البنگا کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں  
 اور میں یہاں میں بہت زیادہ، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں  
 تھا، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں  
 اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں، اور ان کے ساتھ میں



اور جلیبیت بھی نہ کی ہوئی ہے اہل شہر اور حکام میں بھی حرمت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس عمارت کا حضرت سیدہ ام ولد ان کے مسیبن تھا یہیں سببیاہ وغیرہ سے بھی تیری حق ہے اس لئے حضرت سیدہ ام ولد کو آتش طیبہ سا علاج دیا بہار صاحب سے جو کہ اس عمارت میں حرا اور دیگر دارالعلوم قیامی حقیقت رکھتے تھے اور ان کے اسرار و اسرار کے گورنر خاں صاحب

گورنر خاں صاحب پادشاہ سے ملاقات

پادشاہ سے ملاقات کر کے اس قدر حیرت کی ابھی سے اسی وقت ایک چند ساتھی صاحبان نے فرمایا کہ ان کو کہہ دو کہ تمہاری حیرت کتنے گورنر کی اور جلیبیاہ سے خوب واقف اور وہاں کے لڑکے اسکول کے پڑھے جو سنتے تھے ہلا اور حضرت شیخ امینہ کے ساتھ گورنر خاں صاحب پادشاہ سے ملاقات کرادی اور جلیبیاہ میں حضرت شیخ امینہ کے گورنر کے صاحب کا شاگرد بھی ہے۔ پادشاہ صاحب پادشاہ سے توجہ اور توجہ سے تمام اتوں کو نیتے بہتے مولی ملاقات کے جو کہ ایک آپ کی اسی وقت تشریف فرم تھے اس وقت میں آج اپنی دکان کا حضرت شیخ امینہ کے گورنر میں آگئے۔ خاں صاحب پادشاہ نے چند ساتھیوں کے ساتھ آپ کو ان سے ملاقات کی کہ ام ولد کو جس صاحب کی حقیقت چند ساتھیوں میں کیا ہے وہوں نے حضرت کی عمارت اور حقیقت شہرت اور توجہ کی نسبت اور جلیبیاہ میں بی بی ام ولد کے وہی ہے حضرت ملاقات کے لئے شریف سے گئے تو بہت زیادہ حیران کیا اور ساری توجہ سے اسے اور جلیبیاہ کی حیرت کے لئے اس کو توجہ کیا اور تک توجہ اور مشن ام ولد کے تعلق میں اور جلیبیاہ کی حیرت سے فرادہ میں اور پادشاہ سے ملاقات ہونے میں انہوں نے فرادہ میں سے کسی کو کوئی نہ درست آپ کو کہیں ہے اور کہہنا ہوں وہ خود پادشاہی کا کہنا ہے مگر حضرت نے انور پادشاہ سے حضور راہ گزار کیا تو انہوں نے ایک توجہ فرم چند ساتھیوں کے لئے اپنی طرف سے محبت گورنر جلیبیاہ رکھ کر دی اور ایک گورنر گورنر سے منقہ بھری پادشاہ کو بھی کہ یہ مسجد میں تھیں ان کا احترام کرو اور ان کو استنبول اور پادشاہ کے پاس پہنچا دو اور ایک توجہ فرم پادشاہ کے ہم توجہ کر دی کہ یہ سنتے ہیں شخصوں میں ان کے ملاقات ہونے کے لیے گورنر جلیبیاہ کے توجہ سے حضرت شیخ کو حیات میں کہیں کہ آپ تمام چند ساتھیوں کو اورادی کا ان کے ملاقات ہے تاکہ کہیں ہم

قلم کی مدد سے لکھ کر تھیں۔ ہم سے پہلے جو کہ گام و ستری کے مقرب  
 صبیح کی جس شخصیت کی تو ہم نے ہم سے پہلے ہی اس کا سطر یا دو چہرہ سدا سنیں و  
 مکتبہ کے سطر پر ہی ہر قسم کی نگہ بند ہو چاہتے تھے کہ سدا سننے  
 سنسنے نہ پائیں اور اگر ان کی آواز میں آواز کے اصحاب میڈیشن یا اس  
 کی تا امداد کی رہا تھا تو ہم نہیں۔ ہم نے اس میں کوئی اور نہیں اور ہمیں  
 تو ہر روز میں ان کے منہ اور ہر روز میں ان کے منہ کو توڑی ہوئے ہر  
 لکھ رہے تھے اور جب تک ہفت روزہ ہٹے تاکت دور پانچ لکھے اس کو پہلے  
 پوری مدت ۱۰۰۰ لکھے۔ اس شخص کے لئے یہ کہہ دیا گیا اور یہی میں  
 تھانہ تھا کہ سدا سن کر اور اس وقت سے لکھنے سے پہلے اس وقت  
 اگر یہ تو سب سے پہلے اس وقت دیکھنی میں گڑھ ستان ہاں کا تو ہاتھ  
 ہی میں آتا تو یہاں ہونے کے لئے ہے۔ خدا کا ان کے لئے یاد رکھنا  
 جیسا کہ ان کے دل کی حالت کا کہیں بھی نہیں گزری اس میں عذاب آپ کے  
 علم کے سوا کسی اور شخص سے ہوا۔ ہونے سے پہلے یہاں لکھنا شروع یہ  
 ہاں لکھا جانے کہ ہمیں اصل میں ۱۰۰۰ لکھنے میں صرف ۱۰۰ لکھنا ہوتا  
 میرے لئے کے لئے لکھنے میں وقت کی کیا کہیں گے اس میں کلمات کے ہر  
 حسب تک وہ لکھنے میں سے مانی ہوتی تھیں۔ اس کے ساتھ ہونے کو سزا  
 لکھنے سے پہلے لکھنے کے لئے ہی کو ہر میں ہو گی۔ پھر اس وقت تک  
 کہ اور حضرت شیخ عبد اللہ ملا نے میرے ہر دو سو لکھ کر اور جو شخص حضرت  
 مدد نہ کر کے ہونے ہی تو ہوتے ہی ہم کہنے سے پہلے کہ وہ ہوں گے ہے  
 ہم ساتھیوں کو ہر جگہ سے ہمیں صواب اور ہمہ میں صاحب اور ہمیں صاحب  
 دیکھنے کو سزا دہی ہر دو سو لکھ سے پہلے کہ وہ لکھنے پہنچ کر ان کے  
 ہر دو سو لکھ سے پہلے وہ اس لئے وہاں پھر ان کا ہر لکھنے تک ہر  
 میں صاحب کو یہ کہہ کر یہ لکھنے کی بہت تھیں اور بہت سے لکھے ہوئے  
 مکتبہ ۱۰۰۰ لکھنے میں صاحب نے لکھنے کو ہر میں لکھنے سے پہلے کہ ہم  
 جو سنے اس شخص کی نگہ لکھنے کی صاحب پاشا کی ہر میں ہی کو لکھنے کی صورت لکھا

عقل احمد صاحب اگر پہلے سے اس تحریک آزادی میں شریک نہیں تھے۔ مگر یہ  
متورہ نے سچ کر لیا کل تھا اور ہم لوگ جو گئے تھے۔

میر انیسائیسٹ میں داخل ہونا | اس وقت تک دشمنی آزادی ہند میں شریک  
واقعیت رکھتا تھا۔ یہ متورہ پہنچنے کے بعد حضرت شیخ ابدلہ کے ایک خصوصی جلس  
میں گئے اور مولانا خلیل احمد صاحب کو طلب کر لیا پتہ خیالات اور ملی کارروائیوں  
سے مطلع فرمایا۔ اس وقت تک خطا ملی جدوجہد میں مشغول تھا مگر یہ متورہ نے  
اس سے پہلے سمجھ گیا کہ محاذ سونے کے لئے خطوں میں روابطوں کو پھینکنا شروع کیا گیا تھا  
تربیب جہاد پر تفریح کرنے کی نوبت آئی تھی اور اس سے متاثر ہو کر کچھ لوگ اس محاذ  
پر جہاد کے لئے دریغ سوز سے گئے تھے مگر اس کے علاوہ ملی جدوجہد کی نوبت نہیں  
آئی تھی اب حضرت شیخ ابدلہ کے واقعات اور خیالات سن کر میں بھی حتمی اور  
حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی۔ یہ وقت میری سیاسیات کی ابتدا اور ایم اے کے  
وقت تھا اور یہی وقت مولانا خلیل احمد صاحب کی ابتدائی شرکت کا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ  
دارشاہ آج اس کے بعد مولانا خلیل احمد صاحب سمجھنا ہی نہیں رہے بالکل  
مشفق اور ہم نوا تھے۔

تقدیری اور پیش آنکر رہتے تھے۔ کچھ لوگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے  
ساتھ جہاد میں لگنا کے باشندے رنج پہنچے تھے ان میں سے دونوں ہی دریغ  
متورہ میں رہ گئے ہندوستان وہاں نہیں رہ سکتے۔ جب تک عام جہاد یہ متورہ میں  
مقیم رہے کوئی تفتیش ترک نہیں ہو سکتی تھی تاہم وہاں ہونے کے بعد جس  
شروع ہوا اور ہر آلہ سونے واسے کی دیگر جہاد جاری ہوئی وہ دونوں ہجرت کی طرف  
پولیس پیکٹر کی نظر میں مشتبہ ثابت ہو سکتے تھے ان کو گرفتار کر لیا حضرت  
مولانا خلیل احمد صاحب کے سامنے برآمد تھے ان کو ان دونوں کے متعلق میں  
تھا مولانا نے ان کی گورنر مینسٹری کے یہاں رہائش کی اس لئے کوشش نہ ہو سکی خلیل احمد  
صاحب کو بھی مشتبہ قرار دیا اور گورنر یہ متورہ بصری باشا کو حضرت ان دونوں کو  
کی طرف سے بلوا مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف سے بھی بدلی کی شروع کیا۔ اہم مولانا









کہ تہذیبی خواہش کے موافق تحریر کیا گیا ہے جس نے مرقی کی تحریر پر مدت تو لگائی نہ تھی اور ہوتی ہے جیسے کہ مرقی اور علامہ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے تاکہ وہی ہندیکہ سبکیں انہوں نے اس کو قبول کیا ہو کہ یہ تو تحریریں کا قیام حسب پر وگرام فتوہ سے اور مقامی مشاغل بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم شام اور دمشق پر توجہ کر رہے ہیں۔ مگر اس کے بعد ہی گئے حضرت شیخ الحداد رحمہ اللہ علیہ نے مطالبہ کیا کہ اگر کوہ حدود افغانستان تک پہنچا دینا چاہئے ہے تو دستاویز کے رشتے سے لگا کر وہاں تک اور کہ تحریریں میں ریاضت تک، اس وقت پہنچنا غیر ممکن ہے، انہوں نے اس سے مدد دینی لاہور کی اور کہا کہ وہ اس نے اپنی فرہیں ایرانی میں داخل کر کے افغانستان کا مسٹر کاٹ دیا ہے اور سلطان آباد تک پہنچ گیا ہے اس لئے یہ امر ہمارے قبضہ سے اس وقت باہر ہے یا تو آپ ہتھیار کے راستے سے لے کر واپس جائیں اور اگر آپ کو اپنی گرفتاری کا خطرہ ہے تو ہمارے یاتریک لٹاری میں کسی دوسری تحریر لاییں۔ اطمینان بخشنا توں کے کوہاٹ کے بعد ہم واپس آ گئے۔

مفسرین ہوں یہی مرقوم صدر علامہ مدنی مسجد نبوی رضی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں جلسہ علماء اور حضرت شیخ الحداد شبلی میں سچا کہ میں علامہ مدنی فتوہ کی تقریر میں نکتے کا شائق ہوں مگر میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہر ایک عالم کے معلقہ دروس میں جلسہ طالعہ یا کہ تقریریں سنوں اس لئے ضروری خواہش ہے کہ صحیح کو بعد از اشراقی مسجد نبوی میں علامہ مدنی سے لیا جائے اور اپنی اپنی تقریروں سے ہم کو مستطیع فرمائیں ملتی صاحبہ کو صوفیوں کو کہ ہمارے استاد الامام تہذیب حضرت شاہ جہد المصطفیٰ صاحبہ مرقوم ہمدانی دہلوی کے شاگرد تھے اس لئے کتاب الحمد و سکون حضرت شیخ الحداد اور مولانا بانیل الحمد صاحب کے ساتھ نسبت دوستا در کو مشافہت ملتی رکھتے تھے انہوں نے تفسیر العلماء کو بھی لکھ دیا اور پتہ پتہ ہیں کہ صحیح کو اشراق کے بعد لکھا اجتناب مسجد نبوی مرقوم تحریریں لکھو اور علامہ تقریر کے حاضر ہیں جس کو مستطیع کریں اس لئے جو کو اس وقت حاضر ہونا چاہیے اور میں ہمدانی لکھتا ہوں کہ یہ دو حضرات مشایخ علی

تشریح میں مد سے ملے یہ تشریح کرتے کہ قبول کیا۔ چنانچہ اس کے بعد اور  
 تمام عدالتوں کے تقسیم کیا گیا۔ حکومتوں کے ساتھ عدالتیں بننے  
 اور اپنے باقی شرف کی بنیاد پر اس کے لیے اس وقت میں اس وقت کے  
 اپنی کتابوں میں ملے ہیں اس وقت کے عدالتوں کے تمام عدالتوں  
 عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 اس کے بعد تشریح کا حکم بنا جس میں عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 کا کہہ کر ہم ہندوستان میں ہم کو عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 اس کے ہم عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 نے سب سے پہلے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 سے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 اسی میں عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 کا سب سے پہلے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 نے بہت پہلے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 اور عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 یہ اگر عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 تقریباً عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 حضرت شیخ ابوبکر انصاری رحمہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس شیخ کافی  
 تھا جس میں وہ ہم کو بتا رہے تھے تو ہم نے کہا کہ یہ تو عدالتوں کے عدالتوں کے  
 ہے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 کہ وہی دے دیا۔

اور پاشا اور جہاں پاشا کا شام کو ملتا | اس سے کہہ سکتے ہیں کہ عدالتوں کے  
 اور عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 کو عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے  
 عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے عدالتوں کے



جانے کا قصد فرمایا ہے۔ ہوا کو وہ منہ دہی سے دیا گیا ہے۔ سہارا دیا گیا کہ وہ اپنے مکان پر پہنچ کر ان کا خاستکہ گلابی بلکہ طاقی لیا۔ اس صاحب نے اس طرح فریاد کیا۔  
 طبع مضر ہو گیا ہے۔ وہ صاحب نے فوراً فریاد سے اس طرح فریاد کیا کہ  
 فوراً آ کر ہندو گلیاں لے میں گئے۔ انہوں نے اس صاحب کو گھر سے لے کر

حضرت شیخ الہند قدس سرہ: حضرت شیخ ابوالکلام صاحب کا خاندان کا  
 اور آج کے رشتہ دارینوں کو منظر کو کاغذ پر لکھی الٹی گوہرینہ منورہ

سے وہ انہوں کو فریاد دیا کہ میں تو مسکرت ہوں حضرت شیخ الہند قدس سرہ صریح  
 فرمایا کہ حضرت میں تو ایسا کرتا کہ حضرت کا قصد فرمایا ہے۔ اور جب کہ  
 آپ حضرت بغداد ہو گئے مگر حضرت نے انہیں اہل اللہ صاحب اور دین رکن  
 کہ حضرت میں وہ گئے حضرت شیخ الہند فریاد میں کہ بعض صاحب کی وجہ سے طاقت  
 میں حضور ہو گئے جب اس طرف کو طاقت سے بھیجے کہ تو حضرت شیخ تو مسکرت  
 کہ وہ فریاد میں اہل اللہ صاحب اور حضرت کا فریاد تھا کہ وہ صاحب نے فریاد  
 یہ گئے ہیں کہ کوئی مگر حضرت شیخ الہند کا طاقت سے وہیں ہونے کی

نہیں تھی اس لئے یہ سب حضرت ابوالکلام صاحب کی طاقت سے وہیں ہونے گئے۔  
 حضرت شیخ الہند فریاد کہا کہ میں نے کہا کہ اس کی طاقت سے وہیں ہونے کا  
 میں نہیں ہونے گئے۔ جب جہاز سامان وہ فریاد کیا کہ اس میں ہونا چاہئے کہ  
 تیار ہو گیا تو ہندو طاقت ٹکٹ لے کر سفر گئے حضرت نے فریاد کیا کہ صاحب کے  
 ساتھ ہونے کے لئے صاحب الہندی نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب  
 میں سے فریاد میں صاحب الہندی نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ  
 یہ سبوں کہ حضرت شیخ الہند نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ  
 فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد  
 کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ

یہ جگہ ہے اور وہیں ہے کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد  
 کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ  
 صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد  
 کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ صاحب نے فریاد کیا کہ

لائی گئی تھی۔ اگرچہ پورے ملک میں اس وقت بھی کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ اس وقت بھی کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔

صاحب کے پاسوں کے کھیتوں کے بارے میں تو کئی جگہوں پر لکھا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ اس وقت بھی کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔

نہ صرف ان کے پاس کھیتوں کی کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ لیکن ان میں سے کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ اس وقت بھی کئی جگہوں پر کھیتی باڑی کی جا رہی تھی۔ اس وقت سے کہ صاحب نے حکومت فتح پور کے کھیتوں میں سے کئی جگہوں کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔

ہوئی تو ایک ڈیڑھ گھنٹہ آپ کو ہی یاد کر دیا۔

صندوقِ شانِ جہان پور میں | اس وقت کوئی صاحب کو کسی ذمہ سے مہم ہو گیا تھا کہ صندوق کے تختوں میں کوئی مہ کی چیز ہے جتنا جیسے ہی صندوق پہنچا اس کے پڑے نکل کر گڑی کے دوسرے صندوق میں رکھ دیئے۔ اسی صندوق کو توڑنا شروع کر دیا۔ اسی کی اطلاع صحیح ثابت ہوئی اور ایک گھنٹہ کے اندر سے یہ تینوں کاغذات برآمد ہوئے فوراً ہی ان کو نکال کر محفوظ کر دیا۔

پولیس کی پورش۔ کاشی اور حضرت | انگریزوں نے ایک صاحب کے بیٹے شیخ الہند کے نام سے ہونے والی کراست | اسے سی۔ آن۔ ای۔ نے پتہ چلایا کہ وہ کاغذات گڑی کے ایک صندوق میں مولانا ہادی صاحب نے یہاں ہی فرمایا تھا کہ مولانا صاحب کی دفتر پر ایک مکان کا سامرو کر لیا۔ ایک جیب وغریب اتفاق تھا کہ مولانا صاحب اسی وقت ان کے پاس آئے اور ان کے پاس سے نقل کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ دیکھ کر جلدی میں ان کاغذات کو موڑ کر صندوق کے جیب میں رکھ لیا اور مولانا صاحب نے ایک کھول پر لکھا۔

کاشی دس گھنٹے سے شروع ہوئی اور نہایت سختی کے ساتھ چار بجے تک جاری رہی۔ عورتوں کو ایک کمرہ میں لگ کر رکھا گیا تھا۔ ان کے پاس سے مولانا صاحب میں سے بھی نکل دیا۔ صرف ایک نمبر دار صاحب پولیس کے ساتھ رہے تھے ہر ایک چیز کی کاشی لی گئی۔ کئی کھولوں اور عورتوں کے کھولوں تک کو کھول کھول کر دیکھا گیا۔ پھولوں کے صندوق کی کھول آئی۔ اس کا ایک ایک تختہ توڑ کر بڑا بڑا کر دیا گیا۔ مگر جس چیز کی کاشی تھی وہ دستیاب نہ ہوئی کیونکہ یہ صندوق وہ صندوق ہی نہ تھا۔ اس جیب اتفاق سے حضرت شیخ الہند کی کراست ہے جتنی کہ اس صندوق پر کسی کی نظر نہ تھی اور مولانا صاحب میں اس کا سبب معلوم ہو گیا تھا۔ اس وقت میں وہ مسلمان تھے جس کی جہتوں میں سے

چھ گھنٹہ کی سرگرم تفتیش اور تلاشی کے بعد پولیس کو تمام عمارتوں اور موضع رقبہ کی بھی ضلع مظفر نگر میں ہے۔ یہاں جناب حاجی نواسی صاحب دہشت گردانے کے متعلق حضرت شیخ ابوبکر صاحب مدظلہ سرور اور دیگر نے یہ لے فرمایا تھا کہ وہ ان قمریوں کے قتلوں کے سوا کسی اور کام میں لگا کر نکال نکال کر گزریں نہیں گئے۔ پولیس حاجی صاحب کے یہاں ہی پہنچی۔ مگر تمام عمارتوں کو دیکھا۔

حاجی نواسی صاحب نے فریاد کیا کہ اسراخ رسوں نے پولیس کو صبح بتایا تھا کہ حاجی نواسی صاحب کے یہاں تلاشی اور تفتیش کے لیے پولیس قمریوں کے قتلوں کے جانیں گے۔ چنانچہ پولیس نے حاجی صاحب کی دوکان پر چھاپا۔ مگر اب تک وہ قمریوں ہی حاجی صاحب کے یہاں نہیں پہنچی تھیں۔ حاجی نواسی صاحب مدظلہ اندر ہی وقت ان کے لئے جا رہے تھے۔ حاجی صاحب فریاد کیا کہ صاحب کی دوکان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ پولیس دوکان کا سامنا کرنے ہوئے ہے۔ حاجی صاحب ان قمریوں کو حویلی میں ڈالنے ہوئے اسٹے پائلوں والوں پر چلے۔

دوسرے وقت حاجی نواسی صاحب مرزا صاحب کی دوکان پر پہنچے۔ مرزا صاحب کی ثابت قدمی اور کھلی ملاحظہ کیجئے کہ پولیس ایک دفعہ چھاپے مار چکی ہے۔ قدرے اور خطرہ موجود ہے مگر حضور سے بے نیاز ہو کر حاجی صاحب نے قتلوں سے۔ یہ اس وقت کہ پیشانی میں چڑی چھوئی تھیں اور ہائی کاسٹ میں کے نیچے لگا ہوا تھا پولیس پہنچی گئی۔ ساری دوکان چھاپا اور ایک ایجنٹ کو اس وقت پولیس کی نگرانی نہیں گئی اس کو حضرت شیخ کی کرامت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ یہاں پولیس یہاں سے بھی تمام واپس ہوئی۔

حاجی صاحب کا حسب روایت کا مرتا  
 قتلوں کی کڑیاں تیار ہوئیں حاجی صاحب دراصل  
 یہاں پہنچنے کا حکم تھا پہنچا دیا یہ غلط ہے کہ ان قریبوں کو چھاپا گیا جیسا کہ مولانا  
 جیسا کہ صاحب ذوق لڑائی میں گئے ہیں وہ اس زمانہ میں کابل میں تھے ان کو  
 قتل نہیں ہوا تھا۔ تمام قتلوں کے سوا اور کوئی اور قتل نہیں ہوا تھا۔ مگر یہ کہ  
 حکومت کی طرف سے تشدد چھاپا ہے۔ یہاں بہت زیادہ اور ہی گئی تو کہیں ہے کہ بعض

نہوں نے سنا کہ وہ دیا ہوا لکڑی کوئی عدد ہے باقی نہیں ہے۔

پھر براعت کا گناہ نہ ہوتا ہے تو یہاں سے حدیث اسی سے لیتے ہیں کہ آدھو سے اور حکومت ترکیوں میں کے مطابق ہی طرح امداد کرتے مگر عدالت نے پارس پشاور یعنی اور ترکی کی فتح نہ ہو اور کامیابی کے بعد جب اس کے آگے نہیں کاہلیں ہو گیا اور سزاؤں کے بارے میں شکات ملاحظاً کے تو کیا ایک صاحب دہلی گئی اور اس کی فتح آج کی شکست ہوا گئی اس لیے کہ یہ ظہور نہیں ہوا تھا تصادم تھا کہ جب اٹھارہویں (اگر یہ بھی ہوا فرض ہو) کی مدد آئے اور اسی طرح میں نے خدا کا شکر کیا کہ اسے اس قدر کی حد میں رکھیں اور ان کی قوت کو برقم انحصار پہنچا یہ عربوں اور ترکوں میں تہمتی تفریح ہو چکا تاکہ صحیحاً اسی طرح عراق وغیرہ میں عرب کے عوام شکوں کو قتل و غارت کرتے تھے اور وہیں سپاہی ترکی فرسٹ میں سے کہا گئے تھے اور یہ وہ جہاد سے ملنے پر لائے گئے تو اسی لیے یہ ہرگز نہ لایا گیا ہی نہ ساتھ اسی لیے کہ نہ ہونا چاہیے تھا وہ واقع ہو گیا تھی یہاں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھا تاکہ کہہ سکتے ہیں کہ چاہتا ہے دیکھنا ہے اس میں سے چاہتا ہے سمجھنا ہے۔

حضرت شیخ ابند رحمتہ اللہ علیہ کا انصاف شاہد وہاں ہا تھا ہے جب عمری و سکوری طائف مداد ہوتا اور مصور ہو جاتا حاصل کریں تو حضرت شیخ ابند رحمتہ اللہ علیہ تھے کہ کسی طرح ایمان کے ساتھ وہاں یا افغانستان یعنی اپنی حرکت کے مرکز پر پہنچ جائیں مگر وہیں اس امر پر غریبوں نے دست بردار کیا تھا۔ جنگ ملائیم و استون پر قائم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد بعد نے ایک بھری ماہ سے سترک ہا کے اور یہی نہ چاہا ہا کے بلکہ بلوچستان کے کسی بندہ (مگر وہ وغیرہ یہ یہ ہیں) دہلی کر ہدایاں یہاں سے پہنچیں اور پھر اٹھتے کہ وہاں سے روانہ ہو جائیں مگر پھر طائفت مصالح سے آری ملاقات غالب پاشا سے طرف ہی سمجھتے تھے چنہ ضروری باتیں ایسی طائفت میں لے کرنی ہیں اس لئے پہلے کو حکم اور پھر وہاں سے طائفت کے لئے روانہ ہو گئے غالب پاشا ان دنوں طائفت میں تھے حضرت حضرت نے عام توڑیں سے ہی ظاہر کیا کہ مگر حکم میں ان دنوں گناہ کیا ہے اور حضرت اس میں اس رضی اللہ عنہا کی لڑائی کرنی ہے اس لئے میں طائف



۴۔ اہوں نسبت شہزادہ گنگوہا کی آہوں گانچا نے جو وہ جب کہ کوکھ سے روانہ ہو کر ۲۲ یا ۲۳ بج کر لڑکت پنچے وہ وقت میں دیو کے ہونٹاپ پاشا سے ملا کہ اس کی کچھ اتنی سے وہ تیری ہمارے کے لئے دوسری طاقت کا وہ وہ ہوتا یہ طاقت لگنے لہا یا تھا کہ فریضہ میں نے جانا وقت کہ وہ ہم سب خانہ میں مسجد ہو کر رہ گئے ہمیں یہ تفصیل ہم نے سہرے میں لکھی ہے ایما احمد میں حضورؐ ایک مرتبہ صاحب پاشا سے پھوٹ پاشا کو صحت لے لینا اصولی اتنی بتانے کے بعد کہ میں کانہر میں لکھا کہ آپ کو کھڑے ہو کر بندہ سزا ہو رہا ہے چلے جائیں اور بندہ سستانی رہے گا کہ آندی اہل کے مظاہرہ حسن کن رہیں صلح ہو کر حضرت ب مستعد ہو لفظی ہے اگر یہ پوری گوشلی کہہ گئے چند سال تک نہ ہو یا کہ اگر دم ہے وہ دستوں کا یہ وہی ہے پھر یہ صدی آندی ہے تو اس آندی ہے فرزند ستانی پاشا سے دیکھا جینے کسفر کمل آندی کے کسفر پر پڑی ہوئی۔

کہتا ہے کہ میرے حسن بھنے کو سالی جان کے ساتھ ہم کو باز آجائے کی سوت حاصل ہوں اور انھوں کو ہم وہاں سے نکل کر کوکھ پنچے فریضہ ہاٹھ رہا فریضہ میں ہائی کسپ گنگوہا نے اس نے ایک سب ہادی ہادی دی کہ کے صبح کو کوکھ تک سہری کا کھانہ کھریا ہم اس شوق کو کوکھ پہنچ گئے چو کہ ماہ صبح لا کر یہ کھاس تھے صرف طبع ابھی کھانا نہ کھا کس کس پہنچا ہم کیا جانے آئے وہ سے باج سے لہذا ہائی کا یہ کیفیت بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ کس سے کھانے متعلقہ یا رشہ وہ بھی آجائے اس سے اس کا بھی پتہ چلے گا کہ اگر وہی پڑی ہوئی حضرت شیخ الہی کے حلق آلودیگر یہاں کے کسٹن کا ہے اگر یہ معلوم ہوں تو یہی کہتے سے نہیں ہوں وہ وہ کوئی دوسری صورت اختیار کرنے سے کی لہذا قاضی سے صاحب آری جہاز میں اہل حال کو میں لگے اس سے آواز معلوم ہونے۔

کی کراختی تھی کہ تم میرا مذاق صاحب | ذاکر خدی صاحب انسان کے بیان  
 و جہان کی طیر معمولی ہندو کی عظمت | عظیم جہان مذاق صاحب صاحب ان کے بیان  
 سے ہندو قدر میں ہر مذہب کے ایک عزیز | تا کہ ہر شریف میں گمان زیادہ ہے۔  
 حضرت شیخ ابراہیم تہا نسیں ہیں جب آپ کے ساتھ ہندو فقہاء بھی ہیں دیکھ کر حضرت موصوف  
 کو صوفیاء اور سرفرازوں و شیخ سے جہا حضرت کے پاس جو انڈیا ہو گا وہ تمام ہو گی  
 جو آپ کوئی ہندو قوم کسی چاہیے کے کاروائی کا چاہے بارہ تھے کسی ہندو صاحب کے  
 قدیر آدمی ہاں کتنی بھی ہیں ہندو مصلحتوں کا بیخ ہندو کا لہجہ ہے۔ تا کہ  
 حضرت کے کسی اور عریض کو جو سماجی معاملات سے بہار و مباح و مباح و مباحی ہو گیا  
 بہ نکتہ ہو۔ جو یہ ہاں کے ہندو قوم کے ساتھ حضرت کو اپنے مشیخوں کے معاملات میں تفصیل  
 سے موصوف کو نہیں۔ چنانچہ حضرت کے ایک خاص عریض کو دیکھا کہ ہم یہاں مناسب نہیں  
 موصوف کو اس خدمت کے لئے روانہ کے لئے ہر معاملات میں کیونکہ موصوف کی خدمت  
 کے ساتھ کی بہت ہندو کی زبردت کا شرف بھی دولت میں حاصل ہو رہا تھا اور وہ کیا گیا۔  
 زبردتوں کے ذریعہ ہزاروں بیعت کی مشیخوں کلا ہندو صاحب کے لئے و موصوف مشق  
 کیا کہ کسی پہنچ کر جہاز کا اور کھارہ کرانے سے جہاز فرما ہی جہاز پر سوار ہو جائیں گے چنانچہ یہ  
 عریض و مصلحتوں سے راضی ہوئے اور اپنی بیعت ہی بن گیا ہے۔

اس جہت سے ہندو صاحب کی کہیں لاشہ تو ضرور ہو گا کہ موصوف کو کادوٹ پیدا کرنے  
 کا موقع نہیں مل سکا یہاں تک کہ عریض موصوف کی سفارشی کا حکم بھی حکومت کو اس  
 وقت ہوا جب جہان و ہند ہو چکا تھا اس طرح سفارشی سے حکومت کو مطلع بھی  
 ہو گیا۔ اس لئے حکومت ہند کی طرف سے صلہ تمکین کیا کہ ہندو صاحب کی جان کے  
 اور مشتبہ کفالت و غیرہ قبضہ سے کہے جائیں چنانچہ جب جہان و ہند پہنچا تو ہندو صاحب کی  
 ہیبت جہاز پر آئی اور عریض موصوف کی خوشی پوری سختی کے ساتھ۔ مگر کوئی بیعت ایسی  
 برآمد ہوئی کہ ہندو صاحب کو بائیکاٹ کیا گیا اور عریض موصوف نے بیعت جہاز سے ہر کہ مسئلہ  
 پہنچ گئے۔ حضرت کما ہی وہاں کی غیر ہند موصوف کو آپ ہیبت خوف ہو گئے۔  
 پھر عریض موصوف انصاف کے رفقہ نے جو میں مصلحتی سے صاحب موصوف کی  
 بھی تھے بیان کیا کہ گورنمنٹ کی ایسی ہیبت کے بارہ میں بہت سخت ہے جب

کوئی جہاز بھی پہنچا ہے تو کسی تفریق اور اور ہی باتوں کا اور دستِ جہاز پر پہنچتا ہے اور وہ جہاز آتا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کہاں ہیں جب تک کہ علیہ السلام نہیں ہو جاتا۔ کسی مسافر کو اتارنے نہیں دیا جاتا۔ سوائے کسی طرح مناسب نہیں کہ حضرت سے زمانہ میں پہنچے ہوں، و بعد متواتر تشریح سے ثابت ہے۔

مرد موصوف نے مولانا محمد علی صاحب کو لایا اور کہا کہ ایک شخص اس پر پیش کر رہا ہے مولانا مولانا بلالیم صاحب کا اندر لے لکھو، پھر اس کے علاوہ ایک اور شخص بھی لایا گیا ہے۔ ایک شخص اس پر پیش کیا گیا | صاحب اس سے بھی صاحب نے انہوں کے لیے یہ بھی لکھتے تھے جہاں سے امام میں پہنچتے تھے وہ دونوں تھے کہ حضرت محمد انہوں نے ساتھ کہا بلکہ صاحب دہلوی کے یہاں مولانا صاحب کو لایا جاتا تھا، پھر مولانا صاحب نے اپنے بارے میں گفتگو کی تھی۔ اور کام آئی۔ فہم احمد اللہ احسنی المجر ۱۱۔

عزیز موصوف کی تلاش | اس وقت تک کہ یہ منہ پر تڑوں کا تھنہ تھا اور ہر کسب کی کوششوں کے اور طریقوں سے ان کو ڈال دیا گیا کہ وہ نہیں آتے تھے بلکہ ہر کسی تھے۔ جب ہادی تھی اور مولانا کی احکامات کے ساتھ ساتھ جتے لہذا عزیز موصوف دہلی نہیں آئے تھے اور جتے سے فراموش کہہ کر پہنچے جہاں سے کہہ کر وہاں سے لایا جاتا اس قدر جلد سے وہاں سے ایک شخص صاحب تھا جس سے مولانا کی حکومت کے خیالات میں اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ جب دہلی کے مولانا موصوف جہاز پر سوار ہوئے تو یہ دہلی مولانا صاحب کو لایا گیا۔ اُن کی تلاش کرنے سے اس وقت سے آپ کی تلاش ہی اور ہر ایک طرح چھان ماری گھر کوئی شہر پہنچے یہ اندیشہ ہوئی۔ چہرہ بھی پہنچا تو پھر ان کی تلاش ہی گئی مولانا کو حواس سے میں سے کہہ کر آواز پہنچا دیا گیا۔

افشاہ دراز | یہ عزم عزیز حضرت علیہ السلام سے مراد ہے جس سے ہر مسافر کے لئے اس کا اتفاق تھا کہ ان پر اعتماد کیا جاسکے۔ انہوں نے ایسی صورت میں کہ تمہاری جگہ کے کام سے ہادی مولانا صاحب کے ساتھ ایک کارکن کی حیثیت سے ان کا اولین سفر کر کے آپ جہاز تشریح پہنچے تھے اس کے علاوہ جہاز مولانا ہی سے صاحب جہاز کو لایا اور انہیں مولانا صاحب کے ساتھ لے کر آئے

تھے پہلے سے اثر تھے ہی گرفتار کر کے نینی تال میں لٹکے رکھ دیئے تھے۔ لہذا اثر میں اور بے چینی تھی کہ میں مقصد کے لئے آجی کو سٹش کی گئی۔ اپنی مصیبتیں تعین نہیں اور جس ناز کو اس طرح بخنی کیا گیا۔ یہ سب کچھ بے نتیجہ رہے گا بلکہ ممکن ہے اس کے اثرات تباہ کن ثابت ہوں۔ اس بنا پر حضرت سطح الہند نے عزیز موصوف کو صندوق کا ماز بھی بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ ان تحریروں کے ٹوکوں سے کرفلاں قلاں مقام پر قلاں قلاں صاحب کے پاس بھجوا دیئے جائیں۔

دوسری طرف عجیب و غریب فقہ یہ تھا کہ عزیز موصوف کو مدول نا تجربہ کا راہ اور لوگ فرماتے تھے ادرسی۔ آئی۔ ڈی کے وہ افسر جنہوں نے اندر آباد ہیں ان سے گفتگو کی وہ پڑھیں کے کہہ مشق شاعر اپنے فہم کے بہترین ماہر تھے۔ ان اشعاروں نے ڈاڈھکا کر پڑھیں کی تمام جابر احکار و انیس عمل میں لاکرا اور متعدد ادکات میں طرح طرح جمع کر کے وہ تمام باتیں معلوم کر لیں جو عزیز موصوف کے حاکم میں تھیں ان کچھ ایسی باتیں بھی تھیں کہ اگر ثابت ہو جائیں تو نہ معلوم کتنوں کو جہام شہادت نوش کرنا پڑتا اور کتنے جہود ریاد شہور اور طین دوام کی سزا پاتے، صندوق کا فقہی ہی انہوں کے ذریعہ معلوم ہوا گویا سی۔ آئی۔ ڈی کو دولت کا نشانہ مل گیا۔ فوراً مظفر نگر پولیس کو تیار دیا گیا اور مظفر نگر سے دو سٹش خاں جہاں پندرہ پہنچی اور مولانا ادرسی صاحب کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ پھر حاجی نور الحسن صاحب ادرسی کو پھر پھر فریاد گرا فرکی تلاشی بھی اسی بحثیات کا نتیجہ تھا جس کا ذکر پہلے صفحات میں گذر چکا ہے۔

سالہ یعنی روز مشرفین (۲۰) تصدیق میں پانچویں (۲۱) مکتوبی متوالی۔ یہ تینوں مکتوبوں میں لاکر تھے تھے حضرت شیخ ہندوہ ان کے شہ آدرسی کے متعلق اور تینوں نے بہت نگرانی سے کام لیا تھا۔ مشرفین اگر پڑھا تھا۔ پانچویں سی۔ آئی۔ ڈی کا ہر صفحہ قلم گرہ بند تھا۔ تاہم کا پابند تھا۔ اس میں کسی تعلق نہایت ہی تھی۔ لیکن تصدیق میں وہ مظفر نگر نہایت چارہ نظام تھے ان میں اسامیت اور تہذیب نام کو درستی۔ انہوں نے حضرت شیخ کے ساتھ صلہ نہایت و شیخ دہلی نام کئے۔

صیلاہ آلہ بنی نلسوا ای متقلب، یقانیوں۔

تک کی خدمت فریضہ بند کا احضار ہوا۔ اس میں یہودی اور مسیحی  
 بیکر میں تمام اور گرفتاری میں کات پھر درجی کاغذ سے لکھی پڑی کہ  
 میں کیا تمام سونا تمہارا ہے اور سب اہل خدمت کے روزانہ جو جانے  
 کے بعد حضرت کو نظر ہوئی کہ جہانزاد یہاں سے روانہ ہو کر یا خدمت پہنچے کی  
 کوئی تدبیر ہوتی چاہیے حضرت نے بار بار فرمایا کہ تمہارے میں صلاح تمام کسی طرح  
 سب نہیں کیا کہ اگر یہ حکومت ہم سے رہے تو میں ہی نہیں بلکہ تمام اہل خدمت  
 ہے اور فریضہ میں اگر یہ حکومت کے انکار میں ہلنا کسی طرح کی تفریق جیٹ  
 ہے اس لئے جہانزاد کوئی صورت ہوتی چاہیے کہ یہاں سے روانہ ہو جائیں۔  
 لیکن اگر تہا حضرت کی ناست مہرنگ ہوتی تو سارا سارا تھا فرمایا تو صورت یہ  
 تھی کہ حضرت کے ساتھ ہندو تھا تھے جو اپنا سب کچھ تسلیم کر کے حضرت  
 کے ساتھ ہو گئے تھے اور حضرت کو کسی حال چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے  
 اور حضرت کی جدائی پسند کر تھے تھے تو کہ ترجمہ قرآن فریضہ کا سلسلہ  
 جاری تھا۔ جہانزادوں کا بھی ایک اہم واسطہ رہتا تھا سردی اٹھائی کے کپڑوں  
 کے حدود نصیحت ہماری اس اس کی بنا پر وہاں بھی ساتھ رہتی تھیں اس قسم کی اور  
 ضرور یا سفر کی تھیں۔ سب کے عمل و عمل کے لئے ہندو ساریں دیکھتیں اور  
 لاٹھی سے ہندو روانہ ہو جاتا تھا۔ ہم جب حضرت کا تقاضا دیا تو فرمایا  
 ان تمام کیا گیا کہ خیر نصیر سے ہیں سے روانگی ہو جائے چنانچہ ہم وہاں سے روانہ ہوئے  
 جانے تھے تدبیر کے ساتھ میں تھے، مائل ہو گئی تھیں اور یہ ہے کہ

فریضہ کے خیر نصیر میں شیخ الاسلام کو سطر ہندو شروع کی ایک نصیب ہلاکت  
 صبر کے بعد آیا، انکا کہہ کہ شیخ الاسلام نے سب جہانزاد حضرت شیخ اس کے تھے  
 شب کی بے شمار کاس پر دیکھا کہ اس کو دیکھا گیا تو غصہ سے تھیں وہاں تک کہ وہ  
 اس شخص نے اپنی موٹار کے ہلاک کیا ہے جو کہ کے نام فریضہ میں دوس  
 صحت میں اور اس میں تمام ترکوں کی تکمیل بنا کر کہ گئی تھی کہ انہوں نے سلطان  
 جہا لید میں مرام کو سوزاں کیا ہے۔ فریضہ میں کی بنیاد ہے کہ حق بجانب اور مصلحت  
 دیا گیا تھا اور ترکوں کی غلامت کا انکار تھا اور فریضہ حضرت نے اسے دست

کرنے سے انکار کر دیا اللہ کہا کہ چوگرہ حضرت بنی ہمدانہ کو مکر میں گرفتار کر کے اس سے ہے جو کہ حرام کی  
 میں پڑھا کرتے ہیں اور میں ہندوستان کا باشندہ ہوں اور حرام کی میں بدس بھی نہیں  
 ہوں اس لئے کہ کو کسی طرح اس پر دستخط کیا دست نہیں ہے وہ واپس چلا گیا -  
 حاضرین میں سے بعض اصحاب نے کہا کہ اس کا نتیجہ خطرناک ہے حضرت نے جواب دیا  
 کہ میرا کیا جانے نہ عثمان اچانک درتے ہے نہ عثمان بھٹو میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں  
 وہ سراسر خلاف شریعت ہیں۔ اس کے بعد لکھا گیا کہ سفینغ الاسلام عبد اللہ سراج بہننگہم  
 ہوتے خطرہ تھا کہ وہ لوٹ کر آئے گا اور کچھ تو اب دے گا۔ دو چار دن کے بعد  
 شریف حسین خود چہرہ گیا اور وہاں سے حکم بھیجا کہ لورن مولانا محمد حسن اور ان کے رفقاء  
 اور سید اٹھ اور حکیم نعمت حسین کو گرفتار کر کے بیجو۔ اس پر بہت تشویش ہوئی پھر  
 حلقہ طریقوں سے اس کی تسوخی کا مطالبہ کیا گیا مگر کچھ نفع نہیں ہوا اس کی بددلی  
 تکمیل سفر نامہ میں صفحہ ۶۲ سے اخیر تک صبح طور پر ذکر کر دی گئی ہے حالانکہ ان مشرکیت  
 ہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو تبصرہ)

خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب گرفتار کر کے ہند بھیجے گئے ۲۳ صفر ۱۲۱۹ء کو  
 بوقت صبح زور حراست چہرہ پہنچے اور تقریباً ایک مہینہ زور حراست رکھے گئے پھر  
 ۱۸۔ بیچ الاقل مشاعرہ کو صوری جہاز سے اسی طرح زور حراست سوڈ بھیجے گئے  
 ۲۲۔ مابج الاقل کو سوڈ پہنچنے والوں سے گوروں کی حراست میں رکھ کر پتہ پتہ واسطہ  
 تھے اور ہندو حق اللہ نگینوں سے مسلح تھے) ہم کو قاہرہ میں بھیجا گیا اور اسی  
 دن صبح کے بعد ہم کو جزیرہ کے سیاسی جیل منتقل کیا گیا اور اگلے دن  
 سے بیانات لینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیانات بلخصہ لافضائے و کفریہ حوالہ نہایت  
 سلیس اور صاف لوتے تھے اس کے پاس بلائی بڑی ضخیم کہ جی اور فاضل تھے۔ جہاں  
 میں سی آئی ای کے بیانات اور پورے میں متعدد تھیں۔ پہلے چلانا خیال تھا کہ ہادی  
 گرفتاری تھا شریف کے صبر و تحمل نہ کرنے اور شریعت کی شکایت کی وجہ سے  
 ہوئی ہے مگر بعد میں بیانات بلخصہ اور سولہا کہ لے اور یاد اس کے ان  
 کتابوں کے دیکھنے اور حوالہ دہنے سے ظاہر ہوا کہ یہ گرفتاری تحریک آزادی  
 کی ان مجدد کاروں کی بنا پر ہوئی ہے جو کہ پاکستان کا بل افریقہ اور دیوبند وغیرہ

ہیں ان سے کوئی بھی نہیں اور ہمیں کہی تھی کہ میں اور پرانیوں دونوں نے کی ہے بہت سی لڑکی باتیں بگڑ چکی ہیں میں نے اس کے متعلق یقین تھا کہ کسی کا اطلاع نہیں ہے حضرت شیخ ابوبکر کے متعلق اس کے پاس چیز بہت بڑا تھا۔ بہر حال ہر شخص نے مجھ سے کہا کہ سب آئندہ دولت لائی کہ کے مطابق دینے۔ اگرچہ ہم میں سے سب کے سب ایچ پی تھے کہیں کوئی بھلاہو کا ساتھ اس سے پہلے نہیں بڑا تھا۔ ہر صاحب اس خیال کے کہ یہاں صرف ہندوستان کے ماسٹر تھے وہاں کہ لاسٹاپوں کا جاننے والا کوئی نہ جو گام نہیں تھے کوئی قریبی دوست نہیں کی تھی مگر اب ہر اور جہاں سب کے متعلق ایک ہی چیز ہے۔ اگرچہ بیحد بیحد ہونے لگے۔ بیحد کے جیل دستقل میں تقریباً ایک مہینہ رکھے اور یہاں سے لینے کے بعد پانچ ماہ تک رہا۔ کیا گیا اور اس کے لئے مطابقت اور فروری ۱۹۳۳ء میں کوئی اور قرار دیا گیا اور وہی گاؤں میں سے مسلح ہماری حالت گئی تھی اسی روز شام کو مالا جانے والے ہمارے ساتھ کئے گئے طور و طریقہ لاشی

۲۰ جہاں لاشی تھی کہ تقریباً ۲۰ برس دو مہینہ ماسٹر رہ کر ہم لاشی سے بھاگے ہوئے رہائی کے وقت دھست کرنے کے لئے تمام ترکی انصاف اور اس وقت تک کہ انہیں ہوتے اور اس طرح سے نے کر کے کے جہاں تک سب کے سب خود ہی جو گئے اور سب نیا دہشت اور شہادت کا انہاں فرما رہے تھے۔ شیخ الاسلام خیر الدین قادری نے خاص طور سے اٹھائے اور ان سے دعا مانگی شروع اور تمام انیسویں نے ان کی مورتی کی آئین کیوں کہ انہوں نے فضا گونجی رہی تھی پھر سب نے شہادت دیا کہ سب اہل حق اور صحت کیا جمع اور سب ہی نہایت عجیب و غریب تھا بہت سے دنیاوی وہاں سے اور دولت دار نے مال سے اس سے چھپانے ہونے لگا۔ لاشی لاشی کے رقبہ میں کا جملہ لاشی بہت بڑا تھا اس کا ہر ماہ اس وقت دعا مانگا اور آئین کا کھد کسی کے لئے نہیں بڑا تھا۔ انگریزی انیسویں سے لگا ہوا تھا اس حالت کو دیکھ کر شہادت جب کرتے تھے مگر یہ حالت تھی ان میں میں فضا گونجی کا کوئی شہید تھا تو میں نے انوں میں سے کوئی بھی نہ لیا۔ ہر ماہ میں کوئی دولت دار صاحب نے اس کے متعلق سے شہادت دیا کہ اس کی صورت میں کوئی مال

وہنا اظہارِ اہتمام و کفایت و سب سے سکتا اور تو اہمیت کی جو اس کی عزت اور  
 کثرت خلقِ خداوندی میں عام گویا اس کے تہاں تھی اور عزت اور بڑاؤ خداوندی  
 میں بڑھائی کا اثر نہ تھا تو کس چیز کا تاج گویا اسے کہتے ہیں قبولِ ایسے ہوتے ہیں

ایں سدا حضور ہا تو نیست

گردنہ خورشید خدا بخش تھا

و سدا تعالیٰ ہا رضاء و امانتا ہا ہمارہ فی ہر نیا و لا فرقہ آئینہ۔

۱۶ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۱ء کو آگے اس کے بعد میر پنا اور

۱۶ جمادی الثانی سیدی پشور میں بڑا قتلوار لگا اور پشور میں تھا داخل کر دیکھ گئے

قربانیا اشارہ و خطہ ہاں قیام کرنے کے بعد سدا رجب ۱۱۱۱ھ کو مطابق ۱۶ اپریل

۱۱۱۱ھ کو وہاں سے سو میں کو روانہ کئے گئے سو میں میں بھی ہم گلیوں کے پہرہ

میں اسیوں کے کیمپ میں محل سیدی پشور داخل کئے گئے۔ یہاں پانچ دنوں تک

میں رہتا ہوا ۱۱۔ ۱۵ رمضان ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۷۰۱ء کو آگے پشور پہنچا

گیا بعد رمضان ۱۱۱۱ھ کو چوالہاں میں پہنچا۔ چونکہ وہاں میں جہاں ایک دن ٹھہرا تھا تو

ہم کو مارا گیا اور ہمیں تار بندوستان کو ایک حضرت حکیم نور حسن صاحب کو در بندوں

۱۷ کو ڈاکٹر امدادی کو دہلی میں تیسو حکیم امیری کو بیگم میں ہم نے دے دیا۔ جس سے

تمام اسباب کو اطلاع ہو گئی تا کہ ان کے اطلاع سب ذیل تھے ۱۰ ہم لوگ ۱۱ پشور تک پہنچی

۱۲ پشور میں ۱۳ پشور میں ۱۴ پشور میں ۱۵ پشور میں ۱۶ پشور میں ۱۷ پشور میں ۱۸ پشور میں ۱۹ پشور میں ۲۰ پشور میں

کے بعد پشور پہنچا کہ ہم کو سزا کیا گیا۔

بجلی پہنچنے اور ملافت کشی کے

استقبال کرنے کی کیفیت

آیا اور حضرت شیخ ابنا سے کہا کہ میں تمہاں میں کیمپ سے کچھ کرنا چاہتا ہوں حضرت

اس کے ساتھ کرہ میں چلے گئے اس نے کہا ۱۰ مولوی میر پٹھان صاحب یہاں تھے

ہوئے ہیں آپ بھرے کے تھے جو نے ہرگز جہاز سے نہ آئیں ۱۱ کہ کہ وہ

بلا گیا ہم کو جہاز یہی ہے معلوم ہو گیا تھا کہ اب ہم یا کل آئے ہیں تاکہ مولوی رحیم بخش

صاحب کا بہت انتظار کیا جب وہ پہنچے تو میں اور مولانا عزیز گل صاحب صاحب



سے کر کے پہلے گئے۔ بعد کو مولوی رحیم بخش صاحب آگے حضرت شیخ الہند  
رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ کے لئے ایسٹن ٹی بی میں میں ریزرو  
کمرے گا آپ کی آ رہیں گے۔ ٹی بی میں رہنے میں حضرت نے فرمایا کہ آپ کا انتظار کر کے  
حمین احمد اور مولوی عزیز گل کاندھ سے پہلے گئے ہیں وہاں ہمیں تو روانگی ہو سکے گی۔  
پھر کہا کہ اسے کاندھ پہنچنے پر لندن کی بارش ہو گئی اور وہاں میں طوفان آ گیا ہمارا دور یا  
میں کھڑے سے دور ٹھکانا نہ بڑھا تھا اس لئے اس روز کوئی بڑی حضرت شیخ الہند  
کو چوڑے سے لانے کے لئے نہ مل سکی اگلے روز ۲۴ رمضان کو حضرت آگے گئے۔  
مولوی رحیم بخش صاحب گورنمنٹ کے جیسے ہوئے آگے تھے حضور تھا کہ حضرت  
شیخ الہند تحریک خلافت میں شریک نہ ہوں اور بالا بالائیل پرسولہ ہو کر یونین  
چلے جائیں۔ سیاسیات سے بالکل کاندھ کش ہو جائیں اسی لئے وہ اگلے دن آئے تھے  
کے لئے انہیں پر پتے گر جب راج کاندھ پہنچے تو مولانا شوکت علی مرحوم اور بڑا دن  
اشقی مرحوم میرا خلافت کینی نے مدد دیا استقبال کیا۔ خروا آئے تھے کہ حضور کو تو تھا یا اور  
حضرت کو چاندی طرف گریہ کیا اور کہا کہ میں سو اکر کے اپنے قیام گاہ پر گیاں کو چاہے سے  
توجہ کر چکے تھے۔ مولوی رحیم بخش صاحب کو کسی شدت کی وجہ سے حضرت  
کے پاس ہی نہیں پہنچ سکے۔ چونکہ خلافت کی تحریک اور اس کے جبار کہ حضرت  
کے مذاق آندای ہند اور انگریزوں کو بند و ستار سے ٹکانے کے ہم تھا  
تھے اس لئے بالذات ان سے مل نہ سکے مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم کا کوئی  
ارگن نہیں کیا۔

جلسہ عام اور سنا سناہ | کبوتری مسجد میں جلسہ عام کیا گیا اس جلسہ میں خلافت کینی  
لہذاں شہر کی طرف سے حضرت کی خدمت میں ۱۰ یونین پیش کیا گیا۔

دہلی۔ لکھنؤ اور یو پتہ وغیرہ سے | ان حضرات کا فہرست جنہوں نے کھٹا  
استقبال کے لئے آئے ان حضرات سے۔ یعنی پہلے کہ پورٹ پر حضرت کا  
استقبال کیا بہت طویل ہے۔ خاص خاص اسرار گرامی ہیں۔ حضرت  
مولانا حافظ محمد احمد صاحب (مرحوم) جہم دار معلوم دیوبند سے صاحبزادگان

مولانا رفیق احمد صاحب چاند پوری (مرگوم) اپنا سہ ماہی محمد حسن صاحب (مرگوم) رواد اور  
 لڑے حضرت شیخ الہند مولانا محمد منیب صاحب (مرگوم) لڑے اور مولانا محمد رفیق صاحب (مرگوم) شیخ الہند  
 یحییٰ جلال رزاق صاحب خاری پوری اور مولانا ڈاکٹر انصاری مرگوم۔ کو اس مجلس المدین  
 میں صاحب مراد آبادی قاضی بھوپال (مرگوم) مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب  
 مرگوم، اچتم صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ڈاکٹر مختار صاحب صاحب عرف ڈاکٹر انصاری  
 مرگوم علی احمد مرزا صاحب غولڑا اور لڑے مرگوم۔

اپنی کے دو روزہ قیام میں حضرت مولانا  
 مولانا محمد الیاری صاحب مرگوم | جہاں باری صاحب لڑے اور مرگوم قیام  
 قرنی علی اور جہاں تک گاندھی | پرتشرف تاشے اور تہائی میں سیاست  
 حاضرہ پر بہت دیر تک گفتگو فرماتے رہے اسی اثنا میں جہاں گاندھی بھی تشریف لائے  
 اور حضرت سے گفتگو کی۔

اپنی میں دو روزہ قیام لڑے اور ۲۴ اور ۲۵ رمضان المبارک کی دو میا کی  
 چلی گوروانی | شب میں ایکسپریس سے دہلی روانہ ہوئے اور ۲۵ رمضان المبارک  
 ۱۳۳۵ھ ۱۳ بجی مستند کی صبح کو دہلی پہنچے ڈاکٹر مختار صاحب انصاری مرگوم  
 کی کوٹھی پر قیام فرمایا شب کے آخر جگہ میں دہلی سے روانہ ہو کر ۲۷ رمضان المبارک  
 کی صبح کو پنجے دیو بند پہنچ گئے۔ اللہ العالیٰ والحمد للہ۔

حضرت شیخ الہند کی عام مقبولیت اور | ایک دو روزہ تھا کہ صرف اجانب  
 راستہ میں اسے پیشگوئی پر استقبال | کو یقین تھا کہ حضرت شیخ الہند اور  
 ان کے رفقاء کو پھانسی دی جائے گی اور نہ کم از کم جس دوام اور جو رویداد شور مچا سزا  
 پائیں گے۔ اس لئے مریدوں اور شاگردوں تک نے صرف صحت اور اوقات اور شکر کی  
 سے انکار کر دیا تھا بلکہ تعارف سے بھی ملے ہوئے تھے۔ خاص خاص لوگ حضرت مکان  
 پر آتے ہوئے گھبراتے تھے بلکہ اس مولاد کو چہ می گاہے نہیں گندتے تھے جہاں جہزہ  
 کا دولت خانہ تھا اور حضرت کے لئے تخت و طاقت کے اعزاز استعمال کئے تھے۔  
 بعض مدعیان اصلاح تو جہاں دعوت کے خطر سے انگریزوں کے سی۔ ٹی۔ ڈی کی پڑ

حزبی گئے تھے۔ اب یہ زمانہ بھی ان کے سامنے آیا کہ ہندوستان اور ہندوؤں کے ہندوؤں میں حضرت شیخ پیپٹے لوگ سرور اور شاہ تھے، ایک انوشی پر عقیدت مند شخص کا جو ہم پر و انوں کی طرح تو ناپا ہے حضرت شیخ ابوشامہ نے ہندوستان سے رخصت کرنا جو نئے شہر سے کم دیکھا اور کہا۔ ہلا طاری ابو۔ میر قوشہ۔ میر قوشہ جھارکھی۔ مظفر نگر۔ پونہ وغیرہ میں یہ حالت تھی کہ ہر سال جانے یا لام کو ریاات ماننے کے لئے لوگوں کو سرور یا پیر، شاہ، پیر اور لوگ اس تقیوت کو دیکھتے تھے اور اعانت دے دے ان سے کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ ہلا طاری ابو۔ میر قوشہ۔ میر قوشہ جھارکھی۔ مظفر نگر۔ پونہ اور ہندوستان سے رخصت کرنا۔

رولٹ رولٹ کے الفاظ کے الفاظ | اقرب کے سامنے پیش کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ دشمن جو اپنی سطوت و طاقت کے نشہ میں پرستہ ہو کر کہتا تھا کہ میں ہندوؤں کا خدا ہوں۔ میری حدود ملکیت میں کسی آلہاب فروہ نہیں ہوتا۔ مجھ پر اگر آسمان ٹوٹ پڑے تو میں سنگینوں پر اٹھا لوں گا۔ اس مفرد اور جاہل طاقت نے اسے اس حریک سے کیا اور یہ اس کی نظر میں اس حریک کی کیا حیثیت تھی اس کی بیوی کتنی مضبوط تھیں اور کس طرح کامیابی کے کنارہ پر پہنچ گئی تھی۔ اس کے تباہ کیا ہوئے اور اس حریک نے دیس کا کیا کیا حد تھیں انجام دیں اور اس کے کارکنوں نے کس طرح جان نہیں بڑھ کر کہہ کر کہہ کیا اہلسان و ماہیات بہ لاجداد۔

بدلت گئی رپورٹ کے پیر ۱۹۱۹ میں تھا ہے۔ اگست ۱۹۱۹ میں رپورٹ خطوط کے واقعات کے اختلاف ہوا اور حکومت کو اس سائنس کا پتہ چلا کہ یہ ایک مخصوص تقاضا ہندوستان میں اس خیال سے تجویز کیا گیا تھا کہ ایک طرف شمال مغربی سرحد سے ہزار ہا رپید کرے اور دوسری طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی شورش سے اسے تقویت

ملے اگر تمام مسلمانوں کے خطوط مخصوص ہو تا تو ہندوستان کا ہندوؤں کو ہی باقی اور حکومت کو قوت میں حریک کے لئے یہی ہو گیا کی جاتی جیسا کہ آئندہ آئے گا اور اگر ہندو مسلمانوں کے لئے یہ مخصوص تھا تو ہندوؤں کی کوششیں اور وہاں حرکت ہندو کی حالتیں کی جو تھی وہی دیکھ کر بدلت گئے اور

دے کر کاٹوی راج ٹم کر دیا پہنٹے

اسی سبب کو سمجھ کر گئے اور اس میں لانے کے لئے موٹوئی جیدہ نشہ نامی ایک شخص نے اپنے تئیں ساتھیوں جیسا ڈراخ کر اور گھر والے کے ساتھ اگست سٹنٹ نامی شمال مغربی سرحد کو ہار کیا۔ جیدہ نشہ پہلے تو تھا بعد میں سلطان جو ا ا د و ب و ہ ہ خلیج سہارن پور کے مذہبی حد سے میں تقیم حاصل کر کے موٹوئی سے۔ وہاں اس نے اپنے اپنی اور پورا حیر کے خلاف حیوانات کا لہر پر بندہ سب سے اور وہ میں گئی پھیلا رہا جن لوگوں پر اس کے ایسا اثر ڈالا اور جسے سب سے بڑی عظمت اور تکریم حاصل کی تھی جو ہر تکریم اور سلطہ اور جہ کے حدود میں رہتے جیسا کہ شہادت تھا کہ وہ لوگوں کے مشہور و معروف خارج انضیل کو لوگوں کے دہرہ جیسا کہ مسلمانوں میں اس کے خلاف ایک عالم گیر

مقتدرہ مشہور صفر ۱۷۵۸ء میں جو بہت سے علماء کے ہمت اور کوشش سے قائم ہوا اور آہستہ آہستہ وہاں کی حدود و گزیر تقسیم میں عام جہد میں موجود مشہور دہری قاتلوں میں سے تھیں۔ ان کے خلاف مسلمانوں کی شورش کبھی نہ تھی کی جکی ایک جہد سے نہیں کرتے اور ان کی تفریق تھی جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شریک تھے۔ ہندو مسلم عقیدت میں تفریق نہ تھی۔ یہاں کے شہداء میں دیکھا جاتا ہے اور یہی صفر ۱۷۵۸ء جیدہ نشہ صاحب لائق فخری میں لکھا ہے۔  
اس نے بہا علی برادر کو بھرا کر کیا گیا ہے اور جیدہ نشہ نے حضرت شیخ احمد رضا قدس سرہ کو ساتھ لے کر یہاں پہنچا اور ان کے خلاف شیعہ اور مسلمین کے ساتھ جہاد میں مدد فرمائی۔ اس نے ان کو بھرا کر کیا گیا ہے اور جیدہ نشہ صاحب نے اس کے ساتھ لے کر یہاں پہنچا اور ان کے خلاف شیعہ اور مسلمین کے ساتھ جہاد میں مدد فرمائی۔  
اس نے بہا علی برادر کو بھرا کر کیا گیا ہے اور جیدہ نشہ صاحب نے اس کے ساتھ لے کر یہاں پہنچا اور ان کے خلاف شیعہ اور مسلمین کے ساتھ جہاد میں مدد فرمائی۔ اس نے ان کو بھرا کر کیا گیا ہے اور جیدہ نشہ صاحب نے اس کے ساتھ لے کر یہاں پہنچا اور ان کے خلاف شیعہ اور مسلمین کے ساتھ جہاد میں مدد فرمائی۔







اور ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خاتمہ کرنے کے لئے ایک نیا دور کا آغاز ہوا۔ اس دور کی ابتدا ۱۹۴۷ء کی گئی تھی۔  
 خطہ پنجاب اور سندھ کے ساتھ ساتھ اسی خطہ کو بھی برطانوی حکومت نے تقسیم کرنے کے لئے اپنی ایک کمیٹی  
 زور کو جو خطہ کشمیر، قبائلی علاقوں اور اس کی ایک تہہ بھی روٹ کیٹی  
 کے اداروں کو رکھنے کی گئی ہے۔ حکومت برطانیہ کی ایک تجویز یہ تھی کہ تین حکومتیں بنائیں۔  
 پہلی تہہ پٹیالیہ، دوسری تہہ کوٹلیہ اور تیسری تہہ پٹوالتہ۔  
 ۱۹۴۷ء کو جس وقت پنجاب اور سندھ کے نام ایک خطہ تھا اس خطہ کو ایک دوسرے خطہ کے ساتھ  
 جو ۱۹۵۶ء میں ۱۹۵۶ء کی سٹیٹس ایکٹ کے تحت اس خطہ کو ایک واحد خطہ بنادیا گیا۔  
 پنجاب کے تمام علاقوں کے پاس حیدرآباد، سندھ، جموں و کشمیر، پنجاب اور اسی کے ساتھ ساتھ  
 ہر ایک قوم پرستی جموں، پنجاب، سندھ اور جموں سے یہ دو حکومتیں بنائی گئیں۔  
 ۱۹۵۶ء کے دور میں گوردوس صاحب کے پاس کوٹلی، پٹیالیہ اور راکولہ کے  
 قابل اہل علاقوں کی ان کے قریب صاحب گوردوس کی حکومت سرانجام دینا اور ان کے  
 نام کے خطہ کو حکومت برطانیہ کے ماتحت اس خطہ کے تمام علاقوں میں سے خطہ کو  
 یہ خطہ برصغیر اور اس کے تمام علاقوں کے تمام علاقوں میں سے خطہ کو  
 انہی قوموں کی دلچسپی اور ان کے علاقوں کے علاقوں میں سے خطہ کو  
 واقعات غالب جموں کی مٹا ہونے اور حکومت برطانیہ کی ایک وجہ سے خطہ کو

۱۹۵۶ء کی سٹیٹس ایکٹ کے تحت برصغیر میں بنائی گئی۔ اس کا مقصد ایک ریجنٹ کے طور  
 پر اور سکھوں پر اور ان کے علاقوں میں سے خطہ کو  
 علاقوں میں سے خطہ کو  
 ہندوستان کی تنظیم دیکھیں۔  
 ہر ایک قوم پرستی جموں، پنجاب، سندھ اور جموں سے یہ دو حکومتیں بنائی گئیں۔  
 ۱۹۵۶ء کے دور میں گوردوس صاحب کے پاس کوٹلی، پٹیالیہ اور راکولہ کے  
 قابل اہل علاقوں کی ان کے قریب صاحب گوردوس کی حکومت سرانجام دینا اور ان کے  
 نام کے خطہ کو حکومت برطانیہ کے ماتحت اس خطہ کے تمام علاقوں میں سے خطہ کو  
 یہ خطہ برصغیر اور اس کے تمام علاقوں کے تمام علاقوں میں سے خطہ کو  
 انہی قوموں کی دلچسپی اور ان کے علاقوں کے علاقوں میں سے خطہ کو  
 واقعات غالب جموں کی مٹا ہونے اور حکومت برطانیہ کی ایک وجہ سے خطہ کو

(۱۹۵۶ء کی سٹیٹس ایکٹ کے تحت)



کی تجویز دستاویزی اس لیے کہ برقی جبر دستاویز سے کرنی تجویز ہوتی تھی اور اس کا حکم اسلامی  
 حکمتوں کے رد میں سلسلہ آمینہ کو قائم رکھنا ضروری تھا۔ آمینہ کے رد پر دستاویزی تھی  
 کہ یہ سلسلہ واقعات سلطنت عثمانیہ کے پنچاویں نواسی امپریٹور نے کے خطوط میں جو اب اللہ  
 کا مرتبہ رکھ کر نقشہ تھا اس لیے کہ کہہ کر کہہ کر یہ میں قائم ہو نا تھا۔ خود نواسی امپریٹور میں صاحب کو  
 اس کا سالار راجی بنا تھا۔ نئی سرکاری سالاروں کے تحت سلطنت عثمانیہ میں ایک  
 میں قائم ہونے لگی اور سالاروں کا سالار امپریٹور کو بنا تھا۔ اس لیے کہ اس میں سرکاری  
 بارہ چوبیسوں اور کئی اور راجی فرج جہدہ اور ان کے تمام درباروں۔ اس کے طور میں سے  
 ایک کو تجربہ بڑی بنا تھا ایک کو کونسل اور ایک کو کونسل کرنا اور اسی جہدوں کے سلسلے  
 میں ان کے تجویز کیا گیا تھا ان میں سے اکثر کے ساتھ اس تقریر کے اس سے میں طاقت  
 اور ان کی تھی۔ اس میں ساری اصلاح کی وجہ سے اس میں خطوط میں ہی گئی تھی۔ خود میں نے  
 مناسبہ بھی نہیں اور وہ عمل میں لائی نہیں۔ سالاروں میں نواسی امپریٹور میں اور اس کے ساتھ اس میں  
 برطانوی حکومت کے قبضہ میں آگئے اور وہ اس وقت برطانوی نگرانی میں تھی۔ یہی تھی  
 طلبہ میں یہ تسلط کرنے والا امپریٹور تھا۔ یہی تھی۔ یہی تھی۔ اس کے بعد آخر ایک ہی کے حضور  
 پارلیمنٹ میں ایک خط لکھا اور اس کے اس پر خط لکھے ہیں اس خط کے شروع  
 جتنا کاتر ہے ہے۔

● ایٹھویں پارٹی اور آئینہ کے سلطان اپنے آپ کو ہر قوم کے تہذیب سے

۱۹۱۳ء میں ایک ایٹھویں پارٹی کا قیام ہوا تھا۔ یہ پارٹی ہونے والی تھی۔ اس کے وقت میں نے  
 اپنے لیے ایک ایٹھویں پارٹی کا قیام ہوا تھا۔ یہ پارٹی ہونے والی تھی۔ اس کے وقت میں نے  
 کے اعلان کیا ہے کہ پورے ہندوستان کی حکومت کے اس کے سلسلہ میں ہندو پارٹی کے ان کے وقت  
 کی ہے۔ اس کے لیے کہ اس کے سلسلہ میں ہندوستان کی مسلمانوں کو ہجرت کر کے کسی کسی ملک میں  
 ہونا چاہیے۔ اور اس کے لیے کہ اس کے سلسلہ میں ہندوستان کی مسلمانوں کو ہجرت کر کے کسی کسی ملک میں  
 تصور ہے۔ جی اسے سلسلہ میں ہندوستان کے خیالی میں ہجرت کی ہوگی۔ یہ ہونے والی تھی۔

(۱۹۱۳ء میں ۱۰ اپریل)

صباح کے سفر کے ساتھ ہی جہاز نے سڑک کے کھنبے سے ٹکرائی تاکہ  
 ٹکر سے بچ کر آگے بڑھے اور جہاز میں مسافر و خدمت کے ہر ایک نے اس  
 حادثے سے بے غم ہو کر اپنی اپنی کامیابیوں کے بارے میں سوچنے لگا۔  
 کچھ تو اس کی برکت سے مسرت ہو کر ہنس رہے تھے اور کچھ تو  
 غم میں مبتلا ہو کر سوچ رہے تھے کہ یہ حادثہ ان کے لیے کتنا  
 جیسے مصیبت ہے۔ پھر ایک کئی گھنٹوں کے بعد مسافر و خدمت کے ہر ایک  
 نے اس حادثے کے سبب سے ہونے والے نقصان کو سمجھا اور اس پر غور و  
 فکر کیا۔ مگر اس کے بعد سے جہاز کی حفاظت کا اس قدر خیال  
 رہا جس جہازوں کی جہازوں کی حفاظت کا خیال نہیں رہتا تھا۔ یہ  
 حادثہ جہازوں کے لیے ایک نیا ہیجان بن گیا۔ اس حادثے کے بعد  
 ہر جہاز پر ایک شخص کی تعینات کیا گیا تاکہ اس کی حفاظت کرے۔  
 اس شخص کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جہاز کو کسی حادثے سے محفوظ رکھے۔  
 یہاں تک کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی حفاظت اور نگرانی کی جائے۔  
 یہاں تک کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی حفاظت اور نگرانی کی جائے۔  
 یہاں تک کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی حفاظت اور نگرانی کی جائے۔  
 یہاں تک کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی حفاظت اور نگرانی کی جائے۔

سالانہ معمولی گورنری بڑے ہنسے گورنمنٹ پر مست بندہ ستانی نوایرون اور ریاجون کی اولاد میں کی تسلیم و تحریک میں ہیں ان کا تعلق اس برصغیر میں کا شہزادہ ہے جو کہ تیس جہاں سے گزرتا ہے، تھا اور نائی ہی ایک سرسنگ رہا تھا۔ بیشتر حضرت کی خدمت میں بالخصوص چند ہجر جن کے کوثر پر اس ہر ہوتا تھا اور ہمارے ہاوی پیش کرنا تھا اور ایک سال بڑے ہنسے فوجی اور رسول ان میں جو بھی، آئینہ بن گیا اور ترکوں کا تھا مسز پر وہ کہ گزرتا ہے لیکن اس کے فوجی اور غلاموں کے حیرت کی صاحب سے یعنی آستانہ اول کے تہ کریم کے کہ گزرتا ہے رہا اور غلام بنی بن گئی رہی تباہ سے وہ ساتھ ہم آتی کہ وہ سے پوچھا، کچھ رہے اور تم اور اس کی اور جس کی صحت سے اسی اور میرے پہنچ گئے، تو دنیاوی عزت اور دولت کا سادہ ہے علم گزرتا ہے تالی کے میں آگت میں اس سے ہر جہاں نائز و حکمت کی امید میں سے

نگے اصحاب کعبہ کے چند پہلے مردم گزرتا ہے

پس از آنجا چنانچہ نشستہ غلمان خوش گم شد

اسی پر سب شریف میں نے دنیاوی اپنی آگ اظہیروں کو ساتھ دیا اور صفی ترک حکومت کو کہ اس کی اداس کے آبادی جہاں اور اولاد و امان کی ولی نعمت تھی گزراں نعمت کے کہ برہوں کی اور حضرت شیخ اہل درویش نے فرمایا تھا ہے

ایمان یار شد شریف حسین غلمان شرافت گم شد

عنائی بیستوی تھوڑے نادر کے بعد شرافت کا جہدہ اور استیاز تمام کو معلوم اور پھر عرب سے مشاوریات شریف میں سے کہ اس کے آقاؤں نے ہی نظر بند کر کے جزبہ سا نہیں رہیں، میں بہا دیا اور وہ اسی طرح وہاں سے ہمارے کی حالت میں سرگیا تاوت کی خبر سنا ہاے اس کے لاکوں شریفین جہدہ اند کو شرف امدان کی پہنچا ہے گیا وہ وادی کا پھر ٹا سا نکو اور شریفین میں گرا سو پڑا امیا (عربی) کا برباد شدہ اور غیر آباد صوبہ سے دیا اور پھر جس کے تخی وغیرہ کے معاملات پیش آئے ان کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں شریفین کے ساتھ صلہ کے واسطے سورہ اور فلسفہ کے عرب ہشتوں کو جو شرفرائس اور سرانی (سورج) کے باقی سے کر آیا گیا وہ تاریخ کے سیاہ اوراق اور غلاموں کے نئی ہر گہری گھاؤ سے دونوں سے پچھتے ہی

یورپ کی تہذیب کی ترقی کے لیے ہمیں آتی اور آئے دن قیامت پر کیا  
لڑائی لڑتی ہے۔

گندم اور گندم برودید جوڑا اور مکات عملی کاغذ مشوا  
ترک تو اپنے مقاصد پر مستقل ہونا چاہتا ہے اور عالم کے ہر گوشے کی پریشانی کو  
جو نے میں نہیں آتی۔ کہیں عربوں کی مستقل عبودیت اور تمام عربیوں کے دلوں کا سوا  
وفاق اور شریف صیغے کی سب پر صدارت جس پریت جس کا سبز باغ بلکہ خوش آئند خواہ  
بظاہر دہراؤں نے دکھایا تھا اور کہاں یہ تفرق اور سودوں کی کاغذ تسلط اور علم و حیر  
اور عربوں کے لاکھوں نفوس کی ہلاکتی یہ قدرت کے عجوبات میں سے نہیں ہے تو  
کہا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ انسان اور مسلمان ہجرت پڑھنے کے لئے آج بھی تیار نہیں ہے اور  
خدائے قدوس مالک الملک کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس مدت مدید کی اسارت کی مشقتیں برداشت  
کر کے ہندوستان آئے تو ان کے جذبہ کریمیت اور لڑائی دشمنی میں کوئی کمی نہ رہی بلکہ نہ  
تھی بلکہ ہندوستان مارشل لارڈسٹ ایکٹ کے نفاذ اور جلیا نو باغ وغیرہ کے واقعات  
اور نئی مملکت کی تقسیم اور معاہدہ سیموے اور ترکوں کے ساتھ انتہائی بے انصافیوں  
نے اس آگ کو اور بھی بڑھا دیا تھا۔ یعنی میں آتے ہی مولانا شوکت علی مرحوم اور عکالت  
کیٹی کے بھروسے وغیرہ سے ملاقات ہوئی مولانا جلالہاری صاحب فرنگی کی کھنڈ سے  
اور ساقا گامی احمد آباد سے حضرت شیخ الہند کے استقبال کے لئے کٹر شریف لائے  
نیز دوسرے لیڈروں سے خلوت اور بیخوشی میں باتیں ہوئیں تو آپ نے سب کو عدم تشدد  
زمانہ رائیس کا پرگرام ہندوستان کے آزاد کرنے کے لئے ضروری قرار دیا اور پھر  
اسی طریقہ پر علامت کیٹی اور کانگریس کی تجویز کر کے انہوں کی موافقت کی۔ دیوبند شیخ کے  
چند دنوں قیام فرما کر ضروری سمجھا کہ کوڑا جہان آباد ضلع چنڈی سہہ جی شریف سے جائیں  
اور حکیم نصرت جی صاحب مرحوم۔

حضرت شیخ اشفاق نے یہاں آوارگی کر لی تھی جو اس وقت  
 ۱۸۔ آوارگی سازی پر وہیہ کہ سطر کرنا؛ فتح ہشت کے سکر مد کھوسہ دم کے  
 وہ منہ آزادی کے لئے تھے تاکہ اس میں باقی اور اس وقت میں تھے کہ یہ سزا  
 ساتھ نہیں لگے پہلے ایک خطا کا یہ ہے اور اس وقت میں سے شکر و یاد دیکھنا  
 کر کے نہ سمجھتا گیا۔ تجرہ میں بھی چلے اسکے انہ کے لئے اور کہا کہ یہ کما صحت  
 ڈانٹری اور سی آئی ڈی کی پروردگار میں کہا کہیں فکرہ نہیں ہاں میں تو اس نے  
 صاف کہہ دیا کہ میں ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کسی کو سی آئی ڈی سے اس  
 کما صحت میں ڈکریا ہے اور نہ ان میں سے اصل میں ہے اصل میں یہ سزا میں ہے اس کے  
 جو اس کی تحصیل کے لئے ہے اور اس میں قریبی پٹ راستی کی یا نہ ہو سکتا ہے اصل  
 مدد کار سے ہی ساتھ ہنری کما صحت الیہ اور اس وقت سے ہے اور یہی ہے  
 اور وہی ہے کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے اس حال سے ہے اور نہ  
 ہوا ہے یہ کی نسبت اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ  
 ہی اس سے ہے سزا میں ہے کہا گیا۔ اور اس وقت میں کہ یہ ہوئی تو اس میں نہ وہاں  
 ہر کے کما صحت کیا۔ وہاں اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے  
 مدد سے ہی ہو گیا کہ اس وقت سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 کسی کما صحت اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 ہاں ہے۔ اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے

۱۹۔ اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 اور اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 سے اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 مانہ سے اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 ہاں سے اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 ہاں سے اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے  
 ہاں سے اس وقت میں سے ہے اور نہ کہ اس کے یہ ہے اور نہ کہ اس کے



دلائی لہذا اپنے اکل کھاوا کتے سے اور اس قدر عیون کی شکایتیں تمام سطوح تک پھیل  
 گئیں جو میں نے پہلے نہیں لکھے تھے۔ اور چند سال بعد ہاٹھ کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں نیا  
 لوٹ آئی اور بڑھے تھے یعنی حضرت دلائی لہذا نے عینک کا وہ چند آنکھ اور اور ان دنوں  
 کے یہاں سے نکالنے کا صرف نام رہا اور وہی انسانی ذہن کی پتہ ہو گیا ان صاحب  
 لہذا نے یہ سے کوئی کر رہی ہے اور ان میں کوئی اور فریڈیکر سے کہہ کر ہی پتہ ہوا کہ  
 ہونے میں کہ اس بیماری سے اچھے ہو سکتی تھیں ہندوستان میں وہاں کر رہی تھی اور  
 ہندوستان کے باشندوں یا خصوصاً مسلمانوں کو آملوی کی مکتی جو وہاں کے لفظ  
 آبادہ کہتے ہیں اور تینا اگر مردانہ کو تو فرور وہ ایسا کرتے۔ مگر قدرت کو یہ منظور تھا  
 گو تاگوں اراضی ترقی کرتے رہے اور اگرچہ لوہا کی روڈ اکثری ساہیوں کی فراوانی تھی  
 اور یہ ایک ہیایت اور اہمیت کا ہم ہر تعلق اور طولوں دل سے کوشاں تھا مگر تہ یہ  
 کے سامنے تہ یہ کیا کر سکتی ہے۔

میرا ایام بیماری میں غیر باخبر ہونا | جو کہ ہندوستان سے ہندوستان تک میری رہی ہے

حکومت اہل ذہنی بلکہ ہندوستانی آپا مگر قدرت کی رحمت تھی کہ وہاں کے لوگوں نے شریعت کی  
 پرانی تہ کو حاصل کرنا شروع کیا اور شہزادوں کے ہاں سے لگا کر تہ کے خلاف سر  
 جازانہ طور پر لڑنے شروع کی۔ اور شہزادوں نے ہندوستان میں صاحب امروہہ کی  
 قہر اور حیات سے قدرتی طور پر لڑنے شروع کیا اور اس سے پہلے تمام اہل صاحب تمام  
 کے وہاں ہو گیا تھا مگر یہ حکم صاحب نے شہزادوں کے ایک سال اخیر وہاں کو رہا ہوا  
 جہاں سے کی مہانت سے وہی میں مختلف ایسے مواقع پیش آتے رہے کہ اگر کہ  
 دہرہ میں ترقی تھی سال ٹھہرنا ہر ایک سے سال میں میں بیماری شریعت اور تہ کی شرف  
 دورا رہنے سے میں کا بیاب ہو گیا حضرت دلائی لہذا نے اس پر تہ کے جانے میں خصوصی  
 مہانت برتاؤ کرتے ہوئے کہ ہم ہر کو حاصل نہیں ہوتی تھی وہ یہ بھی تھی کہ اس پھر ہی کے  
 عرصہ تمام وہاں میں ہی سہت سے ہندوستان تک وہاں اور ہر وہاں میں تہ کی  
 کے نہایت محنت سے تہ میں ترقی ہوا وہاں ہر اس وقت ہندوستان تک وہاں  
 پر مہانت تہ کے ہر کو حاصل نہیں ہوا مگر وہاں میں صاحب ہر ماوی نے پچھلے سال میں تہ کے

کہ حکومت کی نظر ہو گی تو میں یہ مانوں کہ انہوں نے سب سے پہلے حضرت شیخ احمد رضا علی  
 کے کچھ دستے کے ساتھ حکومت کو متذکرہ ایجنڈوں اور کچھ کریمین کے لئے  
 پیشانی سے بحث فرماتے تھے اور شکوک و گمانوں سے ان کو بے خبر کر دیا  
 تھا۔ یہی ذکر کرتے تھے کہ ہم مستطیرہ، ان کے لئے کی فہم تھی۔ مگر ان کی  
 صورت اور اندازہ حیلہ کے تھا۔ اس کے بعد وہ سب ایہم انتہائی شفقت فرماتے تھے  
 انہوں نے کچھ سالوں کو مسجون رکھا۔ یہاں تک کہ کسی پر تفریق نہ رہا۔ وہ سب سزا  
 سے باز رہے۔ ان کو رہا کر دیا۔ ان کے بعد حکومت کے ہاتھوں میں کچھ اور تفریقات  
 نہ رہیں۔ ایہم دیکھ کر ان کے سب سے پہلے ہی فریاد ہو گیا۔ ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 و غیر وہی۔ ان کے لئے ان کی سب سے پہلے ہی فریاد ہو گیا۔ ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 خدمات کی سب سے پہلے ہی فریاد ہو گیا۔ ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 حیلہ کے ساتھ یہ صورت کے ہر پریم سے ہی نا انصافی صورت کی صورت ایہم  
 میں اور جی طرح نکالیں۔ ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 کو دیکھ کر انہوں نے اپنی سے صورت کو ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 میرے صورت میں نام نہ رکھا۔ ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 میں سالوں سے ہی کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 کی شہرت کھانا پاتا میں ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 میں کی حکومت میں کام فرماتے تھے۔ ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 کو پہلے ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 اور ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 کہ جو وہ ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 کہ ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 میں بہ تمام تمام ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 میں ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر  
 ان کے لئے ان کے لئے ان کی حدیث و فقہ فقیر





فرماندہ کہ کئی ہی پہل فریاد تھی۔ چھ مہینے میں نے عرض کیا کہ یہاں تو فریاد اٹھ رہا ہے اور یہ پتہ ہے  
 اور یہ سب باتیں ہوں جنہاں موجود ہوتے ہیں اور کیا یہ لوگ تو اپنی مہاشت ہی نہیں کر  
 سکتے میری مہاشت کیا کریں گے اس کو اس کے عیب جو کہ ہر عرض کیا کہ میری سب  
 اور گھانا مانا کہ اس صاحب کو کھتا ہوں یہاں تک کہ صاحب بوجھت کہ ماری اور وہ مانا  
 آئے اور عرض کیا کہ میں نے یہاں کرنا ایک مسجد کے لئے مسجد بنا کر اور وہ  
 کیا مہاشت دے دے وہ چلے کے اس میں مہاشت میں نام دے کرے اس کا خاکہ کریں جس وقت  
 میں یہ لائن ہو لے گا میں ہر وہ سب کے میں میں میں لائنوں پر کیا میرے ہوتے ہیں عرض میں  
 فرمائی ہو گئی کہ یہ وہ کہ میں نے اس وقت لاکر پیش کیا میں چلو کہ تم پر یہ لاکہ یا  
 بہا میں تو وہ ہے چلو میں دی۔

حضرت داگنشاہ علیا سیرا فرمایا کہ ایک شخص کا نام تھا۔ اگرچہ اس کی بیوی نہ تھی مگر اس  
 نے چلو

کہ اس کو گناہ کر سکتے تھے انہیں نے اس حالت کی جی کہ اس نے اس کا نام چلو چلو  
 انہوں نے ہم یہاں نہیں کے ساتھ ہر وہ لگائی کہ ایک سو فی المذاقہ بہا مہاشت پر وہ ل  
 سے پہلہ لگائی اور ان دنوں کہ تو تم کہنے کے لئے میں نے کوئی مہاشت کہتے تھے نہ  
 کی نہ ہا تیار کرنے لگی یہ صفا ہے جبکہ انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 بہت کمزور ہے نہ لگائی یہاں پارٹی صفا جو اہمیت میں لگائی تھی جب کہ تمام اہل خانہ اپنے  
 اور مسئلہ پر مہاشت سے نہا یہی برکت ہو سکتے تھے بہا انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 حاصل کر کے علی حضرت سید علیہ السلام نے انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 نے توجی حاصل کر لیا تھا میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 کانگریس کی مہاشت کی توجی تمام مسلمانوں پر تھا یہ مسلم پر نوری لگائی کہ ہر مسلمان دیا تھا کہ  
 اس پر عمل کریں۔ اگر ایسے سے قطع تعلق کریں اور آپا کرے اور اس کو مہاشت لگائی اور  
 اور اگر کانوں اور اس کو انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں انہوں میں  
 آئیں نیز ظاہر ہے کہ ہر مذہب میں مہاشت سے مہاشت لگائی اور اس کو مہاشت لگائی اور اس کو







میرا دار پہنچا۔ حضرت رکن اللہ علیہ السلام سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ جناب میرا بیوی صاحبہ کو  
 کی کوٹھی پر تمام تقاضا میں لیا کی تمام پذیر ہوئی۔ دیکھو وہاں میں حضرت رکن اللہ علیہ السلام شرکت  
 اور مصالحت فرماتی۔ مصالحت اور بیواری کی وجہ سے عورتوں کو نہیں سکتے تھے وہ عورتوں کے  
 کندھوں پر ٹیک کر چڑھا ہوا تھا علیہ بن ابی اسحاق شہید علیہ السلام نے چڑھا چکر بلین ہے  
 اس کے متعلق ذیل فقرے قابل یادگار ہیں۔

دار میں نے اس بیوہ درسی اور طالت وقتا استیحتی حالت میں کہا کی اس عورت پر  
 اس سے بیگ کہا کہ میں اپنی ایک گمشدہ ستارہ کو میں پانے کا امیدوار ہوں۔ یہ ہے۔  
 ٹیک بندے چیر رہی کے چروہی، لنگھتا تو راہ کر لنگھ کر رہتی تھی جھک رہی ہے لیکن میرا ہوا  
 سے کہا ہے آپ کے گھوڑا پہلا گلو اس راستہ میں جو موکو کو گھوڑے کو لے کر سے پھاڑا تو ان کے  
 دھوں پر خوف و ہراس طاری ہو جاتا ہے۔ غمگاہ میں بکھر چنہ ناپاک ہستیوں کا اٹھانے کے  
 ساتھ عرب و مرہب کا۔

پھر چند سطحوں کے بعد انشا فرماتے ہیں۔

(۱۲) ہا سے تو نہ ہائی وطن بہ میں نے دیکھا کہ میرے اس بند کے فضل اور میں میں میری  
 بیباں ٹھیل چلتی ہیں، دراصل وہ عورتا نہیں میں کم اور اسکو لوں اور کاکھوں میں زیادہ ہیں  
 تو میں نے اور چند عرصے میں بیاب نے ایک قدم چکر اسکی طرف بڑھا یا انھیں اس طرح ہم نے  
 بندہ سنا کے دو تہائی مشاموں دیو پتہ اور چکر اسکار شہر پڑا۔

(۱۳) آپ میں سے ہر عورت صفت اور باغیر میں وہ جانتے ہوں گے کہ میرے بندوں نے  
 کسی وقت بھی کسی انہی نہیں کیے بغیر اور کسی قوموں کے علاوہ فرقوں، اصل کہ سفر پر کر کا تھو نے  
 نہیں تھا میں یہ ہے شک کہا کہ اگر میری ہی تعلیم کافی اثری ہے جو جو یاد رکھا گیا ہے کہ لوگ  
 عورتوں کے رنگوں رنگے جانیں یا عورتوں کے عینوں سے اپنے فریب ہونا پسند ہے،  
 تاہم کا مذاق انہیں یا عورتوں کی پرستش کرنے لگیں تو اس میں تعلیم پانے سے ایک  
 مسئلہ کے لئے جاہلی رہتا تھا ہے۔

(۱۴) ہادی قوم کے سرور احمد یثیوں نے کہا تو یہ ہے کہ امت مسلمہ کی ایک  
 بڑی اہم خصوصیت کا اس کی۔ جو شے مسلمانوں کی درنگ ہوں میں، یہیں عوام عسرہ کی کا حاجی تعلیم  
 ہی جاتی ہے اگر طلبہ اپنے مذہب کے اصول و فروع سے باخبر ہوں تو اپنی عقلی مشورہ



دعا کرتے ہیں۔

حضرت ریحانہ اشرفیہ سے اس کی اسٹیمپ لگی تو آپ نے قبول فرمایا اور ۲۰۰۰-۱۹۰۰ء میں ان کی ایلا اس کی تیار کی مقرر کی گئی حضرت ریحانہ اشرفیہ نے وہاں مفتی کنایت اللہ صاحب کو تحریر طلبہ صدارت پر مامور فرمایا اور مضامین جنوں کے ذکر فرمائیے۔ چنانچہ مفتی صاحب مرحوم نے صدارت کے کر کے پیش فرمایا اور حضرت کو سٹیمپ بعد ضروری اصلاحات اور ترمیم کے حضرت نے بھیج دیا تاکہ اور شاد و عا د فرمایا۔ خود حضرت اس قدر سیریلڈ قیمت تھے کہ جلسہ میں باوجودیکہ وہ جلی میں تقابلیں پاسکتے تھے۔ جلسہ میں بعد حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم نے پڑھا مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیت العلماء دہلی کی کتاب علماء حق صفحہ ۵۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز اگرچہ حیات مقدسہ کے بالکل آخری مدرس میں تھے مگر علم و ملت کی آرزو ہی تھی کہ جمعیت علماء حضرت شیخ الہند کی صدارت کا تاریخی اہتمام حاصل کرے اور آپ کے فیوض سے وطنی اور ملی سیاست کے متعلق ایسے بنیادی اصولی مسائل کو لے جس پر کاربند ہو کر اپنے فتنہ سرائفوں سے شہک و دوش ہونے کی کوشش کرتی ہے۔

حضرت شیخ کا خلیہ صدارت اگرچہ نہایت مختصر تھا مگر علم و ملت اور ملی سیاست کے کھانڈ کو پھانڈ کرنے کے لئے مکمل اندکانی تھا۔

حضرت شیخ کے اس خلیہ صدارت نے علم و ملت کو متحد و متحدہ بنانے اور ملی نظریات کی بنیاد پڑائی۔

(۱) اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن انگریز ہے جس سے نہ کہ معاملات فرض ہے۔  
(۲) مختلف ملت اور مختلف خلافت کے جسوں اسلامی مطالبہ میں اگر مداخلت وطنی اور ملی ہو اور ملت کریں تو جائز اور مستحق تکریم ہیں۔

(۳) اشتقاق و وطن کے لئے برادریاں وطن سے مشترک عمل جائز ہے مگر اس طرح کہ یہی حقوق میں رخصت واقع نہ ہو۔

(۴) اگرچہ موجودہ زمانہ میں توپ، بندوق، ہوائی جہاز کا استعمال خلافت اسلام کے لئے جائز ہو سکتا ہے باز خود دیگر قرون اولیٰ میں یہ چیزیں نہ تھیں تو مظلوموں اور قومی اتحادوں کو مستحقہ مطالبوں کے جو ان میں بھی داخل نہ ہو گا۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگوں کے







تاریخ کو مدد حاصل ہے چاہو گے تھے اس لئے اس آنا ذیل حدیث میں کی  
 ہم اور مدنی مولانا موصوف اور ان کی ملاقات کی یہی تھی۔ فرنگی محل اور مراد  
 وغیرہ سے یہی مددیں منگوانے گئے تھے، اگر سچی مددیں مدد حاصل کر سکتے  
 کہ دیتے تو اس کی ضرورت نہ ہوتی مگر وہ توڑی ہوئی تھوڑی سی مدد کی طرح اور گویا ہتھی  
 میں ہتھیار تھے۔ بہر حال ایک آزد مدد حاصل ہونا مسیحیوں کو ہونا تو ضرور چاہنا ہی  
 صاحب بیچ آبادی اس کے لئے تیار رہے گئے تھے۔

حضرت شیخ ابند رحمۃ اللہ علیہ پاتے تھے کہ مولانا شبیر احمد صاحب یا مولانا  
 مرتضیٰ حسین صاحب وہاں پہلے جائیں اور اس ترکیب پر ہر کتاب لکھا ہے اس کو  
 مشہور کیا۔ حضرت نے وہیں صاحبوں سے پتہ کر کے کیا دنوں کے بعد مولانا  
 اپنی ماں سے اہانت طیبی کا خط کیا اس لئے اپنے اپنے مکانوں پر واپس  
 ہو گئے اور کچھ عرصے کے بعد ہندوہ خطوط الطرح دے دی کہ ہماری والدہ اجلاس  
 نہیں دیتی ہے کہ جس شخصیت کی سبب نہیں ہاں سر پر آگئی تھیں حضور نے وہ تو یہ کہ  
 بلایا اور یہ سبب یہ کہ نکتہ ہانے کا مسئلہ متعلق ہے مگر یہاں تو حاضر ہو جاؤ گے کہ  
 اجلاس کا ضروریات میں داخل ہونا اس وقت تک کہ مولانا طبعی کنیت احمد صاحب  
 اور مولانا احمد سید صاحب ہی تمام امور اجلاس کا خباہت دے رہے تھے۔

بالآخر یہ دو حضرات تشریف دئے تا آنکہ بظلم تھا کہ جب مدعی علی اس اوجہ  
 جلسہ منع ہو گیا۔ چونکہ مولانا عبداللہ صاحب کو اس انگلی میں بہت حد تک  
 گئی تھی اور ان کے ضلعی کاندبار میں جس زیادہ ہو گیا تھا جس کو بنا پر ان کا تقاضا  
 سخت تھا اس لئے لڑائی کے بعد حضرت علامہ مدعی نے مولانا صاحب بلانے صاحب  
 ہجرت دہ اسلام دہ بنیاد مولانا مرتضیٰ حسین صاحب اور مولانا شبیر احمد صاحب اور  
 جب کہ تہائی میں طلب نہ رہا۔ چونکہ صاحبوں میں کو یہ زیادہ استقلال کر لیا گئی تھی اس لئے  
 صاحبوں میں بہت فرق آگیا تھا۔ حضرت نے نکتہ کی ضرورت کا ہر فرما کر حکم کیا کہ  
 اور اس کے خلاف ہر ایک کو دے دے مولانا مرتضیٰ حسین صاحب اور  
 مولانا شبیر احمد صاحب نے کہا کہ ہماری نہیں لگتی جیسی بعض لگتے جگہ جاننے کی لگت  
 نہیں دیتی۔ یہی لئے کہا کہ میں اور دہریں حضرت ہی کے حکم سے گیا تھا اور

حضور ہی کے حکم سے حکومت میں حاضر ہو جس کی ذمہ داری سے خازنہ سمیٹیں  
 چھوڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ گھر پر ہے میں یا ختم ہو گیا ہے۔ وہاں سے  
 میں نکلیں گا یا ہمارے ہاں ہی ہوں تو گھر کا دروازہ میں رکھتا ہوں۔ آج  
 آپ کو اطلاع ہے اس کے احوال کے لئے حاضر ہوں۔ حضور نے بتایا ہے  
 ہر ایک کی طرف سے غور کیا اور غور کیا کہ کس کے لئے ہے کہ اپنے  
 کا طرف چلنا چاہتا ہے تم چلے جاؤ۔ دوسری طرف صاحب کر کے میں نے عرض  
 کیا کہ یہ صاحب چاہتا ہے حاضر ہوں۔ مگر یہ میری خواہش ہے کہ میری پہلی سزا  
 کی سزا ہوئی آئی ہوئی ہے کہ اتنی ہی سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 کہ وہ کہ جہاں جہاں پہنچاں وہ سزا ہے اتنی ہی سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 لگتے کوئی نہ ہو جلاؤں گا۔ حضور اس سے پہلے ہی فرماتے تھے کہ وہ سزا  
 میری کو بنا کر اٹھا کر چلا کر میں نے حسین احمد کو لگتے چھیننے کے لئے غور  
 کیا ہے وہ لگتے کوئی نہ ہیں یہاں کی طرف میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ سزا  
 سزوں کو نہ صرف، اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 گیا ہے میری سزا ہے کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 آگیا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 میں نے کہہ دیا کہ میں نے کہا کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 کہ تو میں نے عرض کیا کہ کہ نہیں نہیں یا اور فقیر ہی جی، گھر آپ کے حکم کے  
 بعد وہ یا اور کوئی صاحب کہہ کر جاتے ہیں کسی کی بھی ہاتھ دالائیں قہر چاہیے  
 اس میں دعا ہے کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 جو آئی ہے نہ ہی وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 پیشہ کے ہے کہ گھر پر ہے اس کے لئے کہہ دیا ہے !

یہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 چھوڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ گھر پر ہے میں یا ختم ہو گیا ہے۔ وہاں سے  
 میں نکلیں گا یا ہمارے ہاں ہی ہوں تو گھر کا دروازہ میں رکھتا ہوں۔ آج  
 آپ کو اطلاع ہے اس کے احوال کے لئے حاضر ہوں۔ حضور نے بتایا ہے  
 ہر ایک کی طرف سے غور کیا اور غور کیا کہ کس کے لئے ہے کہ اپنے  
 کا طرف چلنا چاہتا ہے تم چلے جاؤ۔ دوسری طرف صاحب کر کے میں نے عرض  
 کیا کہ یہ صاحب چاہتا ہے حاضر ہوں۔ مگر یہ میری خواہش ہے کہ میری پہلی سزا  
 کی سزا ہوئی آئی ہوئی ہے کہ اتنی ہی سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 کہ وہ کہ جہاں جہاں پہنچاں وہ سزا ہے اتنی ہی سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 لگتے کوئی نہ ہو جلاؤں گا۔ حضور اس سے پہلے ہی فرماتے تھے کہ وہ سزا  
 میری کو بنا کر اٹھا کر چلا کر میں نے حسین احمد کو لگتے چھیننے کے لئے غور  
 کیا ہے وہ لگتے کوئی نہ ہیں یہاں کی طرف میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ سزا  
 سزوں کو نہ صرف، اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 گیا ہے میری سزا ہے کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 آگیا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 میں نے کہہ دیا کہ میں نے کہا کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں  
 کہ تو میں نے عرض کیا کہ کہ نہیں نہیں یا اور فقیر ہی جی، گھر آپ کے حکم کے  
 بعد وہ یا اور کوئی صاحب کہہ کر جاتے ہیں کسی کی بھی ہاتھ دالائیں قہر چاہیے  
 اس میں دعا ہے کہ وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 جو آئی ہے نہ ہی وہ سزا ہے جس کے میں پہلے سے راضی ہوں اور وہ سزا  
 پیشہ کے ہے کہ گھر پر ہے اس کے لئے کہہ دیا ہے !

فرین جس کی بناوٹ پر نظر بند کر کے شل دیگر ہندو ستانوں اور عربوں کے ترکی  
 ماکہ میں تشریف لے گیا تھا اس کے بعد دعوتِ توحید اور اصلاحی بیڑ مندرہ میں پائی گئی تھی  
 اور ان میں مولانا عبدالقادر صاحب مدنی کی مشورہ پر تھیں تاکہ ہائی سٹیٹل مندرہ صاحب  
 سے منسوب ہوں اس لئے سب کی فرمائشوں اور ہر قسم کی استقامت کرتے  
 تھے۔ اسی لئے میں میرے بیچے اشفاق احمد اور اس کی والدہ مرحومہ کا مدیرہ مندرہ  
 ہی میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے مالک سے ڈالنے پر تیار ہو گیا غلام احمد صاحب مرحوم  
 کے پہلے ایسک پھریں کے متعلق گفتگو کی گئی اور بعد بعد وہ قبول فرمایا کہ  
 انہوں نے اس سے حقہ لیا ہے۔ وہ مالک ہانے کے وقت پھراؤ رہا میں تھی  
 اس لئے وہی ہے۔ یہ ماہ مراد آباد اور مندرہ میں ایک شب کے لئے وہاں ہی ہم  
 کے گلزار کا کھنڈ سے کر سار ہو گیا راستہ میں امر پور کا تھا امر پور کے کھنڈ  
 پر یہ تھا صاحب نے اگر گھریا اور اتارنے پر مجبور کیا میں نے ہر خدا اپنے اہلکار  
 پیش کئے مگر ایک مرتبہ تھی اور کہا کہ حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب یہاں تشریف لائے  
 ہوئے ہیں ان کا حکم ہے کہ میں صاحب کو ان کو اور یہاں لے آؤ۔ چنانچہ امر پور آئے انہوں  
 نے گفتگو کی قبول کیا۔

امر پور آنے کا سبب

آنے کا سبب بعد کو معلوم ہوا کہ فیض آباد میں  
 میں مناظرہ کی قیادت سے ہو چکی تھی اور اسی بنا  
 پر اہل امر پور نے حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب کو انکلیمن دی تھی کیونکہ حضرت مولانا  
 دعوت کو فیض آباد سے بہت زیادہ واقفیت تھی اور ان سے مناظرہ کی  
 بھی بہت کامل جہالت تھی۔ مولانا اسلام نے متعدد دن میں شیعوں کے رد میں کلمہ حقین  
 اور مختلف مقامات میں کامیاب مناظرے بھی کئے تھے۔ مگر چونکہ خلافت  
 کی تحریک اس وقت بہت زور پر تھی اور عام لفظ مسلمانوں میں خصوصاً اور  
 تمام ہندوستان میں مولانا اشفاق احمد کا نام کرنے کی فتنا ضعیفی اس لئے عام  
 اہل شہر مناظرہ کے خلاف تھے اور مناظرہ کے بائیں و فیض آباد  
 سے حجت اجراض کرتے تھے اس لئے سنیوں و حضرات چاہتے  
 تھے کہ مناظرہ نہ ہو۔ مگر کوئی عمل کر کے ہر ماہ نہیں ہوتا تھا اس کی

جامعہ کی ہائی سکیولر اسٹیج پر تھے کہ کوئی لڑکی اچھے طریقے کا حاملہ  
 شخص سے نکاح میں پڑ کر تعلق رکھتا ہے۔ میں بارہ ماہ میں اس سے پہلے کوئی عیب نہ چکا  
 تھا اور حضرت مولانا عظیمی رحمہ اللہ صاحب کا انھیں تمام اور تہذیب میں تھا اس  
 لئے حضرت مولانا عظیمی صاحب نے ضروری سمجھا کہ اس کو لایا جائے  
 اور اس کو وہ سب میں ڈالا جائے تاکہ یہ کہیں کہیں نہ گئے اور اس کا وہ ہر جہت  
 دالے۔ پھر وہ کوئی لڑکی لادیں۔ نے حاضر ہو کر وہاں تقریر کرنے سے منع میں  
 کی جس کی وجہ سے اشتباہ تھا۔ میں نے خود طرح سنیں اور شیخ کو کہا  
 اور وقت کی باتوں کو دیکھ کر یہ حد لیں کہ کوئی اس قسم کی کہہ دے تو اس  
 زمانہ میں مناسب نہیں ہے جس سے اخراج کی فیصلہ میں دست برد -  
 ضروری ہے کہ اتفاق اور اتفاق کو مشورہ کیا جائے۔ میں نے کہہ دیا کہ وہ  
 اور عراقی سے لڑکی سے نکاح دیکھ کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ دیگر عقائد کے  
 کے قیام سے یہ عقائد بھی نکالے۔ اور فیصلوں اور شیخوں نے ان کو طاعت  
 کی۔ یہ حال اس طویل تقریر کا فرقیہ اور تمام پر چھوڑ دیا۔ فرقیہوں کو جسے اور حال  
 طرح دے ہو گی اس کے بعد میں رہائی کا حکم کر رہا تھا کہ وہ اس سے  
 نکالنا انصاری مرحوم کا نام تھا کہ حضرت شیخ ابنہ رحمہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔  
 ان شاء اللہ و انی اللہ و انی اللہ

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ | حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بیاری اور وصال کی تفصیل  
 کی بیساری اور وصال | کہ جناب مولانا حضرت شیخ صاحب مرحوم نے  
 اپنے زمانہ میں حضرت شیخ الہندی میں لڑکی تھیں سے لکھی ہے جس کو تھیں  
 کہنے میں بہت طویل ہے تاہم ہم اس کا اختصاراً فریقوں سے لکھتی کرتے  
 ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ علیہ ۱۲۰۰ھ میں متولد ہوئے۔ جن کا تعلق ایک گھرانے کو  
 تھا جسے بیٹی پر مشورہ فرما کر کے۔ بیٹیوں میں دوں تھیں تمام فرما کر ۲۲ھ میں  
 جمعہ ملازمہ بیٹی پر مشورہ فرمائے۔ ۲۲ھ میں ملازمہ اب ایک ملازم  
 ۲۳ھ میں متولد ہوئے۔ ۲۳ھ میں ملازمہ فرما کر کے۔ ۲۳ھ میں تمام  
 فرمایا ایک ملازمہ فرما کر ۲۵ھ میں ملازمہ ایک ملازمہ فرمایا

لوگت کج دلی سے رہا نہ ہو کے اس کا ہر بچے پر جہ پیشگی۔ استہلال کرنے  
 تاوں کا بلا پیشگی پر میں میں نہایت نیلہ کام کیا ہوں بچہ نہایت کم  
 ہوا پیشگی سے سوسے کے واسطے نثرین سے گئے۔ یہاں کی ملاقات و  
 محاب سے نہایت نیا دکھائی بتا رہی۔ یہ قہر ان کسب و کاری میں کام  
 فرمایا کہ نہ چھتے میں تاکہ وہ ہر روز ایک ایک نکتہ میں صاحب مرحوم کے  
 مکان پر کھلا ہوا اور طبع قہر پر مرحوم کی ترسیل کے لئے بیگنوں سے ان کو لے کر صاحب  
 سے دیکھتے تھے۔ وہاں سے آتا کہانی والے اور آڈاکٹر مولانا جگ  
 ہوں کے وہ قہر کو روئے تھے۔ یہاں سے پھر ایک نکتہ میں صاحب مرحوم کے بیار تھے اس  
 لئے وہ اپنی ملاقات پر دو جا کے ایک ایک حقیقت مندوں کے بہت کھانے  
 تھے۔ یہاں سے آئے کہ ایک ایک نکتہ میں صاحب مرحوم کے دماغ ملاقات دیا جس کا  
 اثر صحیح بندک پر کرتا جس پر قہر کا ہڈی والی میں دیکھ رہی ہو کسی کسب و کاری  
 کا بہت زیادہ فیور ہوا۔ چنانچہ شبہ فرم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے  
 ہر گئے۔ ہر پچھلے اگر کالے ہیں کہ وہ صاحب مرحوم کی تکیوں سے ملتی تھیں  
 یہ چھتے کے ہر ہی نکتہ میں تمام اس کا من اس لئے تھے وہ نکتہ  
 ملاقات آمد صاحب یہاں سے آیا ہے اس لئے یہ تھے کہ اس تپ حلوہ کے کج  
 اتنا ضیق کیا کہ نکتہ دیکھا تھا نہ وقت کہ صاحب مرحوم نے یہ سارے نکتہ  
 ڈاکٹر ہی ہر ہوتا تھا تھا ہی کہ وہی اور نکتہ میں کئے اور صاحب مرحوم کے  
 ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 کی ہی میں کئے تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا  
 ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 دن نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں  
 نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں صاحب مرحوم کے ہر نکتہ میں





مقدس روح اور بھائی و جنہ نصیب کی بہادری کے لئے تاکہ اہل اسلام کو تقسیم و یکس نہ ہو کر  
سے نصرت ہوئی اور فتحِ اعلیٰ سے جگر مل گئی۔ انا اللہ، وانا الیہ راجعون۔

• وفاتِ مجددِ عالم اور نبوتِ چہرہ رسوا شیخ البصائر شاہ علیہ صلوٰۃ

مژدہ اور پریشانی حالِ حاضر کے بعد سے اور تعلق و تفریق کا انا انجانوں میں  
ہے کہچہ دیر تو وہ حالت رہے کہ ایک کو ایک کی خبر نہ تھی کسی کی آہ نکلی تھی سرکچہ کر بیٹھا گیا۔ ایسے  
جاناکہ علامت پر آہ و نالہ علی و پکار ایک معنی کی بات ہے مگر حضرت علامت اللہ علیہ الصلوٰۃ  
صحت کام آرا اور رضا یا خضار کا مفسر غالب تھا۔

صحت گھٹنے کے بعد منزلِ اول (قبر کا علم) تو ادا صاحب نے حضرت علامت علیہ  
کے بھائی صاحب و حکیم محمد حسن صاحب اور علام سے استفادہ فرمایا کہ اگر دہلی میں  
دفن کرنا آپ سب میں تو محمد عینی (حضرت شاہ ولی صاحب اور ان کے استفادہ کلام  
ذمہ دار تھالی کے نزول میں سادہ کیا جائے اور انگریزوں کا خیال چوتروں کا  
انتظام عمل میں آئے سے چھوڑا گیا کہ حضرت کی آندہ تھی کہ اپنے خاندان سے علی گڑھ  
میں جگہ لے اور یہی آندہ اور کشش و دہرا زائغ سے کیجئے کہ یہاں تھی نیز صاحبزادیا  
بھی بابت گھٹنے کے پتے تھیں اس لئے یہی سائے لگائی کہ در بند کے چٹان چا بیٹے۔

(سوانح ص ۱۴۵)

سنو مگر مولانا محسن علی صاحب کا بیان ہے ہے کہ جبکہ مولانا ڈاکٹر صاحب کی  
مانے یہ بھی تھی کہ حضرت کو قبر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دفن کیا جائے اور  
منفی کفایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں دو مشکلات میں مبتلا ہوں ایک یہ کہ در بند  
لے جائیں تو وہ سب حنفی میں ہے غیر حنفی ہے اور دوسرے یہاں کے عقائد میں دفن کریں تو چونکہ  
اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تمام مسلمانوں کو انتہائی شفقت اور رحمت ہے تو خوف ہے  
کہ لوگ جگر کو پختہ کریں اور ہم کتابی صانعے احتیاج بتدکریں کہ یہ بھی نہیں۔ پھر فرمایا کہ  
ابو العالیقین یہ ہے کہ بنانہ و در بندھی سے بچا جائے اور قبر کے پختہ کرنے کا احتمال  
ہیں ہے اور صاحبزادوں کی بھی انگ شوقی ہو جائے گی اس لئے اسی کو  
اختیار کیا گیا۔

چند روز تک صاحب دماغ نے اس شخص کے قتل کی خبر سے کسی حد تک سست ہونے کی  
 حالت میں جان بچا کر رہنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ان کے صاحب دماغ نے اپنے دل کی  
 آواز سن کر اور ریل کے نظام میں سرفراز بننے کے ارادہ کو تسلیم کیا۔ لیکن صاحب  
 نے کسی خاص عمل کے ساتھ ہرچ سرفراز بن گیا اور کئی بار حکومت میں داخلہ  
 بہت اہتمام سے کیا۔ لیکن ایک دن ایک واقعہ رونما ہوا کہ صاحب کی وہ حالت  
 کچھ بگڑ چکی تھی اور طبیعت کے حصول میں کئی دنوں کے بعد اس نے اپنے  
 جسموں کو بہت وقت اور تاخیر سے لیا۔

نیک صاحب کی زندگی میں بھی کئی سخت حالات رونما ہوئے۔ ان کے دل کی حالت  
 معلوم کی جائے تو اس کا حال بھی سمجھنے میں آسکتا ہے۔ اس کی زندگی میں وہ  
 کسی نے نہ کوئی خاص کام کیا۔ وہ اپنی زندگی میں کئی بار مختلف  
 نظریوں سے لگا گیا۔ لیکن وہ کسی خاص نظریہ سے وابستہ نہ رہا۔ وہ  
 کئی بار اپنے اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ کسی خاص عقائد سے  
 کام لے کر نہیں گیا۔ وہ کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ  
 کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں  
 مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ  
 کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں  
 مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ  
 کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں  
 مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ  
 کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں  
 مبتلا رہا۔ لیکن وہ کئی بار اپنے عقائد میں مبتلا رہا۔ لیکن وہ





کلیکٹر صاحب نے میر علی بیگ وقت کی تاریخ اور اقتدار میں جس کے طریقوں کے خلاف یہ  
 اقتدار سے اجازت روئے اور انہوں نے صاحب کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی  
 اس کی وجہ سے کہ وہ صاحب کو ہتھیاروں سے محروم کر کے اس کی حکومت سے خارج کر دیا اور  
 کے بعد کراچی کے شہر میں رہنے لگا اور وہاں ہی رہ کر اپنی تاریخی خدمتوں اور اس کا یہ پشت  
 کا خزانہ لے کر اور وہاں ہی رہ کر وہاں کی حکومت کی خدمت میں رہ کر اس کا عمل چلائی اور حکومت  
 کا کام اس کے ہاتھ میں رہا۔

اب ہم خود کی گفتاری کو اس قرار کو قبول کرنے کی بجائے احوال اس کے ہیں یہ کہ اس  
 صورت میں وہ ان کے ہاں صاحب نے جو کاموں میں کیا وہ ایسے ہی صورتوں کو سمجھیں ہیں جو  
 عطا کیے اور انہوں نے اس میں شائع کی ہے جس میں سے وہ یہ قرار دیا ہے کہ جو اس میں ہے کہ وہ  
کا کراچی سے تعلق اس کے بارے میں یہ ہے کہ اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں یہ ہے کہ  
 یہ وہ ہے کہ اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے  
 اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس کے تعلق سے اس میں سے اس میں سے اس میں سے

کتاب مولانا  
 حسین احمد غفران۔

---

میر علی بیگ صاحب کی تاریخ اور اقتدار میں جس کے طریقوں کے خلاف یہ  
 اقتدار سے اجازت روئے اور انہوں نے صاحب کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی  
 اس کی وجہ سے کہ وہ صاحب کو ہتھیاروں سے محروم کر کے اس کی حکومت سے خارج کر دیا اور  
 کے بعد کراچی کے شہر میں رہنے لگا اور وہاں ہی رہ کر اپنی تاریخی خدمتوں اور اس کا یہ پشت  
 کا خزانہ لے کر اور وہاں ہی رہ کر وہاں کی حکومت کی خدمت میں رہ کر اس کا عمل چلائی اور حکومت  
 کا کام اس کے ہاتھ میں رہا۔



۱۴۱۰ھ شہادت میں اس وقت تھے کہ...

**مولانا کے سفر کی نسبت**

مولانا نے ۱۴۱۰ھ کے ایام میں حج کو نکلے...

وہ حج کی عمر میں تھے اور...

**پہلی سے مولانا کی دعا**

میں نے یہ دعا پڑھی تھی...

اور اس دعا کی وجہ سے...





داخل ہونے اور زیادہ فی طور پر عمارت کے جو کچھ ہوتا ہے اس پر چھو بھنگ کی وجہ سے بہت تکلیف سے  
 عمارت کی آمد و رفت بند رکھی جاتی تھی اس وجہ سے حسب دستور عجم میں کی ضرورت تھی۔ تاہم کچھ منظر کی  
 گلیوں اور مکانات مسافر ہی سے بھر جاتے تھے جو عجم میں بھی لوگوں کی کثرت تھی۔ مولانا عجم شاہ  
 قدیم دینی و غیرہ لوگوں کے ہمدردی سے تھے اور انہوں نے عبادت میں یہ دل جیانی مشغول  
 ہوتے۔

### ضمیمہ صفحہ ۲۲۸

سفر چار ایسٹریٹ میں کا اور ایک ایسٹریٹ میں اس کی عبادت درج میں ہے۔  
 حضرت شیخ اہلبندہ صیحت سید امین عالم صاحب اہل سنت کا اونٹ لکھا کر کے۔ ہند  
 ۱۲۳۳ھ کو روانہ ہو کر ۱۲۴۰ھ میں ۱۲ رجب کو وفات پانچ شہر شاہ کے باہر ایک بار میں فرود گئے  
 جن کا انتظام سید صاحب نے پہلے سے کر رکھا تھا۔ بارگ کے بالائی حصہ مکان میں سید امین عالم  
 صاحب عمارتیں تھیں اور نیچے کے ایک حصہ میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس سفر میں مولانا  
 کے ہمراہ فقط تین آدمی تھے۔ مولوی عزیز علی صاحب۔ وجہا تھا اور کاتب احمد عرف حسین احمد۔  
 طائف متعلقاً ایک پھر ٹانسا کا کتبہ ہے مگر اس کا اطلاق بہت پر سے حصہ پر کیا گیا  
 ہے جس میں بہت سے قصبات اور دیہات شامل ہیں یہ قطع زمین کا بہت اڑھائی  
 پر واقع ہے۔ اونٹوں کے راستے سے تین دن میں یہاں پہنچتے ہیں۔ کیونکہ پھر زیادہ ہے اور چالی  
 آسانی سے چھوٹی ہے۔ اور چیل کے راستے سے جس میں پھر گدھے گھوڑے چلتے ہیں ۱۲ گھنٹہ بلکہ  
 اس سے کم ہیں انہی پر چھوٹا سا بوسہ مگر راستہ دشوار گزار ہے۔ اور مسافتی سے ہوا یا چیل  
 متفرق ہو جاتی ہے بلکہ کراچی میں سخت گرمی کی وجہ سے شب کو بھی آرام نہ ہوا ہو گا۔ انہی میں پتلی  
 مقام کی فترت ہوتی ہے۔ دن کا موسم گرمیوں میں نہایت عمدہ رہتا ہے۔ جا بجا باغات ہیں۔  
 ہر قسم کے میوے بکثرت اور کھدو ہوتے ہیں۔ انڈیا انڈیا (دھنگ چیل) انڈیا اور آفریقا وغیرہ  
 وغیرہ جگہوں کے میوے بکثرت اور کھدو ہوتے ہیں۔ نہایت اور بڑی ہر قسم کی پیداوار ہے  
 جا بجا نہیں ہی ہیں۔ کئی جگہ بکثرت ہیں۔ ہر شے ہی خواہ ہوئی ہے۔ بجانے کے لئے ٹائف جگہ کے  
 لئے ٹائف کی انتہا ہے۔ ترکی گورنر کراچیوں کے نام میں وائس میں رہا کرتا تھا اور برصغیر  
 کے حکام اور اہل عرب شریف وغیرہ بھی وہاں ہی چلے جاتے تھے۔



حکم میں تم راج تھا۔ اس لئے پندرہ ظہری تھانگہ کے بعد چھپ کے رہے اور  
 پھر سوچ کر کھانہ کھانے کے بعد غلو میں گیا۔ اس کے بعد کبھی اس کے پاس  
 ہی کہہ کر شہر آیا۔ یہی چھ ماہا طرفہ ہی ہے چنانچہ ہمارے وقت تیار ہوا کہ اس  
 سے پشاور میں شہر میں سنیہ میں بیٹوں کے مکان پر چلے گئے اور ہمارے قے  
 بھی وہیں ہی ایک کوٹھی کے دی تمام شہر میں اس وقت سب لی بھل گئی۔ ۴۔ شہر  
 نے شہر کو ام رنگ شہر میں چلے گئے تھے ترکا لہرو کو بھی بات سوس ہو گئی تھیں  
 نے شہر کے سب کو اس کو اور کھانے سے پکارتے تھے کہ وہ لیوں اور کانوں کو  
 سورج کے لئے سب ہاں کہ کوٹھی لایا گیا ہے۔ شہر میں غلو کے شہر کو سب  
 کے قریب ہاں سب کے شہر کے قریبوں سے چڑھا لیا کہ کھانے کی کھانے کی  
 کام کہی تھیں۔ سب صدق کے وقت اس سب، حقیقت غلو سے شروع ہو کر  
 کے لئے حضرت اس سے اس وقت حد کی سب سے ہمارے تھے کہ آگاہ کی غلو  
 کی آواز سنائی دی۔ پھر تو پشاور میں سے بند تھیں چلے گئے تھے فرج جس نے  
 پشاور میں سب کو اور کھانے سے ہمارے تھے کہ پشاور سے سب کے  
 اگر تو ترک فرج کے متعلق تقریباً ایک جہاز مسلح سب کے تھی۔ آجیسا ہوا کہ مسلح  
 دہشت گردوں کو حکم ہوا تھا کہ اس نے وہی فرج کو بہت زیادہ قریب سے کھانا  
 تو وہوں کی حوا بہت زیادہ ہائی ہائی ہے اس سے وہی پشاور شہر میں، مسلح  
 مزید متورہ میں ہی واقعہ میں آچکا تھا۔ یکو شہر میں نے حکم کیا تاکہ ایک ہی وہی  
 سب کے کام ہو۔ اس جنگ کے وہ سے ہر رنگ خانہ میں لگا اور اس سے  
 وہی کے لئے آگ کا آواز نہ ہو گیا اور یہاں سے ہر کھانا کی نہ ہو گیا اور فرج کو کام  
 کہ سب کی نظر ہوئی۔ سب کو اور کھانے میں نے آجیسا سے سب کو کھانے  
 میں شروع کی جس کے کوشش سے وہی وہی کی خانہ میں سے کھانے کے یہاں  
 پشاور میں وہی کے ہر کے صحت کی یہی اس وقت کے سب سے ٹکار اس کو  
 سے وہی کے حکم ترک ہوا جنگ یہ متورہ کو اور کھانے کی۔ بہت سے لوگوں نے  
 چھپا یا آجیسا شہر کی گئی اور نام ہاں کھانے کا اور کھانے کی کھانے کی  
 لایا گیا تھا۔ بہت سے کھانے کی کھانے کی کھانے کے آگ کو سے لایا گیا اور کھانے کی

کا کہ اور امداد بھی نہ ملے گی اور اس سے نہیں ملے گی۔ پھر فریضہ کے دنوں  
 نے شکر بھی ہے۔ جو کہ اس سے ہوا کہ صرف صحبت ہونے کے لئے شکر ہے۔  
 انکھوں میں تو ہاں یہ نہ ہو، صحبت کا سنا ہوا۔ اگر فریضہ کی فراخ ہوتی ہے تو  
 اس سے کہ اس سے نہ ہو۔ اگر چہ وہ اظہار کی ہیں اور سنا ہوا کہ نہ ہو۔  
 تھا مگر ہر ہوشی یہاں کہ لایا ہی نہیں۔ جب ہوشوں نے ہر کام کیا جس کا  
 وہاں سے ہاں کہ یہاں ہی نہیں۔ کہ فریضہ ان کے ہوشوں سے ہوا۔  
 حق نہیں ہے۔ یہاں سے ہی اس کے ہوشوں سے ہوا۔  
 کے لئے ہر کام کی ہوتی ہیں اور ہوشوں کے ہوشوں سے ہوا۔  
 اس سے ہر کام کی ہوتی ہیں اور ہوشوں کے ہوشوں سے ہوا۔  
 اس سے ہر کام کی ہوتی ہیں اور ہوشوں کے ہوشوں سے ہوا۔  
 اس سے ہر کام کی ہوتی ہیں اور ہوشوں کے ہوشوں سے ہوا۔  
 اس سے ہر کام کی ہوتی ہیں اور ہوشوں کے ہوشوں سے ہوا۔

سوال نامک مضاف | ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 طاعت میں | ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔  
 ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔ ہر کام کا یہاں سے نہ ہو۔

ہیں۔ جو لوگ سب میں آتے تھے وہ ایک کورہ میں جمع ہو گئے۔ کئی کئی گھنٹے پہلے سے  
 اس سقے تلواریں بھی نہیں ہوئی صرف چند آدمیوں نے وقت نماز شروع کر دیا۔ ایک طرف  
 پڑھ کر جب کہ سکھوں کو چلنے گئے۔ اس کے بعد صاحب صاحبوں نے سیدھا میں نام صاحب  
 کے اور کئی کئی صاحبوں نے نماز کے لئے دہلیا کر دی۔ عدوہ مکان کے کچھ صاحب  
 سید صاحب میں و شہداء اور صاحبوں نے چاہی تاکہ رمضان اور قاتلہ کی نسبت  
 وہاں نہ لکھ سکتے تھے۔ اس سال تاریخ نظام ترکیب سے چھٹی گئی اس کے بعد وہاں  
 علی لوہاں میں عمر کے وقت تک سب میں مشغول رہتے تھے اور وہی میں نقل صاحب  
 کتاب کو تھکا دیا اس سب میں خصوصاً میرے نظروں میں وقت گزرتے چلنے میں ایک ماہ  
 تھی۔ بعد از عمر کا وقت پہنچا تھا۔ ہزار کی عمری نکلتے اور پیشہ چل بوتے تھے۔ عمر گزر  
 چکر شکر میں منت زانی اس کے شہد کو جب کے شکر چل بوتے ہیں یا مستعمل کرتے تھے وہ  
 تو کبھی ہاتھ بیز گوسفٹ پکایا جاتا تھا۔ اس وقت حاضر میں ہاتھ و پیو بھی دیکھا جاتا  
 مشن ہوا تھا ایک آدھو فی عدلی آڈا، فکری شکل تھی۔ گردن کے پانچوں میں مائی پانچوں  
 نے حضور نے ہاتھ اور ہر دم کے لئے چھ بھٹ بھٹ پکایا تھے جو عمرہ قسم کے  
 تھے۔ انہوں نے بہت کام کیا اس وقت میں جو کئی گھنٹے اور وہی ہم نے اس پانچوں  
 حاضر میں وہ بہت گمانی کہاں۔

طائف سے روانگی | امیر کے جمع کرنا کابل شہر جو کہ سے منسلک تھے تھے حکام  
 کے پاس ہا کر شکایت کی کتاب جلد سے اس کتاب کے  
 تھے کی نہیں ہو گیا۔ جلد سے پاس تھے جو ہر صاحب ساری کے تھے کہ وہ سب تک  
 قسم ہو گیا۔ اب وہ سے تھے کوئی صورت کہنے ہم سب سے جاتے ہیں۔ انہوں  
 نے کہا کہ اپنا کام کے اظہار سے ہر صاحب کو ہاتھ سے معاش کے لئے ہم  
 تم کو جانتے ہیں گے۔ ہم اپنی حد میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے شرف کے آدمی  
 تم کو نقصان پہنچائیں تو اس کے ہر قسم سے ہیں۔

اجل لوگوں کو اس طرح ایک فلام سونے کے ایلو دیوں کے نام دیا جاتا تھا  
 انہوں سے عہد لایا جاتا تھا کہ وہ کوئی اگر نکل کر سے سے جگہ نہ کریں گے۔ ہر آن  
 کو سونے کے ضرور سب کے باہر نکلنے کو جاتا تھا۔ جس میں طرح سے نکل گئے

تھے تو پیرم سبھوں کو ضروری معلوم ہوا کہ نکل پھریں چنانچہ ہوشوال ۱۳۳۲ھ کو یہ وقت صحیح آئیگی  
 باب انکے ہاٹس سے نکلے امدواں سے ملکر کر پھرتے ہوئے قسیم میں پہنچے یہ وہ  
 مقام ہے جہاں پر شریف کا بیٹا عبدالرشید بیگ بیکانہ دار بندوں کا تھا قسیم تھا انکا اخرج  
 حرکات کا یہی مرکز تھا۔ یہیں مصری فوج کے ٹیپے بھی تھے چاکر ہاٹس پاس دسواں تھی اور  
 نہ قدر و غیرہ امدان مستعد تھا۔ اور حضرت مولانا صاحب علیہ نہایت فصیح تھے تین دن  
 تک پہاڑی سائستہ کو قلعے کرنا آسان نہ تھا۔ علاوہ انہیں اسباب بھی تھا اس وجہ سے وہاں جانا  
 ضرور ہوا۔ عبدالرشید بیگ سے ملاقات ہوئی، اعدا و اکام سے پیش آیا ایک ٹیم بکھڑا کرنے  
 کا حکم کیا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے وقت پیش کی (عرب میں مادت ہے کہ معزز جہاں کی دعو  
 میں زمیندگی کرنا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ کامل آرام مہمان کا شمار نہیں ہوتی  
 اور پورا ٹیم جو معززہ جات بھیجے۔ اور ایک اشرافی نند کی نوکر کہا کہ شب کو یہاں قیام کرو  
 علی الصبح تم کو یہاں ڈکرایا جائے گا۔ مگر علی الصبح قرانی پر چلا گیا۔ اس کے بگڑوں نے  
 خالی پشت شعرا کا انتقام کر دیا۔ کہیں بھی خود دیا اہذا دارا بھی اس طرح وہاں سے بولنے  
 ہو کر ہم دوسری شوال کو نیکو مستعد علی الصبح پہنچے۔

## ضمیمہ ۳۳۲

حضرت مصنف مدظلہ العالی اپنی تصنیف سفر نامہ امیر المظاہر میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 ایام گام میں اور گنگ آباد کے خانی بہادر مبارک علی صاحب نے شریف لائے۔ مگر کارہی  
 آدمی تھے۔ سن کر انہیں خوب ہانکتے تھے۔ شریف صاحب کے یہاں پہنچے، بڑوں کو ہر  
 مجلس میں لڑا کہتے تھے۔ حکومت معززہ کی مدد کمرانی میں زبان مشک۔ جو ہائی تھی انہوں  
 نے نکالا کہ یہاں میں گونڈ، جنگل طرف سے بھیجا تھا کہ انہوں تاکہ جبار کے حال کو نہایت  
 کر کے قاضی ہائیں اہلی ہند کو بتاؤں۔ کیونکہ ہند میں اس وقت بے چینی بہت تھی اور  
 انہوں نے اہلی ہند پر غلامی کے صدمے امتحان ہیبت کرتے ہوئے یاد شاہ جبار کو تڑا بولا کہتے ہیں۔  
 اس نے ضروری ہے کہ ایک اطلاع ملے۔ مگر کی طرف سے لیکو دیا جائے جس میں ترکوں اور  
 آئیں حکومت اور خلافت کی لڑائیاں ان کے استعجابی خلافت پر پروردہ مضمون سے ہو گیا کہ  
 میں معززہ انقلاب اور حکومت معززہ کی بولائیاں ترک کی گئی ہوں۔ چنانچہ ایک ایسا معززہ لڑا

گیا اور وہاں کے اہل علم سے یہ کہ وہ بد شرافت میں داخل تھا اور صاحبِ حریت و شوکت  
 شمار کئے جاتے تھے اس پر دستخط اور مہر کرایا گیا۔ بہتوں نے غرض سے اور بہتوں نے نفرت  
 سے دستخط اور مہر کیا۔ ان میں بہانہ موعود کے پاس جب یہ محض نامہ پیش کیا تو انہوں نے  
 کہا کہ ان علماء کو کوئی اعتراض نہیں جانتا۔ کون تصدیق کرے گا۔ مناسب ہو گا کہ حضرت  
 مولانا محمود الحسن صاحب جو کہ علماءِ ہند میں ایک مشہور و فاضل شخص ہیں ان کے اہلِ علم  
 ہند کے دستخط اور مہر ہوں۔ (دستخط) اسی واسطے وہاں جیسے گئے تھے کہ اس واسطے سے  
 سلاطین کو وہاں سے پکڑا جائے یا یہ قضیہ اتفاقیہ تھا

الاجل اس ضمن میں کہ وہاں کے شیخ الاسلام مفتی عبدالرحمن صاحب نے مذکورہ حکومت ترکی میں  
 حقیقی لہذاں کے انقلاب انقلاب کے بعد عہدہ شیخ الاسلامی اور وکالتِ شرافت پر مامور ہو گئے تھے  
 بذریعہ تیسب العلماء مولانا کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں نے یہ مہر لیا وہ اس مہر کو لے کر  
 مکان پر آیا۔ اس زمانہ میں اہلِ علم و علم میں سے جو لوگ مہاجرین ہند اور علم دوست تھے  
 انہوں نے علم کے لئے مولانا کو اس سے بخاری شریف کو شروع کر رکھا تھا۔ مکانِ اجمت ہی پر  
 درس دیا کرتے تھے جب وہ کانفرنس آج کل کے اس کی تھی جن میں علماء مسلمانوں کے مالک  
 بالحریم الشریفین الکتب یعنی یہ تحریر کر کے کہ ان علماء کی طرف سے چھوڑ کر شریفین کی  
 میں چھوڑ گئے ہیں۔ اس لئے ان سے کہا گیا کہ "اولاً اس مہر کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں  
 کہ حضرت مولانا اس پر کچھ کہیں کی کہہ کر وہ علم کے گدھے میں سے نہیں اور نہ مہر کو اپنی سہولت  
 میں مولانا نے کبھی ہمیں کی ثابتاً اس میں قوم ترک کی مصلحت کفر کی گئی ہے اور دینا اس  
 کے جو کہ اختیار اور سندِ احکام ہیں آپ کو معلوم ہے۔ ثانیاً اس میں وجہ کفر مولانا کے ہونے  
 کا تحت سے آکر دینا کہا گیا ہے۔ حالانکہ کسی فقہ نے اس کو مہجرت کفر میں سے قرار  
 نہیں دیا۔ دینا اس میں خلافتِ سلاطین آل عثمان کا انکار کیا گیا ہے حالانکہ یہ امر  
 مخالفِ نصوصِ شرعیہ میں ہے۔ ثالثاً اس میں اس انقلاب اور حرکت کو مستحسن دکھایا  
 گیا ہے اور یہ بھی شرعاً نہایت قبیح واقع ہوا ہے۔ چہ چہ کہ کاتب اللہوں کی تیسب العلماء سے  
 کہ پہلے سے معرفت تھی اس لئے ان سے تمام کیفیتیں ظاہر کر دینے کے بعد یہ کہا گیا کہ  
 تم شیخ الاسلام سے یہ کہہ دینا کہ مولانا نے اس پر دستخط اور مہر کرنے سے اس وجہ سے  
 انکار کیا کہ اس کا عنوان اہلِ علم اور علماء میں جم کے ساتھ مخصوص ہے میں اہلِ علم نہیں

پرفتنی لانے کی وجہ سے مجھ کو کوئی استحقاق اس پر دستخط کرنے کا نہیں اور یہ کہا گیا کہ  
 ایسی دوسری وجہوں کو اُن پر قلم بردہ کرنا اگر بھرا تو ہوں نے اصرار کیا تب میں وجہوں کو پیش کیا  
 جانے لگا۔ اسی وقت دلہن جو گئے اور پھر کوئی جواب نہ لائے۔ اس شخص کا شہر میں پہلے  
 سے چرچا تھا۔ جو لوگ مقامی تھے اُن کو خوف لگا ہوا تھا کہ اگر جلد سے پاس کرنا تو ہم کیا جواب  
 دیں گے اور کس طرح بیان چھڑائیں گے۔ مولانا مرحوم کے مدد کرتے ہی تمام شہر میں مشہور  
 ہو گیا کہ مولانا نے اس پر دستخط کرتے سے انکار کر دیا۔ اب تو وہ صرف کبھی آتے ہو گئے۔  
 اور شیخ الاسلام صاحب کو تنبیہ دیا انہوں نے عبارت را بقرائت بدل ڈالی اور  
 اس طرح اس کو مکمل کر اس میں سے صحت تکفیر یا نکل خار کا ہو گیا۔ مگر دستخط کرنے کو بھیر  
 نہیں بیجا۔ جو عہدہ دو بارہ بنائی تھی۔ اس پر پہلے علماء سے فتوہ مستعمل کرنا اختیار  
 دا تھا۔ میں چھاپ دیا اور اسی کو خان بہادار صاحب علی خاں نے لکھ دیا وہ نہ ہو گئے۔  
 خیر خواہوں نے مولانا مرحوم سے کہا کہ کہیں شریف آپ کو کوئی اذیت نہ پہنچائے وہ ان کے  
 نے فرمایا کہ پھر کیا کیا ہائے۔ یہی حیثیت سے اس پر ضرور دستخط کسی طرح درست تھا۔  
 آج جو کہ تقدیر الہی میں ہوگا سمیٹیں گے۔





شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت علم و عمل اور شریعت و طریقت کا اور مجمع البحرین ہے جو ایک طرف اشراج سنت، اشراج نبوت، سیرت صحابہ اور اسما و مشائخ کا سرچشمہ ہے تو دوسری جانب ایسا بحر ہے پاباں ہے جس سے جذبات لریب، ترقی ملت، حب وطن، ہمدردی اور شجاعت اور نوع انسانیت اور ان کے لئے اچھے برے بناؤ پرانی کے چشمے اچلتے ہیں۔

زیر نظر کتاب حضرت رحمہ اللہ کی خوبنوشت سوانح حیات ہے جسے آپ نے نئی نئی شکل میں قید و بند کی زندگی کے دوران اپنے غمگین تھام اور بے تکلف احباب کے اسرارِ عظیم پر تحریر فرمایا جس میں آپ کی سوانح حیات اور انگریزوں کی ہندوستان آمد اور ان کے اقتدار کے ناتمے تک کے واقعات کا مستند و جامع تذکرہ ہے اور یہ بات واضح کی گئی ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے راحت و آرام، دس و تہا نہیں، تہذیب و تمدن، تالیف و تصنیف اور تفسیر و تہذیب جیسے مقدس مشاغل سے دست کش ہو کر یکے ایک سیاست کی بے شرم و ہنگام آراء و زندگی کیوں اختیار کی اور حکومت مصالحت کے پانڈلی صفت آراء کیوں ہوئے؟ نیز حضرت شیخ الہند کی سیاسی تحریک کے مختلف گوشوں کی کتاب کشائی کی گئی اور تحریک کے درجہ پال کا مکتوبہ موقتہ کے قیام، افغانستان و تہذیب کے انقلابات، ناکامی تحریک کی وجوہات اور اسارت، مالانہ و غیرہ کے حالات کو قلمبند کیا گیا ہے۔

E-mail: [ashraf@cybernet.pk](mailto:ashraf@cybernet.pk)



010-7300